مصباح الکلام

فی

طریق الاسلام

تالیف شریف جناب معلی القاب

مولانا المولوی محمد عبدالغفور صاحب فاروقی

رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڈھ

محمد رحمت اللہ رعد کے

نامی پریس کانپور میں چھپا

مصباح الکلام

فی

طریق الاسلام

تالیفِ شریف جناب معلی القاب

مولانا المولوی محمد عبد الغفور الفاروقی

رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڈھ

محمد رحمت اللہ رعد کے

نامی پریس کانپور میں چھپا

سنہ ۱۳۲۳ھ

یابم او را یا نیابم جستجوی می کنم   حاصل آید یا نیاید آرزوی می کنم
رازہای دل بیان سازم بہ پیش یار خود   بشنود یا نشنود من گفتگوی می کنم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خاک کا پتلا جسکو انسان کہتے ہین گنجینۂ اسرار قدرت ہی اُسکے کالبد مین بڑے بڑے گران بہا جواہر ودیعت رکھے گئے ہین جنمین ایک جوہر شریف عقل کا بھی ہی - اسی عقل کی بدولت اُسنے مدارج علمیہ پر صعود کیا اور دقائق حکمیہ حل کیے لیکن سچ یون ہی کہ دریاے ناپیداکنار علم سے اُسکو اتنا حصہ بھی نہین ملا ہی کہ خود اپنی پیاس کو بجھا سکے اور زیادہ نہین تو اُن اسرار کو دریافت کر لے جو اُسکی ابدی زندگانی سے تعلق رکھتے ہین اور جن پر اُسکی اُخروی آسائش کا دار و مدار ہی - وہ زمین پر بیٹھا ہوا آسمان کی باتین استدلالاً بیان کرتا ہی لیکن یہ نہین جانتا کہ خود اُسکے وجود کی کیا حقیقت ہی

اپنے ابنائے جنس کو مرتے دیکھتا ہی اور باور کرتا ہی کہ موت اُسکی تاک مین لگی ہوئی ہی اور جلد یا دیر مین اُسکو بھی سکرات موت کا تلخ ذائقہ چکھنا اور حسرت و افسوس کے ساتھ اس سرائے فانی کو چھوڑنا پڑیگا وہ ایسا ناعاقبت اندیش تو ہی نہین کہ اس ضروری سفر اور اُسکے منازل و مراحل کے استدراک حال مین اپنی کوششون کا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھے مگر میدان سخت تاریک ہی عقل کی مشعل اُسکے گرد و غبار مین کچھ کام نہین دیسکتی۔ بڑے بڑے دانشمندون نے قیاس کے گھوڑے دوڑائے جو چند قدم چلے اور پھر ٹھٹھک کر رہ گئے مشہور دقیقہ سنجون نے سخت عرق ریزیان کین اور ان گرھون کو کھولنا چاہا مگر کھلنا اور کھولنا کیسا اُلجھے ہوئے سلسلہ مین کوئی سُلجھا ہوا دھاگا بھی اُنکے ہاتھ نہین آیا۔ یورپ اور ایشیا کے دانشمند مثل افریقی وحشیون کے لاعلم مرے اور اب بھی اگرچہ ہر ایک ذیشعور اپنی قوت فکریہ پر زور دیتا اور پتہ لگانے کی کوشش کرتا رہتا ہی مگر جسطرح اگلون کو ناکامی ہوئی پچھلون کو بھی امید کامیابی نہین ہی جو کچھ ہونا ہی وہ یہی ہی کہ تفتیش کی کشمکش مین ایک دن کوچ کی گھنٹی بجا دیجائے اور غیر معلوم الحقیقت راستہ پر چلنا پڑے۔

موت کا ساکن لعین سہ حرفی لفظ تلفظ مین کڑوا کڑوا معلوم نہین ہوتا مگر اُسکے معنی مین کوہ ہمالیہ سے زیادہ سنگینی موجود ہی خدا کو علم ہی کہ مسافران عدم اس بار گران کو کیونکر اُٹھاتے ہین اور صبر و سکوت کے ساتھ قدم بقدم یکے بعد دیگرے چلے جاتے ہین۔ یہ تیز رو جانے والے ایسے بیخبر سوئے ہتے ہین کہ کتنا ہی چیخو چلاؤ

ہاتھ پانوٗن پکڑ کے جھنجھوڑ و خواب گران سے سر نہین اُٹھاتے اور ستم تو یہ ہی کہ اشارون سے
بھی نہین بتا دیتے کہ جانکنی کا سخت مرحلہ کیونکر طی ہوا۔ وہ دم نکلتے ہی عزیزون کی
محبت آشناؤن کی مودت کو بھول جاتے ہین اور شائد اُن مین کوئی ایسی مقناطیسی قوت
پیدا ہو جاتی ہی جو زندون کے جوش محبت کو بھی سلب کر لیتی ہی تب ہی تو ایسے عزیز جو
جان سے زیادہ پیارے تھے بار گردن ہو جاتے ہین اپنے دوستون کے ہاتھون اور
نرم بچھونون سے اُٹھائے جاتے اور فرش خاک پر تنگنائے لحد مین لٹا دیے جاتے
ہین۔ سامان راحت سے اسقدر بے پروائی کیجاتی ہی کہ ہوادار کمرون مین جن کو
بے مروحہ چین نہین آتا تھا اُنکی آسایش کے لیے ایک ایسا سوراخ بھی نہین چھوڑا
جاتا جو گرد و غبار کے ساتھ سہی مگر کوئی جھونکا ہوا کا اُن تک پہونچا دے۔ آدمی کتنا ہی
خوش نصیب ہو اور کامیابی کا کیسا ہی زرین چتر اُسکے سر پر پھر رہا ہو مگر فطرتاً انسانی
امیدون کا سلسلہ ایسا دراز ہی کہ کبھی ختم نہین ہوتا دنیادار اور خدا پرست دونون بستر مرگ
پر شاکی پائے جاتے ہین کہ عمر نے کوتاہی کی اور ناگاہ وہ وقت آگیا کہ ضروری تمنائین
پیوند خاک ہوا چاہتی ہین۔ اس خیال کے ساتھ ایک طرف بیماری کی تکلیف جانگزا
اور دوسری طرف املاک دنیوی کی بے تعلقی روح فرسا ہوتی ہی پھر سکرات موت کی شدت
مفارقتِ احباب کا خیال اور زیادہ تر آیندہ زندگانی کی تاریک حالت انمین ہر ایک
بجائے خود ایسی درد انگیز اور حسرت خیز مصیبت ہی کہ محض اُسکے تصور سے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہین اور کلیجہ مُنھ کو چلا آتا ہی۔

الحاصل ایسے مبتلائے بلاکو دوستون نے چھوڑا عزیزون نے اُس سے مُنھ موڑا اب جسد بے روح تنہا ہی اور خود روح معلوم نہین کہ کس وادی مین چکر کاٹ رہی ہی تمامی حقوق مالی وملکی ساقط ہو چکے شاید کچھ کھوٹے دینار و درم جیب اعمال مین چھپے چھپائے ساتھ آئے ہون مگر وہ قدر کے لائق نہین اور اُنکو کسی موقع پر پیش کرتے ہوے خود اپنے تئین شرم آتی ہی۔ آہ یہ غم آگین نظارہ حسرت ناک سمان آنکھون سے خون رُلانیوالا ہی اور اُسکا اندازہ وہی دل و دماغ کر سکتا ہی جو ایسی مصیبت مین پڑ گیا ہو۔

دنیا کے بے درد ستم شعار بادشاہ اپنے سرکش کافر نعمت غلام کو اگر ایسی حالت زار مین گرفتار دیکھین تو شک نہین کہ اُنکو بھی رحم آجاے اور اُن آنکھون سے جنھین قتل و غارت کا تماشا مرغوب ہی آنسو ٹپک پڑین۔ اچھا دیکھو تو سہی کہ اس غریب الدیار بے یار و مددگار کا بھی کوئی ذی اقتدار آقا ہی کیا اُسکو اس دردانگیز واقعات کی خبر نہین ہی یا وہ ایسا سنگدل ہی کہ مصیبت زدون کی گرمی آہ سے نہین پسیجتا؟

عناصر اربعہ جنکو تم جانتے اور پہچانتے ہو اس عالم کے بہت بڑے ارکان ہین وہ سب ہر چند مختلف الماہیت ہین مگر اُنمین ایک کا دوسرے کے ساتھ منقلب ہونا یا یون کہو کہ اپنی صورت بدل کے دوسرے کے ساتھ گھُل مِل جانا اور پھر پھر کے اپنی اصلی صورت پر آجانا بقاے عالم کا بہت بڑا راز ہی۔

پانی کا ایک قطرہ جو دیکھنے مین بے حقیقت نظر آتا ہی درحقیقت معلوم نہین کہ ابتداے خلقت عالم سے۔ اُسنے کتنی شکلین بدلین کیا کیا رنگ دکھاے ہرے ہرے سبزے

اُگائے بڑے بڑے درخت جمائے ذی روح اجسام کی پرورش کی خاک مین مل گیا
بخار بنا ہوا کے سر پر چڑھ گیا اور پھر اپنے حیز کو بشکل اصلی واپس آیا ہی - یہ انقلابی نظام
اگر رُک جائے تو شیرازۂ عالم بکھر جائے ارزاق کا دروازہ بند ہو انسانی تدبیرین بیکار
رہین اور ہر ایک جاندار اپنی جگہ پر دم توڑدے - علم طبعیات کے جاننے والے تمکو
مطمئن کر سکتے ہین کہ اسطرح کے انقلاب سکوت کے ساتھ ہر لحظہ اور ہر ساعت ہوتے
رہتے ہین اور اُنکا تماشا دیدۂ بصیرت کے لیے حیرت خیز و عبرت انگیز ہی -
پانی کی خلقت حیوانات اور نباتات کے لیے مایۂ زندگانی ہی اُسیکی بدولت پیاس
بجھتی ہی غذا کے ہضم مین مدد ملتی ہی نباتات کی روئیدگی اور شادابی کا مدار پانی پر ہی
پانی نہو تو آفتاب کی گرمی تمام جانداروں کو ہرے بھرے باغون سرسبز جنگلون کو جلادے
کشتیان اور جہاز بیکار رہجائین اور یہ عمدہ اور لذیذ غذائین جنکا لطف انسانی ذائقہ
اُٹھا رہا ہی میسر نہون بحری و بری جانور مٹین غسل کی جگہ خاک مین لوٹنا پڑے کپڑون
کی اور خود اپنے بدن کی گندگی قوت شامہ کا دم ناک مین کر دے -
ہمنے سرسری طور پر چند عام فہم فائدے تحریر کیے ہین اور دریا سے ایک پیالہ
بھر کے تمھارے روبرو پیش کر دیا ہی جہانتک فکر کو وسعت دو فائدے کے بعد فائدے
اور نکتہ کے اندر نکتے اس ایجاد مین نظر آئین گے - یہ لائق قدر چیز دنیا مین قدر و قیمت
نہین رکھتی فقیر و امیر دونون یکسان طور پر اُس سے مستفید ہوتے ہین عالم بالا کی فیاضی اُس نعمت
کو زمین کے سر پر برساتی ہی روزمرہ خرچ اور ضروری فوائد کے لیے ایک حصہ اُسکا

سطح زمین پر رہجاتا ہی اور بہت بڑا حصہ یہ زمین اپنے دامن کے نیچے چھپا لیتی ہی خاص ضرورتوں کے وقت قدرت اُنکو اُچھال دیتی ہی یا انسان اپنی محنت و تدبیر سے دولت مخزون کا کوئی جزو برآمد کرلیتا ہی۔

اب آگ کو دیکھیے کہ فائدہ رسانی کے میدان مین اُسکی لپک پانی کی روانی سے کم نہین ہی اندھیرے گھر مین وہ روشن چراغ ہی بزم عالم مین اُسکی چمک و دمک سے رونق ہی غذا کا پکانا کدورتون کو دور کرنا اُسکی منصبی خدمات ہین۔ دنیا کی بڑی بڑی مشینین اُسکی قوت سے چلتی ہین عجیب و غریب آلات جنسے انسان اپنی حفاظت کرے اور قوی دست دشمنون کو خاک مین ملادے اسی آگ کی بدولت بنائے گئے ہین اُسکی مدد سے طرح طرح کے ظروف بنے سامان امارت مہیا ہوا ٹیلی گراف آفس قائم ہوا ریلوے کا صیغہ ظہور مین آیا۔ اب طائران تیز پرواز سے زیادہ تیزی کے ساتھ خبرین آتی جاتی ہین سریر سلیمان ایک ہی تھا اور آجکل ہزارون ٹرینین اطراف عالم مین بنی نوع انسان کو شہر بشہر قریہ بقریہ اُڑائے لیے پھرتی ہین۔ آگ نہوتی تو علمی اصول پر جو طاقتین انسان نے پیدا کین اور اُنسے کام لے رہا ہی کیونکر پیدا ہوسکتین اور غبارا بناکے پرند کے مانند آدمی ہوا پر کسطرح اُڑتا پھرتا غرض یہ آراستگی اور شائستگی شوکت کے سامان تمدن کے ذرائع جو آج بچشم حیرت دیکھے جاتے ہین اسی آتشی مادہ کے طفیل سے عالم ظہور مین آئے۔ روزافزون ترقیات ایجاد کو دیکھ کے آیندہ ترقیون کا ہر متوسط الفہم کو علم الیقین ہی لیکن دوراندیش سے زیادہ دوراندیش عقلمند بھی اندازہ نہین کرسکتا کہ زمانہ کہانتک ترقی

کریگا اور اس پگھلانے والے مادہ کی بدولت کیا کیا ایجادین انسان کی توکیا بساط ہی فرشتون کو حیرت مین ڈال دینگی۔

ہوا کا جوہر لطیف دکھائی نہین دیتا لیکن اُسکے جھونکے قوت لامسہ کو تھپکتے اور اپنے وجود سے مطلع کرتے رہتے ہین۔ خشکی مین درخت جھومتے ہین دریا مین پانی لہرین لیتا ہی یہ سب ہوا کے جلوے ہین جنکو ہماری آنکھین بھی دیکھتی اور ٹھنڈک حاصل کرتی ہین۔ اگلے حکما جوہر ہوا کو عنصر (بسیط) خیال کرتے تھے مگر اٹھارھوین صدی عیسوی مین ایک فریخ عالم نے یہ رائے قائم کی اور ثابت کرکے دکھا بھی دیا کہ ہوا درحقیقت دو طرح کی گیسون سے مرکب ہی جن مین ایک کو اُسنے نائٹیروجن اور دوسرے کو اوکسیجن نامزد کیا ہی تنہا نائیٹروجن قاطع رشتہ حیات ہی مگر اوکسیجن کے ساتھ مل کے وہ حیوانی ونباتی موجودات کے لیے رکن زندگانی بن جاتا ہی۔ ہم اس موقع مین مصنوعات کی حالت دیکھتے اور اُنکے صانع کو ڈھونڈھ رہے ہین اسلیے ہمکو فرانسیسی عالم کا بہت ممنون ہونا چاہیے کہ اُسنے ہوائی مادہ مین یہ عجیب کرشمۂ صنعت دکھایا ہی کہ مفرد مہلک اور مرکب اُسکا مایۂ حیات حیوانات وذریعۂ ثبات نباتات ہی۔ ہوا کا کرہ زمین وآسمان کے بیچ مین حجاب ہوکے کفیل ہی کہ ضرورت کے موافق حرارت کا فائدہ سطح زمین پر پہونچتا رہے اور افراط حرارت سے ارضی موجودات فنا نہوجائین۔ ہوا بخارات کو اُٹھاتی ہی جسکے بدولت پانی برستا ہی یہی بخارات ضروری حرارت کو ہماری منفعت کے لیے آفتاب عالمتاب کی غیر حاضری مین روکے ہوے رہتے ہین کاش ایسی روک نہو تو وہ حرارت جسکا

فیضان آفتاب کے چمکیلے جرم سے ہوا تھا عالم بالا کی طرف یک لخت صعود کر جائے اور شدت برودت سے موجودات ارضی کی شمع حیات گل ہو۔ صبا اور نسیم جنکے نام ایشیا کے شاعر دل آویزی کے ساتھ لیتے ہین ہوا کے اقسام سے ہین اور چمنستان نیچر کی گلکاری انھین کے دم اور قدم سے ہی۔ صرصر کے جھونکے اگرچہ ہمکو ناگوار ہون مگر بخارات کی خلقت اور مفاسد ارضی کی اصلاح مین اُنکی کارگذاریان بھی بہت کچھ لائق قدر ہین۔ کرۂ ہوا بہت بڑی بڑی خدمتون کو جو اس عالم مین اُسکے سپرد ہین انجام دیتا ہی اور پھر اُس کو چھوٹی خدمتون کے انجام دینے مین بھی عار نہین ہی۔ ہم کیا ہین اور ہمارے وجود کی کیا حقیقت ہے مگر وہ خود اپنی فیاضی یا کسی دوسرے مہربان حال کے اُکسانے سے مثل ایک قُلی کے مروحہ جنبانی کرتا ہی گرمی کے دنون مین جب تھوڑی دیر کے لیے وہ اپنا ہاتھ روک لیتا ہی تو تمامی ذی روح بلبلا اُٹھتے ہین اور بنی نوع انسان کو کسی کروٹ چین نہین آتا۔

کرۂ ارض ساکن ہو یا متحرک مگر وہ موالید ثلاثہ[1] کا آشیانہ اور تمامی جانداروں کا میدان بازی ہی دیگر عناصر اور چھوٹے بڑے کواکب اپنی برکتون کو اُسکی سطح پر نازل کرتے ہین اور وہ ان برکتون سے متاثر ہو کے ہمارے لیے ذخیرۂ رزق اور سامان عیش مہیا کرتا ہی۔ جوہر خاک ہمارے خلقت کا جزو اعظم ہی ایام زندگانی اُسکے دامان شفقت پر بسر ہوتے ہین مرنے کے بعد بھی وہ حیوانی کالبد کو اپنے آغوش مین چھپاتا اور اجزاے عناصر دیگر کو جو اس کالبد مین ودیعت تھے بڑی دیانت کے ساتھ حوالہ عناصر متعلقہ کر دیتا ہی۔

[1] حیوان و شجر و حجر ہر سہ مخلوقات کو موالید ثلثہ اسلیے کہتے ہین کہ انکی خلقت عناصر اربعہ کی ترکیب سے ہوئی ہی ۱۲

اُسکے مادہ کا معتدل قوام اپنی جگہ پر انمول خاکہ نقوش حکمت کا ہی اگر وہ ڈھیلا بنایا جاتا
تو حیوانات کے تمدن مین دقتین عارض ہوتین چلنے والون کے پانوُن دھستے مسافتون
کا طی کرنا مشکل پڑجاتا درخت سیدھے کھڑے نہوتے اور یہ بلند عمارتین جو انسانی ہنرمندی
کی یادگار ہین کسی طرح قائم نہوسکتین اور اگر سخت کیا جاتا تو پانی جذب نہوتا سبزے نہ اُگتے
انسانی اور حیوانی ضرورتون کے لیے زمین کا کھودنا دشوار ہوجاتا بالحاصل سطح زمین تماشاگاہ
قدرت ہی اور رہگاہ ہم سب اُسکے ساتھ گھر سے تعلقات رکھتے ہین اسیلیے زیادہ تشریح
کی کیا ضرورت ہی جس گوشہ کو دیکھو اور جس سمت پر نظر ڈالو حکمت کے سبزے اُگے
اور صنعت کے پھول کھلے دکھائی دین گے۔ پڑھنے والا چاہیے نہین تو اس بڑی
کتاب کا ہر ورق ہر صفحہ اور سچ پوچھو تو ہر سطر کا ایک ایک نقطہ داستان معرفت ہی
ابونواس عرب کے مشہور شاعر نے کیا خوب کہا ہی۔

تَأَمَّلْ فِي نَبَاتِ الْأَرْضِ وَانْظُرْ[1] إِلَىٰ آثَارِ مَا صَنَعَ الْمَلِيكُ
عَلَىٰ قُضُبِ الزَّبَرْجَدِ شَاهِدَاتٌ[2] بِأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ لَهُ شَرِيكُ

یون تو اشجار و اشجار قدرت کے بیشمار نمونے اپنے سر پر دھرے کھڑے ہین لیکن اب
داستان مختصر کرو اور اُنکو اپنی جگہ پر چھوڑ کے آگے بڑھو تو عالم کون و فساد کی اندر صرف جاندارون
کے اتنے اقسام اور افراد موجود ہین جنکا شمار طاقت بشری سے باہر ہی مگر قیاس کیا جاتا ہی کہ
بمقابلہ انسان کے حیوانات بڑی اور بمقابلہ حیوانات بری کے طیور اور بمقابلہ طیور کے

شاخ زرافشان

[1] زمین کی گھاس دیکھو اور خداوند کی صنعتون کا تماشا کرو ۱۲ [2] شاخ زمردی پر یہ شہادتین موجود ہین کہ خدا کا کوئی شریک نہین ۱۲

حیوانات بحری کی قسمین اور اُنکا شمار بمراتب بڑھا ہوا ہے۔ یہ تو زمین کے وہ بسنے والے ہین جنکو ہم دیکھ سکتے ہین اور ممکن ہے کہ سطح زمین پر اُنکے علاوہ ایسے جاندار بھی موجود ہون جنکا نظارہ بوجہ اُنکی جسمانی لطافت کے ہمارا حاسہ بصر نکر سکتا ہو اور وہ بھی اُسی سرکار کے وظیفہ خوار ہون جسکے خوان کرم سے ہم سب روزانہ بہرہ مند ہوتے ہین۔ بہرحال جو جاندار ہمسے پردہ نہین کرتے اُنکی مختلف ترکیبین جداگانہ طرز زندگانی طرح طرح کی رنگتین اکثرون کی کھال اور پرون کی خوشنما بیل اور بوٹے دیدۂ بصیرت کو متحیر کرنیوالے ہین اور بڑے تعجب کی تو یہ بات ہے کہ یہ سب روزانہ رزق کے محتاج ہین اور باستثنائے چند بدنصیبون کے اپنے اپنے مذاق کے موافق ہر ایک کو صبح سے شام تک وہ سامان مل جاتا ہے جس سے زیادہ نہین تو بقدر ضرورت اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔

بی مگس ہرگز نماند عنکبوت　　　رزق را روزی رسان پر میدہد

اس کارگاہ عالم کی رنگینی اور اُسکے ذخیرۂ ارزاق کی افزونی دیکھ کے یہ خیال کیونکر پیدا نہو کہ اتنے جاندارون کو کسنے بنایا ہر ایک کی جسمانی ترکیب اسکے مناسب حال کس حکیم کے دست قدرت سے بنی ہے اور اتنے بھوکون کے ارزاق کا کون ایسا فیاض کفیل ہے جسکے فائدہ کی نہ ہم کوئی خدمت کرتے ہین اور نہ اُسکی صورت ابتک کسی نے دیکھی ہے۔

دن مین نیر اعظم خاک تیرہ پر مشعل دکھاتا ہے اور رات کو بیشمار تارے ہمارے سر پر جگمگاتے ہین یہ اتنے چھوٹے نہین ہین کہ تمھاری انگوٹھیون کے نگ بن سکین

یا اُنمین کسی کو تم اپنے رائیٹنگ ٹیبل کا پیپر ویٹ بنا سکو اُنمین چھوٹے سے چھوٹا تارہ سیکڑون میل لمبا وچوڑا ہی اُنھین مین ایک مہ جبین نورانی صورت معتدل الکیفیت وہ بھی ہی جسکو قمر کہتے ہین اور جسکی وسعت ہمارے کرۂ ارض کی وسعت سے بہت زیادہ ہی۔ ہمنے یا ہمارے ہمجنسون نے سطح کواکب پر سیر نہین کی مگر قیاس انسانی بڑا تیز پرواز اور دوردم ہی وہ کہتا ہی کہ یہ اجرام علوی محض ویرانہ نہین ہین غالباً اُنمین بڑی بڑی شان دار بستیان اور بڑے بڑے عالیشان قصر موجود ہین وہان کے بسنے والے اور بسانے والے بہ مناسبت اپنے مساکن کے نورانی صورت فرشتون کی سی سیرت رکھتے ہین اور انکا طریق تمدن ہم خاک نشینون سے زیادہ پھر چھا اور پاکیزہ ہی۔ کاش ہم لوگون کو موقع ملتا کہ علوی مخلوق سے ملتے اُن سے مل کے اپنے محدود معلومات کو وسعت دیتے اور مین تو اول ملاقات مین اُن بزرگون سے یہی پوچھتا کہ صانع باکمال کی ذات وصفات کے نسبت اُنکی تحقیقات کسقدر وسیع ہی بہرحال اس پردۂ زنگاری کے اُوٹ مین کچھ ہی کچھ نہین بہت کچھ ہی۔

ہردم بہ تماشا دل ناشاد بجنبید   تا کیست درین پردہ کہ بے باد بجنبد

خلقت انسان

اکثر حیوانات کے مقابلہ مین انسان ضعیف البنیان ہی اُسکے اعضا اور عضا کی بندش کمزور ہی اور فطرتاً کسی آلۂ جارحہ سے مسلح پیدا نہین کیا گیا ہی۔ اُسکے ہاتھ مین ناخن ہین جنکی تیزی اسیقدر ہی کہ خود اپنا بدن کھجا سکے مُنھ مین دانت بھی ہین جن سے چند لقمے چبا لیتا ہی مگر وہ حدت کہان جو چوہون کے دانت کا بھی مقابلہ کر سکے سر پر

چھوٹے خواہ بڑے سینگ نہین ہین کہ مدافعت سکے کام آئین بازو پر اُڑ انے والے پر
نہین ہین اور نہ بدن پر ایسے بال ہین کہ چھوٹے سے چھوٹے جانور کی نیش زنی سے
جلد کو محفوظ رکھین۔ بے حقیقت پشہ نیش سے مسلح ہی اور حضرت آدمؑ کے نورچشم اُس سے
بھی محروم ہین۔ پانوٗن کا تلوا ایسا ملائم ہی کہ صحرا مین کانٹے چبھتے اور ریگستان مین چھالے
اُٹھ آتے ہین گرمی اور سردی دونون کا قوی اثر اُسکے نازک بدن اور ملائم جلد پر پڑتا ہی
ان سب پر طرہ یہ ہی کہ دیگر حیوانات کی ضرورتین محدود ہین وہ دن مین قدرتی پیداوار
سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہین رات مین فرش خاک پر آسایش کے ساتھ سوتے ہین مگر
انسانی ضرورتین غیر محدود ہین اور سخت مشکل یہ آن پڑی ہی کہ محض قدرتی پیداوار اُن
ضرورتون کو پورا نہین کر سکتی پس ظاہر ہی کہ بظاہر نوع انسان اپنے ہمجنسون مین سب
سے زیادہ بیسر وسامان اور سب سے زیادہ محتاج مخلوق ہوئی لیکن درحقیقت قدرت کی
خاص نظر عنایت اُسپر مبذول تھی اُسکو قوت دماغی کی ایک ایسی دولت عطا کی گئی کہ جملہ
نقائص پر پردہ پڑ گیا وہ اس قوت کی حمایت مین موالید ثلثہ پر غالب آیا اور آج اُسکی
شاہی سطوت کا سکہ بحر و بر دونون کی سطح پر بیٹھا ہوا ہی۔ اُسنے اپنی صائب فکر سے
خارا شگاف آلات بنائے جن سے پہاڑون کا سینہ چھیدتا اور خزینہ جواہر کو جو ان
سنگ دلونکے پیٹ مین مخزون ہی تصرف کرتا رہتا ہی۔ بڑے بڑے تناور درخت کاٹ ڈالے
جنگلون کو صاف کر دیا بے آب وادی مین دریا بہائے دریا سے چشمے نکالے اور
ان چشمون پر اسطرح فرمان روائی کر رہا ہی کہ گویا اُسکے زرخرید اطاعت شعار غلام ہین

خشکی پر تو اُسنے بآسانی اپنی شاندار سواریون کا راستہ نکالا تھا مگر اب بڑے بڑے عمیق
سمندرون کے جسیم حیوانات غرق لجۂ حیرت ہین کہ ننھا سا پتلا اپنے جہازون کو بے تکلف
پانی کی سطح پر دوڑاتا پھرتا ہی اُسکی ہیبت سے ایسے بحری جانور جو انسان کو اپنے
مُنہہ کا لقمہ تر خیال کیے ہوے تھے سر نہین اُٹھا سکتے سر اُٹھانا کیسا اُنمین اتنی جرأت
بھی نہین ہی کہ بے اندیشہ اُسکے سامنے آئین اور آنکھین ملائین۔ یہ انسان ہرچند بڑے
بڑے دریائی جانورون کو شکار کرتا اور اُن کے بدن کی چربی نکالتا ہی خشکی مین شیر نیستان
کی کھال کھینچتا اور ہاتھیون کے لمبے لمبے دانت اُکھیڑتا ہی بااینہمہ وہ کوتہ اندیش
غارت گر نہین کہ محض موجودات ارض کی بربادی سے سروکار رکھتا ہو بلکہ اُسکی شاہانہ
توجہ سے ہزارون حیوانات کی تربیت لاکھون مخلوق کی نگہداشت ہوتی ہی وہ دوسرون
سے بہت کچھ مستفید ہوتا ہی لیکن دوسرون کے ساتھ بڑی کشادہ دلی سے فیاضیان
بھی کرتا ہی اس لیے وہ کسیکا زیر بار احسان یا یون کہو کہ بلامعاوضہ ممنون منت نہین ہی۔
انسان کی خلقت سر سے پانؤن تک داستان حکمت ہی اُسکے اعضا کی جو ترتیب اختیار
کی گئی ہی اور جسطرح اُسکے جوڑ بٹھائے گئے اُس سے بنانیوالے کا اقتدار اور اُسکی
دوراندیشی ظاہر ہوتی ہی اور اس ترتیب اور بندش پر غور کرنے والا اگر روشن ضمیر بھی
ہو تو بیساختہ کہہ اُٹھتا ہی وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ[1]
عناصر اربعہ موالید ثلثہ پر انسان کی حکومت جاری ہی اور اُسکی خلقت ضعیف مین

[1] ہر شی مین اُسکی نشانی موجود ہی جو ظاہر کرتی ہی کہ وہ ایک ہی ۱۲

اس نکتہ شگرف کی طرف بھی اشارہ ہی کہ صناع عالم قادر توانا اپنی حکومت مین ہر طرح آزاد ہی چھوٹے اور بڑے پر منحصر نہین وہ جسکے سر پر چاہتا ہی تاج رفعت رکھتا ہی اور جسکو چاہتا ہی طوق ذلت پہنا دیتا ہی چنانچہ اپنی اسی شان کے ثبوت مین اُسنے عالم کون و فساد کی حکومت انسان کو عطا کی ہی جو اپنے سے بڑے بڑے قوی بالادست مخلوق کا فرمان روا ہی اور اُسکو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہی کہ ایجادون اور صناعتون کے ذخیرے مہیا کرے اور اپنے ہمجنسون مین صناع غیر حقیقی کے لقب سے ممتاز ہو۔

انسان کی خلقت مین اور بھی کمزوریان ہین جن پر نظر کر کے سمجھنے والا سمجھ سکتا ہی کہ باوجود قوت دماغی کے وہ کسی قدرتی تربیت کا محتاج تھا اور اُس تربیت کے بعد اُسنے پر پرزے نکالے اور ہمجنسون سے بڑھ چلا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ دیگر حیوانات کے نوزائیدہ بچے انسان کے بچون سے زیادہ با امتیاز ہوتے ہین مرغی کا بچہ کھٹکتے ہی انڈا دشمنون کو پہچانتا ہی بلی کو دیکھ کے بھاگتا ہی اور مان کے بازوے شفقت مین پناہ لیتا ہی آگ اُسکے سامنے دھری ہو اُسپر چونچ نہ ماریگا۔ انسان کے معصوم فرزند گہوارہ مین لیٹے کھُلے ہوے دشمنون کی شناخت نہین کر سکتے آگ کا انگارہ سامنے رکھدو جھٹ اُسکی طرف ہاتھ چلے گا اور جب ہاتھ جلے گا تو اُسوقت مُنھ جلانے کا اقدام کر کے دوسرا ثبوت اپنی بے امتیازی کا پیش کرین گے۔ حیوان کے بچے ابتدائی ایام ولادت مین یہ امتیاز پیدا کر لیتے ہین کہ کسقدر غذا کے ہضم پر اُنکی قوت ہاضمہ قادر ہی اور اُسی مقدار مناسب پر اکتفا کرتے ہین مگر حضرت انسان کو جو آگے چل کے بقراط بن جاتے ہین تون

ایسا امتیاز حاصل نہین ہوتا۔ مواشی کو اپنے اپنے طور پر رفتار کی قوت چلنے کا سلیقہ اُسیدن
حاصل ہوتا ہی جس دن وہ بزم شہود کے شریک فی الجماعت ہوتے ہین انسان کو نہ جلد
یہ سلیقہ آتا اور نہ جلد رفتار کی قوت حاصل ہوتی آپ مہینون کے بعد کھسکتے ہین پھر اُٹھتے
ہین اور بیٹھ جاتے ہین شفیق مان اللہ و آمین کے جاتی ہی اور خدا خدا کر کے مدتون کے بعد
چند قدم چلنا پھرنا سیکھ لیتے ہین۔ کیا یہ واقعات ایسے نہین ہین جن پر انسان غور کر کے
اپنی فطری نالائقی کا اقرار کرے اور پھر اُس لیاقت و عزت کا شکر گزار ہو جو محض قدرتی
فیوض سے نصیب ہوئی ہی۔

انسانی مصنوعات کو دیکھ کے ہم سمجھ لیتے ہین کہ اُسکا کوئی صانع ہی اور صنعت
کی باریکیون پر غور کر کے کسی چیز کے بنانے والے کے اقتدار اور اُسکی ہنرمندی کا اندازہ
کرتے ہین۔ پس کیا ان مصنوعات قدرت پر جنکا مختصر تذکرہ کیا گیا نظر کر کے کوئی ذیعقل
صاحب شعور کہہ سکتا ہی کہ وہ سب بلا کسی صانع کے موجود اور بغیر توجہ کسی مدبر کے بے انتہا
مصالح اور منافع کے ساتھ آراستہ و پیراستہ ہوئے ہین ؟ (نہین ہرگز نہین) دور
کیون جائیے اپنی حقیقت انسانی پر نظر کیجیے کہ انسان مراحل زندگانی کو کسطرح طی کر رہا ہی
وہ تدبیر کچھ کرتا ہی نتیجہ دوسرا نکلتا ہی متحد تدبیرین مختلف اثر پیدا کرتی ہین بے فکر اسباب
موجود ہو جاتے ہین اور اُنکے آثار بسا اوقات خلاف توقع اُسکو مسرور و محزون کرتے
رہتے ہین۔ ممتد زمانہ عمر مین ہر انسان کو بکثرت ایسے اتفاقات پیش آتے ہین کہ حصول
مطلوب کا سامان کافی موجود تھا دفعتاً بگڑ گیا اور کبھی بگڑ کے دم کے دم مین خود سنبھل گیا

ان واقعات پر جب غامض نظر کیجائے تو کوئی شک باقی نہین رہتا کہ مسبب الاسباب نتایج کا پیدا کرنے والا تدبیرون کا کامیاب اور ناکام کرنے والا کوئی دوسرا ہی اور ہماری زندگانی کی مشین درحقیقت کسی دوسری قوت کی تحریک سے چل رہی ہی۔ وہ قوت کون ہی اس سوال کا معقول جواب سوائے اسکے اور کچھ نہین دیا جا سکتا کہ یہ سب کرشمے اُسی قوت کے ہین جو ہمکو جلوہ گاہ ظہور مین لائی جسنے ہمکو بحر و بر کی حکومت عطا کی اور جسنے ہمکو قوی دشمنون سے صرف محفوظ نہین کیا بلکہ بہتون کو طوعًا و کرہًا ہمارا بندۂ فرمان پذیر بنا دیا ہی۔

اپنے منعم حقیقی کو پہچاننا اُسکے فیض انعام کا شکر ادا کرنا شریفانہ اخلاق کا سب سے بڑا فرض ہی اور ہرگاہ خلاق عالم نے انسان کو واسطے ادائے دیگر فرائض کے کافی قوتین عطا فرمائی ہین تو غیر ممکن ہی کہ اُسنے اپنے پہچاننے کی قوت خلیفۂ ارضی کے کالبد مین نرکھی ہو۔

ہر ایک ذی ہوش اقرار کریگا کہ ایسے عمدہ فرض کی ادا کرنیوالی وہی عقلی قوت ہی جسکی بدولت انسان نیک و بد مین امتیاز کرتا اور بن دیکھی حقیقت کو ثابت کر دکھاتا ہی ہر چند اس عقدہ کے حل کرنے مین ہادیان ملت کی ذات ستودہ صفات سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہی لیکن آخران بزرگوارون کی صداقت کا امتیاز کرنا اور اُن کے اصول ہدایت کو سمجھنا بھی تو اسی عقلی قوت کا کام ہی۔ الغرض مدار تکلیف قوت عقلی پر ہی جو ہر انسان مین مختلف پائی جاتی ہی اور اسیلئے ظاہر ہی کہ ہر آدمی بدرجۂ متفاوت ذمہ دار ہی کہ اپنے خالق کی ذات اور صفات کو پہچاننے اور اسکی عظمت اور جلال کے سامنے

گردن عبودیت خم کرے۔ متعصب خیال کے آدمی جو کچھ کہین مگر واقعی امر یہ ہی کہ ہر انسان جسکو کسی خالق کے وجود سے اقرار ہی وہ اُس خالق کے ساتھ عاجزانہ نیازمندی رکھتا ہی اور اُسکی ہرگز یہ خواہش نہین ہوتی کہ جان بوجھ کے کفران نعمت کرے اور بے استحقاق ذات کو خالق سمجھے یا اُسکو اپنا معبود بنا لے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی سچ ہی کہ بسا اوقات کدورت تقلیدی روح کو مکدر اور عقل کو بے نور کردیتی ہی یا یہ کہ سہل انکار ڈھونڈھنے والے سنگریزون کو جواہر بے بہا اور اپنے لیے مایۂ افتخار سمجھ لیتے ہین۔ تجربہ شاہد ہی کہ انسان پر صحبت کا قوی اثر فطرتاً پڑتا ہی وہ جس خاندان مین پیدا ہوا یا جن لوگون مین رہا سہا اُنکے خیالات سے متاثر ہو کے اپنا اعتقاد اسطرح مستحکم کرلیتا ہی کہ عقل کی قوت اُسکو آسانی ہلا نہین سکتی۔ ایسے مقلد یا سہل انکار ہرچند اپنے خیال مین نیازمند بارگاہ ازلی ہون لیکن اُنکی نیازمندیون پر یہ سنگین الزام ہی کہ کوشش کرکے قید و بند تقلید سے نکلنا اور آزادانہ تفتیش کرنا نہین چاہتے حالانکہ اُنکو جوہر عقل اسی لیے عطا ہوا ہی کہ آزادی کے ساتھ اُسکو کام مین لائین اور اقل درجہ اس تقدس ذاتی اور صفاتی کا اقرار کرین جسکے ساتھ خلاق عالم کا موصوف ہونا متوسط عقل اور متوسط ادراک کا آزاد آدمی تسلیم کرسکتا ہی کسلمند تفتیش غیر کافی بے سمجھی کی نیازمندی ایک قسم کی بے نیازی ہی اسلیے انسان کا فرض ہی کہ اپنے ہمجنسون مین شایستہ مذاکرہ کرکے عقل کو کام مین لائے اور بے اندیشہ ملامت اعزہ اور احباب کے وہ راستہ اختیار کرے جو قرین صواب اور مقتضاے عقل ہو۔ الحاصل مخلوق اپنے خالق کی ذات اور اُسکی صفات کے پہچاننے مین اتنا ہی فرض دار ہی

اور اگر اُسنے درحقیقت اپنی یہ ذمہ داری پوری کی ہو تو اُسپر کوئی وجہ الزام کی پائی نہین جاتی اور مین باور کرتا ہون کہ اگر اس طور پر قوت عقلیہ کام مین لائی جائے تو وہ راستہ مل سکتا ہی جو منزل مقصود تک یا اُسکے قریب پہونچائے اور چلنے والے کے لیے ایک حد تک ذریعہ نجات ہو۔

یہ شبہ دلمین کھٹکتا ہی کہ اگر کسی قادر قدیر حکیم با تدبیر نے اپنے قصد اور اختیار سے اس عالم کو بنایا ہی تو پھر اپنی ذات و صفات کو اُسنے ایسے حجاب مین کیون چھپایا کہ اُنکا علم اجمالی بدشواری حاصل ہو سکتا ہی اور تحصیل علم تفصیلی تو قوت بشری سے خارج ہی۔ دنیا مین سرگرم عقیدتمند بہت گذرے ہین اور اب بھی زبانی اصرار کرنے والے بکثرت پائے جاتے ہین لیکن شک نہین کہ معدودے چند بزرگون کو یہ رتبہ حاصل ہوا ہی کہ سچائی کے ساتھ دعوی لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا[۱] کر سکتے۔ آنکھ بند کرکے تقلید کرنے والون یا اُن لوگون کو جو قوت فکریہ کو مستعدی کام مین نہین لاتے چھوڑدیجیے تو بھی بیشمار افراد انسانی ایسے بھی گذرے ہین جنکو تحقیقًا خالق اکبر کی ذات اور صفات کے استدراک سے دلچسپی تھی لیکن پھر بھی کوئی ایسی واضح دلیل ہاتھ نہین آئی جسپر خاص و عام اتفاق کرتے اور یہ اختلاف جو موجب نفاق جماعت انسانی ہی اور جو بسا اوقات مضر آسودگی خلائق ثابت ہوا ہی پیدا نہوتا۔ ابتدائے خلقت بشری سے کتنے نبی یا پیغامبر جلوہ گاہ ظہور مین تشریف لائے اُنکی ہدایتون نے حق پرستی کے ولولون کو

[۱] اگر پردے اُٹھا دیے جائین تو بھی میرا یقین زیادہ نہو۔ یعنے وہ اس درجہ کمال کو پہونچگیا ہی کہ ترقی کی گنجایش باقی نہین ہی۔

اُبھارا اور اُنکی کوششون سے ایک حد تک عقائد انسانی موزون سانچے مین ڈھل گئے لیکن پھر بھی اختلاف نہ مٹا بلکہ ارباب شریعت سے کے جھگڑے زیادہ تر سنگین ہوگئے ہم سنتے ہین کہ سب سے پچھلی شریعت (اسلامی) کے مقلدون نے باہم اسقدر اختلاف کر رکھا ہی کہ اصولاً اُنکے تھتر فرقے موجود ہین اور پھران بڑی بڑی شاخون سے جو ٹہنیان نکلین اگر وہ بھی داخل شمار کیجائین تو سیکڑون تک نوبت پہونچ جاتی ہی۔

انمین ہر فرقہ اپنے رنگ مین ڈوبا ہوا دوسرون کو گم کردہ راہ سمجھتا ہی مگر

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد　　　معلوم نشد کہ یار مصروف بہ کیست

ایسے با اختیار صاحب حکومت کے لیے جسنے قصر عالم کو برپا اور بزم وجود کو آراستہ کیا ہی آسان تھا کہ اپنے بندون کو کوئی ایسا جلوہ دکھا دیتا کہ سب کے سب سیدھے رستے پر پڑ لیتے سچے معبود کی عبادت کرتے مخلوق پرستی کا الزام اولاد آدم پر قائم ہی نہوتا اور چھوٹے بڑے بیوقوف اور دانشمند سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی[1] کہتے ہوے منزل مقصود تک پہونچ جاتے مگر یہ شبہ اس طور پر رفع ہوجاتا ہی کہ خلاق عالم نے اس کارگاہ کو دار الامتحان بنایا ہی اور وہ تماشا دیکھتا ہی کہ اُسکے بندے جوہر عقل کی کیونکر آزمایش کرتے اور اپنے کانشنس کو کسطرح کام مین لاتے ہین اگر اُسکی آیات قاہرہ اور حجج ساطعہ اوہام باطلہ وعقائد فاسدہ کی جڑ کاٹ دیتین تو اُسکی جبروت سے دیگر معاصی کا بھی سد باب ہوتا اور مشکل کسی فرد بشر کو ترک عبادات کی جُراُت ہوتی ایسی حالت مین معیار ثواب و

---

[1] پاک ہی ہمارا خدا اسے برتر ۱۲

عقاب کیسا رہجاتا ہدایت وضلالت کا تفرقہ کیونکر کیا جاتا توفیق باری کسکی حمایت کرتی اور شان آمرزگاری کا ظہور کس پیرایہ مین ہوتا۔

اب یہ سوال کہ خالق عالم کو ایسے تماشے سے کیا فائدہ تھا جو اُسنے اپنے بندون کو مشکلات مین ڈالا اور ایسی ذمہ داری مین پھنسا دیا جو بہتون کی تعذیب نفس کا نتیجہ پیدا کرنیوالی ہے اسی رتبہ کا سوال ہے کہ جانداروں کو موت کا تلخ ذائقہ کیون چکھایا جاتا ہے حصول ارزاق کے لیے دوادوش پر کیون مجبور ہین کپڑون کی بلٹیان کھانون کے خوان آسمان سے کیون اُتارے نہین جاتے۔ ان سب کا یہی جواب ہے کہ انسان بندہ ہے اور بندہ کو اپنے خداوند نعمت پر اسطرح کی فرمایشون کا منصب نہین ہے اور نہ کسی خداوند نعمت پر لازم ہے کہ وہ اپنی آزادی کو ایسے دائرہ مین محدود کرلے جو سہولت پسند بندون کے لائق پسند متصور ہو۔

عموماً عقل سلیم وجود صانع باکمال کی معترف ہے مگر اُسکے تعین مین اختلاف ہے اور سچ یہ ہے کہ صفات کی تحقیق مین اس اختلاف کو زیادہ تر موقع وسعت کا مل گیا ہے الحاصل تجسس کی وادی مین افکار انسانی نے جداگانہ راستے اختیار کیے اور ہر گروہ اپنے تئین صراط مستقیم پر چلنے والا باور کر رہا ہے کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ لیکن باتفاق جمہور خلائق ابتک یہ مسئلہ طے نہین ہوا کہ سیدھا راستہ کس نے اختیار کیا ہے توفیق ازلی کسکی مددگار رہی اور کون خوش نصیب قافلہ سلامت باکرامت منزل مقصود تک پہونچنے والا ہے۔ اس خصوص مین دانشمندون نے پرزور تقریرین کین بڑی بڑی کتابین

لکھی گئین حوصلہ مندون نے چاہا کہ تمام عالم کو اپنے حلقۂ اثر مین لیلین مگر یہ حوصلہ مندیان
ابتک کامیاب نہین ہوئین اور عالم کون وفساد کے دارالامتحان مین یہ امید کہ اختلاف
عقائد دور ہو ایک ایسی امید ہی جو شاید پوری نہو گی ۔

تجربہ سے ظاہر ہی کہ دنیا کی عمر جسقدر بڑھتی ہی اُسی قدر مذہبی عقیدون کا اختلاف
ترقی کرتا جاتا ہی اور خدا ہی جانتا ہی کہ آخر کار قاضی محشر کی عدالت مین کتنے فریق حاضر
کیے جائین گے واقعات متعلقہ اور تنقیح پر کسطرح بحث ہو گی کس قسم کے عذرات کامیاب
ہون گے اور پھر عادل بعدیل منعم جلیل غافر الذنوب ساتر العیوب کے حضور سے کیا فیصلہ صادر
ہوگا - **دوستو** مرحلہ سخت ہی بہت بڑے باعزت وجلال اجلاس مین ایک دن حاضر
ہونا اور نامہ عقائد اور دفتر اعمال کا دکھانا ہی دم کی دم مین تمام عمر کے خیالات کا وارا نیارا
ہونے والا ہی اُسی پر ابدی زندگانی کی بھلائی اور بُرائی کا مدار ہی ابھی وقت باقی ہی غلطیون
کی اصلاح کر و اپنی رویداد کو دیکھ بھال کے اچھی طرح مرتب کرلو - یہ سب کچھ کرو لیکن
میری تو یہ صلاح ہی کہ رویداد پر اطمینان عذرات پر بھروسہ کرنا بڑی خطرناک کارروائی ہی
اپنے تئین خدا کے رحم پر چھوڑ دو اور جب حاضری کا وقت آئے تو سر عظمت کی طرف
یہ کہتے بڑھ چلو اَللّٰھُمَّ عَامِلْنَا بِفَضْلِكَ وَلَا تُعَامِلْنَا بِعَدْلِكَ[ا] - اب تک
تو سلسلہ تقریر عام تھا مگر اب مین اپنے فرقۂ اسلامی کے حدود عقائد کے اندر گفتگو کرون گا
کیونکہ میرا کانشنس اُسیکا معتقد ہی اور تقلیداً نہین بلکہ اپنی بضاعت کے موافق تحقیقاً بھی

[ا] اے پروردگار ہمارے ساتھ بخشش کا برتاؤ کر انصاف کا برتاؤ مت کر ۱۲

ہین اسی کو ذریعۂ نجات اور بہبودی آخرت سمجھ رہا ہون۔

اُس مقدس کتاب مین جسکی سچائی کا باور کرنا ہمارے ایمان کا جزو ہی ذات باری اور اُسکی صفات کمالیہ کی پوری تشریح ہوئی ہی اور مین اُس کتاب سے چند آیات بینات کا اس موقع مین اقتباس کرتا ہون۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (پارہ ۲۸ آخر سورۃ الحشر)

کلام الملوک ملوک الکلام ایک مشہور مقولہ ہی مگر یہ کلام تو مالک الملوک کا کلام ہی اُسکی سادگی مین عظمت عظمت مین شکوہ شکوہ مین بندہ پروری کے جلوسے نمایان ہین جو عدے بھی ہین

لہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اُتارتے تو وہ خدا کے ڈر سے جھک جاتا اور پھٹ پڑتا اور یہ باتین ہم آدمیون سے اسلیے کہتے ہین کہ وہ سمجھین۔ الله ایسا ہی کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہین وہ کھلی اور پوشیدہ باتون کو جانتا ہی بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہی۔ وہ الله ایسا ہی کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہین جہان کا بادشاہ ہی پاک ذات ہی عیوب سے بری ہی امن دینے والا نگہبان ہی بڑا دباؤ والا ہی بڑی عظمت رکھتا ہی یہ لوگ جیسے شرک کرتے ہین اُس سے پاک ہی۔ وہی الله خالق ہی موجد مخلوقات ہی اُسکے اچھے اچھے نام ہین آسمان اور زمین مین جتنی مخلوقات ہین وہ سب اُسکی تقدیس کرتی ہی۔ وہ زبردست ہی اور حکمت والا ہی ۱۲

وعید بھی ہین طرز بیان کی چتون ہرچند خشمگین ہے مگر نگاہون مین شفقت بھری ہی۔ جلالی اور
جمالی طاقتون کا اظہار ہی اس اظہار کے ساتھ یہ اشارہ بھی موجود ہی کہ دریاے رحمت
موج زن ہی اور دامان عمل سے چرک عصیان کی شست وشوار باب توحید کے لیے دشوار
نہین ہی۔ کسی امیدوار مغفرت نے کیا خوب کہا ہی۔

الہی رحمت دریای عام ست ۲ اگر آلایش چرک گنہگار ۵ نگردد تیرہ آن دریا زمانی
ازان یک قطرۂ مارا تمام ست ۴ ازآن دریا فروشوئی بیکبار ۶ وزو روشن شود کار جہانی

ان آیتون مین اُن صفات کا مذکور ہی جن سے خالق اکبر کی ذات پاک متصف ہی اور عقل
بھی شہادت دیتی ہی کہ اتنا بڑا ذی اقتدار جس نے عظیم الشان عناصر کی تخلیق کی اور
گنبد گردون کو قنادیل کواکب سے سجایا زمین پر فرش زمردین بچھایا بیشمار پھول قدرت
کے کھلائے ہرایک مین عجیب وغریب کرشمے صنعت کے دکھائے ہین وہ خود بالضرور اعلیٰ
درجہ کے اوصاف کمالیہ سے موصوف ہوگا۔ اس کلام معجز نظام مین پرزور لفظین جلال کبریائی
اُسکی ذاتی وحدت اور فیاضانہ رحمت کا اظہار کرتی ہین اسیلیے ہم اُن اوصاف ثلثہ کی
کسی قدر تشریح بھی کردینا مناسب جانتے ہین۔

بیان جلالت

دنیا کے سلاطین کا نظام سلطنت اُنکے جلال سے قائم ہی جسکی حمایت مین رعایا کا
گروہ ضوابط قانونی کا پابند رہتا ہی زبردست زیردست کو ستا نہین سکتے اور اُن افعال کا

انسداد ہوتا ہی جو مخرب اخلاق ہون یا یہ کہ عامہ خلائق کی آسودگی مین اُسنے خلل پڑنے کا
احتمال ہو۔ خداوند عالم ظاہر و باطن کا جاننے والا ہی جسمانی و روحانی اخلاق کا نگران ہی
لہذا اُسکو اپنے مجوزہ نظام کے قیام کے لیے بہت بڑی شان جبروتی دکھانے کی ضرورت
ہی۔ دنیا کے بادشاہ وقوع جرم کے ساتھ کارروائی تحقیقات شروع کر دیتے ہین اور مجرمونکو
جلد پاداش عمل ملجاتی ہی مگر بادشاہون کا بادشاہ جلد باز سخت گیر نہین ہی اُسکو نہ اپنی حکومت
کے زوال کا خوف ہی اور نہ یہ اندیشہ ہی کہ امتداد ایام کے سبب سے روئداد موجودہ پر
پردہ پڑجائیگا اسلیے جہانتک عاجلانہ کارروائی کی دنیاوی انتظام مین ضرورت ہی
اُسکو دنیا کے بادشاہ انجام دیتے ہین اور بہ تعلق اسی خدمت کے ظل الٰہی کہے جاتے
ہین اور باقی جرائم اور بالخصوص اُن جرائم کی سماعت کے لیے جنکا تعلق عقائد روحانی
اور فرائض عبودیت سے ہی ایک خاص وقت مقرر کیا گیا ہی جبکہ احکام مناسب صادر
ہون گے اور جو لوگ شاہانہ عنایت داد ار خالقانہ مرحمت کردگار سے بہرہ مند نہون اُنکو
اپنے اپنے کردار کے مناسب حال سزائین بھگتنی پڑین گی۔ شاذونادر کسی گنہگار
کو یا گنہگارون کی کسی جماعت کو دنیا مین بھی قدرتی جھڑکی ملجاتی ہی تاکہ متنبہ ہو کے اپنے
اعمال کو قبل از مرگ سُدھار لے یا یہی دنیاوی جھڑکی اُسکے لیے کفارۂ سیئات ہوجاے
علاوہ برین اسطرح کے عاجلانہ مواخذہ مین ممکن ہی کہ کچھ اور حکیمانہ مصالح ہون جنکا احاطہ
کرنا ہماری قاصر عقل اور ناقص بیان کے لیے دشوار ہی مگر ایسی خاص خاص نظیرون سے
یہ نتیجہ نکالنا غلط ہی کہ عالم موجودہ دار الجزا ہی اور جو لوگ ماخوذ نہین کیے جاتے وہ گنہگار

نہین ہین یا اُن کے گناہون سے درگذر کر لیگئی ہی - یہ عالم غالباً دو وجہون سے عام طور
کا دار الجزا بنایا نہین گیا (۱) گناہ کرنے والے شائد آیندہ متنبہ ہون اور قبل اسکے کہ
دست موت پردہ اُٹھائے توبہ کرلین یا حقوق عباد کا معاوضہ کافی دیدین (۲) قدرتی
سزاؤن سے دنیا کی آنکھین کھل جائین اور عاجلانہ پاداش کی ہیبت سے استحانی کارروائی
مین خلل پڑتا -

ہر انسان بدو شعور سے عقلاً جانتا ہی کہ نیک کام کی جزا اچھی اور بُرے فعل کی
بُری ہوگی مگر تعزیرات کی تفصیل محتاج بیان تھی جسکو خدا کے نبیون نے بتادیا یا آسمانی
صحائف مین اُنکی تشریح کردی گئی الحاصل عقلاً و نقلاً حجتین تمام ہوچکین اب تعمیل احکام انسان
کا کام ہی لیکن اگر توفیق الٰہی مددگار نہو تو درحقیقت اکثرون کا کام تمام ہی -

مفسرون کی رائے ہی کہ مسبوق الذکر آیۃ مین منکرون کی قلبی حالت بیان کی گئی ہی
مگر مین کہتا ہون کہ مومنون کے دل خدا کی ہیبت سے کب پھٹے اور اُنکا کلیجہ کب ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا اسلیے صحیح تعبیر یہ ہی کہ نوع انسان کی ترکیب اسی طرح کی ہوئی ہی کہ ظاہر مین ملائم اور
باطن مین سخت ہی - وہ نتیجہ کار کو سوچتا اور سمجھتا ہی لیکن نفسانی قوتین اُس پر اسطرح
مستولی ہین کہ باوجود اقرار عظمت اور جلال کبریائی کے طریق صواب سے بھٹک جاتا
اور وادی جہالت مین ٹھوکرین کھاتا ہی -

عظیم الشان قصر عالم کے بنانے والے کا قہر ایسا ہی بیمثل ہوگا جیسا کہ اُسکی قدرت
کے تمامی مصنوعات بے نظیر ہین اسلیے کیا شک ہی کہ اگر صاحب ادراک اور محل خطاب ہون

تو اُسکی شانِ جلالت کو سُن کے پتھر کا کلیجہ پارہ پارہ ہو زمین دھس جاے پانی ہوا ہو اور ہوا کا کرہ سمٹ کے کسی تنگ و تاریک غار مین جا چھپے آسمان کو غش آئے اور کوکب ٹوٹ پھوٹ کے زمین پر گر پڑین مگر یہ تو انسان ہی کا جگر ہی کہ اُسنے بار امانت کو اُٹھا لیا اور یوم حساب کی سختیان اُٹھانے کے لیے سر تسلیم خم کیے ہوے حاضر ہی۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید | قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

دنیا کے خشمناک بادشاہ جو سزائین دیسکتے ہین اُنھین کا برداشت کرنا مشکل ہی اور اُن سے بہت بڑا قوی دست حاکم علی الاطلاق اگر اپنی قوت قہریہ کو کام مین لائے تو پھر ننھی سی جان کو کسی مقہور کی کب طاقت صبر اور تاب تحمل ہو سکتی ہی لیکن وہ کرے تو کیا کرے موت کو بلاتا ہی نہین آتی فرار کا موقع نہین اگر فرشتون کی آنکھ چوک بھی جائے تو یہ بیچارہ بھاگ کے کہان جائے سارا ملک اُسی قہار کا ہی اور جس طرف نظر اُٹھا کے دیکھتا ہی اُسکی بادشاہی نظر آتی ہی۔ چھپ چھپا کے شاید کوئی شکل حفاظت کی نکل آتی مگر یہ تدبیر اسلیے بیکار ہی کہ قہر کرنیوالا عالم الغیب والشہادہ ہی ایک ذرہ اُس سے چھپ نہین سکتا انسان تو پھر بھی ایک درجہ کا جسیم ہی وہ اپنے خالق کی قہر آلود نگاہ سے کہان چھپ سکتا ہی ہان اگر دامان رحمت موقع دے تو اُسکے سایہ مین پناہ ملسکتی ہی نہین تو نار ہی جحیم ہی مبتلاے الم ہی اور عذاب الیم ہی۔ اَللّٰھُمَّ[1] احْفِظْنَا مِنْ عَذَابِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

---

[1] اے اللہ بچا مجھکو دنیا اور آخرت کے عذاب سے تو ہی بخشنے والا بڑا مہربان ہی ۱۲

اس دنیا مین بڑے بڑے ابرار متقی اور پرہیز گار گذرے ہین اُنھین مین بعض مذاہب حقہ کے پیشوا اور خدا کے بھیجے ہوئے نبی تھے لیکن اُنمین ایک بھی مثل ہم کم نصیب دنیا دارون کے خدا کے قہر سے مطمئن نہ تھا بلکہ جنکو بارگاہ صمدیت مین خاص قرب تھا وہ اُسکی جلالت سے زیادہ خائف اور اُسکی شان بے نیازی سے زیادہ تر ہراسان تھے خوف سے اُنکے چہرے زرد تھے لب خشک تھے نہ دن کو چین تھا اور نہ شب مین بستر خواب پر راحت نصیب تھی فاقے کرتے جفائین سہتے مگر اُنکی طبیعتین جلال کبریائی سے حیرت زدہ ہو رہی تھین اسلیے آسایش ذاتی کی پروا نہ تھی اور تلخی جفاے خلق کا احساس نہین ہوتا تھا۔ یون تو ہر لحظہ اور ہر ساعت خدا کی جلالت اُن کے پیش نظر تھی لیکن جب کوئی تذکرہ سُلگتی ہوئی لکڑی کو پھونکتا تو خیالات خشیت بھڑک اُٹھتے جسم نحیف مگر عام روحون سے زیادہ لطیف اسطرح کانپتا جیسا کہ صرصر کے جھونکے سے بید کی شاخین ہلتی ہین اور چشمۂ چشم سے اسطرح آنسو روان ہو جاتے جیسا کہ پہاڑی جھرنون سے پانی بہتا ہے یا کبھی برسات مین بارش کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ ہم لوگون کے دل دنیاوی تعلقات نے سخت کر دیے ہین یا سنتے سنتے باقتضاے عادت طبیعتون کو قرار آگیا ہے ورنہ ظہور اسلام کی پہلی صدی مین بہت بزرگوار اس صفت کے موجود تھے کہ جلال کبریائی کا قرآنی بیان سُنکر اُنکے ہوش اُڑ جاتے جسمانی تندرستی پر اثر مضر پڑتا یہان تک کہ جو زیادہ رقیق القلب تھے وہ بار تفکر کو اُٹھا نہ سکے اور تڑپ تڑپ کے مر گئے۔ ان واقعات کی یہی بنیاد تھی کہ یہ لوگ روشن ضمیر تھے اسرار جلالت و پایۂ عظمت سے واقف تھے آیات وعید کا

اُن پر قوی اثر پڑتا اور خوف الٰہی سے از خود رفتہ ہوجاتے۔ شیر درندہ سامنے ہو مار گزندہ
قدمون تک پہونچ گیا ہو مگر جنکی آنکھین نہین ہین پابند ہین اُنکے اطمینان مین یہ خطرناک
حالتین کیون تغیر پیدا کرنے لگین ہان جنکی آنکھین کھلی ہون اور عقل سے بھی بہرہ مند
وہ البتہ سامان ہلاکت پر مطلع ہونے کے اضطراب کرین گے اور حفاظت کی عاجلانہ تدبیرین
عمل مین لائین گے اسی طرح وہ بزرگوار جنکے دل و دماغ اسرار عالم قدس سے آگاہ ہین
فرصت کو غنیمت جانتے اور بیقراری کے ساتھ وہ تدبیرین عمل مین لاتے ہین جو ابدی
زندگانی مین کام آئین اور خدا کے عذاب یا اُسکے عتاب سے جسکو حاشیہ بوسان
بساط تقرب بدتر از عذاب جانتے ہین بچائین۔ یہ بھی ایک نظام قدرت ہے کہ دنیاداروں
کے دل سخت ہوجاتے ہین ورنہ اگر وہ اپنے معاملات اور عبادات پر غائر نظر کرتے
اور پھر بیانات جلالت کو گوش دل سے سنتے تو شک نہین کہ بشکل طائر وحشی اُنکے
ہوش و حواس قفس جسمانی سے بھاگ پڑتے کلیجہ پھٹ جاتا اور پھر دنیاوی کام
کے قابل نہ رہ جاتے۔

بیان وحدت

خالق عالم اور موثر حقیقی کے متعلق بنی نوع انسان کے عجیب و غریب
خیالات ہین تفصیلی تذکرہ تو بہت طویل ہے لیکن مین اس موقع پر چند فرقون کے
خیالات کا اسلیے اجمالاً تذکرہ کرتا ہون کہ ناظرین اُن کا باہمی مقابلہ کرین اور بمقتضائے

تُعرف الاشیاء باضدادھا[1] صواب وخطا کا امتیاز کرین۔

ایک[1] فرقہ تو خداے علیم کے وجود ہی سے منکر ہی اُسکا یہ پندار ہی کہ عناصر وکواکب بالذات قدیم ہین اُنھین کے اثر سے سلسلۂ وجود و عدم موالید ثلثہ کا قائم ہی یہ سلسلہ بھی بنفسہ قدیم ہی اور اسی طرح ہمیشہ چلا جائے گا۔

دوسرا[2] فرقہ دو مساوی القوت خالقون کا قائل ہی مگر ایک کو خالق خیر اور دوسرے کو خالق شر قرار دیتا ہی اسلیے اگر ہم اس فرقہ کو مشرک حقیقی کا لقب دین تو کچھ بیجا نہین ہی۔

تیسرا[3] فرقہ مختلف درجہ کے متعدد خالقون کا معتقد ہی اُن سب کو موثر حقیقی سمجھتا ہی اور اُن مین ایک کو سبھون کا سرگروہ یعنے خالق اکبر کہتا ہی۔

چوتھے[4] فرقہ کی یہ راے ہی کہ خالق اکبر ایک ہی مگر اُسنے صرف کواکب کو پیدا کیا اور پھر اختیارات تخلیق و تدبیر عالم اُنھین کے حوالہ کرکے خود سبکدوش ہو گیا اسلیے اہل عالم سے معبود ہونے کا استحقاق مرجع انھین کواکب کو حاصل ہی۔

پانچوان[5] فرقہ ہرچند وحدت ذات باری کا مقر ہی مگر ساتھ اس اقرار کے اُسکا یہ خیال ہی کہ تکمیل مصالح عالم کے لیے وہ خود یا اُسکا کوئی حصہ کالبد خاکی مین آیا کچھ دنون انسانی رنگ مین ناجنسون کے ساتھ تمدن کرتا رہا اور پھر عالم بالا کی طرف صعود کر گیا۔ اس خیال کے آدمی انسان پرستی مین خدا پرستی کا دعوے اسلیے کرتے ہین کہ خدا نے انسان کے حلیہ مین تکلیف ظہور اختیار کی تھی۔ اسی فرقہ مین ایک شاخ کا یہ بھی اعتقاد ہی

---

[1] چیزین پہچانی جاتی ہین اپنی ضد یعنے مخالف سے ۱۲

کہ انسان پر منحصر نہین بلکہ حیوانات کی شکل مین بھی خلاق عالم نے ظہور کیا اور اہل عالم کو اپنی قدرت کے تماشے دکھائے ہین۔

چھٹا فرقہ وحدت ذات اور علو صفات کا معترف ہی مگر بعض عظیم القدر مخلوقات کو اس حجت سے پوجتا ہی کہ وہ مظہر صفات جلالی وجمالی خالق بے نیاز کے ہین۔

ساتوان فرقہ خدا کی یکتائی پر ایمان لایا ہی خدا ہی کو خالق گیتی اور مدبر عالم باور کرتا ہی اُسکا یہ اعتقاد ہی کہ خداوند عالم کی یہ شان نہین ہی کہ مخلوق کے بھیس مین اپنی مقدس ذات کو معائب حدوث سے آلودہ کرے۔ یہ فرقہ مخلوق پرستی کو قطعًا ناجائز کہتا ہی اور شرک خفی وجلی دونون کا سخت مخالف ہی۔ ہرگاہ مین بھی اسی ساتوین فرقہ کا ممبر ہون اسیلیے میرا فرض ہی کہ کسیقدر وضاحت کے ساتھ اُن وجوہ عقلی کو بیان کرون جنکی تحریک سے اس فرقہ نے اپنی راے خلاف رائے اپنے دیگر برادران نوعی کے قائم کی ہی۔

اس موقع پر مجکو پہلے گذارش کردینا چاہیے کہ مین نے قبل اسکے کہین لکھا ہی کہ خداوند عالم نے بغرض ازمایش افکار انسانی اپنے تئین انظار خلایق پر اسطرح ظاہر نہین کیا ہی کہ اُسکی ذات اور صفات کے تعین مین شبہ کی گنجائش نرہے اسیلیے اُسکی پاپسی کے خلاف مجھ مین یہ قوت کہان ہی کہ مثل برہان ہندسی ایسی حجتین پیش کرون جن مین شبہ کا موقع ومحل باقی نرہجاسے ہان جو بیان حیز تحریر مین آئیگا امید ہی کہ اُسمین اُلجھاؤ نہو اور ذوق سلیم کو اپنے صداقت کی طرف مائل کرلے۔ جو گتھیان تعین ذات باری مین پڑی ہوئی ہین اُنکے انحلال مین ہر فرقہ کا آدمی اہل غرض ہی اسیلیے ہر فرد بشر کا حق ہی

کہ اپنے خیال کو شائستہ الفاظ مین ظاہر کرے اور سننے والون کا فرض ہی کہ مخاصمانہ بحث کو چھوڑ دین۔ معاندانہ شبہات پر لفرین کرین۔ منصفانہ طرز پر اپنے قیاس سلیم کو کام مین لائین اور جو بیان اقرب بالصواب ہو اُسکو قبول کرین۔

کسی خطرناک جنگل کے حاشیہ پر جہان ٹھہرنا خطرناک ہی چند مسافر اکھٹے ہوے جنکا مقصود سفر یہ ہی کہ ایک ہی منزل پر جا پہونچین اُن مین کسیکو راہ کی اور سمت کی اور خطرات راہ کی ذاتی واقفیت نہین ہی اُسوقت عاقلانہ کارروائی یہی ہوگی کہ ہر ایک شریک جماعت اپنے قیاس کو دوڑائے اور مسافرون کی جماعت اُس قیاس کو جو اقرب بالصواب ہو قبول کر کے چل کھڑی ہو۔ ایسی صورت مین ہندسی بُرہان ڈھونڈھا نہین جاتا اور نہ پیچیدہ اور کمزور شبہون کو یہ موقع دیا جاتا کہ وقت کو ضائع کرین پس جو بحث اسوقت پیش ہی اگر اُسکے ساتھ یہ موزون تمثیل چسپان ہو تو مین پوچھتا ہون کہ خدا کے ڈھونڈھنے والے وہ امتیازی راستہ کیون اختیار نہین کرتے جسکا مواقع تمثیل پر اختیار کرنا دنیا مین معمولاً دانشمندی کی کارروائی سمجھی جاتی ہی۔

عناصر اور کواکب مین تخلیق کی لیاقت نہین ہی

الحجۃ الاولی

عناصر اور کواکب مین تخلیق کی لیاقت نہین ہی

چارون عناصر دولت ادراک سے مسلماً محروم ہین کواکب[1] کی نسبت بھی قیاس کیا گیا ہی کہ وہ اس دولت سے بہرہ مند نہین ہین ایسی صورت مین کیونکر باور کیا جائے کہ ان غیر مدرکون مین یہ سلیقہ موجود ہی یا کبھی موجود تھا کہ انسان کا سا ذی ہوش دانشمند پیدا کرین۔ دنیا مین ہمیشہ عاقلون کو بے عقلون پر عالمون کو جاہلون پر ذاتی ترجیح دیجاتی ہی پس حیرت ہی کہ الہیات کی بحث مین عاقلون اور عالمون پر اُن موجودات کو خالقانہ ترجیح دیجائے جو محل ادراک بھی نہین ہین۔

الحجۃ الثانیہ

تنہا انسان ہی نہین بلکہ تمامی موجودات عالم کی خلقت حکیمانہ اصول پر ہوئی ہی۔ کیا ایسے موجودات کے نسبت جنکو حس اور مس نہین ہی یہ گمان ہو سکتا ہی کہ وہ کتم عدم سے ایسے مخلوقات کو ساحت وجود مین لائے جن مین ہر ایک نمونہ صنعت ہی اور جنکے کالبد مین بیشمار اسرار حکمت بھرے ہین ؟ کہا جاتا ہی کہ ان عناصر اور کواکب کے اثر سے لاکھون مخلوق عالم ظہور مین آئے اُن مین جنکی خلقت ناتمام تھی وہ مر مٹے اور جنکی خلقتین اسیلیے کافی تھین کہ اپنے تئین سنبھال سکین زندہ رہے اور اُنکی نسلون نے ترقیان کین تو یعنے جن موجودات مین صنائع و بدائع نظر آتے ہین درحقیقت

---

[1] کواکب کی نسبت قرآن مین الفاظ یسبحون اور ساجدین کے آئے ہین اور اسطرح کے صیغہا ے جمع عقلا کے لیے مخصوص ہین لیکن بات یہ ہی کہ تیرنا اور سجدہ کرنا درحقیقت افعال عقلا کے ہین اور ہرگاہ حرکات کواکب مشابہ فعل عقلا کے نظر آئین اسیلیے تشبیہاً اُن حرکات کی تعبیر ساتھ سباحت و سجدہ کے ہوئی اور صیغہا ے جمع بھی جو عقلا کے ساتھ مخصوص تھے عاریت لیے گئے۔

وہ سمجھ بوجھ کے بنائے نہین گئے بلکہ بے بصر تیر اندازون کی کمان سے بیشمار تیر نکلے
بہتون سے خطا کی اُنکا وجود مٹ گیا اتفاقیہ کچھ نشانہ پر بھی پہونچے جنکو دیکھ کے تم خیال
کرتے ہو کہ یہ کسی قدر انداز کی کارگذاری ہو۔ مین پیمانہ بحث کو مختصر کرکے صرف نوع الساتکو
پیش کرتا ہون اور کہتا ہون کہ ہزارون خیالی نقائص جسمانی ایسے نہین ہین کہ ان کی
موجودگی کے ساتھ انسان اپنے وجود کو برقرار نہ رکھ سکے مگر اس نوع کے کسی گروہ
مین بشکل عام ایسے نقائص موجود نہین ملتے اسلیے واجبی طور پر ہم پوچھ سکتے ہین
کہ ایسی ناقص تشکلین کیون عالم ظہور مین نہین آئین اور اگر آئین تو کیا ہوئین اور کہان
گئین۔ مثلاً انسان کے ہاتھ مین پانچ اُنگلیان غیر مساوی موجود دیکھی جاتی ہین اس
عدم تساوی کا یہ اثر ہو کہ مٹھی پوری طور پر بندھتی ہو اور گرفت اشیا کی تکمیل بوجہ احسن
ہوتی رہتی ہو اگر یہ اُنگلیان برابر ہون تو بھی انسان کی زندگانی مین خلل نہ پڑے گا
لیکن ہمنے کسی جماعت کو نہ دیکھا اور نہ سنا کہ اُنکے ہاتھ کی اُنگلیان قد مین برابر ہون
اسلیے یہ خیال غلط ہو کہ ہر قسم کے ناقص الخلقت ان غیر مدرکون کے اثر سے پیدا
ہوے اور خود اپنی ناقابلیت تمدن سے فنا ہو گئے۔ اس سے زیادہ واضح بیان
یہ ہو کہ خالق حکیم نے بیشمار آدمی پیدا کیے مگر صنعت یہ رکھی کہ ایک دوسرے کا ایسا
ہمشکل نہین ہو کہ امتیاز مشکل ہو۔ یہ امتیاز صوری اگر رکھا نہ جاتا تو انتظام عالم مین سخت
مشکلات پیش آتین باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو پہچان نہ سکتا منصور کی پگڑی ناصر اپنے
سر پر رکھ کے منصور بن جاتا اب بھی دو شکلون مین شاذ و نادر اگر کچھ تشابہ ہوتا ہو تو اُنکی

وجہ سے بعض وقت پیچیدہ جھگڑے کھڑے ہوتے ہین اور دقیقہ سنج حاکمون کو فیصلۂ
نزاع مین دشواری پڑتی ہی لیکن خیریت یہ ہی کہ ایسی صورتین شاذ ونادر دیکھی جاتی ہین
اور پھر تلاش سے اُنمین کچھ نہ کچھ تفرقہ نکل ہی آتا ہی - پس اب مین عرض کرتا ہون کہ
اگر تخلیق عالم بجبری کے ساتھ کیف ما اتفق ہوئی ہوتی تو اقل درجہ کوئی جماعت
ایسی بھی موجود پائی جاتی جنکے افراد مین مابہ الفرق موجود نہوتا کیونکہ ایسی تخلیق
سے ہر چند مصالح عالم مین کچھ خلل پڑتا لیکن باوجود اُسکے یہ نسلین پردۂ دنیا سے معدوم
نہو جاتین اور ہرگا ایسی جماعت موجود نہین ہی تو اُسی کے ساتھ وہ خیال بھی غلط ہی
جو تردیداً ظاہر کیا گیا ہی -

الحجۃ الثالثہ

عناصر کے کرُے اپنی جگہ پر ہین اسیطرح سکون کواکب کے مدتون سے یا یون
کہیے کہ ازل سے ایک حالت ہی اور اُن کے حرکتون کی بھی ایک ہی روش چلی آتی ہی
اب اگر فرض کیا جاے کہ اُنھین کے اثر سے عالم کون و فساد ظہور مین آیا تو کیا وجہ
ہی کہ جو افراد انسانی اس صدی مین پیدا ہوئے وہ اُسکے قبل سطح ظہور پر نہ آسکے
اگر کہا جائے کہ بلحاظ دیگر علل حادثہ کے اُنکا ظہور پہلے نہین ہوا تو اُن علل کے بابت
بھی ایسا ہی سوال ہوگا کہ قبل اپنے وجود کے کیون موجود نہین ہوگئین ثم وثم
الحاصل تقدم و تاخر لائق انکار کے نہین ہی اور جو لوگ ایسے خالق کے مرید ہین -

جسمین قوت ارادی مفقود ہی اُنکے لیے سخت دشوار ہی کہ ایسے تقدم و تاخر کی کوئی معقول وجہ بیان کرین اور ترجیح بلا مرجح کے الزام سے محفوظ رہین -

الحجتہ الرابعہ

یہ عناصر و کواکب صاحب اجزا ہین جنکے اجتماع سے اُنکی ہیئت موجودہ کا ڈھانچا کھڑا ہوا ہی اُنمین بعض چھوٹے ہین اور بعض بڑے ایک کسی صفت سے ارجمند ہی اور دوسرا دوسری صفت سے بہرہ مند ہی کسی مین حرارت غالب ہی کسی مین برودت کوئی یابس المزاج ہی اور کوئی مرطوب الخاصیت - اُنمین جسکو دیکھیے اُسکی حالت کم و بیش تغیر پزیر ہی سب سے زیادہ مستحر اور جسامت مین بڑا آفتاب عالمتاب ہی اور حال کے حکما کی یہ رائے ہی کہ اُسکی بھی حرارت طبعی روز بروز گھٹتی جاتی ہی اور اندیشہ ہی کہ گھٹتے گھٹتے اس درجہ پر پہونچ جائے کہ نظام موجودہ مین خلل پڑے - جو کچھ بیان کی گئین وہ امکان کی علامتین اور حدوث کی نشانیان ہین جو دیگر موجودات ارضی مین بھی موجود پائی جاتی ہین پس عقل سلیم ان عناصر و کواکب کو کیون قدیم بالذات کہے اور خالق دیگر موجودات باور کرے - یہ سچ ہی کہ ہمنے انمین کسی کو پیدا ہوتے اور فنا ہوتے نہین دیکھا اور دنیا کو بہت بڑے بڑے فائدے بذریعہ ان موجودات عظیم کے حاصل ہوتے رہتے ہین جنکی کچھ تشریح قبل اسکے ہو بھی چکی ہی لیکن کیا یہ بات خلاف قیاس ہی کہ اُنکی عمرین ہمسے زیادہ ہین اور وہی مدبر عالم جسنے ان موجودات کو مختلف اجزا سے

مرکب اور مختلف صنفات سے بہرہ مند کیا ہی اُنکی وساطت سے اپنی برکتین زمین پر
نازل کرتا ہی۔ سلف الکٹنگ مشین کا دانشمند دیکھنے والا سمجھ لیتا ہی کہ وہ انسانی
ہنرمندی سے متاثر ہوکے یہ کارگذاریان دکھا رہی ہی خدا کے عظیم الشان کارخانہ
کی قدرتی مشینون کو دیکھ کے اگر دیکھنے والا کسی ایک کو یا سبھون کو اپنی ہی طبیعت
سے کارگذاریان دکھانے والا باور کرلے تو ہم کیون اسکو سادہ دل نہ کہین ضعیف الاعتقاد
نہ سمجھین۔ اس موقع پر ایک معنی خیز حکایت لائق تذکرہ ہی۔

حکایت

اس فرقہ کے کسی حجتی نے اپنے اعتقادات پر اصرار اور اعتقاد الوہیت اور
بعث بعد الموت سے انکار کیا ایک بزرگ اُسکی تقریر کو سنتے رہے اور آخرکار فرمایا کہ تمھارا
بیان اگر صحیح ٹھہرا تو ہم اور تم دونون بعد از فنا برابر ہین ہان دِقت صوم وصلوۃ جس کو
ہم لوگ اُٹھا رہے ہین رائیگان جائیگی مگر اُسپر زیادہ افسوس کی وجہ نہین ہی کیونکہ نعیم جنت
نہ سہی مگر عذاب جحیم مین تو مبتلا ہونا نہ پڑیگا لیکن اگر ہمارے فرقہ کی رائے صحیح نکلی اور جزا
وسزا کے لیے ہم اور تم خواب عدم سے جگائے گئے تو مین سنا چاہتا ہون کہ اُس معرکہ
کے لیے کون سی تدبیر حفاظت تمنے سوچی ہی۔ یہ تقریر دلپذیر اثر کرگئی کان سے گذری
سویدائے قلب تک اُترگئی منکر نے اقرار الوہیت کیا اور اقرار کے ساتھ پابند اعمال بھی ہوگیا۔
مذہب کے قید وبند کو توڑکے جو لوگ دنیائے فانی مین آزادی کے مزے

اُڑاے ہے ہین اُنکو اس حکایت پر غور کرنا چاہیے اور اگر اُسمین درحقیقت احتیاطی مگر عاقلانہ دور اندیشی موجود ہو تو سخت تعجب ہی کہ اُس سے استفادہ نکرین اور حیات فانی کے لہو ولعب مین حیات ابدی کی تدبیرون سے قاصر رہین۔

موثر حقیقی کا تعدد عقل کے خلاف ہی

حامیان تعدد مین کئی فرقے شامل ہین جنمین مجوسیون کے فرقہ کا یہ خیال ہی کہ دنیا مین جو چیزین اچھی اور مصالح عالم کی مؤید ہین اُنکو یزدان نے پیدا کیا اور تمام عمدہ عمدہ افعال اُسی مقدس ذات سے صادر ہوتے رہتے ہین اہرمن اُسکا دشمن اور پورا حریف ہی وہ شر کا خالق بالاستقلال ہی جسکو یہی روش بھاتی ہی کہ خلایق کو گمراہ کرے اور یزدان پرستی مین ہارج ہو۔ اس فرقہ کا یہ خیال ہی کہ یزدان خالق خیر کی شان رحمت سے بعید ہی کہ شر کو پیدا کر کے اپنے بندون کو سرکشی کی رغبت دلائے لیکن درحقیقت اس فرقہ کو ترتیب دلیل مین غلطی پڑی ہی۔ داور دادار ہی جیسا کہ مین بحث تقدیر مین مفصل بیان کرون گا۔ خالق شر یا اُسکا علۃ العلل ہی مگر اُسنے شر کو اسلیے پیدا کیا ہی کہ اپنے بندون کا امتحان کرے اور دیکھے کہ تماشا گاہ عالم مین کون سعادت مند ہدایت کا اور کون برگشتہ بخت ضلالت کا راستہ اختیار کرتا ہی اگر شر کا وجود نہوتا تو کار خیر کی کیون قدر ہوتی اور اُسپر عمل کرنے والے کس حُسن خدمت کے صلہ مین انعام الٰہی کے مستحق ہوتے۔ شر کا اس غرض سے مہیا کرنا کہ ذریعہ بدامنی ہو مہیا کرنیوالے کے لیے

شرمناک ہی لیکن کسی مصلحت سے اُسکا بہم پہونچانا منقصت سے پاک اور دائرۂ حکمت مین داخل ہی۔ نیک نیت لوہار نے ایک تلوار بنائی اور اُس تلوار سے کسی بیدردنے اپنے بھائی کا گلا کاٹ دیا کسی قانون دان سے پوچھ دیکھو کہ کیا ایسی صورت مین لوہار پر اعانت قتل کا الزام قائم ہو سکتا ہی؟ تمکو وہ جواب دیگا کہ ہرگز نہین اور سلسلہ دلیل مین سمجھائیگا کہ لوہار کی یہ نیت تھی کہ یہ تلوار ارتکاب جرم کے کام مین لائی جائے اسیطرح بوجہ خلق شر صناع عالم پر تہمت لگانا انصاف کی بات نہین ہی بلکہ لائق الزام وہ ہی کہ جو احکام آلٰہی سے سرتابی کرے اور شر کو کام مین لائے۔

اسلامی فرقہ بھی ایک ذات خسیس کے وجود کا قائل ہی جو ابلیس کے نام سے موسوم ہی مگر اُسکو صرف محرک شر ظاہر کرتا ہی اور محرک اور خالق مین جو کچھ فرق ہی وہ محتاج بیان نہین ہی۔ مسلمان اس ذات خسیس کو جن کہین یا کچھ اور سمجھ لین مگر اُسکا کینڈا ہی بہت عجیب اور غریب۔ عموماً ہر جگہ اُسپر نفرین کی بوچھار اور خصوصاً مذہبی مجالس مین لعنت کی مار پڑتی رہتی ہی لیکن پھر بھی عبادتگاہ مین تماشا گاہ مین خلوت مین جلوت مین وہ خود یا اُسکا کوئی ایجنٹ موجود اور اعمال انسانی مین دخل در معقولات کرنے کے لیے آمادہ رہتا ہی۔ سنتے ہین کہ ہم لوگون کے جد اعلی سے کچھ چشمک ہو گئی تھی وہی کینہ دیرینہ ابتک کانون سینہ مین اس آتشی مزاج کے شعلہ زن ہی۔ جانتا ہی کہ مدتون سے جہنم اُسکے اور اُسکی ذریات کے انتظار مین اپنا ہیبت ناک مُنھ کھولے ہوے ہی مگر اُس خیرہ چشمی کو تو دیکھیے کہ اپنے انجام کی پروا نہین دن رات یہی فکر ہی کہ اپنا گروہ بڑھائین

جہنم مین خود جائین اور دوسرون کو بھی ساتھ لیتے جائین - انسان کا یہ موروثی دشمن دوستون کے پیرایہ مین اپنا کام کرتا ہی اور انسان کو خبر تک نہین ہوتی - فریب و دغا بھی کرنیکی بدیا ہی اسی شغل مین زندگانی کا بڑا حصہ گذر گیا اب اس فن مین اُسکی مشاقی حدکمال کو پہونچ گئی ہی پہلے اگر رات مین چوری کرتا تھا تو اب دن دہاڑے رہزنی کرتا ہی اسوجہ سے یہ اچھا خاصہ جُگ کلجگ ہو گیا اور جبتک قیامت آئے اور دنیا کا خاتمہ ہو خدا ہی جانتا ہی کہ کیا کر گذریگا - عرصۂ محشر شک نہین کہ حیرت خیز اور دردانگیز مقام ہی لیکن اُس عرصہ مین ایسے قوی دشمن کا ماخوذ ہونا اور اُسکو دوزخ مین جلتے بھنتے دیکھنا لطف سے خالی نہوگا -

عالم کون و فساد کا خالق جسکی حکیمانہ صنعتون کے کچھ تذکرے قبل ازین تحریر کیے گئے اُسکے نسبت عقل سلیم باور کرتی ہی کہ قادر بے نیاز عالم اسرار اور جملہ نقائص سے پاک ہوگا اور یہ ایک ایسی رائے ہی جسکو عقل سلیم تسلیم کرتی ہی اور درحقیقت وہ اسی لائق ہی کہ بلا حجت و تکرار بشکل اصول مسلمہ تسلیم کیجاسے - اب مین اسی مسلمہ اصول کو پیش نظر رکھکے بمقابلہ عام حامیان تعدد کے ثابت کرتا ہون کہ خدا ایک ہی اور اُسکا کوئی دوسرا شریک نہین ہی

الحجتہ الاولیٰ

دنیا کے والاشکوہ بادشاہون کو دیکھو کہ وہ اپنے ملک مین دوسرے کی شرکت گوارا نہین کرتے اپنی معذوری سے مجبور رہنا اور بات ہی ورنہ ہر اُلوالعزم فرمانروا کی

یہی خواہش ہی کہ تمام بحر و بر اُسکے زیر نگین ہون اور تنہا وہی رُوے زمین پر فرمان روائی
کرے پس قادر مطلق بادشاہون کا بادشاہ کیونکر گوارا کر سکتا ہی کہ اُسکا کوئی شریک فی الملک
او رمد مقابل ہو۔ اب اگر دو خالق فرض کیے جائین تو ہر ایک کا یہ منشا ہوگا کہ دوسرا
مر مٹے اور مین تنہا تمام جہان کی خدائی کرون لیکن دوسرا بھی واجب الوجود ازلی ور ابدی
ہی وہ اپنی جگہ سے کب ہٹ سکتا ہی اسلیے تسلیم کرنا ہوگا کہ دونون تحصیل مرادین معذور
ہین اور جب وہ اپنی مراد کو حاصل نہین کر سکتے ہین تو خدائی کیا کرین گے اور قادر مطلق کے
لقب کے کب سزاوار ہون گے۔

الحجۃ الثانیۃ

اگر دو خدا کا وجود ہوتا تو تدبیر عالم کی کارروائیون مین اختلاف کرتے اور اس
مدت دراز کے اندر قصر عالم کبھی کا گر گیا ہوتا یا بلکہ سلسلۂ نظام جیسا کہ چل رہا ہی نہ چلتا
بادشاہون کے جھگڑون مین تو امن خلائق اُٹھ جاتا ہی خدائی جنگ مین معلوم نہین
کہ مخلوقات کا کیا انجام ہوتا بلکہ زیادہ تر قرین قیاس یہ ہی کہ باہمی فساد کی بدولت عالم
کون و فساد وجود ہی مین نہ آتا۔ اس تقریر پر کچھ شبہے عائد ہوتے ہین جنکو مین بشکل
سوال ظاہر اور بشکل جواب اُن شبہون کو رفع کرون گا اور آیندہ بھی رفع شبہات
کے لیے ایسی ہی روش اختیار کی جائے گی۔ (س) شائد ان دونون مین
اتفاق ہو اور بالاشتراک بلا کسی اختلاف کے کام چلا رہے ہون (ج) اولاً ایسے

دو ذی اقتدار دن سے بمشکل امید ہو سکتی ہے کہ اسطرح کا اتفاق کر لین۔ ثانیاً ایک خالق کو (**الف**) دوسرے کو (**ب**) اور خود کسی مخلوق کو (**ج**) نامزد کر لو اور ہرگاہ **الف** و **ب** ہر ایک قادر مطلق فرض کیے گئے اسلیے **ج** اپنے وجود مین ہر ایک بلا لحاظ دوسرے کے محتاج ہوگا اور اُسکے وجود کے لیے ہر ایک کی جداگانہ قدرت قادرانہ کافی ہوگی لیکن ہم کہین گے کہ **ج** **الف** کا محتاج نہین ہے کیونکہ **ب** اُسکو وجود مین لاسکتا تھا اور پھر **ب** کے نسبت بھی ایسی ہی تقریر کرین گے کہ **ج** اُسکا محتاج نہ تھا کیونکہ **الف** اُسکو وجود مین لاسکتا تھا۔ الحاصل اس کشمکش مین **ج** کو ہر ایک کی وحدانی قوت کا محتاج بھی اور غیر محتاج بھی ماننا پڑیگا لیکن اجتماع ضدین عقلاً محال ہے اسلیے دو خداؤن کا وجود بھی جو مستلزم اجتماع ضدین ہے لامحالہ عقلاً محال ہوگا (**س**) شائد ایک کی تنہا قوت ایجاد ممکن کے لیے کافی نہو اور مشترک قوتون سے ایجاد کی کارروائی چلتی ہے (**ج**) پھر دونون خدا سے مفروض مین ایک بھی درحقیقت خدا نہ ٹھہرا بلکہ ظاہر ہوا کہ کوئی حقیقت جو دونون مین مشترک ہے خدائی کی قوت رکھتی ہے۔ اب اگر یہ حقیقت جوہر ہو تو اُسی کو خدائے واحد مان لو ہان اگر عرض کہو تو عرض قائم بالذات نہین ہوتا اور غیر قائم بالذات کے نسبت گمان نہین کیا جاسکتا کہ وہ موجودات قائم بالذات کا خالق ہے کیونکہ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ غیر کامل کامل کو اور ناقص غیر ناقص کو بنا نہین سکتا ہے (**س**) واحد العین نقاش تو ایسی صورت بنا سکتا ہے جسکی دونون آنکھین کھلی ہون (**ج**) تصویر کی تو ایک آنکھ بھی نہین ہے جسکو آنکھ کہ سکین

ہان یہ کہو کہ آنکھون کی بے بصر شکلین بنی ہین مگر اُنکی وقعت نقاش کی ایک آنکھ کے برابر نہین ہی (س) کبھی ناقص الخلقت باپ کا بیٹا کامل الخلقت اپنے باپ سے زیادہ خوبصورت اور ہوشمند پیدا ہوتا ہے۔ اسلیے یہ رائے غلط ہی کہ ناقص غیر ناقص کو پیدا نہین کرسکتا (ج) باپ بیٹے کا خالق نہین ہی بلکہ اُسکی تولید مین ایک علت ناقصہ ہی اور ایسی علت ناقصہ پر قیاس خالق کا اور وہ بھی خالق مختار کا صریح قیاس مع الفارق ہی (س) شائد دونون نے بالاتفاق کام تقسیم کرلیا ہوا ور ہرایک اپنے اپنے صیغہ کا بے تعلق دیگرے کارفرما ہو (ج) جب دونون مساوی القوت قادر ہین تو ایک کی تاثیر سے ممکن کا موجود ہونا ترجیح بلامرجح ہی (س) آپس کا اتفاق یا باہمی معاہدہ مرجح ہی (ج) اگر یہ وجہ ترجیح ہوسکے تاہم وہ ممکن جو ایک کے حلقۂ اختیار مین موجود ہوا ہو اپنے وجود مین دوسرے سے مستغنی ہوگا اور یہ نقص قدرت باری کا ہی کہ دنیا کی کوئی شے اپنے وجود مین اُس سے مستغنی ہو۔

الحجۃ الثالثہ

اگر ایک خدا واسطے تخلیق کے کافی ہی تو دوسرے کی کیا ضرورت باقی رہی اور اگر کافی نہین ہی تو وہ بوجہ معذوری خدائی کے قابل نہین ہی (س) ایک کام کے انجام کے لائق متعدد اشخاص دنیا مین موجود پائے جاتے ہین اسلیے

اگر متعدد واجب الوجود قوت تخلیق رکھتے ہون تو کیا مضائقہ کی بات ہی (ج) مخلوق
سے خالق کی شان بلند ہی اور یہ تو خدا کی بے وقعتی ہی کہ وہ بیکار اور اُسکا وجود معطل ہو

الحجۃ الرابعۃ

ہم تو کہتے ہین کہ ایک قادر مختار واسطے تخلیق عالم کے کافی ہی قائلین تعدد
بھی خالقون کی تعداد محدود ظاہر کرتے ہین لیکن جو تعداد وہ لوگ ظاہر کرتے
ہین اُس سے زیادہ تعداد مین کیا مضائقہ ہی اور ہر ایک مخلوق کے لیے اگر
ایک جداگانہ خالق قرار دیا جاوے تو کیا ہرج ہی۔ غالبًا قائلین تعدد ایسی کثرت
کی تردید مین کوئی حجت پیش کرین گے اور جو حجت اُن کی طرف سے پیش ہو وہی
واسطے تردید اقل مقدار تعدد کے بھی استعمال کیجا سکے گی۔

الحجۃ الخامستہ

اپنے راز کو دوسرون سے چھپانا ایک معمولی مصلحت دانشمندون کی ہی اور
جب دو خدا فرض کیے گئے تو ہم پوچھتے ہین کہ ہر ایک دوسرے کے راز پر مطلع ہی
یا نہین اگر مطلع نہین ہی تو اُسکا علم ناقص ہی اور اگر مطلع ہی تو دوسرا اخفاے راز
سے قاصر ہی اور ایک مخلوق سے بھی زیادہ تر معذور ہی جو اپنا راز اپنے ہمجنسون سے
چھپا سکتا ہی۔ الغرض ناقص العلم و معذور عن تکمیل المصلحتہ دونون خدائی کے

لائق نہین ہین ۔

الحجۃ السادسۃ

دو خداؤن کی مجموعی طاقت لامحالہ زیادہ اور ہر ایک کی جداگانہ طاقت اُس سے کم ہوگی لیکن خدا کی یہ شان نہین ہی کہ اُسکی طاقت سے زیادہ کوئی طاقت قیاس کی جاسکے یا موجود ہو۔

الحجۃ السابعۃ

حسب عقیدۂ فرقہ مجوس کے اگر خالق خیر و شر دو ہون تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ خالق خیر شر کو اور خالق شر خیر کو روک سکتا ہی یا نہین اگر یہ دونون اپنے حریف کو روک نہین سکتے تو دونون مجبور و قاصر اس لائق نہین ہین کہ عالم کی خدائی کرین۔ اور اگر ایک دوسرے کو روک سکتا ہو تو ذات مغلوب خدائی کی مستحق نہین ہی۔ اسی دلیل مین مین اسقدر اور بھی اضافہ کرتا ہون کہ اگر خالق خیر شر کو روک سکتا ہی اور نہین روکتا تو موافق خیال فرقۂ مذکور کے اُسپر الزام تائید شر کا عائد ہوگا اور اُسی منقصت مین مبتلا ثابت ہوگا جسکے بچانے کے لیے خالقون کا تعدد گوارا کیا گیا تھا۔

الحجۃ الثامنۃ

اگر دو خدا فرض کیے جائین تو دونون ایک دوسرے سے مستغنی ہونگے یا دونون مین ہر ایک دوسرے کا محتاج ہوگا یا صورت حال یہ ہوگی کہ ایک دوسرے کا محتاج ہی مگر دوسرا اُس سے مستغنی ہی لیکن خدا کی شان نہین ہی کہ کوئی اُس سے مستغنی ہو یا نیہ کہ وہ کسی کا محتاج ہو اسیلیے تسلیم کرنا ہوگا کہ ان دونون مین ایک بھی یا وہ جو دوسرے کا محتاج ہو اس لائق نہین ہی کہ خلاق عالم سمجھا جاسے۔ (س) خدا کی یہ شان ضرور ہی کہ تمامی ممکنات اُسینے وجود مین اسکے محتاج ہون لیکن اگر اُسکا مساوی القوت دوسرا واجب الوجود اُس سے مستغنی ہو تو کیا مضائقہ ہی (ج) ممکنات کا واجب الوجود سے مستغنی ہونا کچھ شک نہین کہ زیادہ منقصت کی دلیل ہی لیکن ایک واجب الوجود سے دوسریکا (اگرچہ وہ خود بھی واجب الوجود ہو) مستغنی ہونا منقصت سے خالی نہین ہی۔ گھر کی مالکانہ حکومت مین خدام شریک نہین ہوتے لیکن کیا ایک گھر مین دو مساوی الاستحقاق مالکون کا وجود جنمین ایک دوسرے کا تابع فرمان نہو خانہ داری کی حکومت اور اُسکے مصالح کے خلاف نہین ہی؟ - مین امید کرتا ہون کہ ہر انصاف پسند ذی عقل اس سوال کا جواب اثبات مین دیگا پس تعجب ہی کہ عالیشان قصر عالم مین دو مستقل مالکون کا موجود ہونا اُن دونون کی شان حکومت کے خلاف نہ سمجھا جاسے۔

الحجۃ التاسعۃ

ہم فرض کرتے ہین کہ زید کا وجود ممکن ہی مگر وہ ابتک وجود مین نہین آیا ہی پس

اگران دونون مین ایک بھی اُسکی ایجاد پر قادر نہین ہی تو اُنہین کوئی خدائی کے لائق نہین ہی۔ اور اگر ایک قادر ہی اور دوسرا نہین تو غیر قادر بیوقار ساقط الاعتبار ہی اور اگر دونون بالاشتراک اس شرط سے قادر ہین کہ ایک دوسرے کی مدد کرے تو دونون محتاج ٹھہرے اور جب خود محتاج ہین تو حاجت روائے خلائق نہین سمجھے جا سکتے اور اگر دونون بالاستقلال اور منفرداً ایجاد پر قادر ہین اور ایک کو ایجاد کا موقع مل گیا ہو تو پھر ہم سوال کرین گے کہ اب دوسرا زید کے ایجاد پر قادر ہی یا نہین پس اگر جواب ملے کہ قادر ہی تو یہ جواب غلط ہوگا کیونکہ موجود کا موجود کرنا محال اور عقل کے خلاف ہی اور اگر کہا جائے کہ ایک نے ایجاد کر دیا اسلیے دوسرا قادر علی الایجاد نہین ہی تو دوسرے الفاظ مین حاصل جواب یہ ہوگا کہ ایک خدا نے دوسرے خدا کی قدرت تکوین کو زائل کر دیا ہی لیکن جسکی قدرت کو دوسرا زائل کر سکتا ہو وہ مستحق نہین ہی کہ خدا سمجھا جائے (س) اگر خدا ایک ہو اور اُسنے زید کو موجود کر دیا ہو تو بھی ہم سوال کرین گے کہ وہ اب زید کو موجود کر سکتا ہی یا نہین اگر تمھارا جواب اثبات مین ہو تو ہم کہین گے کہ موجود کا موجود کرنا محال ہی اور اگر نفی مین ہو تو خدا کا عجز ثابت ہوگا۔ فما کان فی التعدد فھو وارد علی الوحدۃ (ج) ایسی صورت مین بھی موجود کا موجود کرنا دائرہ مین محال عقلی کے داخل ہی لیکن چونکہ یہ استحالہ بوجہ خدا سے واحدیعنے بسبب اُسکی قدرت کے پیدا ہوا ہی اسلیے وہ کسی منقصت کا موجب نہین ہی۔ مگر تقریر دلیل مین یہی استحالہ

سلہ پس جو اعتراض بحالت تعدد تھا وہ وحدت پر بھی وارد ہوتا ہی ۱۲

باعث منقصت اسلیے قرار دیا گیا کہ دوسرے کے فعل ایجادی کے بدولت خدا کا قاصر عن الایجاد ہونا لازم آتا ہی۔

جس فرقہ نے خالقون کی جماعت قائم کی اور ایک کو اُنکا سر گروہ ٹھہرایا اُسکے خیالات اُلوہیت کے حقیقت تک پہونچ گئے تھے لیکن افسوس ہی کہ جماعت ماتحت کے اعتقاد نے اس فرقہ کو خداشناسی کے پایہ بلند سے گرادیا۔ کاش یہ لوگ اس جماعت کو مخلوق الٰہی و ذریعہ برکات باری قرار دیتے تو یہ خیال اُنکا غلط بھی ہوتا تاہم سررشتۂ توحید ہاتھ سے چھوٹ نہ جاتا۔ ایک عالِم موحد نے بہت ٹھیک کہا ہی لولا الاسباب لما ارتاب من ناب۔ اس دارالامتحان مین تمامی برکات کی تقسیم وسائل و ذرائع کے ساتھ ہوتی ہی اور نوع انسان کو اگر وہ بلند خیالی کو کام مین نہ لائے دھوکا ہوتا ہی کہ یہی ذرائع و وسائل بالذات منعم عطایا و منزل البرکات ہین۔ تجربہ کہتا ہی کہ اسی جگہ چلنے والون کے پاؤن پھسلتے ہین اور توفیق الٰہی جنکی دستگیری نہین کرتی وہ شرک کے پُرخطر غار مین جا پڑتے ہین۔ زیادہ حیرت یہ ہی کہ بعض مدعیان توحید بھی اس مغالطہ عامۃ الورود سے متاثر ہوکے گمراہی کے عمیق گڈھے مین گر گئے یا اب گرا چاہتے ہین مگر اُنکو امتیاز نہین ہی کہ اپنے گروہ پُرشکوہ کو چھوڑ کے کہان جا پڑے یا کس طرف بھٹکے چلے جاتے ہین۔ ظاہر ہی کہ اس فرقہ کے ممبرون نے اسباب اور مسبب الاسباب مین فرق نہین کیا اور اسی بنیاد پر اُنھین یہ رغبت پیدا ہوئی کہ ذی روح یا غیر ذی روح مخلوق کو جن سے

لہ اگر اسباب نہوتے تو کوئی شبہ کرنے والا (خدا کی خدائی مین) شبہ نکرتا ۱۲

کم و بیش دوسرون کو فائدے پہونچتے تھے درجۂ دوم کا خالق سمجھ لین اور بعض ضعیف
الاعتقادون نے محض اپنے واہمہ کو وسعت دی اور برکات عالم کے لیے فرضی وسائل
تسلیم کر کے غیر موجود اشیا کو واجب الوجود کہنے لگے لیکن جسنے انصاف پسندی کے
ساتھ دلائل تسعہ متذکرہ بالا کو بغور پڑھا ہو وہ بالضرور اس فرقہ کے سلسلۂ معتقدات کو
مثل تار عنکبوت کے کمزور خیال کریگا لیکن کیا مضائقہ ہی کہ مین چند تازہ دلیلون کو اس
موقع پر جگہہ دون اور اپنے برادران نوعی کو سیدھے راستہ پر لانے کی دوبارہ کوشش
کرون اچھا سنیئے۔ **دلیل اول** ماتحت ممبران جماعت کارروائی تخلیق مین تابع
اوامر و نواہی خالق اکبر ہین یا نہین اگر اُسکے تابع ہون تو وہی خالق اکبر مؤثر حقیقی
ہی اور اگر تابع نہون تو پھر اصغر و اکبر کی تفریق بے معنی ہی اور درحقیقت ایسے چند
خالقون کا اعتقاد کیا گیا ہی جو صدور افعال مین آزاد ہین اور خودسری کے ساتھ جو چاہتے
ہین کر گذرتے ہین اسلیے اب یہ موقع آگیا کہ دلائل تسعہ پر نظر کر کے حق و باطل کا تفرقہ
کیا جاے (س) ممکن ہی کہ خالق اکبر نے اپنے ماتحتون کو جداگانہ خدمات پر مامور
کر دیا ہو اور خود اُنکی کارروائیون کا نگران ہو بوجہ انصرام خدمت متعلقہ ممبران جماعت
دوسرے درجہ کے اور بوجہ عطاے اختیار یا نگرانی عام کے اُنکا پریزیڈنٹ خالق اکبر
کہا جاتا ہو (ج) بصیغۂ نگرانی خالق اکبر ارادۂ ممبران ماتحت کے خلاف اپنے اختیارات
کو عمل مین لاسکتا ہی یا نہین اگر جواب اثبات مین ہو تو ممبران ماتحت عاجز ہین اور اگر

سلہ حاصل تقریر یہ ہی کہ مستقل خالقون کا تعدد ممنوع ہی اگرچہ کہنے کے لیے اُنکے مراتب مین تفاوت ہو۱۲

جواب نفی مین ہو تو اُنکا پریزیڈنٹ غیر قادر ہہ اور عاجز اور غیر قادر خلاق عالم نہین ہو سکتے (س) ممبران جماعت معصوم عن الخطا ہین اور اپنے پریزیڈنٹ کے ارادہ سے واقف ہو کے اُسکی مرضی کے موافق کام کرتے ہین اسیلیے پریزیڈنٹ کو نہ اُنکے ارادہ سے اختلاف ہوتا اور نہ اُنکے کسی فعل مین دست اندازیکا موقع ملتا (ج) اب حاصل تقریر یہ ہوا کہ یہ جماعت مرضیات خالق اکبر کے تابع ہہ اسیلیے مین کہونگا کہ ایسی حالت مین اُس بے اقتدار جماعت کو مؤثر حقیقی کہنا صریح غلطی ہہ

دلیل ثانی یہ جماعت اور اُسکا پریزیڈنٹ سب کے سب بالذات واجب الوجود ہین یا نہین اگر اس سوال کا جواب اثبات مین دیا جاے تو پھر ایک کو دوسرون پر کیون تفوق ہہ اور اگر جواب بالنفی ہو تو جو ممبر جماعت بالذات واجب الوجود نہین ہین وہ ممکن بالذات اور خود اپنے وجود مین دوسرے کے محتاج ہون گے اور جنکا وجود محتاج غیر ہو وہ کب خالق حقیقی ہو سکتے ہین **دلیل ثالث** امکان ذاتی اور شان خلاقی مین نسبت تضاد کی ہہ اور ضدین کا اجتماع عقلاً محال ہہ پس اس جماعت کے جو ممبر صفت امکان سے متصف ہون وہ درحقیقت خالق حقیقی نہین ہین اور جو واجب الوجود ہون وہ بالضرور کسی دوسری صفت سے موصوف ہون گے کیونکہ ایسا نہو تو اُنمین باہمی امتیاز باقی نرہے اور تعدد کا خیال باطل ہو۔ یہ دوسری صفت اگر داخل حقیقت ذاتی ہو تو بوجہ ترکیب کل کو جزو کی احتیاج ہہ اور اگر جزو حقیقت نہو تو واجب الوجود اپنے وجود مین غیر کا محتاج ہہ اِن خیالات کو ذہن نشین کر کے انصاف کیجیے

کہ جو اپنے وجود مین محتاج جز خواہ ذاتی تعین مین محتاج غیر ہو وہ کب اس قابل ہو کہ
خدا یا کسی درجہ مین اُسکا شریک سمجھا جاوے (س) ارباب وحدت اگرچہ اپنے خدا
کو بالذات محتاج غیر نہین کہتے لیکن ذات عاری عن الصفات بیکار رہا اسیلیے تماشاے
قدرت دکھانے مین خدا کی ذات اپنے صفات کمالیہ کی ضرور محتاج ہوگی اور جو الزام
وہ دوسرون پر لگاتی تھی خود اُنکے معتقدات پر بھی لوٹ پڑیگا (ج) قرآن وحدیث مین
تو ان مباحث فلسفیانہ کی چھیڑ چھاڑ نہین ہوئی لیکن جب یونانی فلسفہ خلفاے عباسیہ
کے عہد مین مسلمانون تک پہونچا اُسوقت علماے اسلام نے اُسی رنگ مین طبع آزمائیان
شروع کین چنانچہ صفات الٰہی کے بابت بعضون نے اپنے دلائل کا یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ
سب ذات سے جدا اور اُس سے رتبتاً مؤخر ہین لیکن فی الخارج ذات باری کو لازم
اور مثل اُسی کے قدیم بھی ہین۔ یہ گروہ تمھارے سوال کا یون جواب دے گا کہ
صدور افعال مین ذات کا محتاج صفات لازمہ ہونا موجب منقصت نہین ہو لیکن
ذات کا خود اپنے تعین مین محتاج غیر ہونا شان اُلوہیت کے خلاف ہو مگر میرے
خیال مین وہی راے مستحکم اور لائق تسلیم کے ہو جسکو محققین علماے اسلام نے ظاہر
کیا ہو یعنے یہ کہ جملہ صفات کمالیہ عین ذات باری ہین اور جو افعال دوسرون سے
بمدد صفات صادر ہو سکتے ہین اُنسے اعلی واکمل محض اُسکی ذات سے شرف صدور
پاتے ہین۔ شیخ شہاب الدین سہروردی اپنی کتاب موسوم بہ عوارف المعارف مین لکھتے ہین
کہ جملہ اہل تصوف کا اتفاق ہو کہ ہر ایک صفت الٰہی بحیثیت صفت کے حقیقت ثابت

اور دوسری صفت سے متمیز رکھتی ہی لیکن من حیث الذات وہ عین باری تعالیٰ ہی اسیلیے جو سوال کیا گیا اس پر ایے پروارد نہین ہوتا۔

جو فرقہ کہتا ہی کہ خالق اکبر نے کواکب کو پیدا کیا اور خدمت تخلیق اُن کے حوالہ کردی اُسنے بھی درحقیقت بہت بڑی جماعت خالقان درجہ دوم کی کھڑی کی ہی اور اُسکے خیالات کی تردید بعض دلائل سے ہوتی ہی جو بذیل اس عنوان کے بیان کی گئین عناصر اور کواکب مین لیاقت تخلیق کی نہین ہی۔ بااینہمہ سلسلہ دلائل مین ایک دلیل کا اور بھی اضافہ کرنا مین مناسب جانتا ہون اور وہ یہ ہی۔

دلیل

دنیا کے بادشاہون مین راحت طلبی اور عیش پسندی شاہانہ اُولوالعزمی کے خلاف سمجھی جاتی ہی اور اُنکے وزرا کیسے ہی باتدبیر ہون لیکن اپنے شاہی اختیار کا اُنکے ہاتھ مین دینا بالطبع اُنکی شان فرمان روائی گوارا نہین کرتی۔ خالق اکبر کی مقدس ذات کدورت جسمانی سے بری اور عوارض کسل و درماندگی سے پاک ہی اُسکی نسبت یہ گمان نہین ہوسکتا کہ اُسنے اپنے اختیارات کو غیر مدرک جماعت کے حوالہ کردیا اور خود بشکل حاکم معزول حالت تعطل مین زندگانی کررہا ہی۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ کارگاہ عالم پر ان کواکب کے بڑے بڑے اثر پڑتے رہتے ہین لیکن اکثر مخلوقات عالم کو یہ شرف حاصل ہی کہ دوسرون پر اُنکا کم و بیش اثر پڑتا ہی پس اگر ان تاثیرات سے خدائی کا ثبوت

ملتا ہو تو پھر دیگر مخلوقات کو بھی کسی درجہ کا خدا نہ سمجھنا بے انصافی کی بات ہی۔ خود اپنی نوع کے افراد کو دیکھئے کہ اُسنے کیسے کیسے کرشمے حکمت کے دکھائے اور آئے دن اُنکی نازک خیالی ایسی ایسی حیرت انگیز ایجادین کر رہی ہی کہ بفرض ادراک اُنکو دیکھ کے چشم کواکب خیرہ ہوا ور فلک پیر ایجاد کرنے والون کے روبرو زانو سے سبق خوانی نہ کرے پس معتقدین کواکب اتنی دور کیون جاتے ہین اور اپنی نوع کو دوسرے درجہ کا خالق مختار نہین سمجھتے۔

اے تماشا گاہ عالم روے تو　　　تو کجا بہر تماشا میروی

خلاق عالم جسمانی شکل مین ظہور نہین کرسکتا

خلاق عالم جسمانی شکل مین ظہور نہین کرسکتا

مقتضاے رحمت باری تھا کہ بعض افراد انسانی کے دل و دماغ اور روح مین خاص قوتین عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے ہمجنسون کی غلط فہمیان حرف غلط کی طرح مٹا دین اور اُنکو ایسی لغزشون سے بچانے کی کوشش کرین جو مغلوب قواے نفسانی سے عموماً ہوتی رہتی ہین یہ کارروائی اسلیے زیادہ ضروری تھی کہ خداوند عالم نے اپنی ذات اقدس کو پردہ عظمت مین مستور کیا ہی اور آیات قاہرہ کا نازل کرنا اُسکی امتحانی پالسی کے خلاف ہی۔ یہ سچ ہی کہ انسان کو خدا شناسی کے لیے عقل عطا کی گئی ہی اسلیے ممکن تھا کہ ہم لوگ صرف بقدر اپنے عقول کے ذمہ دار خدا شناسی کیے جاتے اور ہر شخص بہ پیمانہ اپنی عقل وادراک کے مستوجب عقاب اور مستحق ثواب ہوتا لیکن بوجوہ ذیل اس اعتراض کا

معقول جواب مل جاتا ہی۔

اولاً۔ صلاح مملکت خویش خسروان دانند * ہمکو منصب نہین ہی کہ جو معقول تدبیر عالم پناہی کی خلاق عالم نے پسند کی ہو اُسکی نسبت یہ کہین کہ وہ کیون اختیار کی گئی اور اُسکی جگہ دوسری تدبیر کیون عمل مین لائی نہین گئی۔

ثانیاً۔ ایسی کارروائی سے یہ مقصود تھا کہ ہم مین ایک تعداد ایسے بزرگون کی شامل کردی جائے جن کو ملائک پر بھی شرف ہو اور اس پیرایہ مین ہماری نوعی فوقیت ہر ایک درجہ کی مخلوقات ارضی و سماوی سے بڑھ جاے۔

ثالثاً۔ اکثر جزئیات عظمت و جلالت و دقائق صنعت و حکمت ایسے تھے جن کا ادراک بغیر کسی مدد کے انسانی عقل نہین کرسکتی تھی اسلیے کچھ لوگ جن کو نبی کہو یا رفارمر پیدا کیے گئے کہ ہملوگون کو ایسے دقائق و جزئیات پر مطلع کرین۔

رابعاً۔ انسان عقلاً ذمہ دار ہی کہ خدا کو پہچانے اور دیگر مخلوقات کے ساتھ اور خود اپنے ہمجنسون سے وہ سلوک کرے جو اخلاقاً پسندیدہ ہون لیکن انسانی فطرت اسطرح کی ہی کہ ایک گروہ کسی فعل کو مقتضاے اخلاق حسن سمجھتا ہی اور دوسرا اُسی کو داخل بد اخلاقی قرار دیتا ہی اسلیے بغرض نظام عالم ضرورت داعی ہوئی کہ اخلاقی طریقے اسطرح معین کردیے جائین جو عام طور پر ہر درجہ کے مناسب حال اور قرین مصلحت ہون اور یہ ضرورت انھین مقدس نفوس کی تخلیق سے رفع کی گئی۔

خامساً۔ اس دار الامتحان مین مقصود حضرت رب العزت یہ بھی تھا کہ علاوہ سبجکٹ

خدا شناسی کے انسانی عقل کی ایک اور بھی آزمایش کیجاسے یعنی دیکھا جاے کہ یہ لوگ
خدا کے بھیجے ہوے نبیون کا امتیاز اُن جھوٹے مدعیان نبوت سے کسطرح کرتے ہین
جنکو شیطان نے بیجا دعوی پر صرف اسیلیے آمادہ کیا ہو کہ دوستون کی شکل مین رہنمائی
کے حیلہ سے قزاقی و رہزنی کا ارتکاب کرین پس جیسا کہ جلسۂ امتحان مین کسی امیدوار کو یہ
حق نہین ہی کہ سبجکٹ کی نوعیت اور اُسکے شمار پر بحث کرے اسی طرح مراحم باری کے
امیدوارون کو یہ حق نہین ہی کہ انبیاؤن کی تخلیق اور اُنکی شناخت کی ذمہ داری پر
اعتراض کرین۔

سادسًا۔ خدا شناسی و اعمال اخلاقی اصلی قانون الٰہی کے احکام ہین اُنکے ضوابط
کا معقول شکل مین قرار دینا انسان کی قوت فکریہ کے لیے دشوار تھا اسیلیے ہادیان ملت
مبعوث ہوے کہ وہ اُن ضوابط کو معین کردین۔ دنیا مین قانون اصلی کی حفاظت کے لیے
بڑے بڑے مجموعۂ ضوابط ترتیب دیے جاتے ہین پس تمام عالم کے بادشاہ نے اپنے
قانون اصلی کی حفاظت کے واسطے جو طریقہ ترتیب ضابطہ کا اختیار کیا اُسپر کوئی کیون
اعتراض کرے۔ ایشیا کے مغربی حصہ مین بہت نبی پیدا ہوے اور باستثناے معدودے
چند سب کی شریعتین یا ہدایتین ایک قوم کے ساتھ مخصوص تھین اُنکے عہد سعادت عہد
مین دیگر اقوام کا بھی وجود تھا اور جہانتک روایتون سے اور قیاس سے پتہ چلتا
ہی بعض قومون کے افراد بنی اسرائیل سے بمراتب زیادہ تھے۔ خداوند عالم تمام
دنیا کا مالک اور ہر ایک چھوٹے بڑے کا خاوند حقیقی ہی اُسکی رحمت پر اور

اُسکی معدلت پر یہ تہمت لگانا کہ اُسنے دوسری قومون کے لیے ہادی اور رہنما نہین بھیجے محض نافہمی نہین ہی بلکہ سخت بے ادبی بھی ہی۔ ہمنے تسلیم کیا کہ بنی اسرائیل کے جداعلی مقبول بارگاہ صمدیت تھے اُنکو حضرت جلیل سے خلیل کا معزز خطاب ملا تھا اسلیے اُنکی اولاد پر خاص توجہ مبذول تھی لیکن آخر دوسری قومون کی امیدگاہ بھی تو اُسی خلاق عالم کی ذات ہی اُسکی شان بندہ نوازی کب گوارا کرتی کہ بنی اسرائیل کی طرف اس کثرت سے ہادیان ملت بھیجے اور دوسری قومون کو شیطان کے شکارگاہ مین غیر محفوظ چھوڑ دے۔ دنیا کے عادل بادشاہ ہر گروہ رعایا کی نگہداشت اور تربیت یکسان طور پر کرتے ہین خداوند عالم کی صفات کمالیہ مین معدلت کی صفت بھی شامل ہی عقل باور نہین کرتی کہ اُسنے ایسے اہم معاملہ مین دوسرون کے ساتھ اسقدر بے نیازی اور بے پروائی برتی ہو (س) خدا نے کسی کو فقیر اور کسی کو امیر بنایا ہی کوئی صحیح البدن ہی کوئی جسمانی امراض مین مبتلا ہی مشاہدہ شاہد ہی کہ اکثر نعماے الٰہی کی تقسیم غیر مساوی ہوئی ہی اسیطرح ممکن ہی کہ بعض اقوام کی طرف ہادیان ملت بھیجے گئے ہون اور دیگر قومین صرف شریعت عقلی کے تابع رکھی گئی ہون (ج) عام نعمتون کی کمی و بیشی نظام عالم مین مؤثر ہی جن لوگون کو اس عالم مین کسی نعمت کا حصہ کم ملا یا کلیتاً نہین ملا اُسکا معاوضہ دوسری نعمت سے اسی عالم مین کر دیا گیا یا بشرط استحقاق دوسرے عالم مین ہو سکے گا مگر ہدایت کی نعمت خاص قسم کی نعمت ہی اور اتمام حجت کے لیے تمام قومون کو سامان ہدایت سے بہرہ مند کرنا استحقاقاً نہین تو اخلاقاً ضروری تھا۔

(س) آخر عقول انسانی جو ذمہ دار خدا شناسی ہین اُنکے مراتب مختلف پائے جاتے ہین اور یہ جوہر عقل عطایا باری تعالی سے ہی انسان اُسکی کمی وبیشی مین کچھ اختیار نہین رکھتا اسلیے ہم کہ سکتے ہین کہ جن لوگون کو عقل نہین دی گئی یا اُسکا کمزور مادہ عطا ہوا اُنکے حق مین ناانصافی کیگئی ہی اور اس خصوص مین جو عذر کیا جاے وہی عذر مسئلہ زیر بحث مین بھی پیش ہو سکے گا (ج) جن لوگون کو کچھ بھی مایۂ عقل نہین دیا گیا وہ غیر مکلف ہین ہان جو لوگ اس دولت سے بہرہ مند ہین وہ بقدر اپنی عقل اور اپنی ادراک کے ہر ایک معاملۂ اعتقادی وعملی مین ذمہ دار ہین اسیطرح بضمن ہدایت تعلیمی ممکن ہی کہ خدا نے کسی مصلحت سے یا محض بنفاذ اپنے آزادانہ اختیار کے کسی قوم کی طرف عالیقدر نبی یا زیادہ تعداد کے رہنما بھیجے ہون لیکن جسطرح اُسنے مایۂ ادراک سے کسی قوم کو کُلیتاً محروم نہین کیا ہی اُسیطرح عقل سلیم تسلیم نہین کرتی کہ کوئی قوم اور بالخصوص وہ قوم جسکے افراد کثیر تھے ہدایت تعلیمی سے قطعاً وکُلیتاً محروم رکھی گئی ہو۔ اور قومین تو اولاد ابراہیم کے تفوق کو تسلیم نہین کرتین اور نہ اُنکو اس اعتقاد کی رغبت ہوسکتی ہی کہ خداوند عالم نے اُنکو یا اُنکے آبا کو کسی لائق قدر نعمت سے کلّاً محروم رکھا ہی۔ توریت وانجیل اسرائیلی نبیون پر نازل ہوئین مگر اُنمین کوئی ایسا تذکرہ پایا نہین جاتا ہی کہ دوسری قومون کو خدا نے ہدایت تعلیمی سے درحقیقت محروم رکھا تھا۔ یعنے قبل از ولادت مسیح اُنمین راہ دکھانے والا کوئی نبی مبعوث نہین ہوا اسلیے اگر کوئی شخص فرقۂ یہود ونصاری کا اصرار کرے کہ رحمت الٓہی کی یہ بدلی دوسرون کی

کشت زار امید پر نہین برسی تو اُسکا اصرار بلا دلیل ہوگا اور خود غرضی پر مبنی سمجھا جائیگا ایسی حالت مین انسب طریقہ یہ ہے کہ ہم اسلامی کتاب کیطرف توجہ کرین جو افراط و تفریط سے پاک ہے اور جسکے بیانات مین نہ تنگ دلی ہے اور نہ ایسے خیالات کا وجود ہے جو خلاف قیاس و خلاف عقل سمجھے جائین - اُس مقدس کتاب مین ذیل کی آیتین موجود ہین -

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ [1]

(پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۵)

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ [2]

(پارہ ۱۳ سورہ رعد رکوع ۱)

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝ [3]

(پارہ ۲۲ سورہ فاطر رکوع ۳)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝ [4]

---

[1] اور ہر ایک قوم کا رسول ہوا ہے پس جب ہمارے حضور مین روز قیامت اُنکا رسول حاضر ہوگا تو اُن لوگون مین انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائیگا اور لوگون پر کسیطرح کا ظلم نہوگا ۱۲

[2] انکار کرنیوالے کہتے ہین کہ پروردگار کیطرف سے محمدؐ پر کوئی نشانی (ہماری خواہش کے موافق) کیون نہ اُتری لیکن تم تو صرف خدا کے عذاب سے ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کا راہ دکھانیوالا گذرا ہے ۱۲

[3] درحقیقت ہمنے تمکو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانیوالا بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہین جنمین کوئی ڈرانیوالا عذاب الٰہی سے نہ گذرا ہو ۱۲

[4] اور ہمنے تمسے پہلے کتنے رسول بھیجے اُنمین بعضون کے حالات سنائے اور بعضون کے نہین سنائے لیکن کسی رسول مین یہ طاقت نہ تھی کہ بے حکم خدا کے کوئی معجزہ دکھاتا پھر جب خدا کا عذاب پہونچ گیا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوا اور خطاکارون نے خسارہ اُٹھایا ۱۲

(پارہ ۲۴ سورۂ المومن رکوع ۸)

اِن آیات بینات سے تاریخی خبر ملتی ہی کہ خدا نے ہر قوم کی طرف ہدایت کرنے والے بھیجے اور اپنی حجتین تمام کین پھر بھی جو لوگ راہ راست پر نہین آئے وہ بطور واجب عذاب دنیوی یا اُخروی مین مبتلا کیے گئے (س) اگر ایسا تھا تو دیگر قوم کے چند انبیاؤں[ل] کے نام قرآن مین کیون بیان نہین کیے گئے (ج) نزول قرآن اُس ملک مین ہوا جہان مشرکان عرب ساتھ یہودیون و عیسائیون کے آباد تھے اسلیے اُنھین انبیاؤن کے تذکرہ کی خاص ضرورت تھی جنکی یہ لوگ عظمت کرتے تھے یا جنکے نام نامی سے اُنکو واقفیت تھی (س) اسلام ایک تبلیغی دین ہی دنیا کی تمام قومون پر وہ حکومت روحانی کا دعوی رکھتا ہی اسلیے ہر چند اُسکا ظہور ملک عرب مین ہوا تھا لیکن بلحاظ وسعت دعوی دیگر قوم کے انبیاؤن کا بھی کچھ ذکر خیر ساتھ تصریح نام کے مناسب تھا (ج) اس مصلحت سے کہ کرہ ارض کے ایک حصہ مین اسلام کا پودا جڑ پکڑ لے خاص ضرورت تھی کہ موافق مذاق اُن لوگون کے جنکے حلقہ اثر مین اُسکا ظہور ہوا تھا حجتین لائی جائین اگر بالتفصیل ایسے تاریخی تذکرون کو جگہ دیجاتی جنسے اُنکے کان نا آشنا تھے تو دائرہ بحث بڑھ جاتا اور منکرون کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ وقعت بڑھانے کے لیے انبیاؤن کے فرضی نام تراشے اور خیالی تذکرے گڑھے جاتے ہین۔ علاوہ برین انبیاؤن کی تعداد بہت زیادہ تھی ہر قوم کے

ل قرآن پاک مین صرف اٹھائیس نبیون کے نام بیان کیے گئے ہین۔ معالم التنزیل مین تحریر ہی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار خدا کے نبی دنیا مین گذرے ہین جن مین تین سو تیرہ درجۂ رسالت پر فائز تھے۔ اور ینابیع مین بروایت کعب الاحبار نبیون کی تعداد بائیس لاکھ پچیس ہزار ظاہر کی گئی ہی ۱۲

دو ایک نبی کا کیسا ہی تذکرہ کیا جاتا تا ہم کتاب کا حجم بڑھ جاتا۔ آج ہزار ون حافظ قرآن موجود ہین اور مسلمانون کو اس یکتائی پر فخر ہی کہ جو کتاب اُنکے نبی پر نازل ہوئی اُسکو اُنکی ایک جماعت اپنے سینہ مین محفوظ رکھتی ہی اور اُنکے سوا کسی قوم مین ایسی جماعت بلکہ چند افراد بھی موجود نہین ہین جنکے صفحۂ دل پر وہ کتاب جسکو منزل من اللہ کہتے ہین منقوش ہو پس اگر قرآن کا حجم بہت بڑھ جاتا تو مشکل تھا کہ اُسکی حفاظت صندوق سینہ مین کی جاتی اور مسلمانون کو اس مقدس کتاب کے ساتھ اسطرح اظہار نیاز کا موقع ملتا

ہرگاہ انبیاے اقوام دیگر کے نام ہمکو بتائے نہین گئے اسلیے قطعًا و یقینًا یہ کہنا کہ اُنمین کون بزرگوار ہادی برحق و مرسل من اللہ تھے ہمارے لیے غیر ممکن ہی لیکن اُسیکے ساتھ پرخطر بیہودگی ہی کہ ہم کسی شخص پر جسے دوسری قومین ہادی اور رہنما باور کرتی ہین بدگمانی کرین یا اُنکی شان مین ناشایستہ کلمات زبان پر لائین کیونکہ ممکن ہی کہ وہ بھی منجملہ اُنھین کے ہو جنکے نام پیغمبر آخر الزمان کو نہین سُنائے گئے۔ کسی امر کا یقینًا و عقیدًا باور کرنا اور بات ہی اور قیاسًا اُسکا گمان کرنا دوسری چیز ہی اسلیے قیاسًا یہ کہنا کچھ بیجا نہین ہی کہ ناموران غیر قوم مین بگمان غالب کن بزرگون کو درجۂ رہنمائی منجانب اللہ عطا ہوا تھا۔ ہرگاہ ممبران قوم ہنود صرف نوعی نہین بلکہ ہمارے مُلکی بھائی بھی ہین لہذا مناسب ہی کہ اس فرقہ کے حالات کیطرف ایک غامض نظر کیجاے۔

تذکرہ مرزا مظہر

مرزا مظہر جانجانان متاخرین مسلمانان ہند مین عالم باعمل اور صوفی اکمل گذرے ہین اور اسوقت بھی ہزارہا مرید اُنکے سلسلہ کے عرب و عجم مین موجود ہین

اسکے نامور جانشین شاہ غلام علی نے اپنے مرشد کی لائف تحریر کی ہی اور اُسمین چند
خطوط بھی اُنکے نقل کیے ہین - اُن خطوط مین **مکتوب چہاردہم** عقائد ہنود
سے متعلق ہی جسمین جناب مرزا صاحب انصاف پسندی کے ساتھ ارشاد فرماتے ہین
کہ ہندون کا دین قواعد و ضوابط سے منتظم اور مسجل ہی اُن قواعد او رضوابط کے دیکھنے سے
پایا جاتا ہی کہ سرزمین ہند پر خدا کے نبی اگلے زمانہ مین آئے اور شریعت کو قائم کیا - اُسی
مکتوب مین اُس بت پرستی کی جو ہندون مین شائع ہی یہ وجہ بیان کی گئی ہی کہ جسطرح
اسلامی صوفیون مین معمول ہی کہ اپنے مرشد کا تصور کرتے اور فائدے اُٹھاتے ہین
اُسیطرح ہندؤن نے بھی بعض ملائکہ یا کاملین کی صورتین بنائی ہین اور اُنکی طرف
بغرض حصول نسبت جسکو اصطلاح صوفیہ مین رابطہ کہتے ہین توجہ کرتے ہین مدت کے
بعد صاحب صورت کے ساتھ توجہ کرنے والی کو ربط پیدا ہو جاتا ہی اور حاجت روائی کی شکلین
ظاہر ہوتی ہین - اس بے تعصب روشن ضمیر مسلمان کی یہ رائے ہی کہ ہندوان بتونکو سجدۂ عبودیت
نہین کرتے بلکہ اُنکی ڈنڈوت درحقیقت سجدۂ تحیت ہی جسکو وہ عموماً اپنے بزرگون اور مرشدون
کے روبرو کرتے ہین - غالباً مرزا صاحب کی یہ رائے عقلاے ہنود سے متعلق ہی ورنہ عوام تو سری رام
اور سری کشن کو درجۂ الوہیت پر قائز جانتے اور اُن بتونکو جو ان دو ناموران ہند کیطرف منسوب ہین گے
عبودیت کا سجدہ کرتے ہین -

انتخاب مکتوب چہاردہم مرزا مظہر جانجانان

"وجمیع فرق ایشان در توحید باریتعالی اتفاق دارند و عالم را مخلوق می دانند و اقرار بفنای عالم و جزای اعمال نیک و بد و حشر و حساب ارند و در علوم عقلی و نقلی و ریاضات و مجاہدات و تحقیق و معارف و مکاشفات اینہا را ید طولی ست و عقلای اینہا فرصت عمر آدمی را چہار حصہ قرار دادہ حصۂ اول در تحصیل علوم و دوم در تحصیل معاش و اولاد و سوم در تصحیح اعمال و ترویض نفس و چہارم در مشق انقطاع و تجرد کہ غایت کمال انسانیت و نجات کبری کہ مُکہا مکت برآن موقوف ست صرف می نمایند و قواعد و ضوابط دین اینہا نظم و نسق تمام دارد پس معلوم شد کہ دین مربی بودہ ست و منسوخ شدہ و از ادیان منسوخ غیر از دین یہود و نصاری نسخ دینی دیگر در شرع مذکور نیست حالانکہ نسخ بسیار در معرض محو و ثبات آمدہ حقیقت پرستی اینہا آنست کہ بعض ملائکہ بامر الٰہی در عالم کون و فساد تصرفی دارند یا بعض ارواح کاملان بعد ترک تعلق اجساد آنہا را درین نشار تصرفی باقی ست یا بعض افراد احیا رکہ بزعم اینہا مثل حضرت خضر زندہ جاوید اند صور آنہا ساختہ متوجہ بآن می شوند و بسبب این توجہ بعد مدتی بصاحب آن صورت مناسبت بہم میرسانند و بنا بران مناسبت حوائج معاشی و معادی خود را روا می سازند و این عمل مشابہتی بذکر رابطہ دارد کہ معمول صوفیہ است کہ صورت پیر را تصور می کنند و فیضہا برمیدارند اینقدر فرق ست کہ صورت شیخ نمی تراشند۔ و سجدۂ اینہا سجدۂ تحیت ست نہ سجدۂ عبودیت کہ در آئین اینہا بمادر و پدر و پیر و استاد بجای سلام ہمین سجدہ مرسوم و معمول ست و آن را ڈنڈوت می گویند و اعتقاد تناسخ مستلزم کفر نیست"

خدا کی طرف سے جو نیک بندے واسطے خدمت رسالت کے منتخب ہوے

وہ سب کے سب محاسن اخلاق سے بہرہ مند تھے اور اُنکی ذات بابرکات سے شان
کبریائی کا اظہار ہوتا تھا صورتین انسان کی سی تھین اور طریق تمدن بھی ہمشکل انسانی تمدن
کے تھا مگر سیرتین ملکوتی تھین روحانی قوتین فرشتون سے بھی گو سے سبقت لیگئی تھین
سنگ سرخ اور یاقوت احمر حقیقت مین ایک جنس ہین کور بے بصر کیا جانے مگر کسی جوہر شناس
سے پوچھ دیکھو کہ انکے مراتب مین کیا تفاوت ہی اسیطرح جاننے والے جانتے ہین کہ ہادیان ملت
ہرچند بنی نوع سے تھے مگر اُنکے دل اور دماغ اور تھے اور جوہر تقدس نے انکو ایسا ممتاز
کیا تھا کہ اُنھین عام افراد انسانی کا شریک فی الحقیقت سمجھنا الجھاؤ سے خالی نہ تھا۔ یہ
ستودہ خصال بزرگوار بلحاظ ضرورت وقت مبعوث ہوئے اور اُسی ضرورت کے مناسب
حال اُنکو معجز نمائی کی قوت خوارق عادات دکھانے کی طاقت عطا کی گئی مگر ہر ایک نبی کا
یہ پہلا فرض تھا کہ قوم کو نجات کی راہ دکھائے وصول الی اللہ کی تدبیرین سوجھائے خوش
نصیب سعادتمند انبیاؤن کی ہدایت سے مستفیض ہوے اور منزل مقصود تک پہونچے
بدبختون نے معاندانہ سرکشی کی اور نقد امید کو کھو بیٹھے۔ اگلے زمانہ مین بنی نوع انسان کی
طبیعتین سخت اور خیالات درشت ہوتے تھے عوام کا کیا ذکر ہی نبی زادون کی یہ حالت
سُنی جاتی ہی کہ ایک خفیف تکرار پر قابیل نے اپنے برادر عینی ہابیل کو مار ڈالا۔ حضرت نوح کے
فرزند کو خانہ نبوت مین پرورش کا موقع ملا تھا مگر طغیان عصیان مین وہ بھی مبتلا ہوا اور
کسی موجۂ طوفان مین ڈوب مرا۔ حکیم علی الاطلاق نے بھی اُس زمانہ مین بمناسبت طبائع
عباد کے سخت تدبیرین عبرت انگیز اختیار کین پانی کا طوفان آیا آگ برسی قحط پڑا طرح طرح کی

وباؤن نے بڑی بڑی آباد بستیان پھونک دین - اعلاے کلمۃ اللہ اور آسودگی ضعفاے عام کے لیے کبھی کبھی خود نبیون نے ہتیار اُٹھاۓ اور اپنے بازوے توانا سے جلال کبریائی کی شان دوست اور دشمن کو دکھا دی - مرور دہر کی بدولت واقعات کا کم وبیش ہو جانا ایک معمولی بات ہی لیکن بعد حذف شاعرانہ مبالغہ کے کیا عجب ہی کہ راچھسون کے قتل وغارت کے قصص جو ہندوستان مین مشہور ہین اصلیت اور واقعیت رکھتے ہون اور اُن معرکون مین جنکا نشان دیا جاتا ہی سچے ہادیان ملت کی معجز نما ہمت نے ظالمون کو پامال کیا ہو - آب وہواے ملک کے اثر سے عام طبیعتین اطاعت کیش تھین جوش عقیدت کا اُن پر قوی اثر پڑا **اوتار** کا لفظ پہلے بمعنے مظہر کے استعمال ہوتا رہا پھر اُسکے حقیقی معنے لگاۓ گئے انبیاؤن کی ہدایتین فراموش کی گئین توحید سکھانے والی کتاب بالاے طاق دھری گئی واعظون نے اراکین مجلس کو عجائب پسند دیکھا خود غرضون کو اپنا رنگ جمانا ضروری تھا اسلیے اُنکی طبع آزمائیون نے وہ وہ خیالی مضمون تراشے جو عقل کے خلاف اور مرحلۂ قیاس سے کوسون دور تھے - الحاصل رفتہ رفتہ دنیا کی وہ نامور قوم جسنے قدیم الایام مین نعرۂ توحید بلند کیا تھا اور اپنے فلسفہ کے اطراف عالم مین دھوم مچادی تھی اوہام کے پھندے مین اُلجھ گئی اور چمنستان تحقیق مین اُسکی مشہور شایستگی پھیکی پڑ گئی - اب بھی ایسے خوش خیال دقیقہ رس ہندوؤن سے سرزمین ہند خالی نہین ہی جو **جوتی سروپ نرنکار** کے وجود باجود کے معتقد ہین الفاظ دوسرے ہین طرز بیان دوسرا ہی لیکن بحوالہ وید کے حاصل وہی ہی جو قرآن پاک کی مختصر سورۂ اخلاص مین ظاہر کیا گیا ہی

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ مجالس اسلامیہ مین یہ چار آیتین ثلث قرآن کے برابر سمجھی جاتی ہین اور شارع اسلام نے اُنکے پڑھنے والون کو اجر جزیل کا امیدوار کیا ہی خاص بنیاد ان خیالات کی یہ ہی کہ سورۂ اخلاص بشکل مختصر جامع مسائل توحید ہی اور اسلام کا بہت بڑا مقصد یہی تھا کہ وحدت الٰہی کا سبق جسکو دنیا نے فراموش کیا تھا اہل عالم کو پڑھائے صرف پڑھائے نہین بلکہ زبانی یاد کرائے۔ زبانی روایتون تحریری شہادتون سے ظاہر ہی کہ وقت اُسکے ظہور کے کرۂ ارض پر شرک کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اپنے خالق کا حق معرفت ادا کرنے والے باقی نہین رہے تھے۔ مطلع عرب پر آفتاب عالمتاب نے صبح صادق کی جھلک دکھائی پھر ظاہر ہوکے رفتہ رفتہ بلند ہوا اور ہدایت کی روشنی تمام حصص دنیا مین پھیل گئی۔ توحید کا غلغلہ سن کے غیر قوم کے آدمی جو بیخبر سو رہے تھے جاگ پڑے اُنھون نے اگرچہ اپنا گھر نہین چھوڑا لیکن عقلمند متنبہ ہوے اور خس وخاشاک شرک سے اپنے صحن خانہ کی صفائی شروع کر دی۔ معاندانہ انکار کا تو کوئی جواب نہین ہی لیکن بعد ظہور اسلام کے جو کچھ رفارم دوسرے مذہبون مین بخصوص توحید ہوا ہی وہ عمدہ ثبوت اس رائے کا ہی کہ اسلام ہی نے دوسرون کو حوصلہ دلایا اور اُس سطح کی بلند پروازی کا راستہ دکھایا ہی چنانچہ زمانہ حال مین جو گروہ ہندؤن کا بحوالہ وید مسلک توحید کی ہمنوائی

سلہ اے پیغمبر سمجھا دو کہ اللہ ایک ہی۔ اللہ بے نیاز ہی نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اُسکے برابر کا ہی ۱۲

کر رہا ہی اُسکو بھی خواب غفلت سے اسلام ہی نے بیدار کیا ہی (س) یقیناً نہ سہی مگر قیاساً خلاصۂ تقریر یہ ہی کہ بعض ناموران ہند مرسل من اللہ تھے مگر ہندؤن کی روایتین ظاہر کرتی ہین کہ یہ لوگ خود خدائی کے دعویدار تھے اسیلئے تمھاری یہ راے کہ اہل مذہب نے ہدایت تعلیمی کو اسطرح فراموش کیا کہ خدا اور خدا کے رسول مین امتیاز نرہا خلاف قیاس ہی۔ (ج) ہمنے اپنی تقریر مین بنیاد مغلطہ ظاہر کردی ہی لیکن مزید اطمینان کے لیئے کچھ اور بھی توضیح کردیتے ہین۔ تمامی با اصول مذاہب مین ہندؤن کا مذہب پُرانا ہی اُسکے ظہور کو ہزارہا سال گذر گئے اس عرصۂ دراز مین کتنے انقلاب ہوئے مختلف خیالات کی آمیزشین ہوئین خود غرضون نے طبعی ایجاد سے فائدہ اُٹھایا اور گروہ ہندیان کین جاہلونکی دسترس نے علم و کمال کے اوراق پریشان کردیے۔ تمثیلاً ملاحظہ کیجیے کہ سنسکرت ہندوستان کی ملکی خواہ مذہبی زبان تھی کسی وقت مین عام و خاص اُسکا استعمال روزمرہ کارروائیون مین کرتے رہے ہون گے اور آج بڑی جستجو سے چند پنڈت مل سکتے ہین جو اس زبان سے پوری واقفیت رکھتے ہون اور ہرگاہ زمانہ کے تغیر نے ایسا قوی اثر ڈالا کہ ملک کی زبان اُسکے مُنھ سے نکل پڑی تو اعتقادی تغیر کے بابت تعجب کی کیا وجہ ہی۔

اسلام کا مذہب جدید العہد ہی اور اُسکے ظہور کو صرف تیرہ صدیان گذری ہین۔ دنیاوی حکومت مین اقبالمندی ہمیشہ اُسکے ہمرکاب رہی اب اگرچہ اگلی سطوت

جاتی رہی لیکن اسلامی سلطنتون کا وجود کسی نہ کسی شکل مین ابھی باقی ہی اور مقدس خطّون
مین مسلمان بادشاہ فرمان روائی کر رہے ہین - اہل مذہب کو سلسلہ وار مذہبی تصنیف
کا شوق رہا اور بعنایت الٰہی ابتک وہی سلسلہ جاری ہی - یہ بھی اسلام کی بڑی
خوش نصیبی تھی کہ اُسکے ظہور کو چند صدیان گذری تھین کہ دنیا نے پلٹا کھایا حکومت
کے طرز اور اُسکے انداز بدل گئے آمد و رفت کے ذریعے آسان ہوے عقلی شائستگی
نے اوہام کی بدلی کو اُفق خاطر سے ہٹا دیا تعصب کا شیرازہ ڈھیلا پڑا چھاپہ کی ایجاد
نے علم کی اشاعت کی افراد بنی نوع انسان کو موقع ملا کہ ایک دوسرے کے خیالات پر
مطلع ہون اور اپنے عقائد کا اُنسے مقابلہ کرین - خدا کا شکر ہی کہ ان خوش نصیبون نے
مسلمانون مین شرک جلی کی عام وبا پھیلنے نہین دی لیکن پھر بھی بعض فرقے اس بلا
مین مبتلا ہو کے دائرہ اسلام سے باہر نکل گئے اور افسوس ہی کہ موحدون کی جماعت
ابتک شرک خفی کے حملون سے محفوظ نہین ہی - الغرض جب ایک نوجوان مذہب
کی یہ حالت ہی تو بوڑھے کی لغزشون کو کوئی دور اندیش کیون خلاف قیاس سمجھے -

(س) کیا مدعیان اسلام کا بھی کوئی فرقہ کہتا ہی کہ خلّاق عالم انسانی صورت اختیار
کر سکتا ہی اور اُسنے اختیار بھی کیا ہی (ج) مصنف دبستان المذاہب کا حاصل
کلام یہ ہی کہ کوہستان مشرق مین **ختا** کے قریب ایک خطہ ہی جسکو **رمال** کہتے ہین
وہان کا حاکم **باب** کے لقب سے ملقب ہی وہان کے رہنے والے اپنے تئین مسلمان کہتے
ہین اور علی اللہی کے نام سے موسوم ہین - اُن کا اعتقاد یہ ہی کہ محمدؐ کو خدا نے واسطے

ہدایت خلق کے منتخب کیا مگر تنہا اُسنے انجام خدمت کی امید نہ تھی اسیلئے ابن ابی طالب
بنا اور علی کی شکل مین خود بغرض امداد آیا اور اسیطرح اُنکی اولاد کے قالب مین مدتون
تعلیم عقائد کرتا رہا۔ اصلی کتاب جسکو علیؑ نے محمد پر نازل کی تھی وہ تو علیؓ کے ساتھ گئی
اور اب جو کتاب نامزد قرآن موجود ہی اُسکو دشمنان علیؓ (ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ) نے بنالیا ہی
جو عمل کے لائق نہین ہی وغیر ذلک من الھفوات شاہ جکلاہ ناصر الدین شاہ
ایران کو چند سال ہوے ایک بیدرد بابی نے شہید کیا اور چونکہ اس فرقہ کا یے بنیاد
اعتقاد یہ بھی ہی کہ کلمہ علے اللہ کا ورد جب بصدق دل وخلوص نیت کیا جاے
تو ورد کرنے والے کو تیغ تیز کے زخم سے بچالیتا ہی اسیلیے اس کور باطن عقل کے
دشمن نے شاید امید کی تھی کہ اسکا ورد رنگ لائیگا اور نیک دل بادشاہ اسلام کے
قصاص مین مارا نہ جاسکے گا۔

ابن ابی الحدید مدائنی شرح نہج البلاغۃ مین لکھتے ہین کہ اعتقاد الوہیت کا فتنہ
خود حضرت علیؓ کے عہد خلافت مین (وفات کو پیغمبر علیہ السلام کے ابھی پورے
تیس برس نہین گذرے تھے) برپا ہوا۔ جناب ممدوح نے چند احمقون کو اپنی طرف
خدائی کا اشارہ کرتے دیکھا گھوڑے سے اُتر پڑے اور جبین نیاز کو فرش خاک
پر رکھکے فرمایا کہ اے بدبختو مین تو خدا کا بندہ ہون اپنے فاسد عقیدے سے توبہ
کرو۔ وہ ان نصائح دلپذیر کو کب سنتے تھے اسیلیے دھمکیان دی گئین اور پھر آگ
مین جلا دیے گئے۔ اس عبرت دلانے والی کارروائی کا یہ اثر ضرور ہوا کہ کچھ دنون

کے لیے شعلہ فساد دبگیا لیکن آخر کار وہ آگ جو سُلگ چکی تھی بھڑک اُٹھی اور محمد بن نصیر النمیری نے جو امام حسن عسکری (امام یازدہم کے لقب سے ملقب ہین اور سنہ ۲ ہجری مین بعمر اُنتیس سال اُنکی وفات ہوئی ہی) کے مصاحبون مین تھا اس عقیدہ کو پھر چمکایا اور نصیری فرقہ کی جماعت اُسوقت سے کھڑی ہوئی۔

پس جب بموجودگی علی ولی اللہ خلیفہ رسول اللہ کے اور باوجود اُسکے اسقدر تشدد کے اعتقاد حلول باری نے جڑ پکڑ لیا تو کیا بعید ہی کہ رہنمایان ہند کے خلاف مرضی اُنھین کے عصر مین یا کچھ روز اُنکے بعد اعتقاد حلول نے عجائب پسند ہندوستانیون مین نشو و نما حاصل کر لی ہو۔

مذہبی اعتقاد کا بازو بہت قوی ہی اور اُسکی منطق ہر ایک اعتراض کا کچھ نہ کچھ جواب دیہی دیتی ہی مثلاً شاہ ایران کے قاتل کی گردن تیغ قصاص نے کیون کاٹی اُسکا جواب سُنیے کہ قاتل نے کلمہ علی اللہ کا ورد صدق دل خلوص نیت سے نہین کیا تھا یا یہ کہ علی اللہ اس کارگذاری سے اتنا خوش ہوے کہ قاتل کو خاکی قالب سے نجات دلائی اور زمرۂ مصاحبان سماوی مین بھرتی کر لیا۔ حضرت علیؓ نے جن لوگون کے جلا دینے کا حکم صادر فرمایا وہ خیال کرتے تھے کہ اپنی حقیقت چھپانے کی مصلحت سے خدا اپنی خدائی سے انکار کرتا ہی اسیلیے ایسی حالت مین کہ ایک طرف امیر المؤمنین خشمناک کھڑے تھے اور دوسری طرف دہکتی آگ اپنی گرما گرمی دکھا رہی تھی گمرہان طریقت غل مچاتے تھے کہ اب اُنکا اعتقاد مرتبہ علم الیقین کو پہونچگیا

کیونکہ آپ کے رسول (محمدؐ) نے پہلے ہی بتا دیا ہی کہ لاینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار اب مین اُن دلائل عقلی کو بیان کرتا ہون جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ خلاق عالم جسمانی شکل مین ظہور نہین کرسکتا۔

الحجۃ الاولی

ذات باری کا اگر یہ اقتضا ہو کہ کدورت جسمانی سے پاک رہے تو وہ خلاف اپنے اقتضاے ذاتی کے قالب جسمانی کو قبول نہین کرسکتا اور اگر اُسکا اقتضا ایسا نہو تو یہ ذات اپنے وجود مین یا کسی قالب کی محتاج ہوگی یا حالت یہ ہوگی کہ جب چاہے مجرد رہے اور جب خواہش ہو کوئی جسمانی صورت اختیار کرلے۔ غیر (جسم) کا محتاج ہونا خلاف شان باری ہی اسلیے دوسری شکل متعین ہوئی اور معتقدین حلول درحقیقت اُسکی حمایت کرتے ہین لیکن جب یہ حقیقت دو طرز پر اپنے وجود کو قائم رکھ سکتی ہی تو خلاصہ اعتقاد یہ ہوگا کہ اُسکا وجود تغیر پذیر ہی اور وجود کا تغیر پذیر ہونا حدوث کی نشانی ہی۔

الحجۃ الثانیہ

اکثر معتقدین حلول کا یہ خیال ہی کہ ایک یا چند حصہ ذات باری کا کسی قالب مین آیا تھا اور باقی حصہ حالت تجرد پر قائم رہا یا اُسکے بھی ٹکڑے ہوے عقل شاہد ہی

ف۱ اگ مین جلانے کی سزا سواے پیدا کرنے والے آگ کے سزاوار نہین ہی کہ دوسرا دیوے ۱۲

کہ کل اپنے ہر جزو سے زیادہ باوقعت ہوتا ہی اور جب کسی مجموعہ کے اجزا علیحدہ کردین
تو کل من حیث الکل باقی نہین رہ جاتا۔ تمثیلاً فرض کرو کہ ایک خوشنما بنگلہ کی آہنی سقف
چار سنگی ستون پر قائم ہی پھر سقف کو علیحدہ کرو اور چارون ستون کو اُکھیڑ دو ایسی
حالت مین کیا کوئی با امتیاز کہیگا کہ بنگلہ موجود ہی یا یہ کہ آہنی سقف اور سنگی ستون کی
وہی قدر و قیمت ہی جو بنگلہ مذکور رکھتا تھا؟ (نہین ہرگز نہین) بعد سمجھ لینے ان مقدمات
کے دیکھو کہ اعتقاد حلول نے چمنستان الوہیت مین کیسے کیسے گل کھلائے ہین۔

اولاً۔ خدا کی ذات کچھ عرصہ کے لیے فنا ہوئی یعنے کتاب وجود کا شیرازہ ٹوٹا
اور اُسکے اوراق پریشان ہوگئے۔

ثانیاً۔ مافوق الاجزاء ہرگاہ دنیا ایک قوی تر مجموعہ دیکھ چکی ہی اسلیے
عقل ان اجزاے ضعیف کو کیون خدا سمجھنے لگی۔

ثالثاً۔ ذات صاحب الاجزا اپنی ترکیب خود نہین کرسکتی اسلیے ترکیب دینے والا
لامحالہ کوئی دوسرا ہوگا اور خدا کا پیدا کرنے والا ایک دوسرا خدا ڈھونڈھنا پڑیگا۔

رابعاً۔ یہ اجزا لذاتہا ممکن الوجود ہین یا واجب الوجود اگر لذاتہا ممکن الوجود ہون
تو انکے اجتماع سے مجموعہ واجب الوجود تیار نہین ہوسکتا اور اگر لذاتہا واجب الوجود
ہون تو ترکیب غیر ممکن ہی کیونکہ ترکیب اُسوقت ہوسکتی ہی کہ اجزا کسی قوت کے تابع ہون
اور واجب الوجود لذاتہ کی شان ہی کہ وہ کسی حکومت کا تابع نہو۔

الحجۃ الثالثۃ

زیادہ نہین تو خدا کا ایک مہذب خوددار انسان سے کم رتبہ ہونا نہ چاہیے اب
کسی مہذب ذی علم سے کہو کہ وہ جاہلون کی وضع مین بر سر بازار آئے اور گفتار و رفتار مین
انھین کا طرز و انداز دکھائے اگر یہ شخص بالطبع تمھاری درخواست کو قبول کر لے تو وہ
ہرگز مہذب نہین ہی اور اگر انکار کرے تو پھر خالق عالم کی نسبت کیون اقرار کیا جاتا ہی
کہ اُسنے مجردانہ مقدس وضع کو چھوڑا اور بلا ضرورت اپنے تئین کم رتبہ مخلوق کی شکل
مین نمایان ہونا گوارا کیا۔

الحجۃ الرابعۃ

خداوند عالم سمیع و بصیر مالک زمین و آسمان ہی۔ مبتلاے کدورت جسمانی اپنے
اعمال مین اعضا سے کام لیتا ہی مگر قادر مطلق تو جسمیت سے فی حد ذاتہ پاک ہی اور
محض اُسکا ارادہ یا حکم واسطے تخلیق اور جملہ نظامی کارروائیون کے کافی اور وافی ہی۔
بقول کن فیکون[1] فرض کیا جائے کہ اُسنے باوجود ان صفات کما لیہ کے حیوانی
شکل اختیار کی تو اُسکی کوئی غرض منجملہ اغراض ذیل ہی ہوگی (۱) عالم حوادث کا تماشا کرے
(۲) دوستون کو برکت دے دشمنون کو مبتلاے بلا کرے (۳) نظام عالم و تخلیق
ممکنات کی کوئی کارروائی عمل مین لائے مگر یہ سب کام تو یون بھی وہ بدرجۂ اکمل کرسکتا
تھا پھر کیا وجہ داعی ہوئی کہ اُسنے دوسرا روپ بھرا اور شان کبریائی کو خاک مین

[1] کسی شی کو کہتا ہی کہ موجود ہو جا پس وہ موجود ہو جاتی ہی ۱۲

ملا دیا (س) شائد نفس نفیس مصائب انسانی کا اندازہ کرنا یا لذائذ جسمانی کا لطف اُٹھانا مقصود تھا چنانچہ معتقدین حلول کی روایتون سے ظاہر ہی کہ خالق کائنات نے عالم کائنات مین مصیبتین جھیلین اور عیش و سرور کے بڑے بڑے مزے اڑائے ہین۔

(ج) اولاً۔ جو ذات عیب جسمانی سے پاک ہو اُسکو ایسا شوق پیدا نہین ہو سکتا ثانیاً۔ وہ عَالِمُ الغیب والشَّہادۃ خود جانتا تھا کہ مصیبت کی تلخی عیش کی مٹھاس مخلوق کے ذائقہ پر کیا اثر ڈالتی ہی اسیلیے اُسکے استدراک مین کوئی دوسری کوشش کرنی درحقیقت تحصیل حاصل کی کارروائی تھی جو حکیمانہ شان کے خلاف ہی۔

(س) شاید تعلیم اخلاق مراد رہی ہو یا یہ مقصود رہا ہو کہ اُسکے بندے اپنے معبود کی زیارت سے سعادت حاصل کرین (ج) تعلیم اخلاق کی کارروائی انبیاؤن کی وساطت سے ممکن تھی جو درحقیقت انسان تھے مگر ملکوتی صفات کے جلوے اُنکی ذات سے عیان تھے۔ دنیا کے دار الامتحان مین حصول سعادت کا عمدہ ذریعہ یہ ہی کہ انسان خدا کو نہ دیکھے اور محض قوت ادراک سے اپنے خالق کو پہچان لے اور جب خدا خود ہی تماشائے قدرت دکھاتا ہوا اس بزم مین پہونچ گیا تو امتحانی پالسی کی قوت گھٹ گئی اور عمدہ ذریعہ حصول سعادت کا مفقود ہو گیا (س) جب خدا اپنے افعال ارادے مین آزاد ہی تو وہ جو چاہے کرسکتا ہی انسان کی کیا مجال ہی کہ اپنے خالق پر اُسکی آزادانہ کارروائیون کے متعلق اعتراض کرے۔

گِل را چہ مجال ست کہ پرسد ز کلال — از بہر چہ سازی و چرا می شکنی

(ج) یہ عامۃ الورود عذر درحقیقت مشکلات مین اہل مذہب کی بڑی مدد کرتا ہی لیکن ذوق سلیم چاہیے کہ موقع مناسب پر اسکو کام مین لائے۔ اس جگہ اگر یہ عذر معقول ہو تو راون کا گروہ بھی اپنے سرگروہ کی نسبت کہ سکتا ہی کہ جو افعال ناشائستہ اُسکی طرف منسوب کیے گئے ہین وہ سب بنفاذ آزادانہ اختیار جائز کے صادر ہوے تھے کسی عورت کو لے بھاگنا بے گناہون کو مارنا ایک مخلوق کے تیرون سے مجروح ہو کے کالبد خاکی کو چھوڑ دینا خالقانہ مذاق کے کرشمے تھے یہ نہ پوچھو کہ اُسنے ایسا بھونڈ امذاق کیون کیا کیونکہ وہ خود مختار تھا کرتا رہا جو اُسکو بھاتا تھا۔ سچ یون ہی کہ اگر یہ عذر خلاف شان کارروائیون مین بھی لائق قبول ہو تو ہر خذف ریزہ سے جو فرش خاک پر پامال ہو رہا ہی اندیشہ کرنا چاہیے کہ کہین خدا نہو اور مذاقاً ساکت و صامت بعالم ظاہر نہ بنا ہو۔ اب اُس خذف ریزہ کو توڑ دو اور پوچھو کہ اگر وہ قادر توانا کا اوتار تھا تو کیون مغلوب قوت انسانی ہو گیا اُسکا جواب دیا جائے گا کہ یہ بھی ایک خداوندی مذاق تھا اور بندگان خدا اُسپر نکتہ چینی کرنے کے مجاز نہین ہین۔ الحاصل ثمرہ ایسے عذر کا یہ ہو گا کہ شان الٰہی سلسلۂ مذاق مین اُلجھ جاے اور کارخانۂ عظمت درہم و برہم ہو۔

الحجۃ الخامسۃ

ہم لوگ فطرت سے مجبور ہین ورنہ غذا کو حلق سے ایک بالشت کے فاصلہ پر سڑانا اور فضلہ کو کشکول معدہ مین دیر تک لیے رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتین

لطافت اور پاکیزگی سے منزلون دور ہین اور میرا تو یہ خیال ہی کہ اگر انسانی روح کو اختیار
دیا گیا ہوتا تو ایسے دل و دماغ مین سمانا گوارا نکرتی جس سے آتنا قریب معدہ کا سنڈاس
قائم کیا گیا تھا **دوستو** انسانی ضرورتون کو تم خوب جانتے ہو خدا کے لیے ذری انصاف
کرو کہ پاک ذات پاک صفات نے ایسے قالب مین آنا کب گوارا کیا ہوگا (**س**) یہ سب
ایک ظاہری تماشا تھا لیکن درحقیقت نہ وہ ذات پاک جسمانی قالب مین آئی اور نہ جسمانی
معائب سے متاثر ہوئی (**ج**) پھر دیکھنے والون نے پریشان خواب دیکھا سننے والون
نے فرضی قصے سُنے عقلی مجالس مین اُنکا تذکرہ فضول ہی۔ جو لوگ آنکھین پھاڑ کے ایک
چیز دیکھتے اور کانون سے ایک آواز سنتے ہین مگر کہتے ہین کہ درحقیقت کسی چیز کا اور
کسی آواز کا وجود نہین ہی اُن لوگون کی قوت باصرہ و سامعہ مین کوئی نقص ہوگا یا انکار
بداہت پر کمر باندھی ہوگی بس اب کوئی کہے تو کیا کہے اور سمجھائے تو کیا سمجھائے۔

مخلوق کی پرستش اگرچہ وہ مظہر صفات الٰہی ہون ناجائز ہی

دنیا کے سب مذہبون سے پُرانا بت پرستون کا مذہب ہی شاخین اعتقاد کی بدلتی
رہی ہون لیکن شعار بت پرستی جو اُنکے سب فرقون کا مشترک اصول ہی مدتون سے یکسان
چلا آتا ہی۔ اس اصُول سے اختلاف کرنے والے فرقون مین مسلمانون کا فرقہ زیادہ سخت
مخالف ہی مگر اُنکی کتاب آسمانی مین جن انبیاؤن کے تذکرے تبلیغ کے تحریر ہین اُن مین
سب سے پہلے **نوح** علیہ السلام ہین اور اُنکے عہد مین یا اُنکے عہد سے پہلے بھی

مخلوق کی پرستش اگرچہ وہ مظہر صفات الٰہی ہون ناجائز ہی

ود و نسر وغیرہ بتون کا وجود تھا اور طوفان مین ڈوبنے والی قوم سرگرمی کے ساتھ
اُن بتون کی پرستش کرتی تھی قال اللہ تعالیٰ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (پارہ ۲۹ سورہ نوح رکوع ۲) - اس
قدامت کو دیکھ کے جستجو پیدا ہوتی ہو کہ بنی آدم نے اس روش کو کیون اختیار کیا اور اسمین کیا
دلاویزی ہو کہ باوجود مرور دھور کے اور باوجود قوی مخالفتون کے ابتک بہت بڑی جماعت
انسانی جو دانشمندون سے خالی نہین ہو اُسی پُرانی لکیر پر چلی جاتی ہو - مخاصمانہ جوش مین
دوسرون کو بے سمجھ کہدینا آسان ہو لیکن مہذب دانشمند کا فرض ہو کہ بنیاد رواج کو تلاش
کرے اور پھر بدلیل ثابت کرے کہ یہ رواج ہر چند پُرانا ہو لیکن عقلاً واجب الترک
ہو - چنانچہ اب مین اس رواج کی بنیادون کو فقرات ذیل مین ظاہر کرتا ہون - (ا) اگلے
زمانہ مین عقلی شایستگی کی ابتدا تھی اور انسان مین اتنی قوت نہین آئی تھی کہ حسیات کا سہارا
چھوڑ کے میدان تصور مین بلند پروازی کر سکے زمانہ نے رفتہ رفتہ ترقیان کین اور اُس
اوج پر پہونچ گیا کہ ارباب زمانہ محض عقلیات سے استفادہ کرین اور جو کیفیتین تصوری
متقدمین بامداد حسیات حاصل کرتے تھے انکو صرف اپنی قوت ادراکیہ سے حاصل کر لین -
اُسی اگلے زمانہ مین انسان کو ولولہ خدا پرستی کا پیدا ہوا اُسکی صورت تو کسی نے دیکھی نہ تھی
اسلیے ہنرمندون نے طبع آزمائیان کین اور اچھی سی اچھی صورتین جو اُنکے خیال
مین آئین اور جن پر اُسوقت کی ہنرمندی دسترس رکھتی تھی خلاق عالم کے لیے

ع (ایک نے دوسرے کو سمجھایا کہ) اپنے معبودون کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث و یعوق و نسر کو چھوڑنا ۱۲

بُت پرستی کے وجوہ

تجویز کر کے بنائی گئین لیکن متوسط درجہ کا دانشمند بھی باور نہین کر سکتا تھا کہ یہ شکلین واقعی خلاق عالم کی ہین یا یہ کہ ذات باری اُس مصنوعی قالب مین جلوہ افروز ہے - پس اس درجہ کے سمجھ والون نے اگر ایسی شکلین تراشی ہون تو انکا مقصد غالباً یہی رہا ہوگا کہ خالق بیمثل کی ایک مثال[له] گھر مین رہے اور اسکو دیکھ کے اُس ذات پاک کی یاد ہر دم تازہ ہوا کرے اس دیدار مثالی سے ولولہ شوق کی رفتار تیز ہوئی مثل اور مثال کا امتیاز باقی نہ رہا عوام سے نے غرض اصلی کو فراموش کیا اور برکتون کے نزول اور بلاؤن کے صدور مین ان فرضی صورتون کو مؤثر حقیقی سمجھنے لگے - (۲) فطرت انسانی مین بشرطیکہ وہ اخلاق حسن سے بہرہ مند بھی ہو بڑون کی عظمت کرنا اور نعمتون کا شکر کرنا اور یاد رکھنا داخل ہے اسیلیے جیسا کہ اب بھی اکثر قومون کا معمول ہے قدیم زمانہ مین بیادگاری اکابر یا بغرض یاددہانی کسی واقعہ کے جسمین کسی انسان خواہ حیوان سے واقعی یا خیالی فائدے حاصل ہوے تھے کچھ صورتین تراشی گئین اور اُنکا اعزاز باظہار عظمت نیازمندی کے ساتھ ہوتا رہا شدہ شدہ ضعیف الاعتقادون نے خود باور کیا اور دوسرون کو باور کرایا کہ ان صورتون کو نظام عالم مین دخل ہے اسیلیے وہ پرستش کے مستحق ہین - غرض اس طور پر بھی بے استحقاق معبودون کی ایک جماعت کھڑی ہو گئی (۳) عالم اسباب مین برکات الٰہی کا نزول بپردۂ اسباب مین

له حجۃ الاسلام امام غزالی رح اپنے رسالہ المضنون علی غیرہ مین تحریر فرماتے ہین -
فالمثال فی حق الله تعالیٰ جائز والمثل باطل فان المثال ما یوضح الشئے والمثل ما یشابہ الشئے
پس مثال اللہ تعالیٰ کے حق مین جائز ہے اور مثل باطل ہے کیونکہ درحقیقت مثال وہ ہے کہ شے کو ظاہر کرے اور مثل وہ ہے کہ جو شے کے مشابہ ہو ۱۲

ہوا کرتا ہی بعض انسانی خیال سے نے دون ہمتی کا اظہار کیا سبب کو مسبب سمجھے اور بغرض اظہار نیاز کے خیالی شکلون کو اُس سبب کی طرف منسوب کر کے پوجنے لگے۔ (۴) لغت عربی مین سجدہ کے معنی انقیاد اور خضوع کے ہین اور عرف مین اس لفظ سے ایک ہیئت خاص مراد ہی جو باظہار عجز اور انقیاد کے اختیار کی جاتی ہی اور اُسکی صورت یہ ہی کہ جسکی تعظیم مقصود ہو اُسکے روبرو تعظیم کرنے والا پیشانی زمین پر رکھ کے اپنی حقارت اور اُسکی جلالت کا اظہار کرے۔ یہ ہیئت اگر باظہار عبودیت اختیار کی جاے تو سجدہ کو سجدۂ عبودیت کہین گے ورنہ وہ محض سجدۂ تحیت سمجھا جائے گا۔ زمانۂ سابق مین سجدۂ تحیت کا جائز رواج تھا خداوند عالم نے فرشتون[۱] کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرین یہ سجدہ وہی سجدۂ تحیت تھا ورنہ سجدۂ عبودیت کے حضرت آدم مستحق نہ تھے اور نہ خداوند عالم ایسا حکم دیسکتا تھا کہ مقدس روحین ایک مخلوق کی عبادت کر کے مشرک بنجائین۔ یوسفؑ[۲] کو جو سجدہ اُنکے بھائیون نے کیا تھا وہ بھی تحیت کا سجدہ تھا۔ چونکہ سجدہ درمیان اغراض تحیت و عبادت کے مشترک تھا اسلیے عقلا کے سجدۂ تحیت کو بعض مواقع مین نافہمون نے سجدۂ عبودیت

---

[۱] قال اللہ تعالیٰ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ط ابیٰ واستکبر وکان من الکٰفرین (پارۂ اول سورۃ البقر رکوع ۴) ۱۲

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب ہمنے فرشتون سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سوائے شیطان کے سبھون نے سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ مانا اور شیخی مین آگیا اور نافرمان بن بیٹھا ۱۲

[۲] قال اللہ تعالیٰ وَرَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا ۚ (پارہ ۱۳ سورۂ یوسف رکوع ۱۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو اوپر تخت کے اور (برادران یوسف) اُنکے آگے سجدہ مین گر پڑے ۱۲

سمجھا اور مسجود بالتحیۃ کو کسی درجہ کا مؤثر حقیقی سمجھنے لگے۔ یہ واقعہ کہ اب بھی باوجود
روشن ضمیری کے طریقہ بت پرستی چھوٹا نہین جاتا لائق تعجب نہین ہی کیونکہ مدتون کی
ممارست نے طبیعتون مین معتقدانہ استقلال پیدا کر دیا ہی اور اتنے دنون کا جما ہوا
رنگ عقلی ترشح سے زائل نہین ہوتا اور نہ پھیکا پڑتا۔ بہرحال جو تفصیل بیان کی گئی
اُس سے ظاہر ہی کہ بعض افعال ابتدأ جائز طور پر نیک نیتی سے ہوتے رہے
لیکن آگے چل کے خرابیان پیدا ہوئین اور شرک باللہ کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ واضعان
قانون دنیاوی وقت ترتیب مجموعۂ قوانین اُن نتائج کا پورا لحاظ کرتے ہین جو فی نفسہ
مضر رفاہ خلائق ہین اور کسی جائز فعل سے اُنکے پیدا ہونے کا احتمال غالب ہو
اور اسی بنیاد پر وہ فعل قانوناً ناجائز قرار دیا جاتا ہی۔ دنیا کے ساتھ ہم لوگون کا تعلق
چندروزہ ہی اور یہ کالبد جسکو جسم کہتے ہین تھوڑے ہی دنون کے لیے روح کا
خیمہ گاہ ہی۔ روح ابدی ہی اور دوسرے عالم کا قیام اُسکے لیے سرمدی ہی لہذا
دانشمندی کی بات نہین ہی کہ ہم حیات دائمی کے سامان سے غفلت کرین اور بے احتیاطی
سے وہ روش اختیار کرین جو ہمارے لیے یا ہمارے ہمجنسون کے لیے خطرناک
ہو۔ اسلام نے اسی اہم ضرورت کو پیش نظر رکھ کے سخت تاکید کی ہی کہ صورتین
نہ تراشی جائین اور بطور تحیت بھی غیر خدا کو سجدہ نکیا جائے اسیطرح جملہ ایسے
امور جن سے احتمال شرک باللہ کا تھا شرعاً ناجائز قرار پائے ہین اور اگر طبیعت
انصاف پسند ہو تو کوئی دور اندیش نہین کہہ سکتا کہ اسلام کی یہ دوربینی بے محل

یا غیر ضروری تھی - ہم تسلیم کرتے ہین کہ سجدۂ تحیت فی نفسہ شرک باللہ نہین ہی اور یادگاری صورتون کے بنانے مین بھی عاقلون کا یہ مقصود نہین ہوتا کہ وہ موثر فی العالم خیال کی جائین لیکن آخر ہماری سوسائیٹی مین عقلمند بے عقل عالم و جاہل ہر طرح کے افراد شامل ہین اور جیسا کہ تجربہ سے ثابت بھی ہو گیا اندیشۂ صریح موجود ہی کہ آیندہ عوام افعال خواص کی غلط تعبیر کرین اور ورطۂ شرک مین اُنکو ڈوبنے کی رغبت پیدا ہو لہذا ہمدردی جنسی کے خلاف ہی کہ ہم عوام کی پروا نکرین اور ایسے افعال غیر ضروری کے مرتکب ہون جو ہمارے لیے نہ سہی مگر دوسرون کے لیے ذریعۂ ہلاک ہو سکتے ہون

اگرچہ سرایت بود بر کنار　　پسندی کہ شہری بسوزد بنار

سَر ولیم میور صاحب جو ہندوستان مین لفٹننٹ گورنر بھی رہ گئے ہین بڑے ذی علم عیسائی تھے اُنھون نے ایک کتاب موسوم بہ **لائف آف محمدؐ** تحریر کی ہی ہر چند اپنے مذہب کی پاسداری اُنکی تصنیف سے عیان ہی لیکن بعض مقامات پر اُنکو انصاف پسندی نے یا اسلام کی روحانی قوت نے اقرار حق پر مجبور کر دیا ہی چنانچہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہین " وہ پہلا رکن **توحید** جسکی بنیاد عقل اور وحی پر ہی محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچا چنانچہ اُنکے پیرو ہندوستان سے مراکو تک ارباب توحید کے لقب سے ملقب ہین اور تصویرون کی ممانعت سے (اُن لوگون مین) بت پرستی کا خطرہ مٹ گیا ہی "

اہل یورپ تصویرون کے بڑے شائق ہین لیکن باوجود اس شوق کے صاحب ممدوح کا

اقرار مصلحت امتناع سے ایک عمدہ سند ہی کہ تصویرون کے روکنے مین اسلام نے بڑی
دوراندیشی برتی ہی۔ کسی جلیل القدر عظیم الشان مخلوق کو دیکھنا اور اُسکے بنانے والے
کی عظمت کا خیال کرکے جبین عقیدت کو خاک نیاز پر رگڑنا درحقیقت شرک نہین ہی بلکہ
یہ بھی خداشناسی کی ایک نشانی ہی کسی شاعر نے کہا ہی۔

جی چاہتا ہی صُنعت صانع پہ ہون نثار بُت کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کرون

لیکن چونکہ یہ ایسی دیوانہ نیازمندی ہی جس سے خداشناسی کا عالم نورانی مکدر ہوسکتا ہی
اسلیے نہ اس طریقہ کو عقل پسند کرتی اور نہ حکیم علی الاطلاق کی ذات پاک سے امید ہوسکتی
کہ اُسکو عزت قبول عطا فرمائے گا۔ (س) مسلمان بھی کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہین
ہین اُسی طرح اگر کسی مخلوق کی طرف سجدہ کیا جاسے اور اُس سے مقصود خالق کی عظمت
ہو تو کیا مضائقہ ہی (ج) ممانعت کی ضرورت بلحاظ خیالات انسانی داعی ہوئی ہی اور
جہانتک معلوم ہی ابتک کسی باوقعت گروہ کو یہ لغزش نہین ہوئی کہ وہ کسی مکان کو
خدایا مؤثر حقیقی قرار دے بخلاف دیگر مخلوقات کے کہ اُنکو بڑی بڑی جماعت نے مؤثر
سمجھا اور اسطرح اُنکی روحانی عزت مٹ گئی۔ مشرکین عرب زمانۂ جاہلیت مین کعبہ
کو مؤثر نہین جانتے تھے اور تیرہ سو برس سے زیادہ عرصہ ظہور اسلام کو گذرا اور
مسلمانون کے بہت سے فرقے اس عرصۂ ممتدین بلحاظ اختلاف عقائد بن گئے لیکن
اُس گھر کو جسکا شرف مسلم تھا کسی نے مؤثر حقیقی خیال نہین کیا اسلیے کعبہ پر دیگر مخلوق
کا قیاس کرنا غلط ہی اور اُسکی غلطی تجربہ سے بھی ثابت ہوچکی ہی (س) صوفیون کے

تقدس کو بہت بڑا گروہ مسلمانون کا تسلیم کرتا ہی اور اس صوفیانہ حلقہ کی یہ عظمت ہی
کہ جب تک امام غزالی رحمہ اللہ اُسمین داخل نہین ہوے اُن پر اسرار حقیقت نہین
کھلے (دیکھیے اُنکا رسالہ موسوم بمنقذ من الضلال) لیکن اکثر مشائخ کے روبرو
اُن کے معتقدین سجدہ کرنا ذریعہ اکتساب سعادت جانتے ہین اگر وہ سجدہ محمود
ہو تو پھر دوسری قومین جو سجدہ کرتی ہین وہ کیون غیر محمود کہا جاتا ہی۔ (ج)
صوفیہ کرام کا گروہ پر شکوہ بے شبہ منتخب بندگان الٰہی سے ہی لیکن دانشمندی کا
فرض ہی کہ قبل تسلیم تقدس کے جانچ کر لیجاے کہ دعوی کرنے والا در حقیقت اسلامی
صوفی ہی یا یہ کہ دوستون کے بھیس مین اُس مجموعۂ اخلاق کا شیرازہ توڑ رہا
ہی جسکی ترتیب مجتہدان صوفیہ نے کی تھی اور اُس کیمیاے سعادت کی مٹی پلید
کر رہا ہی جسکو ان بزرگون کے دست حق پرست نے بڑی محنتون سے تیار
کیا تھا۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ کی رفعت شان اُنکی تصنیفات سے
ظاہر ہی اور آج اسلام کو فخر ہی کہ پیروان مذاہب دیگر مین ایک بھی مثل اس
اسلامی فلسفی کے دقیقہ رس متقی بلند خیال موحد نشان نہین دیا جاتا۔ عیسائیون
کو اُن خطوط پر بڑا ناز ہی جسکی نسبت حواریون کی طرف کی جاتی ہی لیکن سچ یون
ہی کہ امام غزالی رحمہ اللہ کی تصنیفون نے اُن سب کا وزن ہلکا اور رنگ پھیکا کر دیا
ہی یہ قدسی نفس کبھی گوارا نہین فرماتے تھے نہ صوفیان باصفا گوارا کرتے کہ اُنکا کوئی معتقد غیر خدا کو
سجدہ کرے اور گناہ کبیرہ خواہ شرک فی العبادۃ کا مجرم بنجاے۔ فتاوے عالمگیری

ایک مستند کتاب فقہ کی ہی جس سے ثابت[1] ہوتا ہی کہ غیر خدا کو تعظیماً سجدہ کرنا حرام ہی اور اگر یہ سجدہ بغرض عبادت خواہ بلا کسی نیت کے کیا جاے تو وہ منجر بہ کفر ہوتا ہی۔

ہر گاہ سلسلۂ بیان یہان تک پہونچ گیا اسلیے مین ایک مختصر کیفیت تصوف کی گذارش کرتا ہون۔

التّصوّف

یہ لفظ صفا سے بنا یا گیا ہو یا صوف سے مگر صوفی وہ ہی جسکا دل دنیاوی کدورتون سے پاک اور خدا کی محبت سے معمور ہو سید الطائفہ جنید بغدادی رح نے فرمایا ہی اَلتَّصَوُّفُ اَنْ تَکُوْنَ مَعَ اللّٰہِ بِلَا عَلَاقَۃٍ[2] اور رویم کہتے ہین التصوف[3] اِسْتِرْسَالُ النَّفْسِ مَعَ الْحَقِّ عَلٰی مَا یُرِیْدُ اور سب سے بہتر تصوف کے

---

[1] فتاوے عالمگیری مین تحریر ہی التواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط من سجد السلطان
تواضع (غیر شرعی) واسطے غیر اللہ کے حرام ہو ایسا ہی لکھا ہی ملتقط مین جو سجدہ کرے بادشاہ کو
علی وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولا کن یاثم لارتکاب
بطور تحیت کے یا زمین بوس ہو اسکے سامنے تو کافر نہو گا لیکن گنہگار رہو گا بوجہ ارتکاب سخت گناہ
الکبیرۃ ھو المختار وقال الفقیہ ابو جعفر وان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ
کے یہ قول مختار ہی اور کہا فقیہ ابو جعفر نے کہ اگر سجدہ کرے بادشاہ کو بہ نیت عبادت کے یا کوئی
او لم یحضرہ النیہ فقد کفر کذا فی جواہر الاخلاطی ۱۲
نیت نہو تو کافر ہو گا ایسا ہی لکھا ہی جواہر اخلاصی مین ۱۲

[2] تصوف یہ ہے کہ بہ ترک تعلقات خدا کے ہو رہو ۱۲

[3] تصوف نام ہی اپنے نفس کے چھوڑ دینے کا خدا کے ارادہ پر ۱۲

اصطلاحی معنے ابو محمد جریری نے یون بیان کیے ہین اَلتَّصَوُّفُ الدُّخُوْلُ فِیْ کُلِّ خُلُقٍ سَنِیٍّ وَالْخُرُوْجُ مِنْ کُلِّ خُلُقٍ دَنِیٍّ مسلک تصوف کا بڑا رکن زہد اور امام محمد غزالی رح نے اپنی تصنیفات مین لکھ دیا ہی کہ زاہد کا کمال یہی ہی کہ وہ خدا کی محبت مین اسطرح مستغرق ہو کہ نعیم جنت کی تمنا اور عذاب دوزخ کا اندیشہ باقی نہ رہجاے - ایسے ہی زاہدون کو ولی بھی کہتے ہین جنکی تعریف ابو علی گورگانی نے ان الفاظ مین کی ہی اَلْوَلِیُّ هُوَ الْفَانِیْ فِیْ حَالِهٖ وَالْبَاقِیْ فِیْ مُشَاهَدَةِ الْحَقِّ لَمْ یُمْکِنْ لَهٗ عَنْ نَفْسِهٖ اِخْبَارٌ وَلَا مَعَ غَیْرِ اللّٰهِ قَرَارٌ باینہمہ یہ خیال کرنا کہ فنا فی حب اللہ ہوجانے والے ضوابط شرعی سے آزاد ہین ایک نفسانی وسوسہ و شیطانی سفسطہ ہی کیونکہ خدا نے تو خود اپنی دوستی کا معیار رسول اسکی تبعیت کو قرار دیا ہی - قال اللہ تعالے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ - (پارہ ۳ سورۂ آل عمران رکوع ۴) سعدی علیہ الرحمہ اسی معیار کی طرف اشارہ فرماتے ہین -

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

رسالۂ قشیریہ مین تحریر ہی مِنْ شَرْطِ الْوَلِیِّ اَنْ یَّکُوْنَ مَحْفُوْظًا کَمَا اَنَّ مِنْ شَرْطِ

---

۱ تصوف اختیار کرنا ہی تمام اخلاق بلند کا اور نکلنا ہی اخلاق پست سے ۱۲

۲ ولی وہ ہی کہ اپنے خیال مین فانی اور بمشاہدۂ حق (اسرار الٰہی) باقی ہو اُسکے لیے غیر ممکن ہو کہ اپنے حال سے خبر دے یا غیر خدا کے ساتھ قرار پکڑے ۱۲

۳ اے پیغمبر لوگون سے کہو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو دوست رکھے گا ۱۲

۴ ولی کی شرط یہ ہی کہ (گناہون سے) محفوظ ہو جیسا کہ نبی کے لیے شرط ہی کہ معصوم ہو پس جس شخص پر شرعًا اعتراض وارد ہو اُسنے فریب کھایا ہی اور دھوکے مین پڑگیا ہی ۱۲

النَّبِيِّ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْصُوْمًا فَكُلُّ مَنْ كَانَ لِلشَّرْعِ عَلَيْهِ اِعْتِرَاضٌ فَهُوَ مَغْرُوْرٌ مُخَادِعٌ علاء الدين ابو بکر ابن مسعود کاشانی نے بہت سچ فرمایا ہی اَلْمُؤْمِنُ وَاِنْ عَلَتْ دَرَجَتُهٗ وَارْتَفَعَتْ مَنْزِلَتُهٗ وَصَارَ مِنْ جُمْلَةِ الْاَوْلِيَآءِ لَا يَسْقُطُ عَنْهُ الْعِبَادَاتُ الْمَفْرُوْضَةُ فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهَا وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ مَنْ صَارَ وَلِيًّا وَوَصَلَ اِلَى الْحَقِيْقَةِ سَقَطَتْ عَنْهُ الشَّرِيْعَةُ فَهُوَ مُلْحِدٌ لَمْ يَسْقُطِ الْعِبَادَةُ عَنِ الْاَنْبِيَآءِ فَكَيْفَ يَسْقُطُ عَنِ الْاَوْلِيَآءِ متکلمین اسلام نے ولی کی یہ تعریف کی ہی کہ اُسکے اعتقادات صحیح ومدلل اور اُسکے اعمال شریعت محمدی کے موافق ہون اور امام المتکلمین فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ وہ قرب جو اولیاء اللہ کو حاصل رہتا ہی اُسکی حقیقت یہ ہی کہ قلب صنوبری نور معرفت مین ڈوبا ہو مصنوعات مین اللہ کی نشانیون کا احساس ہوا کرے زبان سے حمد الٰہی کی صدا نکلے اور حرکات کی غایت اُسکی خدمت ہو الغرض ہر ایک کوشش پروردگار ہی کی اطاعت مین صرف کیجائے تارکان عمل کا یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہی کہ ولولۂ عشق الٰہی نے اوامر ونواہی سے بیخبر کردیا ہی کیونکہ مخموران بادۂ عشق تو مستی مین بھی خلاف مرضی معشوق کوئی عمل نہین کرتے ہین۔ بنگ نوشان جلسۂ غرور حضرت محی الدین عربی سے زیادہ سرمست جام محبت تسلیم

لہ مومن ہرچند درجۂ بلند اور مرتبۂ ارجمند پر فائز ہوکے اولیاء اللہ کے زمرہ مین داخل ہوجاسے تاہم نماز و روزہ وزکوۃ وغیرہ عبادات محکومہ قرآن سے سبکدوش نہین ہوتا اور جو شخص گمان کرے کہ اولیاے وصلان حق پابندی شریعت سے آزاد ہوجاتے ہین وہ ملحد ہی۔ ذمہ داری عبادات سے انبیا بری نہین ہوسے اولیاؤن کی برات اُس ذمہ داری سے کیونکر ہوسکتی ہی ۱۲

نہین کیے جا سکتے مگر ہم سنتے ہین کہ اُن پر عرصہ تک سُکر بیخودی طاری رہا اور اُس حالت
مین بھی خدا پرست بندہ صالح نے نہ اوامر شرعی کو ترک کیا اور نہ منہیات کے مرتکب ہوے۔
نقل ہی کہ بایزید بسطامی ایک شخص کی ملاقات کو تشریف لے گئے جسکی نسبت اُن
دنون مشہور تھا کہ درجۂ ولایت پر فائز ہی لیکن یہ دیکھ کے کہ وہ شخص قبلہ کی طرف تھوکتا
ہی استنے متنفر ہوے کہ سلام تک نہین کیا اور یہ کہتے ہوئے واپس چلے آئے
کہ جو بے ادب ضوابط شرعی کا پابند نہین ہی وہ کب امین اسرار آلہی ہوگا۔ شیخ ابوسعید
ابوالخیر کے علو مرتبت سے اسلامی دنیا واقف ہی اُنکی خدمت مین ایک شخص حاضر
ہوا مگر وقت داخلہ مسجد بایان پانوٗن آگے بڑھایا حضرت شیخ ترک سنت پر ایسے برہم
ہوئے کہ آنے والے کو نکلوا دیا اور فرمایا کہ جو شخص دوست کے گھر مین باادب آنا
نہین جانتا وہ اس قابل نہین ہی کہ صوفیون کے حلقہ مین بیٹھے۔

ان اسناد سے ظاہر ہی کہ صوفیان باصفا کی کیا سیرت اور کیا روش تھی۔
خدا رسیدہ ہونا تو بڑی بات ہی شیخ ابوسعید کے طرز عمل سے یہ پتا چلتا ہی کہ مستحبات کا
تارک بھی یہ قابلیت نہین رکھتا کہ صوفیون کا شریک جلسہ ہو سکے۔ قدماء صوفیہ کے
عموماً ویسے ہی خیالات تھے جنکا نمونہ ہمنے دکھا دیا۔ وہ بزرگوار مستحبات شرعیہ کو
بطور فرض واجب الادا جانتے تھے اطوار پاکیزہ تھے اخلاق ستودہ تھے لیکن رفتہ رفتہ
دائرۂ سعادت مٹ گیا حکماے اسلام کی فرشتہ خصال جماعت اُٹھ گئی خانقاہون مین
جاہل شعبدہ باز دم مدار رکھتے ہوے کود پڑے بساط شرع کو لوٹنا شروع کر دیا اُن کے

غوغاے بے معنی سے عقل کا دماغ پریشان ہوگیا اور غیر قومون کو جو اس راز سے ناواقف ہین موقع ملا کہ ناقصون کے ناقص افعال کی سند لائین اور اسلام کی مہذب روش پر الزام لگائین۔ اچھون مین بُرے بُرون مین اچھے ہمیشہ سے ہوتے آئے ہین لیکن اگلے زمانہ مین سچے صوفیون کی معقول جماعت برقرار تھی جسکو تغیرات زمانہ نے توڑدیا اور صوفیون کے بھیس مین اسقدر خودغرض دنیادار پھیل گئے ہین کہ سچون کا جھوٹون سے امتیاز کرلینا دشوار ہوگیا ہی۔ اب بھی دنیا قدسی صفات بزرگون سے خالی نہین ہی لیکن باستثناے چند جو ماموربالہدایت ہین غالباً عام عارفان طریقت کو اہل جلسہ کی بدتہذیبیون نے شرم دلائی اور غیر تمندون نے اپنا نورانی چہرہ بالقصد نقاب خفامین چھپالیا ہی۔

تنویر قلبی کی کیفیتین قلب انسانی مین جو گنجینۂ اسرار آلہی ہی تین طریقہ سے پیدا ہوتی ہین اور کبھی متعدد طریقے ایک ہی شخص مین اپنا جلوہ دکھاتے ہین۔

پہلا طریقہ وہبی ہی اور خدا نے چند مقبول بندون کی فطرت ایسی بنائی ہی کہ گرمی شوق سے خودبخود جل اُٹھے اور اپنے نور ہدایت سے دوسرون کو بھی بہرہ مند سعادت کردیا۔ ایسے برگزیدگان خدا کے دل و دماغ دوسرے ہوتے ہین اور بوجہ فطرتی مناسبتون کے وہ مبدأ فیاض سے تربیت پاتے ہین اور بے زحمت طلب روحانی برکتین اُنکی بلاگردان رہتی ہین۔ انبیا علیہم السلام اسی طریقے سے فیضیاب ہوے چند صادق الایمان پیروان ملت کو بھی اسطرح کے فیض سے

بہرہ مندی ہو چکی ہی اور ممکن ہی کہ اب بھی ہوتی ہو۔

دوسرا طریقہ یہ ہی کہ دنیا کے تعلقات کم ہون زہد و تقوی و اتباع سنت کے ساتھ خاص دل آویزی ہے تلاوت قرآن اور فکر معانی سے خوف و خشیت کی کیفیت صدق و محبت کا جوش دلمین پیدا کیا جاسے یہ طریقہ بالذات خدا پرستی اور حق شناسی کا ہی لیکن آئینۂ دل بھی ضمناً صاف ہو جاتا ہی۔ اسرار آلہی کے جلوے نمایان ہوتے ہین اور اشراق قلبی کی کیفیت کالبد خاکی کو بقعۂ نور بنا دیتی ہی۔ صحابۂ کرام اور صالحین سلف نے یہی روش اختیار کی تھی اور بحیطر منزل مقصود کو پہونچ گئے اور اب بھی جس بلند حوصلہ کو وصول الی اللہ کی تمنا ہو حتی الوسع اسی شاہ راہ پر چل کھڑا ہو جسمین نہ کسی راز خفی کا پیچ ہی اور نہ اُسکے مسافرون کو شیطانی رہزنی کا زیادہ خطرہ ہی۔

تیسرا طریقہ ذکر و شغل کا ہی اس طریقہ مین کم کھانا کم سونا ترک و تجرید ذرائع استفادہ ہین۔ ذکر آلہی کے کچھ ضوابط مقرر ہین اور تصورات کے قوی کرنے کی چند تدبیرین بتائی گئی ہین جو نفسانی قوتون کو کمزور کرکے موجب تقویت روح انسانی ہوتی ہین اس راستہ پر چلنے والون کا قلب صنوبری جلد روشن ہو جاتا ہی اور کم و بیش واقعات غائب از نظر اُسپر منکشف ہو چلتے ہین۔ متوسط درجہ کے عاملون کی توجہ مین بھی یہ اثر آجاتا ہی کہ دوسرون کے قلوب کو مغلوب کرکے بیخودی کی حالت طاری کر دین۔ یہ طریقہ بالذات واسطے صفائی قلب کے ایجاد کیا گیا ہی لیکن جب قلب صاف ہوا

اور روح کو کدورت جسمانی سے آزادی ہوگئی تو پھر لوح دل پر جو نقش مطلوب ہو بآسانی لکھا جا سکتا ہی۔ چنانچہ رہروان طریقۂ ذکر مین خوش نصیب ارادتمند باتباع شرع و باستمداد اخلاق حسن خدا کی محبت کو اپنے سینہ مین بھر لیتے ہین اور اُنکا آئینۂ دل مظہر انوار تجلی ہو جاتا ہی لیکن کوتہ اندیش پست خیال طالب اسی قلبی صفائی کو منزل مرادات سمجھ کے قناعت کر لیتے ہین اور مسمریزم کے ہمشکل تماشے دکھا کے مسلمانون کو طریقۂ سنیہ محمدیہ سے بہکاتے ہین۔ اکثر عوام اور بعض کچے دل والے خواص جنکو درحقیقت رضاے آلہی کی جستجو ہوتی ہی یہ کرشمے دیکھ کے کرامت کا یقین کر لیتے ہین اور اُنکا نیک نیت قافلہ رہزنون کے ہاتھ لُٹ جاتا ہی۔ یہ طریقہ اسلام کے ساتھ کوئی خصوصیت نہین رکھتا یونانی حکماے اشراق اس فن کے بڑے ماہر تھے جوگیون نے بھی اُسکی مشق مین بڑا کمال حاصل کیا تھا۔ صفائی قلب بیشک ایسی صفت ہی جو ہر مذہب و ملت مین ممدوح ہی کیونکہ اسکو ہر خیال کا آدمی اپنے مذاق کے موافق کام مین لا سکتا ہی لیکن مین باصرار کہتا ہون کہ محض اسی اشراق کو اسلامی تصوف سمجھنا اور صاحبان اشراق کی پیروی مین طریقۂ سنت کو چھوڑ دینا اعتقاد کی سستی اور عقل کی تیرگی ہی۔

ماہران فن حدیث فرماتے ہین کہ اس طریقہ کی تعلیم پیغمبر علیہ السلام سے مروی نہین ہی لیکن صوفیونکا گروہ جسکا تقدس لائق تسلیم ہی ظاہر کرتا ہی کہ بطور راز اُسکے اصول و دقائق بعض صحابہ کو بتا دئے گئے تھے۔ بہرحال چونکہ ضوابط مقررہ کے ساتھ

خدا ہی کا ذکر کیا جاتا ہی اور صالحین سلف رحمہم اللہ نے اُنکو قبول کر لیا ہی اسلیے اُس پر جرح و قدح کرنا داخل نا فہمی ہی لیکن درمیان اشراق اور اسلامی تصوف کے فرق نکرنا تو اُس سے بھی زیادہ بے امتیازی ہی۔ ہیولاے اشراق کو حکماے اسلام نے ہر چند بصورت مرغوب نمایا کر دکھایا لیکن پھر بھی اُسمین چند نقائص باقی رہ گئے ہین۔

اولاً۔ یہ رنگ اپنے طرز مین خوشنما اور کسی قدر شوخ ضرور ہی مگر ہی درحقیقت خام یعنے جیسا کہ جلد چڑھ جاتا ہی ویسا ہی سریع الزوال بھی ہی۔

ثانیاً۔ ہر چند اس طریقہ پر چل کے طالب منزل مقصود تک تھوڑے دنون مین پہونچ جاتا ہی لیکن رستہ ہفت خوان رستم کا سا خطرناک اور دشوار گذار ہی۔ دیو نفس مختلف اشکال مین برسر مقابلہ آتا ہی اور روح شیطانی دوست و دشمن کے پیرایہ مین کوششین کرتی ہی کہ راہ رو کو قعر گمراہی مین ڈھکیل دے اور یہی وجہ ہی کہ تھوڑے افراد منزل سعادت پر پہونچتے ہین۔

ثالثاً۔ اکثر ضعیف القلب حرارت ریاضت کو برداشت نہین کر سکتے اور کم و بیش عوارض دماغی مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ خیالات کو ساتھ لے کے یہ لوگ تنہائی مین یا وحشت ناک ویرانون مین اسماے الٰہی کا ذکر کرتے ہین اور کمزور طبیعتین مغلوب واہمہ ہو کے متاع عقل و ہوش کھو دیتی ہین۔ ایسی صورت مین کہا جاتا ہی کہ ورد اسماے جلالی کی ترکیب بگڑ گئی اور اُسی نے یہ اثر دکھایا ہی حالانکہ خدا کا ذکر کسی حال مین باعث وحشت نہین ہی بلکہ اُس سے تو

ہمیشہ اطمینان قلبی حاصل ہوتی ہی۔ **قال اللہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**[1] (پارۂ ۱۳ سورہ الرعد رکوع ۴)

دوئم پچھلے نقص زیادہ سنگین ہین اور اُنکی آفتون سے بچنے کے لیے ضرور ہی کہ دانشمند اُستاد یعنے پیر روشن ضمیر کا ساتھ ہو تاکہ وہ طالب کے مناسب حال ریاضتون کی تجویز کرے اور قوت طبعی کا اندازہ کرکے وظیفہ خوانی کا موقع و محل بتائے اُسکی نگرانی مین بے سمجھ نوآموز شیطانی وسوسون مین پڑکے اشراقی حالت پر قناعت نکرے اور وصول الی اللہ کی طلب چھوڑکے ایجاد فی الشرع کی جرائم کا مرتکب نہو چلے۔ اگر معلم ناقص ہی تو پھر متعلم جس حالت زار کو پہونچ جاے اُسپر تعجب کی کیا وجہ ہی۔

فمن یکن الغراب لہ دلیلا[2] یمر بہ علے جیف الکلاب

نقل ہی کہ شیخ احمد جامی رحؒ نے جب مودود چشتی رحؒ کو سجادۂ مشیخت پر بجاے اُنکے عالیقدر بزرگون کے بٹھایا تو جانشینی کو قید علم کے ساتھ مشروط کردیا تھا اور یہ بزرگانہ نصیحت کی تھی کہ آپ بالفعل سجادہ کو طاق پر رکھدین اور تحصیل علم کی کوشش کرین کیونکہ زاہد بے علم شیطان کا مسخرہ ہوا کرتا ہی۔ (نفحات الانس) عام زاہدون سے قطع نظر اگر صدر نشینان بزم ہدایت یعنے پیران طریقت خدانخواستہ بے علم ہون

---

[1] سُن لو خدا کی یاد سے دلون کو تسکین ہوتی ہی۔ ۱۲

[2] جسکا رہنما کوّا ہو اُسکی رہنمائی راہ رَو کو بوسیدہ نعش سگ کی طرف لیجائیگی۔ ۱۲

اور خود انھین کے ساتھ شیطان کو ٹھٹھول کی جرأت حاصل ہو تو غور کرنا چاہیے کہ انکے معتقدین کی کیا گت ہوگی۔ وہ علماے ظاہر جنکو صوفیانہ چاشنی سے بہرہ مندی نہین ہی عابدان بے علم سے برتر ہین چنانچہ ابوامامہ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک عابد اور ایک عالم کا تذکرہ ہوا حضور نے فرمایا کہ عالم کا درجہ عابد سے اتنا بڑھا ہوا ہی جتنا کہ میرا درجہ اُس شخص سے عالی ہی جو تم مین سب سے ادنی ہو پس حیف ہی کہ کارفرمایان طریقت جنکی زیارت ذریعہ سعادت دارین خیال کیجاتی ہی اُس پایہ پر بھی فائز نہون جو علماے ظاہر کو حاصل ہی اسلیے پیر طریقت کو عالم زاہد ہونا چاہیے نہ زاہد بے علم۔ اکثر صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع زہد اور علم تھے مگر واسطے تحصیل علم کے اُنکو کسی درسگاہ مین جانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ لوگ دریاے علم کے فیض صحبت سے سیراب تھے۔ اب بھی مدعیان مشیخت اپنی بہرہ مندی تربیت الٰہی سے ظاہر کرتے ہین لیکن ایسے بہرہ یاب امام محمد غزالیؒ کے عہد مین کمیاب تھے اور ہمارے زمانہ مین تو حق یون ہی کہ نایاب ہین۔

کیمیاے سعادت مین بعد تردید دعوی ایسے مدعیان کے تحریر ہی "بلکہ فضل بر علما کسی (زاہدے) را بود کہ دران حال چنان کامل شدہ باشد کہ ہر علم کہ بدین تعلق دارد ودیگران را بہ تعلم بود او خود بے تعلم بداند واین سخت نادر بود" زمانہ کی ضرورتین اُسکی حالتون کے موافق تغیر پذیر ہوتی ہین اور دانشمند سمجھ سکتے ہین کہ اس دور مین ملت کے ہر سرگروہ کو جو دین متین کے انصار مین علاوہ علم تفسیر و حدیث و تفقہ فی الدین کے

علم کلام سے بھی بہرہ مند ہونا چاہیے کہ مخالفون کے حملون کا برجستہ جواب دین اور اپنے معتقدون کے اعتقادی شبہون کو استدلالاً دفع کرسکین۔ صوفی کامل کی شناخت مشکل ہی لیکن میرا یہ خیال ہی کہ وہ صفات ذیل سے پہچانا جا سکتا ہی۔

اولاً۔ متقی پرہیزگار اخلاق حسن سے پیراستہ اور احکام شرعی کا پابند ہو۔

ثانیاً۔ بقدر معتدبہ علوم دینی سے واقفیت رکھتا ہو۔

ثالثاً۔ اُسکی دلپذیر نصیحتین دل پر اثر ڈالتی ہون اور اُسکی صحبت مین قلب کو رجوع الی اللہ کا ولولہ پیدا ہو طالبان حقیقت کو مولانائے روم کا یہ شعر اور اُسکا مضمون پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست

چھ فرقون کے معتقدات کے نسبت مین سے اپنے خیالات کا اظہار کردیا اب ساتوان فرقہ باقی رہا جو وحدت کا قائل اور شرک فی الذات و فی الصفات و نیز شرک فی العبادات کا سخت مخالف ہی۔ اس فرقہ مین بہت بڑا اور نامور گروہ اسلام کا ہی اور مین اُسی گروہ مین شامل ہون اسلیے مجھ پر فرض ہی کہ حقیقت اسلام کو تحریر کرون اور کچھ تذکرہ بانی اسلام اور اُس کتاب کا بھی لکھون جسکی تعلیم دیگر کتب سماویہ کی تعلیم سے اکمل کہی جاتی ہی۔

الاسلام

لغت مین اس لفظ کے معنی انقیاد اور فرمان پذیری کے ہین اور اگر اُسکا

استعمال سادہ سادہ بمعنی لغوی کیا جاسے تو وہ اس اطاعت پر بھی حاوی ہی جو خادم واسطے اپنے آقا کے کرتا ہی اور جسکو رعیت بحضور بادشاہ وقت عمل مین لاتی ہی لیکن عرف شرع مین معنے لغوی کا دائرہ تنگ کردیا گیا اور شرعاً مسلم اُسی شخص کو کہتے ہین جو منقاد اور فرمان پذیر شریعت الٰہی کا ہو - یہ فرمان پذیری واقعی اور ظاہری دونون طرح ہو سکتی ہی لیکن کون نہین جانتا کہ کمال اطاعت یہی ہی کہ باطن مین خلوص نیازمندی موجود ہو اور ظاہر مین ایسی کارروائیان کیجائین جو مقتضاے اطاعت وفرمان برداری متصور ہون پیغمبر علیہ السلام نے اسلام کی تعریف ان الفاظ مین فرمائی ہی

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (رواہ مسلم عن عمر بن الخطاب رض)

اسلام یہ ہی کہ تو گواہی دے کہ سواے اللہ کے کوئی معبود نہین ہی اور محمدؐ اللہ کے رسول ہین اور نماز پڑھے اور زکوۃ دے - رمضان کے روزے رکھے اور حج کعبہ کرے بشرطیکہ طاقت سفر موجود ہو - روایت کی مسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے -

بعض حدیثون مین منجملہ اعمال کے صرف روزہ ونماز کا تذکرہ تعریف اسلام مین ہوا ہی اور بعض مین زکوۃ کا اضافہ ہوا اگرچہ حج کعبہ کا تذکرہ متروک رہا اسلیے ان سب پر نظر کرکے یہ راے صحیح پائی جاتی ہی کہ حدیثون مین تعریف اسلام بحوالہ خصائص وعلامات انقیاد کی ہوئی ہی اور مناسب حال استفسار کرنے والون کی وہی علامتین

بیان کی گئین جنکی ضرورت سمجھی گئی قال اللہ تعالیٰ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّاط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

(پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات رکوع ۲)

بادیہ نشینان عرب زبانی اقرار کلمہ توحید اور شہادت کا کرتے تھے کم وبیش احکام شرعی کو بھی طوعاً وکرہا بجا لاتے تھے لہذا وہ مسلمون کے گروہ مین شامل سمجھے گئے اور اُنکے ساتھ مومنون کا سا برتاؤ ہوا کیا لیکن اس دنیاوی برتاؤ سے اُنکو کوئی فائدہ اخروی ممکن الحصول نہ تھا کیونکہ خدا کی نگاہ قلب پر ہی اور جب تک وہ فرمان پذیر نہو ظاہری اطاعت کی عالم الغیب کے سرکار مین کیا قدر ہو سکتی اور کیا قیمت مل سکتی ہی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (رواہ مسلم)

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تمھاری صورتون اور تمھارے اموال کو نہین دیکھتا ہان وہ تمھارے دلون اور کامون کو دیکھتا ہی روایت کیا مسلم نے۔

ہان وہ فرمان پذیری جو قلبی نیازمندی کے ساتھ ہو سبحان اللہ اُسکا کیا کہنا وہ تو عین ایمان ہی اور حصول برکات اخروی کا اُسی پر دارومدار ہی۔ حجتہ الاسلام امام غزالیؒ نے احیاء العلوم مین اور امام نوویؒ نے شرح مسلم مین بسیط تقریرین کی ہین اور اسلام

سلہ بادیہ نشینان عرب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے تُو اے پیغمبر اُن لوگون سے کہدو کہ تم ایمان نہین لائے ہان یہ کہو کہ مسلمان ہو گئے ہو اور ایمان کا تو ابتک تمھارے دلون مین گذر بھی نہین ہوا ہی ۱۲

وایمان کا فرق دکھایا ہی اور دوسرے عالمون نے بھی اس خصوص مین بہت ہی کچھ طبع آزمائیان کی ہین لیکن اصل بات اسی قدر ہی کہ اظہار اطاعت عملی و اعتقادی کا نام اسلام اور خلوص عقیدت کا نام ایمان ہی۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تعریف ان الفاظ مین فرمائی ہی۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ (رواہ مسلم عن عمر بن الخطاب)	ایمان یہ ہی کہ تو یقین کرے اللہ پر اور اسکے فرشتون وکتابون ورسولون اور قیامت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر الٰہی پر۔ (روایت کیا مسلم نے عمر بن الخطاب سے رض)

اسلام اپنی خوبیون مین ترقی کرکے ایمان بن جاتا ہی اور ایمان عملی حسنات سے ہمدوش ہوکے انسان کو فرشتون کا ہم پایہ بنا دیتا ہی۔ ایمان کی آب و تاب ہر چند گناہون سے گھٹ جاتی ہی لیکن جب تک اعتقاد مین لغزش نہو اعتقاد کرنے والا مومن ہی اور بتفاوت مراتب ان حقوق کے استفادہ کا اُسکو حق حاصل ہی جسے قدرت نے مومنون کو عطا کیے ہین۔ قرآن و حدیث مین اسلام اور ایمان کا استعمال معانی مختلفہ مین ہوا ہی بعض مواقع مین اُنکی سادہ حقیقتین مقصود بیان ہین اور بعض مقامات پر اسلام کامل مرادف ایمان و ایمان کامل محلی بہ محاسن اعمال مراد ہی سمجھنے والے بقرائن حالات ان معانی مین معنی مقصود کا تعین کرسکتے ہین لیکن جہان محض ایمان کی بنیاد پر مراحم جان فزا کے وعدے خدا نے کیے ہین وہان ایمان مع الاعمال مراد لینا اور مرتکبان گناہ کو اُن وعدون سے محروم بتانا مفسرون کی تنگ دلی ہی۔

تنبیہ

مومنون کے لیے ایک طرف بڑے بڑے وعدے انعام و مرحمت کے منصوص ہین اور دوسری طرف تارکان عمل خیر و مرتکبان معاصی کو بلاتفریق مومن و مشرک کے روح فرسا عذاب اُخروی کی دھمکیان دی گئی ہین ۔ واسطے تطبیق وعدہ و نیز وعید کے عالمانہ خیالات مین جنبش پیدا ہوئی اور دقیقہ سنجون نے اپنے اپنے مذاق کے موافق تاویلین کین بعضون نے اعتقاد و عمل دونون کو جزو ایمان قرار دیا اور بعضون نے اعمال شرعی کو عین ایمان بتایا لیکن یہ دونون رائے اسیلیے ناقابل قبول ہین کہ قرآن مین بہت جگہ ایمان اور عمل کا بشکل عطف بیان ہوا ہی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ایمان اور عمل دو مختلف الحقیقت چیزین ہین ۔ اکثر علما بہ سند حدیث متذکرہٴ بالا فرماتے ہین کہ ایمان نام اعتقادات اسلامی کا ہی اور ایسے اعتقاد رکھنے والے خلود فی النار سے محفوظ ہین اور ایک نہ ایک دن اُنکو نعماے جنت سے بہرہ مندی حاصل ہوگی اُن مین جو لوگ مرتکب گناہ کبیرہ ہوے ہون ممکن ہی کہ اپنے کیے کی چند روز سزا پائین اور پھر جنت مین جائین یا یہ کہ فیض باری اُنکی دستگیری کرے اور عفو الٰہی چند روزہ عذاب سے بھی بچالے ۔ یہ رائے معقول ہی اور کچھ شک نہین کہ اگر پایۂ اعتقاد شیطان کے دست برد سے محفوظ رہ گیا تو انشاء اللہ جماعت کثیر کو دامان رحمت الٰہی اپنے ظل عاطفت مین لیگا اور تھوڑے کم نصیب جو بپاداش عمل مبتلاے عذاب

(نعوذ باللہ منہ) ہو جائین اُنکو بہت جلد غیرت الٰہی قعر بلا سے نکال لائے گی۔

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ
النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَخْرِجُوا
مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ
خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا
قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاءِ
اَوِ الْحَيَاتِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ
كَمَا يَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ
تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً
(رواہ البخاری)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل
ہون گے اہل جنت جنت مین اور اہل دوزخ
دوزخ مین تب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ نکالو اُس
شخص کو جسکے دل مین دانہ خردل کے برابر ایمان
ہو پس وہ لوگ آگ سے ایسی حالت مین نکالے جائینگے
کہ سیاہ ہو گئے ہون گے پھر وہ نہر باران یا نہر حیات
مین (شک کیا مالک رحمہ نے) ڈالے جائین گے اور سبز
ہو جائین گے جیسا کہ جمتا ہے شگوفہ انگور کنارے سیل
کے۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ وہ نکلتا ہے زرد پیچیدہ۔
(روایت کیا بخاری نے)

اس زمانہ کی حالت جبکہ اسلام نے ابتداءً ظہور کیا

ظہور اسلام کے زمانہ مین عرب اور عراق عرب مین مختلف حکومتین جنکے ضوابط جداگانہ
تھے اور جن مین اکثرون کا مذہب ایک دوسرے سے مناسبت نہین رکھتا تھا
فرمان روا تھین۔ اُسکا ایک حصہ جو شام سے ملا تھا عیسائی سلاطین قسطنطنیہ کے
زیر نگین تھا اور اُسکے سرسبز حصص پر جو دجلہ اور فرات سے سیراب ہوتے تھے

یا جو ساحل پر خلیج فارس کے واقع تھے آتش پرست شاہان فارس کی حکومت
روان تھی۔ بحر قلزم کے کنارے پر عیسائی بادشاہان حبش نے اپنی حکومت
جمالی تھی لیکن وسط عرب جسمین مقدس شہر مکہ بھی واقع ہی آزادی اور خودمختاری کا
دم بھرتا تھا اور وہان قبیلون کے سردار حدود معینہ کے اندر اپنے اپنے قبیلہ پر بزرگانہ
حکومت کرتے تھے۔ نزاعات قبائل کا تصفیہ کمتر سرداران قبائل کے کونسل کرتے
تھے اور زیادہ تر ایسے جھگڑون کا تصفیہ خون ریز ہتیارون سے ہوجاتا تھا۔
ملک بے آب اور پہاڑون سے بھرا تھا وہان کے رہنے والے اکثر خانہ بدوش اور
عموماً جنگ جو تھے اسیلیے سرحدی حکومتون کو اُسپر قبضہ لینے کا زیادہ لالچ پیدا نہین
ہوا اور اگر وہ کبھی للچائین بھی تو قبائل عرب نے باہم متفق ہوکے اُن کے حوصلے
پست کردیے۔

خاص عرب کے آزاد قبائل بڑے سخت مزاج تھے اسلام نے اُنکے طبائع
مین کافی سہولتین پیدا کردین۔ عمرؓ بن الخطاب کے عہد تک تو عام عرب کے اخلاق
حد تقوے تک پہونچے ہوے تھے لیکن اُنکے بعد خود غرضی کے شعلے خطۂ عرب
مین اُٹھنے شروع ہوے۔ اور بنی اُمیہ کی زوال حکومت کے ساتھ دولت عرب
کا بھی شیرازہ ٹوٹ گیا اور رفتہ رفتہ بے علمی اور افلاس نے چمکیلے اُفق کو تاریک
کردیا۔ خداپرستی اور عقیدۂ توحید نے تو سرزمین حجاز پر اسطرح قدم جمائے ہین کہ اُسکو
ابتک تغیرات زمانہ جنبش نہ دیسکے مگر دیگر معاملات مین شہریون کی ہمت پست ہوگئی

اور اہل بادیہ نے رہزنی کو اپنا شعار کر لیا چنانچہ اب یہ نوبت پہونچ گئی ہی کہ یہ بدوی اپنے اندرون
کے قافلے بیدردی سے لوٹتے ہین اور اس معاملہ مین نہ تو خدا سے ڈرتے اور نہ سلطان
وقت کی تعزیرات پر اثر ڈالتی ہی۔ ان لوگون کی موجودہ سخت مزاجی دیکھ کے قیاس
کیا جا سکتا ہی کہ قبل از اسلام جبکہ اُنکے اجداد معاد کا اعتقاد نہین رکھتے تھے اعراب
کی قساوت قلبی کی کیا حالت رہی ہوگی۔ یہ وہی قوم ہی جسپر عیسائیت نے بھی زور آزمائی
کی تھی مگر اُسکی کوششون کی ناکامی **قطامی** کے کلام سے جو اعراب متنصرہ کا ایک
شاعر تھا ظاہر ہی۔ وہ فخریہ کہتا ہی۔

وَاَحْیَانًا عَلٰی بَکْرٍ اَخِیْنَا اِذَا مَا لَمْ نَجِدْ اِلَّا اَخَانَا

ظہور اسلام سے پہلے جو کچھ قوم عرب کا طرز زندگانی تھا اُسکا فوٹو زمانہ جاہلیت کے
اشعار (جو مدون ہو گئے ہین) ہماری آنکھون کے سامنے پیش کر دیتے ہین اور کچھ
شک باقی نہین رہ جاتا کہ اُن لوگون نے قتل و غارت کو اپنا تفریحی شغل بنا لیا تھا
قمار بازی اُنکے خیال مین فیاضی کی نشانی اور بڑے فخر کی چیز تھی۔ امرؤ القیس ایک
شاہی خاندان مین پیدا ہوا اور شعرائے عرب مین وہ اول درجہ کا شاعر مانا جاتا ہی اُسکا
قصیدہ اُن سات قصائد مین جو دیوار کعبہ پر لٹکائے گئے تھے ممتاز تھا مگر ہم دیکھتے
ہین کہ وہ اپنے اس قصیدہ مین زناکاری پر فخر کرتا ہی اور جو غیر مہذب سلوک اُسنے
زنان قبائل اور خود اپنے رشتہ دار عورت سے کیا تھا اُسکے اظہار مین شرم نہین کرتا

سلہ اور کبھی قبیلۂ بکر کو جو ہمارا بھائی ہی لوٹ لیتے ہین۔ جبکہ ہم سوائے اپنے بھائی کے دوسرے کو واسطے لوٹنے کے نہین پاتے ۱۲

اگراُن دنون زنا کاری زیادہ معیوب ہوتی تو غیر ممکن تھا کہ ایسا شرمناک قصیدہ بے کسی اختلاف کے اُس جگہ رکھدیا جاتا جو بہت پاک اور محل نزول برکات تسلیم کیجاتی تھی قلبی قساوت اس درجہ پر ترقی کر گئی تھی کہ بچون کو جنھین لایعقل حیوان بھی پیار کرتے ہین بے تکلف اپنے ہاتھون سے ہلاک کرتے تھے اور خدا ہی جانتا ہر کہ ظہور اسلام سے پہلے ان وحشیون نے کتنی لڑکیان پیوند خاک کر دین۔ مذہب کی یہ حالت تھی کہ اکثر عرب بت پرست تھے اور وہ گھر جسے ابراہیم نے بیت اللہ بنایا تھا بیت الصنم بن کے شرک کا مرکز ہو گیا تھا اور فرزندان اسمعیلؑ بتون کے پُوجاری بن بیٹھے تھے جو جاہلانہ عقیدت کے ساتھ خود اُنکو پوجتے تھے اور دوسرون کو اُنکی پوجا کراتے تھے۔ یہ وحشی عرب تو کھُلے کھلے بت پرست اور منکر معاد تھے لیکن عیسائیون اور یہودیون کو اہل کتاب ہونے کا دعوی تھا حیرت ہر کہ اُنکی حالت بھی بت پرستان عرب سے زیادہ اچھی نہین تھی چنانچہ **مسٹر جان ڈون پورٹ** اپنی کتاب موسومہ اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن مین یون تحریر کرتے ہین "ایسی ایسی خرابیان اُن عیسائیون اور یہودیون کے مذہب اور اخلاق مین بھی واقع ہوئی تھین جو مدتہاے مدید سے عرب مین قیام پذیر تھے اور اُس ملک مین اقتدار اور اختیار رکھتے تھے یہودیون نے رومیون کے ظلم سے اُس ملک محفوظ مین پناہ لی تھی اور عیسائی بھی **نسٹورین** فرقہ کے ظلم اور قتل اور ایرانیون کے مباحثہ اور مناقشہ سے محفوظ رہنے کے لیے اُس ملک مین بھاگ آئے تھے۔

اُس زمانہ مین دین مسیحی ایسا خراب اور ابتر ہو گیا تھا کہ قابل بیان نہین ہی - جو ضوابط مذہب عیسوی کے ایشیا اور افریقہ مین رائج تھے وہ سب آپسمین مخالفت اور مباینت رکھتے تھے اُنمین اشد کفر و زندقہ اور عقائد فاسدہ مروج تھے اور ہمیشہ باہم مباحثہ و مناقشہ کیا کرتے تھے **ایرین نسٹورین سبیلین یوٹیچین** ان سب فرق عیسائی مین نہایت تشتت اور اختلاف پڑ گیا تھا علماے عیسوی نے ایسی عادات قبیحہ مثل شہوت پرستی اور کج خلقی اور جہالت اختیار کی تھین کہ اُنسے دین مسیحی بدنام ہو گیا تھا اور عام عیسائیون کے اطوار و اخلاق خراب ہو گئے تھے عرب مین صحرا کے صحرا راہبون سے بھرے ہوے تھے یہ راہب کم عقل اور محض جاہل تھے اور اُنھون نے اپنی عمرین بیہودہ اور بے سود خیالات اور تصورات مین ضائع کی تھین اکثر مسلح ہو کے شہرون مین گھس جاتے تھے اور اپنے عقائد فاسدہ کو بزور شمشیر قبول کراتے تھے - جو طریقہ عبادت جناب مسیحؑ نے مقرر فرمایا تھا وہ بالکل محو ہو گیا تھا اور اُسکی جگہ بت پرستی نے غصب کر لی تھی مثل یونانیون اور رومیون کے اُن لوگون نے بھی ایک کوہ **والمپس** قائم کیا تھا اور اُسمین اپنے مذہب کے ولیون شہیدون اور فرشتون کو آباد خیال کرتے تھے جیسا کہ بت پرست اپنے دیوتاؤن سے **والمپس** کو آباد سمجھتے تھے اُس زمانہ مین بعض عیسائی زوجۂ یوسف (مریم) کو صفات الوہیت سے متصف کرتے تھے اور جن لوگون کو حضرت عیسٰیؑ نے حکم دیا تھا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو

اُنھون نے ترشی ہوئی اور چھپی ہوئی صورتون کی پرستش خلوص عقیدے کے ساتھ اختیار کی تھی۔ اسکندریہ حلب اور دمشق مین بھی مذہب عیسوی کا یہی حال ہو رہا تھا جب محمد صلعم مبعوث ہوے اُس زمانہ مین ان تمام لوگون نے مذہبی اصول کو ترک کر دیا تھا اور مباحثات اور مناقشات لاطائلہ مین مشغول رہتے تھے آخر الامر وہ لوگ بھی آگاہ ہوگئے کہ جس امر ضروری پر کل عقائد مذہبی کا مدار ہی یعنے جناب باری کی عبادت بصدق و خلوص نیت وہ امر اُنکے مذہب سے بالکل معدوم ہو گیا اور اُنمین اور کفار مین جو اُنکے ہم عصر تھے کوئی فرق و امتیاز باقی نرہا کیونکہ جو عقائد باطلہ اور اوہام فاسدہ کفارون مین رائج تھے وہی اُن لوگون نے بھی اختیار کر لیے تھے‘‘

یُورپ کے عیسائی بھی وحدانیت کا مقدس دامن چھوڑ کے خود مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے پر تُلے ہوئے تھے اور مسئلۂ تثلیث اُنکی منطق کا جولانگاہ بن گیا تھا مسٹر گبن تاریخ زوال سلطنت روم مین لکھتے ہین۔

’’بت پرستی کے فنا ہو جانے کے بعد عیسائی لوگ تقوی کو اپنا شعار گردان کے رُہبانیت پر قناعت کرتے مگر اُنمین تخم نفاق بُو گیا تھا اور اُنکو یہی فکر رہتی تھی کہ اپنے پیغمبر کی ماہیت کو دریافت کرین نہ یہ کہ اُسکے احکام پر عمل کرین‘‘

ملت مسیحی بمقابلہ دیگر مذاہب مشہورہ کے جدید العہد تھا اور جب اُسکی یہ حالت ہو رہی تھی تو دیگر اہل مذاہب کی نسبت کب قیاس قائم ہو سکتا ہی کہ کسی نبی حُرسَل

مِنَ اللهِ - کی ہدایتون پر قائم رہے ہون اور عقیدۂ وحدت الٰہی کو محفوظ رکھا ہو
دنیا پر جب اسطرح کی تاریکی چھا رہی تھی تو ہم پہلے یہ سوال کرتے ہین کہ کیا خدا کی رحمت
کا اقتضا نہ تھا کہ اپنے بندون کی خبر لے اور توحید کا بھولا ہوا سبق انکو یاد دلائے؟
مین امید کرتا ہون کہ ہر ذی عقل اس سوال کا جواب اثبات مین دیگا - شریعت موسوی
مین احکام ظاہری کی پابندی پر زیادہ زور دیا گیا تھا اور انجیل کی تعلیم روحانی و
اخلاقی مسئلہ تک محدود تھی - ان دونون طرح کی تعلیم کے نقائص دنیا پر ظاہر
ہو چکے تھے پس اب دوسرا سوال یہ ہی کہ ایسی صورت مین کیا ضرورت وقت داعی
نہ تھی کہ نیا مذہب درمیان دونون مذہبون کے بین بین اور خیر الامور اوسطہا کا
مصداق ہو؟ - اس سوال کا جواب بھی بالیقین کوئی انصاف پسند نفی مین
نہین دیسکتا پس اب ہمکو صرف یہ دیکھنا باقی رہا کہ اسلام کی تعلیم نے ان ضرورتون
کو پورا کر دیا ہی یا نہین اور اگر پورا کر دیا ہو تو پھر اُسکی خوبی یا اُسکی اطاعت سے
انکار کرنا خوب سمجھ لو کہ خدا کی خدائی اور اسلام کی حقیقت پر اضرار اً موثر نہین ہی
بلکہ ایسے منکر کی آسائش معادیہ مین خلل انداز ہی وَاللهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ - [1]

یہ دنیا عالم اسباب ہی اور اُسکا نظام خدا کی طرف سے بھی موافق مذاق
انسانی ہوتا ہی جسطرح دنیا کے دانشمند بادشاہ اپنی رعایا کی نافرمانی سے چشم پوشی

---

[1] اور اللہ جسکو چاہتا ہی سیدھے راستہ کی راہ دکھاتا ہی ۱۲

بدین امید کرتے ہین کہ شائد وہ سنبھل جائین اور اپنی نافرمانی سے باز آئین اُسی طرح
خداوند عالم بھی باوجود علم کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ اتمام حجت کے لیے انسان کو مہلت
دیتا ہی تاکہ وہ خود اپنی عقل سے نتیجہ کار کو سوچین اور وہ راستہ اختیار کرلین جو اُنکے لیے
ذریعۂ نجات ہو لیکن جب سرکشی حد سے گذر جاتی ہی تب وہ کوئی ریفارمر موید من اللہ
پیدا کرتا ہی جو اپنے مواعظ و پند سے انسانی اخلاق کے سُدھارنے کی تدبیرین بروے
کار لاتا ہی - یہ انتظام حکیمانہ ہی اطباے حاذق ابتداے مرض مین طبیعت کو موقع
زور آزمائی دیتے ہین اور جب اُسکو تدبیرون سے عاجز دیکھتے ہین تو اُسوقت قوت طبعی
کو دواؤن سے بقدر مناسب مدد پہونچاتے ہین - کوئی مہربان طبیب ایسی ضرورت
کے وقت تدبیر علاج سے پہلوتہی نہین کرتا اور نہ دنیا کے عقلمند بادشاہ بحالت
شائع ہونے عام بداطواریون کے تدابیر اصلاح سے غفلت کرتے پس جب توحید کا
مطلع یون تاریک ہوگیا تھا اور دنیا مین بداخلاقیون نے اندھیر مچا دی تھی تو ایسے
وقت مین خلّاق عالم کی رحمت کا یہی اقتضا تھا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کہ مذہب
اسلام کو جلوہ گاہ ظہور مین لائے اور اہل عالم کو متنبہ کرے کہ وہ ورطۂ گمراہی مین پڑکے
روحانی زندگانی کو برباد کررہے ہین چنانچہ اُسنے **فاران** (واقع سرزمین مکہ) پر اپنی
نورانی برکتین نازل کین جیسا کہ کوہ طور پر قبل اسکے نازل کرچکا تھا -

عرب کے بت پرستون نے کوششین کین کہ شمع ہدایت کو بجھا دین اہل کتاب
اور زردشتیون کو مختلف وجوہ سے اُسکے گُل کرنے کی رغبت پیدا ہوئی مگر خدا کے ارادہ کو

کون روک سکتا تھا طوفان مخالفت کی کچھ نہ چلی اور بہت جلد نور ہدایت نے اطراف عالم کو گھیر لیا اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہوا قال اللہ تعالے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَ اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(پارہ ۱۰ سورہ التوبہ رکوع ۵)

حق پسند مسٹر باسورتھ اسمتھ اپنی کتاب لاجواب محمد ﷺ اینڈ محمدن ازم مین تحریر فرماتے ہین "عرب کی زمین پر دو ہزار برس پہلے ایک شخص (موسی) کو جو جنگل مین اپنے باپ (فادران لا) کی بکریان چرا رہا تھا یہ سادہ مگر چونکا دینے والا پیغام آیا تھا مین وہ ہون جو مین ہون سُن اے اسرائیل مالک خدا ایک ہی ہے پس جا مین تیری زبان کے ساتھ ہون گا اور سکھاؤن گا تجھے جو تجھکو کہنا چاہیے ان الفاظ کو سُن کے یہ برگزیدہ قوم (بنی اسرائیل) افریقہ سے ایشیا مین چلی گئی غلام آزاد ہوے اور ایک خاندان ایک قوم بن گیا اسی عرب کی زمین پر اب پھر وہی آواز ایک دوسرے بکری چرانے والے (محمد ﷺ) کو آئی اور ایسے اثر کے ساتھ آئی جو پہلی آواز سے کچھ کم یا عام طور پر دنیا کو فائدہ پہونچانے مین ہرگز اُس سے کم نہ تھی یعنے اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ یہ رسالت قبول کی گئی خدا کے پیغام

لہ وہ لوگ چاہتے ہین کہ خدا کی شمع ہدایت کو پھونک کے بجھا دین اور اللہ کو منظور ہے کہ اپنی روشنی پورا کرے اگرچہ کافرون کو ناگوار گذرے۔ اُسی اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین اسیلیے دیکے بھیجا ہے کہ اُسکو تمام دینون پر غالب کرے اگرچہ یہ بات مشرکون کو ناگوار ہو ۱۲

اعلان کیا گیا اور ایک ہی صدی کے اندر اس آواز کی گونج عدن سے انطاکیہ تک اور سی ویل سے سمرقند تک پھیل گئی اور اس تمام ملک نے اُسکی حقیت کو مان لیا"

مذہب اسلام جو اس مناسب وقت پر ظاہر ہوا تھا اُسکی اصل بنیاد قرآن پر ہی جس کا زیادہ حصہ توحید باری تعالیٰ پر مشتمل ہی اور اُسمین جو قصص امم سابقہ کے بیان کیے گئے ہین اُن کے بیان کا مقصود بھی یہی ہی کہ مسئلہ توحید سننے والون کے لوح دل پر مضبوطی کے ساتھ نقش ہو جائے اسلیے آیات توحید کا قرآن سے چُننا اور اس مختصر مین اُنکا حوالہ دینا دشوار ہی۔ حق کے ڈھونڈھنے والے قرآن پاک کو دیکھ لین اُسکے ہر ایک جزو مین بہت سی آیتین ذات اور صفات باری تعالیٰ کے متعلق پائی جائینگی اور اگر قلب مین مادہ قابل موجود ہی تو کچھ شک نہین کہ خدا کے شاندار کلام معجز نظام کا اُسپر قوی اثر پڑیگا بیان توحید مین اسقدر اہتمام کیون ہوا اور ایسی فصیح و بلیغ کتاب مین تکرارِ مضمون کی کیون پروا نہین کی گئی اُسکا معقول اور واجب جواب یہ ہی کہ ظہور اسلام کی اہم ضرورت یہی تھی کہ وہ شرک کو مٹائے اور میدانِ توحید کو اسطرح صاف و ستھرا کر دے کہ خس و خاشاک وہم اُسکے گرد بھی پھٹکنے نپائین۔ چنانچہ اسلام نے اعتقادی ضرورتون کو بڑے اہتمام سے پورا کیا اور عملیات کی تعلیم مین بھی اُسکی جدت صحائف قدیمہ سے بڑھ گئی۔

خدا نے انسانی قالب مین فطرتاً بہت سے طبعی جذبات پیدا کیے ہین اور دینی و دنیاوی تعلیم کا بڑا نقص ہی کہ اُن جذبات کے مٹانے کی ہدایت کرے کیونکہ ایسی تعلیم **اولاً** عام طور پر کامیاب نہ ہو گی **ثانیاً** حکیم علی الاطلاق نے اُنکو کسی مصلحت سے

اسلام کی تعلیم جذبات انسانی

قالب انسانی مین جگہ دی ہی اسیلیے اُن جذبات کے کھو دینے کی کوشش کرنا درحقیقت
قدرت کے مصالح پر نکتہ چینی کرنا ہی پس عمدہ تعلیم جسکی نسبت خالق جذبات کی طرف
ہوسکتی ہو صرف یہ ہی کہ وہ جذبات برقرار رہین لیکن اُنکا استعمال اس شکل سے نہو کہ اخلاق
خراب ہون اور دوسرون کی آسودگی مین خلل پڑے۔ مثلاً انسان فطرتاً طلب مال پر
جو اُسکی ضرورتون کو رفع کرے اور ابناے جنس مین اُسکو ممتاز رکھے مجبور ہی اور ایسی
طلب کا جذبہ خلقت انسانی مین اُسی قدرت نے ودیعت رکھا ہی جسنے انسان کو پیدا کیا
ہی پس اگر کوئی بتانے والا ہم لوگون سے یہ کہے کہ حب مال کو قطعاً ترک کردو تو اُسکے
موافق کاربند ہونا عام طور پر غیر ممکن ہی اور اگر ایک لمحہ کے لیے اُسکا امکان فرض کرلیا
جاے تو شک نہین کہ اس قناعت کا نتیجہ پیدا ہوگا کہ نظام عالم بگڑ جاے اور جملہ تمدنی
ترقیات کا سدّباب ہو۔ اعلی درجہ کی تعلیم جو عقل و درایت کے موافق ہو یہی ہی کہ فطری جذبات
ساتھ جائز ذریعون کے محدود کردیے جائین اور تمام تر کوشش اوپر انسداد ناجائز ذرائع
کے صرف کیجاے چنانچہ اسلام نے بحفاظت فطری جذبات کے انسان کو سیدھے
راستہ پر چلایا ہی اور یہ طرز اُسکی تعلیم کا کہے دیتا ہی کہ وہ سچا مذہب ہی اور خدا کے حکم سے
اُسکی عالیشان اور بہت مضبوط عمارت قائم ہوئی ہی۔ انجیل متی مین جھوٹے اور سچے
نبیون کی علامتین بیان کی گئی ہین اور اسلامی تعلیم کی آزمایش جب ہم ارشاد مسیحی کی کسوٹی
پر کرتے ہین تو اُس سے عمدہ شہادت حقّیت اسلام کی حاصل ہوتی ہی۔

"پر جھوٹے نبیون سے خبردار رہو جو تمھارے پاس بھیڑون کے بھیس مین آتے

پر باطن مین پھاڑنے والے بھیڑیے ہین + تم اُنھین اُنکے پھلون سے پہچانوگے + کیا کانٹون سے انگور یا اُنٹکٹارون سے انجیر توڑتے ہین ؟ اُسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھے پھل لاتا اور بُرا درخت بُرے پھل لاتا ہی + اچھا درخت بُرے پھل نہین لا سکتا نہ بُرا درخت اچھے پھل لا سکتا + ہر ایک درخت جو اچھے پھل نہین لاتا کاٹا اور آگ مین ڈالا جاتا ہی + پس اُنکے پھلون سے تم اُنھین پہچانو گے " (متی باب ۷ ورس ۵ الغایت ۲۰)

(س) پھر اگلی مقدس کتابون مین جو ہدایتین جذبات انسانی کی مٹانیوالی خیال کیجاتی ہین کیا وہ الہامی نہین ہین ؟ (ج) یا اُنکے بیان مین کچھ تحریف ہوئی یا یہ کہ ادیان سابق زمانہ خاص کے لیے وجود مین لائے گئے تھے عام مصالح پر زیادہ توجہ نہ تھی چنانچہ بنی اسرائیل مین جب ظاہرداری اور قساوت قلبی ورحب مال کا ولولہ بہت بڑھ گیا تب تعلیم عیسوی نے اُنکی اصلاح مزاج کے لیے ظہور کیا اور صوفیانہ رنگ مین دنیا سے انقطاع کلی کی ہدایتین کین حرف بحرف اُسکی تعمیل تو عام طور سے غیر ممکن تھی لیکن کچھ افراد تارک الدنیا فراہم ہوگئے اُنکی دیکھا دیکھی دوسرون کی بداخلاقیان زیادہ نہین تو کسیقدر کم ہوئین لیکن اسلام کا مسلک خاتم النبیین کی ہدایت سے برپا ہوا اسیلیے اُسکی تعلیم ایسی اختیار کی گئی جو آیندہ تا قیام عالم طبائع اہل عالم کے موافق ہوا اور ہر زمانہ کی ضرورت پر اُسکا یکسان اثر پڑے ۔ (س) مسیح نے بنی اسرائیل کو کیون ایسی تعلیم دی جسکی تقلید عام طبیعتین نہین کر سکتی تھین ۔ (ج) بنی اسرائیل کی موجودہ سختیون پر توجہ کر کے جناب ممدوح نے اولیاؤن اور انبیاؤن کے اصول اخلاق کو ارشاد فرمایا اور غرض یہ تھی کہ گھٹنے گھٹانے

پر بھی ایسی تعلیم کا کچھ اثر باقی رہے گا اور پھر وہ عالیقدر نبی جسکا دین ابدی ہی اور جو جلد آنے والا ہی اپنی برگزیدہ تعلیم سے اہل عالم کو بہرہ مند کرے گا چنانچہ اسلام نے اعمال کی تقسیم مختلف درجون مین کی ہی ایک درجہ عمل کا وہ ہی جسکا ترک کرنے والا مستوجب عذاب ہی دوسرا درجہ یہ ہی کہ تارک عمل کو صرف چشم نمائی کیجائے گی اور تیسرا درجہ عمل کا وہ ہی جسکے ترک پر کسی قسم کا مواخذہ خدا کی طرف سے نہوگا لیکن جو لوگ اپنے جذبات کے ترک پر قدرت حاصل کرکے اُن اعمال کو برتین گے وہ قرب الی اللہ کے درجہ پر فائز ہون گے اور اُن کے مراتب دوسرون سے ممتاز ہونگے یہ درجہ اولیا اور صدیقین کا ہی اور مسلک اسلامی صوفیان باصفا کا لیکن بغیر توفیق الٰہی انسان کی مجال نہین ہی کہ اُس درجہ پر پہونچ سکے۔ (س) پھر مسیحی تعلیم اسلامی تعلیم سے کیون اعلی درجہ کی نہ سمجھی جائے۔ (ج) اسلیے کہ اُسمین عام طبائع اور عام ضرورتون پر لحاظ نہین کیا گیا ہی اور اُن کو سُن کے حوصلے پست اور ہمتین سُست ہو جاتی ہین۔ اسلام نے اعلے درجے کی تعلیم کو ہرچند متروک نہین کیا ہی مگر اُسی کے ساتھ متوسط اعمال پر اسلیے زیادہ زور دیا ہی کہ عامۂ خلائق اُس پر کاربند ہوسکین اور کسی درجے مین نجات اُخروی کا فائدہ اُن کو حاصل ہو۔ اب مین چند اسلامی تعلیمون کو بطور نمونہ از خروارے اس لیے دکھاتا ہون تاکہ ظاہر ہوجاے کہ اس مذہب کے ہاتھون کیسی کیسی حکیمانہ ہدایتین اُسکے معتقدین کو ملی ہین۔

خدا کی راہ مین جس سے مخلوق کو فائدہ ہو خرچ کرنا

واسطے امداد مساکین اور بعض دیگر مصارف خیر کے ایک معین رقم جسکا نام زکوۃ
ہی مالدار مسلمانون کے ذمہ کی گئی جو مواشی اور جملہ مال تجارتی و نیز سیم وطلا سے نکالی
جاتی ہی اور اُسکے وجوب و ادا کے ضوابط شرع اسلام مین مقرر ہین۔ زکوۃ مواشی کے
تو مختلف درجے ہین لیکن سیم وطلا اور تجارتی مال مین وہ بقدر چالیسوین حصہ کے سالانہ
واجب الادا ہوتی ہی۔ یہ ایک معقول او مستقل خیراتی رقم ہی اور قرآن مین اُسکے ادا کے
متعلق سخت تاکیدین کی گئی ہین اور خود پیغمبر علیہ السلام نے جو تعریف اسلام کی ارشاد
فرمائی ہی اُسکا ایک رُکن زکوۃ بھی ہی۔ علاوہ زکوۃ کے ایسے عام صدقون کے دینے
کی جسکو صدقہ نفل کہتے ہین اور جسکے عدم ادا سے کوئی شخص مستوجب عقاب و عتاب
نہین ہوتا نہایت مؤثر طریقہ سے رغبت دلائی گئی ہی۔ **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ
ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ**[1] (پارہ ۲۷
سورۃ الحدید رکوع ۲)
بندون کے پاس جو کچھ ہی وہ دیا ہوا اُسی قادر مطلق کا ہی جو یون ارشاد کرتا او خود قرض ہندہ
کے سود و بہبود کے لیے دَین کی ذمہ داری قبول فرماتا ہی۔ ایسے منفعت خیز معاملہ کی خبر

---

[1] ایسا کون ہی جو اللہ کو خوش دلی سے اُدھار دے اور وہ اُسکا دونا قرض دینے والے کو عطا کرے
اور مزید بران قرض دہندہ کو عمدہ اجر بھی دے ۱۲

پاسکے کون صادق الایمان ہی جواپنا جیب نہ ٹٹولے اور اُسکی بدولت ارباب احتیاج کی دستگیری نہو۔

انسان کو معمولاً ہمیشہ یہ رغبت ہوتی ہی کہ اچھی چیز اپنے لیے روک رکھے اور کم درجہ کی چیزین دوسرون کو دے لیکن جب المضاعف معاوضہ ملنے کی امید دلائی گئی ہی تو جو لوگ خداوند صادق الوعد کے اقرار پر اعتماد کرتے ہین وہ ضرور ہی کہ اچھی چیزون کا المضاعف کرنا زیادہ پسند کرین باینہمہ اسلام نے دوسرے طور پر بھی کوشش واسطے رفع کرنے ایسی تنگ دلی کے کیا ہی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ[۱] وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۝ (پارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۱۰)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ (پارہ ۳ سورہ البقرۃ رکوع ۳۷)

اس ہدایت کا اثر بہت اچھا پڑا چنانچہ ابتدائی زمانہ مین جبکہ مسلمانون کی مالی حالت بہت خراب تھی وقت نزول آیہ مسبوق الذکر ابوطلحہ انصاری نے اپنا عمدہ باغ جو اُنکے عزیز ترین

---

[۱] جب تک تم خدا کی راہ مین اُن چیزون مین سے نہ خرچ کروگے جو تمکو عزیز ہین نیکی کے درجہ تک ہرگز نہ پہونچ سکوگے اور جو چیز تم خرچ کرو اسد اُسکو جانتا ہی ۔ ۱۲

[۲] مسلمانو خدا کی راہ مین عمدہ چیزون مین سے خرچ کرو جنکو تمنے کمایا ہو یا ہمنے زمین سے اُگایا ہو اور ایسے خرچ کے لیے ناکارہ چیز چھوٹنے کا ارادہ تک نہ کرو کہ اگر چشم پوشی نہ کرو تو خود ایسی ناکارہ چیز اپنے واسطے نہ لوگے اور جان لو کہ پروردگار بے نیاز سزاوار حمد ہی ۔ ۱۲

املاک سے مدینہ مین واقع تھا صدقہ کردیا اسیطرح دوسرون نے بھی تقربًا الی اللہ محبوب ترین اشیا کو صدقہ دیکے نیازمندیان ظاہر کین۔ بعض آدمی صرف ناموری کے لیے خیرات دیتے ہین اور جنکی مدد کیجاسے اُن پر اپنا تفوق اور اپنا احسان جتاتے ہین جسکی وجہ سے مدد حاصل کرنے والے کو روحانی تکلیف ہوتی ہی اسطرح کی بداخلاقیون کی بھی ممانعت پُرزور الفاظ مین ہوئی ہی۔ قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى[1] كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (پارہ ۳ سورہ البقرۃ رکوع ۳۶)

دنیا مین معمولًا ایک کو دیکھ کے دوسرے کو حوصلہ کام کا پیدا ہوتا ہی اس مصلحت سے اسلام نے اعلان صدقہ کی (بشرطیکہ وہ خالصًا لوجہ اللہ ہو) ممانعت نہین کی ہی لیکن اس خیال سے کہ گیرندہ صدقہ اہانت سے محفوظ رہے اخفاے صدقہ کو زیادہ پسندیدہ قرار دیا ہی قال اللہ تعالیٰ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْؕ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ[2] ۝

---

[1] مسلمانو اپنی خیرات کو احسان جتاکے اور سائل کو ایذا دیکے اُس شخص کیطرح ضائع مت کرو جو نمایش کے لیے خرچ کرتا ہی اور اللہ کا اور روز قیامت کا اعتقاد نہین رکھتا۔ ایسی خیرات کی مثال ایک چٹان کی سی ہی جسپر کچھ مٹی پڑی پھر اُسپر زور کا مینھ برسا اور اُس چٹان کو سپاٹ کر کے چھوڑ دیا ہو اسی طرح ریاکارون کو اپنی خیرات کا کوئی فائدہ حاصل نہوگا پروردگار اُن لوگون کو جو ناشکری کرتے ہین سیدھی راہ نہین دکھاتا ۱۲

[2] اگر خیرات کو ظاہر مین دو تو بھی اچھی بات ہی لیکن اگر چھپا کے حاجت مندون کو دیا کرو تو وہ زیادہ بہتر ہی۔ ایسا دینا تمھارے حق مین زیادہ بہتر ہی اور تمھارے گناہون کا کفارہ ہوگا۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اُسکو جانتا ہی ۱۲

(پارہ ۲ سورۃ البقرۃ رکوع ۳۷)
خدا کی نیاز مندی کا ولولہ کبھی انسان پر غالب آجاتا ہی اور وہ قصد کرتا ہی کہ اپنا کل سرمایہ
خدا کی راہ مین دیدے ایسی فیاضانہ نیاز مندی اپنے خالق کے ساتھ ضرور تحسین کے
لائق ہی لیکن اُسی کے ساتھ یہ خطرہ بھی موجود ہی کہ دیگر حقوق ضروری تلف ہون اور
خود ایسی فیاضی کرنے والے کو دوسرون سے سوال کرنے کی نوبت آئے۔ ان خطرات
پر نظر کر کے اسلام نے اپنے گروہ کو مسرفانہ نیاز مندی سے روک دیا ہی قال اللہ تعالیٰ
ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد
ملوما محسورا[1] (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)
اس آیہ مین کسی قدر اجمال ہی اور ظاہر نہین ہوتا کہ کہان تک ہاتھ پھیلانا چاہیے لیکن
ایک دوسری آیۃ مین تصریح مزید کی گئی ہی قال اللہ تعالیٰ یسئلونک ماذا
ینفقون قل العفو کذلک یبین اللہ لکم الایات لعلکم تتفکرون[2] فی
الدنیا والاخرۃ (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ رکوع ۲۷)
اب یہ سوال پیدا ہوا کہ خدا کی راہ مین کسکو دینا چاہیے۔ اس سوال کا جواب جو قرآن
سے حاصل ہوتا ہی اُسمین نہایت ہی معقول درجہ بندی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

---

[1] اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑو کہ گویا وہ گردن مین بندھا ہی اور نہ اُسکو بالکل پھیلا ہی دو اگر سطرح پھیلا دوگے تو
ایسے بیٹھے رہجاؤ گے کہ تم کو لوگ ملامت کرین گے اور تہیدست بھی رہوگے ۱۲

[2] تمسے پوچھتے ہین کہ خدا کی راہ مین کتنا خرچ کرین اُنکو بتا دو کہ جو تمھاری حاجت سے زیادہ ہو۔ اسیطرح
اللہ تمکو صاف صاف احکام بتاتا ہی تاکہ معاملات دنیا اور آخرت دونون پر غور کرو ۱۲

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ[۱]

(پارہ ۲ سورۃ البقرہ رکوع ۲۶)

اور ایک دوسری آیہ مین اسی سورہ کے بعد ابن السبیل کے سائلون کو دینا اور بامداد مال غلامون کو آزاد کرانا بھی اضافہ کیا گیا ہی۔ سائل مسئول الیہ کی حالت کو نہین جانتے اور اکثر اوقات عطاے صدقہ کے لیے ایسا اصرار کرتے ہین کہ حلیم آدمی کو بھی غصہ آجاتا ہی مگر بے سمجھ بھوکون پر غصہ کرنا انسانی رحم دلی سے بعید ہی۔ ایسے مواقع مین کیا کرنا چاہیے؟ اُسکی تعلیم یون ہوئی ہی قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا[۲] (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)

اور اسیطرح سورہ والضحی مین سائلون سے بہ خشونت پیش آنے کی ممانعت ہوئی ہی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ یعنے سائل کو جھڑکی نہ دو۔

یہ سلسلۂ تعلیم جسکا ذکر بحوالۂ قرآن پاک کیا گیا مکمل اور حکمت واخلاق سے مملو ہی۔ اُسمین جذبات انسانی پر پوری توجہ رکھی گئی ہی اور ایسی کوئی بات بتائی نہین گئی ہی جسپر تشکل عام

---

[۱] تمسے پوچھتے ہین کہ خدا کی راہ مین کونسا خرچ کرین اُنکو بتاؤ کہ خیرات کے طور پر جو کچھ دو وہ تمھارے ماں باپ اور رشتہ داران قریب اور محتاجون اور مسافرون کا حق ہی اور نیکی کا جو کام تم کروگے اللہ اُسکا جاننے والا ہی ۱۲

[۲] اگر بہ انتظار افضال الٰہی جنکے تم امیدوار ہو سائلون سے مُنھ پھیرنا ناگزیر ہو تو بھی نرمی کے ساتھ اُنکو سمجھا دو ۱۲

عمل کرنا دشوار ہو یا اُسپر عمل کرنے سے شایستہ طرز تمدن کی رفتار رُک جاے۔ قرآن مین
بہت آیتین ایسی موجود ہین جنمین امداد مساکین اور انفاق فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ کی تحریک
دلچسپ پیرایہ اور موثر انداز مین کی گئی ہے اور خود پیغمبر علیہ السلام اور اُنکے ساتھیون نے
تو اس معاملہ مین جو کچھ قولاً کہا اور عملاً کر دکھایا اُسکے بیان کے لیے دفتر چاہیے لیکن
جسقدر لکھا گیا اُسکو دیکھ کے ہر دانشمند اندازہ کر سکتا ہے کہ اسلام نے دینی اور دنیوی مصالح
پر کتنی گہری نظر ڈالی اور کیسے مستقیم راستہ پر چلنے کی ہدایت کی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے جو عام تعلیم اس خصوص مین دی ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ خیرات
کا اعلان صرف غیر مستحسن نہین بلکہ قطعاً ناجائز ہے۔ آدمی کے پاس جو ہو وہ دوسرون کو
دیدے اور خدا پر توکل کر کے مثل حیوانات و نباتات کے کھانے اور کپڑے کی فکر سے بھی
بے پروا زندگانی کرے۔ (دیکھیے انجیل متی کا باب ۶) یہ تعلیم کہنے کے لیے میٹھی
اور سننے کے لیے خوشگوار ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ دنیا مین عملاً سر سبز ہو سکتی ہے اور
اگر سر سبز ہو تو کیا اُسکے ساتھ شایستہ تمدن بھی برقرار رہ سکتا ہے؟ - مین امید کرتا ہون
کہ ہر انصاف پسند ذی ہوش بجواب اس سوال کے یہی کہے گا کہ مسیحی تعلیم مین خیالی
بلند پروازی بہت ہے لیکن اگر اُس طرح کی بے پروا زندگانی اہل عالم کر سکتے ہون اور کرین
بھی تو دنیا جوگیون کا اکھاڑا بنجائے اور یہہ ہرا بھرا باغ جسکو قدرت نے لگایا اور مدتون
مین عقل کے ہاتھون نے اُسکی روش اور ٹہری درست کی ہے تاراج خزان ہو کے
چٹیل میدان یا کانٹون کا جنگل رہجاے۔

یون تو ہر ایک مذہب اور ہر ایک ملت نے امداد مساکین کی سفارش کی اور اسکو ذریعۂ حصول سعادت قرار دیا ہی توریت (کتاب احبار) مین مختلف ذریعے ارباب احتیاج کی پرورش کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور دھرم شاستر نے بھی اپنے توابع کو ایثار اور انفاق پر بہت کچھ مائل کیا ہی لیکن یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہی کہ اُسکی تعلیم افراط اور تفریط سے پاک اور اُسکے مواعظ سادگی کے ساتھ حکیمانہ ہین۔

اسلام نے رقم زکوۃ کو مسلمان مساکین کی پرورش کے لیے علحدہ رکھا ہی مگر صدقہ نفل کا دروازہ خویش و بیگانہ بلکہ تمامی جانداروں کے لیے کھول دیا ہی توریت مین کاہنوں کے لیے چند فائدے اور دھرم شاستر مین برہمنوں کے واسطے بڑے بڑے فوائد مخصوص کیے گئے ہین لیکن اسلام کی فیاضی نے کسی قسم کی نسبی ترجیح عام صدقات مین نہین رکھی اور ارباب استحقاق کے وہی مدارج معین کر دیے جنکی سفارش حسن اخلاق کرتا ہی اور جنکی واجبیت سے کوئی اہل دل انکار نہین کر سکتا۔ (س) اگر اسلام کی فیاضی تنگدلی سے پاک تھی تو اُسنے رقم زکوۃ کو اُن مساکین کے واسطے کیون خاص کر رکھا ہی جو اُسکے تابع ہین۔ (ج) زکوۃ ایسی رقم ہی جسکے ادا پر متمول مسلمان مجبور کیے گئے ہین اسلیے مقتضاے انصاف تھا کہ جن لوگون سے وہ رقم لی گئی وہ اُنھین کی قومی اغراض مین صرف کیجائے اور پھر اپنے گروہ کے ارباب احتیاج پر خاص توجہ مبذول نہ کرنا ایک طرحکی بے حمیتی تھی۔ پس رقم زکوۃ کی تخصیص منصفانہ ہی اور برادر نوازی کا پہلو بھی لیے ہوے ہی اسلیے بحوالہ اس معقول تخصیص کے اسلام کی فیاضی پر تنگدلی کا الزام

لگانا بیجا ہی- (س) شریعت موسوی مین پیداوار ارضی مین دسوان حصہ خدا کی نذر قرار پایا ہی اسلامی شریعت نے ایسی پیداوار کو بار زکوۃ سے کیون محفوظ رکھا ہی- (ج) اگر زمین خراجی نہ ہو تو اُسکی پیداوار سے موافق شریعت اسلامیہ بھی دسوان حصہ واجب الادا ہوتا اور مصارف خیر مین لایا جاتا ہی لیکن درحقیقت یہ رقم محصول اراضی کی متصور ہی اسی لیے اُن شرائط کی پابند نہین ہی جو دیگر اموال کی زکوۃ سے متعلق ہین- اصطلاح شرع مین ایسے محصول کو عشر کہتے ہین اور کبھی لفظ زکوۃ سے بھی اُسکی تعبیر کیجاتی ہی بہرحال اس محصول کو عشر نام زد کرو یا زکوۃ کہو لیکن وہ بھی ایک ذریعہ رفاہ عام کا قرار پایا ہی اور اس خصوص مین شریعت موسوی و شریعت محمدی دونون کے احکام ہمجنس ہین- (س) معاملہ خیرات مین عیسائیت کا جو اثر پڑا ہی وہ خیالی نہین ہی بلکہ آج تم خود دیکھ سکتے ہو کہ کتنے شفاخانے اور کتنی درسگاہین عیسائیون نے قائم کی ہین یتیمون اور مسکینون کی پرورش کس شوق کے ساتھ کر رہے ہین لاکھون لولے لنگڑے اپاہج بندگان خدا کو اُنکے ہاتھون سے روٹیان ملتی ہین ان سب کامون کے لیے کیسے ستھرے ضوابط مقرر ہین اور اُن پر کس خوبی کے ساتھ عمل ہو رہا ہی- (ج) ہر قوم کو خدا نے جداگانہ دل اور جداگانہ دماغ عطا کیے ہین وہ قوم خود اپنی امتیاز سے بہ تبعیت قانون عقلی بہت کچھ اخلاقی اور تمدنی کارروائیان کرتی ہی جنکو مذہبی تعلیم سے کوئی تعلق نہین ہوتا- مثلاً یورپ کی قومون نے جو عیسائی کہی جاتی ہین طرح طرح کے آتش فشان شرربار آلات جنگ بنائے جنگی ضوابط کی ترتیب دی اور آج اُنھین ضوابط اور ایجادون کی حمایت مین اُنکی حکومت کا پھریرا بڑی شان و شکوہ

کے ساتھ تمام دنیا مین لہرین لے رہا ہے۔ اکثر ایشیائی اور افریقی حکومتون کو اُن کی
جنگی تدبیرون نے پامال کر دیا اور جو باقی ہین وہ بھی اُن اقبالمندون کے چین جبین کو
اپنی بدقسمتی سمجھ رہی ہین پس کیا یہ ملک گیری کے اُصول اُن لوگون نے اناجیل اربعہ
سے سیکھی ہین یا لوہا ڈھالنے اور بلا انگیز آلات بنانے کی ترکیبین اُن لوگون کو کسی حواری
نے بتائی ہین ؟ نہین ہرگز نہین۔ مسیح علیہ السلام کی تعلیم تو ایسی کارروائیون کے
بالکل خلاف تھی وہ اپنے حقوق کی حفاظت مین بھی خون کا ایک قطرہ زمین پر گرانا پسند
نہین فرماتے تھے واسطے ضبطی حقوق غیر کے خون کا دریا بہانا اُنکی تعلیم کی طرف کب منسوب
کیا جا سکتا ہے۔ ریل ٹیلی گراف ٹیلیفون وغیرہ وغیرہ ہزارون تعجب خیز صنائع کا ظہور فلسفہ
یورپ کی بدولت اور اُسکے فرزندون کی قوت عقلیہ کے سبب ہوا ہے اور اسی فلسفہ
اور اسی قوت عقلی نے اُنکو اپنے معذور ہمجنسون کی دستگیری پر آمادہ کیا اور حسن انتظام کا
سلیقہ سکھایا ہے۔ یہ لوگ اگر بت پرست ہوتے یا اور کوئی مذہب رکھتے تو بھی اُنکی ترقیات
اور اخلاق کی ایسی ہی رفتار ہوتی۔ بڑی عمدہ دلیل ہماری اس رائے کی یہ ہے کہ یورپ
کے اکثر بڑے بڑے عالم اور ہنرمند لامذہب ہین یہانتک کہ خدا کے وجود کا بھی عقیدہ نہین
رکھتے بااین ہمہ دولت و اقبال اُنکے ہمرکاب ہے اور دیگر اخلاق بھی ویسے ہی شائستہ ہین
جیسے کہ یورپین عیسائیون کے ہین۔ ہندوستانی کرسچین دن رات ابوّت اور بنوّت
کا صیغہ گردانتے رہتے ہین مگر اُنکے اخلاق ہندوٗن اور مسلمانون سے اچھے دیکھے نہین جاتے
اسلیے اب کیا شک ہے کہ جن کمالات اور حُسن اخلاق کو سیدھے سادے مشنری عیسائیت

کیطرف کھینچتے ہین وہ مذہبی تعلیم کے نتائج نہین ہین بلکہ یہ خدا کی اُس وہبی تعلیم کے اشارات ہین جسکا فیضان کبھی کسی قوم پر اور کبھی دوسری قوم کے دل اور دماغ پر ہوتا رہتا ہی۔ کبھی ایشیا یورپ کی اُستاد تھی اب یورپ نے ایشیا کی اُستادی کا درجہ حاصل کیا ہی اور کیا عجب ہی کہ کسی وقت مین وحشی افریقہ ان دونون کا اُستاد بن بیٹھے۔ قدرت الٓہی کے نزدیک ہر ممکن الوجود کا موجود کر دینا آسان ہی۔ ابھی کتنے دن ہوے کہ لامعلوم الاسم امریکہ وحشیون کا رمنہ تھا اور اب امریکہ کے رہنے والے ترقیات کے میدان مین یورپ کے دانشمندون سے اگر بڑھے نہین تو پیچھے بھی نہین ہین۔ جاپان کیا تھا اور کتنی تیزی سے کیا ہوگیا ترقیات کے اس درجے پر بھی پہونچ کے اُسکی رفتار ترقی تیز ہوتی چلی جاتی ہی۔ چین کی قدیم سلطنت اب بھی اسقدر وسیع ہی کہ اُسکی کاٹ چھانٹ سے کتنے خطے جاپان کے برابر نکل سکتے ہین مگر ادبار اور اقبال کے کرشمون کو دیکھیے کہ یہ بوڑھا غریب ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی اور کل کا بچّہ صرف اُسکو آنکھین نہین دکھاتا بلکہ یورپ کے سلاطین عظام بھی اُسکے گھوارہ کی عظمت کرتے ہین

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ط[۱]

(پارۂ ۴ سورۂ آل عمران رکوع ۱۴)

شعر

بہ یک لحظہ بہ یک ساعت بہ یک دم دگرگون می شود احوال عالم

[۱] یہ اتفاقات زمانہ ہین جو ہمارے حکم سے نوبت بہ نوبت سب لوگون کو پیش آتے رہتے ہین ۱۲

دنیا کی تاریخین ہمکو بڑے بڑے فسانے انقلاب کے سناتی ہین جن سے دولت
واقبال کی بے ثباتی ظاہر اور خداوند عالم کی بے نیازی آشکارا ہوتی ہی۔ **رومن امپائر**
کیا تھی اور کیا ہو گئی اسلامی اقبال کا سیلاب ریگستان عرب سے اُٹھا اور اطراف عالم مین پھیل
کے کہان سوکھ گیا اسیطرح بے شمار قومین اقبال کے عروج پر پہونچین اور پھر خاک ادبار
پر گر کے ریزہ ریزہ ہو گئین۔ اپنے اقبال کے زمانہ مین ہر ایک قوم ہنرمندی مین طرز
معاشرت مین طریق تمدن مین مسکین نوازی مین ممتاز تھی لیکن جب بُرے دن آئے
توسب اچھی خصلتین بگڑ گئین اور فضل وکمال کا سہرہ دوسرون کے سر پر باندھا گیا۔
الغرض خیرات ومبرات کی افزونی نظم وانتظام کی خوبی یہ سب ولولے یورپین فطرت
کے ہین جنکو اُنکے فلسفہ نے اُبھارا اور اقبالمندی نے اُسکی آب وتاب کو چمکا دیا ہی۔
کبھی مسلمان بھی اقبالمند تھے اور دنیا مین اُنکے فضل وکمال کی نوبت بجتی تھی مگر اب تو
ادبار کے دن ہین اور تمام قوم کے دماغ قوت عقلیہ اور انتظامیہ سے خالی ہو گئے ہین
مگر اس حال زار مین بھی مذہبی تعلیم اپنا کام کیے جاتی ہی اور ہر ایک مسلمان اُسی کی
تحریک سے بقدر استطاعت کچھ نہ کچھ ایثار وانفاق کرتا ہی رہتا ہی۔ کچھ شک نہین ہی
کہ اگر مسلمانون کی خیرات اسطرح ایک جا کیجائے جیسا کہ اس زمانہ کی اقبالمند قومون کا
معمول ہی تو اُنکا مشن بھی وہی سب کام کر دکھائے جو یورپین وامریکن کر رہے ہین مگر
افسوس اور سخت افسوس یہ ہی کہ خود غرض واعظ اور لالچی پیر اور پیرزادے مسلمانون کی
جیب سے بڑی بڑی رقمین اینٹھ لے جاتے ہین اور مسکینون کے حقوق اُن بیچارون تک

پہونچنے نہین پاتے بہرحال مذہبی تعلیم کا مذہبی تعلیم سے اگر مقابلہ کرتے ہو تو قومی اور فطری خصائل کو بحث سے علٰحدہ رکھو کیونکہ وہ تو درحقیقت دوسری چیز ہے اور ہر مذہب اور ملت کے ساتھ میل جول رکھ سکتی ہے۔

بدی کے معاوضہ سے درگذر کرنا

بُرے سلوک کے معاوضہ مین ویسا ہی سلوک کرنا تو انصاف کی معمولی کارروائی ہے لیکن بلند خیالی اور کریم النفسی کا یہ اقتضا ہے کہ اپنے ہمجنسون کی خطائین معاف کیجائین بلکہ بُرائی کرنے والون کے ساتھ کچھ اچھا سلوک بھی عمل مین آئے۔

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا

لیکن زمانہ موجودہ مین ایسے بلند خیال کہان ہین اور بلحاظ فطرت انسانی قیاس کیا جاتا ہے کہ اگلے زمانہ مین بھی اسطرح کے کریم النفس معدودے چند رہے ہون گے۔ دنیا مین نیک و بد کا قدیم الایام سے ساتھ ہے حضرت آدمؑ کے صُلبی فرزندون مین بھی اعلی درجہ کے امن پسند اور پرلے درجہ کے جنگ جو موجود تھے پس ایسے دارالفساد سے اگر پاداش عمل کا خوف جاتا رہے تو بدمعاشون کے حوصلے بلند ہون اور جو لوگ چھپ کے اندھیری رات مین چوری کرتے ہین وہ روز روشن مین علانیہ غارتگری شروع کردین۔ عقلمندون نے کہا ہے کہ بدون کے ساتھ نیکی کرنا درحقیقت نیکون کے ساتھ بدی کرنا ہے۔

نکوئی با بدان کردن چنان ست کہ بد کردن بجاے نیک مردان

کیونکہ اندیشہ ہی کہ بدخصال فتنہ انگیز چشم پوشی سے زیادہ دلیر ہون اور نیک خو فرشتہ سیرت بزرگون کے سر سے دستاریں اُتار لین اسی دوراندیشی سے یورپ کی شایستہ گورنمنٹون نے معافی خطا کا دائرہ تنگ کر دیا ہی۔ دنیا کی موجودہ طاقتون مین انگریزی گورنمنٹ نے زیادہ رحم دل اور رعایا پرور ہی لیکن وہ بھی پسند نہین کرتی کہ ملزمان جرائم سنگین سزا سے بچ جائین اسی خیال سے اُسنے اپنے ضوابط قانونی مین ایسے جرائم کو ناقابل راضی نامہ لکھدیا ہی اور معافی سزا کے اختیارات صرف بڑے بڑے عالیقدر حکام کو دیے ہین جو اِن اختیارات کو مصلحت کے موقع پر شاذونادر نافذ کرتے ہین۔ اسلامی شریعت سلاطین عصر کے قانون سے زیادہ ملائم اور رحم پسند ہی اُسنے قاضیون اور بادشاہون کو ایسے اختیارات نہین دیے کہ اپنی مرضی سے اُن مجرمون کی خطائین معاف کرین جنھون نے کسی دوسرے بندۂ خدا کو ناجائز ضرر پہونچایا ہو لیکن شخص متضرر یا اُسکے وارثون کو مجاز کر دیا ہی کہ باخذ معاوضہ مالی یا محض خدا کی خوشنودی کے لیے بعض مجرمون کو سزاے قانونی سے بچالین یعنے شرعًا اکثر جرائم سنگین بھی راضی نامہ کے لائق قرار دیے گئے ہین۔

(س) جب معافی خطا جرم کا حوصلہ دلانے والی متصور ہی تو اسلام نے اُسکو کیون جائز رکھا ہی۔ (ج) اسلام نے معافی کو لازم نہین کیا ہی اسیلیے جو شخص ارتکاب جرم کا ارادہ رکھتا ہو اسکو اطمینان نہین ہو سکتا کہ بالضرور اُسکو معافی ملے گی یا صرف فدیہ دیکے سزا سے بچ نکلے گا اور ہرگاہ معافی اور فدیہ لینے کا اختیار شخص متضرر کو حاصل ہی اسیلیے قرین قیاس یہی ہی کہ وہ اُس شخص کو موقع سہولت نہ دیگا جو جرائم کا عادی ہی

یا جسکی ذات سے آیندہ اعادہ جرم کا اندیشہ غالب پایا جاتا ہی۔

جو کچھ بیان کیا گیا وہ عدالتانہ کارروائی کا ضابطہ تھا اور اخلاقی تعلیم یون ہوئی ہی

کہ پیروان اسلام ہمیشہ عفو اور رحم کو کام مین لائین اور خطا کارون کی خطا سے حسبۃً للہ

درگذر کرتے رہین لیکن اگر اُنکا نفس معافی خطا کا تحمل نہ کرسکے تو بھی پاداش مین درجہ

مساوات سے آگے نہ بڑھین چنانچہ خداوند عالم نبی کریم کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہی۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝ (پارہ ۹ سورۃ الاعراف رکوع ۲۴)[1]

اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ط نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۝ (پارہ ۱۸ سورۃ المومنون رکوع ۶)[2]

لیکن عام آدمی اُن محاسن اخلاق سے بہرہ مند پیدا نہین کیے گئے جنسے قدرت نے

اپنے انبیاؤن کو آراستہ و پیراستہ کیا تھا اور خداوند عالم کی یہ شان معدلت ہی کہ وہ اپنے

بندون کو ایسا حکم جسکا تحمل اُنکی طاقت سے باہر ہو نہین دیتا اسیلیے اُن لوگون کو فروتر

درجہ کے اصول اخلاق سکھائے گئے ہین۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ[3]

---

[1] درگذر کو اپنا شیوہ کرو اور نیک کام کرنے کی ہدایت کرو اور جاہلون سے کنارہ کش رہو ۱۲

[2] اگر کوئی تمھارے ساتھ بدی کرے تو تم اُسکا دفعیہ ایسے سلوک سے کرو جو بہت اچھا ہو اور یہ لوگ جو کچھ تمکو کہتے ہین اُس سے ہم واقف ہین ۱۲

[3] جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اُسپر ویسی ہی زیادتی کرو اور ایسے معاوضہ بالمثل مین خدا سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ اون لوگون کا ساتھی ہی جو اُس سے ڈرتے ہین ۱۲

وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴)

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ ط وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ۝ (پارہ ۱۴ سورۃ النحل رکوع ۱۶)

پھر اسی رکوع مین ارشاد ہوا ہی - اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ ۝ (پارہ ۲۵ سورۃ الشوری رکوع ۴)

دو آیتون کے بعد ارشاد ہوا ہی وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ط اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ پھر آخر مین اسی رکوع کے فرمایا ہی وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

دنیا کے تاریک کرہ پر قدرت نے دو قسم کے دائرے ہدایت کے بنائے ہین جنکی روشنی سے تمام عالم اقتباس نور کر رہا ہی بڑا دائرہ ہدایت عقلی کا ہی اور اُسی کے اندر چھوٹا مگر

---

۱ اگر تم لوگ سختی کرو تو بھی ویسی ہی سختی کرو جیسی تمھارے ساتھ کی گئی اور اگر صبر کرو تو یہ صبر اُن لوگون کے حق مین جو صبر کرین بہتر ہی ۱۲

۲ اللہ اُن لوگون کا ساتھی ہی جو پرہیزگاری کرتے ہین اور دوسرون کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہین ۱۲

۳ اور خدا کا اجر اُن لوگون کے لیے ہی جو بڑے بڑے گناہون سے بچتے اور بیحیائی کی باتون سے کنارہ کرتے ہین اور جب اُنکو غصہ آجاتا ہی تو بھی دوسرون کی خطا سے درگذر کرتے ہین ۱۲

۴ بُرائی کا بدلہ ویسی ہی بُرائی ہی پھر جو معاف کرے اور صلح کر لے تو اُسکا ثواب اللہ کے ذمہ ہی اور بیشک وہ ظلم کرنے والون کو پسند نہین کرتا ہی ۱۲

۵ البتہ جو صبر کرے اور خطا کو بخشدے تو بیشک یہ ہمت کے کامون سے ایک کام ہی ۱۲

زیادہ چمکیلا دائرہ ہدایت تعلیمی کا کھینچا گیا ہی جسکی تعبیر شریعت الٰہی کے ساتھ کیجاتی ہی۔ جو
لوگ کہتے ہین کہ ہدایت تعلیمی کا دائرہ یا اُسکا کوئی جزو عقلی دائرہ سے باہر ہی وہ درحقیقت
خلاق عقول پر تہمت لگاتے ہین کہ اپنے بندون کو بے عقلی کی باتین سکھاتا ہی تعالی اللہ ۱؎
عن ذلک علوا کبیرا ہدایت تعلیمی کے دوائر ایک پر ایک کھینچے گئے ہین اونمین
سے بعضے زیادہ وسیع ہین بعضے چھوٹے اور بعضے متوسط اسیطرح اُنکی تنویر کی شعاعین
رنگین ہین اور اگر صاف صاف لفظون مین کہا جاے تو اُنکی برکتین مختلف درجہ کی ہین۔ مذاہب مشہورہ
مین سب سے پیچھے شریعت اسلامی کا دائرہ کھینچا گیا ہی اور جو تعلیم دربارہ عفو و درگذر
کی گئی ہی اُسمین بڑی خوبی یہ ہی کہ ساتھ حفاظت ولولۂ طبعی کے محاسن اخلاق کو صاف
صاف الفاظ مین سکھاتی ہی اور مصالح دین و دنیا اُسکے احاطہ مین گھرے ہوے ہین
دنیا مین قتل کا جرم بہت سنگین ہی اور اُسکی پوری پاداش یہی ہی کہ قاتل کی جان لیجاے
لیکن اُسی کے ساتھ یہ خیال بھی ناگزیر ہی کہ اس طرح کی پاداش ہرچند انتظام
عالم مین مؤثر ہی لیکن اُسکی وجہ سے اتلاف نفس انسانی کی تعداد بڑھ جاتی ہی چنانچہ
اسی خیال سے حال مین یورپ کی بعض گورمنٹون نے اپنے قانون سے ایسی
سزا کو جس سے مجرمون کی جان لی جاتی تھی خارج کر دیا ہی۔ اسلام نے دونون
پہلو پر نظر کرکے جو روش اختیار کی وہ بہت عاقلانہ ہی۔

قال اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص

۱؎ ایسی تہمت سے اللہ بہت پاک ہی ۱۲

فِي الْقَتْلٰى ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ط فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ط ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [لہ]

(پارہ ۲- سورۃ البقرۃ رکوع ۲۲)

چند الفاظ مین نکتۂ حکمت اور شان رحمت کا ساتھ احکام کے بتا دینا حق یہ ہی کہ بلاغت قرآنی کا حصہ ہی- قصاص بظاہر اتلاف نفس کا اثر رکھتا ہی لیکن لفظ حیات سے اُسکی تعبیر اسلیئے فرمائی ہی کہ یہ سلسلۂ قیام امن وہ ممد حیات انسانی ہی- دانشمندانہ معاوضہ جان کا جان ہی لیکن امت محمدیہ پر خدا کی مہربانی تھی کہ اُسنے ورثاے مقتول کو اختیار دیا کہ خونبہا لے کے قاتل کی جان بچائین پھر دیکھیے کہ اسراف فی القتل کی روک متعدد طریقون سے بضمن احکام ہوئی ہی-

اولاً قصاص اُس صورت مین لیا جا سکتا ہی جبکہ قاتل اور مقتول دونون ایک جنس اور ایک ہی حیثیت مُصَرَّحَۃٌ فِی الْقُرْاٰنِ کے ہون اور بصورت دیگر صرف معاوضہ مالی جسکو **دیت** کہتے ہین شرعاً دلایا جاتا ہی- یہ تو موٹی بات ہی کہ عورت اور مرد آزاد

لہ مسلمانو قتل کے معاملہ مین تمکو جان کے بدلے جان کا حکم دیا جاتا ہی- آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت- پھر جس قاتل کو اُسکا بھائی کچھ معاف کرد ے تو وارث مقتول دستور کے موافق خونبہا چاہے اور قاتل خوش معاملگی کے ساتھ دیوے یہ آسانی اور مہربانی تمھارے پروردگار کی طرف سے ہی- پھر اسکے بعد جو زیادتی کرے اُسکے لیے عذاب دردناک ہی عقلمندو قصاص مین تمھاری زندگی ہی اور اُسکا فائدہ یہ ہی کہ تم لوگ خونریزی سے باز رہو[۱۲]

اور غلام ہر ایک کو اپنی جان بدرجہ مساوی عزیز ہی لیکن اس شرط کے لگانے مین مصلحت
یہ رکھی گئی ہی کہ کچھ تعداد اتلاف نفس کی گھٹ جاوے اور کہنے کے لیے یہ حجت بھی موجود ہے
کہ بمعاوضۂ ادنیٰ کے اعلیٰ کا ہلاک کردینا غیر واجب ہی۔ اعلیٰ اور ادنیٰ کی تفریق موافق خیال
اُس زمانہ کے کی گئی جسمین اسلام نے ظہور کیا تھا اور قانون کی خوبی یہ بھی ہی کہ جہانتک
مقتضائے مصلحت ہو احکام مین خیالات توابع کی رعایت کرے۔ زمانۂ جاہلیت کے
عرب امیرون کو بہ معاوضہ غربا اور شریفون کو بمقابلۂ ارزال ہلاک نہین کرتے تھے اور اگر
معاملہ بالعکس ہوتا تو ایک کے بدلے قاتل اور اُسکے گھرانے کے اور لوگون کو بھی مار
ڈالتے مگر اسلامی معدلت نے ایسی بے انصافیون کو روک دیا اور دولتمندی خواہ عالی
نسبی کی کوئی تفریق باقی نہین چھوڑی کیونکہ اگر ان مواقع مین اتلاف نفوس کا لحاظ
کیا جاتا تو بزعم دولتمندی امرا غربا پر اور شرفا اُس فرقہ پر جو اُنکے خیال مین ذلیل تھا
غضب ڈھاتے اور بدامنی کی بلائین کثیر الوقوع ہوجاتین۔ (س) شریعت کے
احکام خدائی احکام ہین زن و مرد آزاد و غلام کے حق مین خیالات مخلوق کا اُن پر کیون
اثر پڑا۔ (ج) اسلیے کہ وہ احکام لائق عمل ہوجائین اور بوجہ ناسازگاری طبائع
اہل عالم بدامنی کی آفت برپا نہو چنانچہ خود مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ موسیٰ نے بوجہ
سخت دلی بنی اسرائیل کے یہ حکم دیا تھا کہ طلاق نامہ لکھ کے مرد عورت کو طلاق دیسکتا
ہی (مرقس کی انجیل باب ۱۰ ورس ۶)۔

پس ظاہر ہی کہ اگلی شریعت مین طبائع توابع کی رعایت کی جاتی تھی اور ہم خود دیکھتے ہین

کہ دنیاوی قانون مین جہان تک موقع ملتا ہی خیالات رعایا کا لحاظ کیا جاتا ہی اسلیے
اسلام نے جو لحاظ اپنے توابع کی طبائع کا کیا ہی اُسپر اعتراض بیجا ہی۔

ثانیاً بذریعہ خونبہا بہت سے مقدمات مین قاتل کی جان بچ جائیگی۔ خونبہا لیکے جانی دشمن کی جان اکثر وہی خاندان بچانا پسند کریگا جو تنگدست ہوا سیلیے خونبہا کی تجویز یون بھی عمدہ ہی کہ اُسکی بدولت ارباب احتیاج کو ایک رقم معقول ملجاتی ہی جو بحالت قصاص نہ ملتی۔ (**س**) شریعت اسلامی مین بعوض غیر مسلم کے مسلم کا قتل ناروا ہی اور ایسی حالت مین ورثائے مقتول اخذ دیت پر مجبور کیے گئے ہین مگر ایسی تفریق انصاف سے بعید ہی۔ (**ج**) قرآن مین تو ایسی کوئی تفریق نہین ہی بلکہ اُسکے احکام ہر مذہب اور ملت کے افراد سے یکسان متعلق ہین ہان بعض احادیث مین ایسی تفریق کا بیان موجود ہی۔ اگر وہ حدیث صحیح ہو تو غالباً وجہ تفریق یہی ہوگی کہ ظہور اسلام کے زمانہ مین دوسری قومین مسلمانون کو دین و دنیا کا دشمن خیال کرکے اُن کے ساتھ انصاف مین یکرنگی نہین برتتی تھین اور نہ کمل معاہدہ مابین الاقوام کا رواج تھا اسیلیے اسلام نے بھی عملی طور پر قومی رعایت کو مدنظر رکھا لیکن اب تو عیسائی بلکہ سب شایستہ گورنمنٹون کے احکام تعزیری ہر مذہب اور ملت کے ساتھ یکسان تعلق رکھتے ہین اسیلیے اسلامی گورنمنٹین بھی ان معاملات مین مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہین کرتین اور جو ایسی تفریق اب بھی کرتی ہون اُنکو اپنا طرز عمل بدل دینا چاہیے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ایک بڑا پُر مغز مسئلہ اسلام کا ہی (**س**) زنا کے مقدمات مین

اسلام نے کیون راضی نامہ یا فدیہ ستانی کو جائز نہین رکھا اور قتل سے بھی زیادہ اسکو سنگین سمجھا ہی۔ (ج) ہان خدا ارشاد فرماتا ہی اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (پارہ ۱۸ سورۃ النور رکوع ۱)

حدیثون کی یہ تعلیم ہی کہ بیاہے مرد اور بیاہی عورتین جو آزاد ہون اگر زنا کرین تو انکو سنگسار کر دو۔

توریت نے یون تعلیم دی ہی "جو کوئی اُس عورت سے جو لونڈی اور کسی شخص کی منگیتر ہی اور نہ فدیہ دیگئی ہی اور نہ آزاد کی گئی ہی ہمبستر ہو اُنکو کوڑے مارے جائین۔ وے مار ڈالے نہ جائین اسلیے کہ وہ عورت آزاد نہ تھی" (کتاب احبار باب ۱۹ ورس ۲۰)

"اور وہ شخص جو دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے وہ زنا کرنے والا اور زنا کرنے والی دونون قتل کیے جائین" (کتاب احبار باب ۲۰ ورس ۱۰)

"اور اگر کسی کاہن کی بیٹی فاحشہ بن کے آپ کو بے حرمت کرے وہ اپنے باپ کو

ل عورت اور مرد زنا کرین تو ہر ایک کو ان دونون مین سے سو دُرّے مارو اور اگر اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہو تو تعمیل حکم الٰہی مین زانی اور زانیہ پر ترس مت کرو اور چاہیے کہ انکی سزا کے وقت مسلمانون کی ایک جماعت موجود رہے ۱۲

ذلیل کرتی ہی وہ آگ مین جلائی جائے"۔ (کتاب احبار باب ۲۱ ورس ۹)

مسیح علیہ السلام نے تمام احکام توریت کو منظور فرمایا ہی اور یون ارشاد کیا ہی۔ "وہ پس جو کوئی ان حکمون مین سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے اور ویسا ہی آدمیون کو سکھائے آسمان کی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلائے گا" (انجیل متی باب ۵ ورس ۱۹)

ان اسناد سے ظاہر ہی کہ نہ صرف اسلام نے بلکہ اگلی شریعتون نے بھی زنا کو بڑا سنگین جرم خیال کیا ہی اور دنیاوی قانون جو اسکو خفیف اور لائق راضی نامہ قرار دیتے ہین وہ خداوندی تعلیم کے خلاف ہین۔

اسلام نے زنا کے روکنے مین اسلیے شدت گوارا کی ہی کہ وہ سخت مخرب اخلاق ہی اور دنیا کی بدامنی مین بڑا اثر رکھتا ہی چنانچہ ان دنون بھی زیادہ جھگڑے اُسی کی بدولت پیدا ہوتے ہین اور اکثر ضرب شدید اور قتل کی نوبت آجاتی ہی باوجود سختی سزا کے اسلام نے شہادت زنا کا پلہ بھاری کردیا ہی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ

(پارہ ۱۸ سورۃ النور رکوع ۱)

ہر دانشمند سمجھ سکتا ہی کہ اسلام نے کیسی دور اندیشی کے ساتھ سزا کو سنگین اور ثبوت کو

ف اور جو لوگ بیبیوں پر تہمت لگائین اور چار گواہ پیش نہ کرین تو اُن لوگونکو اسی درے مارو اور کبھی اُنکی گواہی قبول نکرو۔ یہ لوگ خود بدکار ہین

عسیر الحصول قرار دیا ہی اور بڑی خوبی کے ساتھ شیوع فواحش کو بھی روکا اور کثرت اتلاف
نفوس اور بیجا تہمتون کا دروازہ بھی بند کیا ہی۔ اپنی عورتون کی زناکاری سے جو شخص
چشم پوشی کرے وہ سخت بیحیا ہی اور جو اُسکا معاوضہ لینا پسند کرے وہ بے اشتباہ
دیوث ہی اور یہی وجہ ہی کہ باوجود اپنی رحمدلی کے غیور اسلام نے معافی کو یا اخذ فدیہ کو
معاملات زنا مین جائز نہین رکھا ہی کیونکہ اسلام کے عمدہ اصول مین ایک یہ بھی ہی۔
اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ[1] ــ اور عرب کے ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہی۔

فَلَا وَاَبِیْکَ مَا فِی الْعَیْشِ خَیْرٌ ۔۔۔ وَلَا الدُّنْیَا اِذَا ذَهَبَ الْحَیَاءُ[2]
یَعِیْشُ الْمَرْءُ مَا اسْتَحْیٰی بِخَیْرٍ ۔۔۔ وَیَبْقَی الْعُوْدُ مَا بَقِیَ اللِّحَاءُ

معاوضہ اور عفو کے نسبت شریعت موسوی کے یہ احکام ہین "تو اپنی قوم کے
فرزندون سے بدلہ مت لے اور نہ اُنکی طرف سے کینہ رکھ بلکہ تو اپنے بھائی کو
اپنے مانند پیار کر" (کتاب احبار باب ۱۹ ورس ۱۸)
"توڑنے کے بدلے توڑ تا آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت جیسا کوئی
کسی کا نقصان کرے اُس سے ویسا ہی کیا جائے اور جو حیوان کو مار ڈالے
اُسکا بدلہ دیوے۔ وہ جو انسان کو مار ڈالے جان سے مارا جاوے۔ تمھاری
ایک ہی طور کی شریعت ہو جو اجنبی کے حق مین ہی وہی تمھارے دیس والے کے

[1] حیا جزو ایمان ہی ۱۲
[2] قسم تیرے باپ کی زندگانی اور دنیا مین کوئی لطف نہین ہی اگر حیا جاتی رہے۔ جب تک آدمی مین حیا ہی اچھی زندگانی کرتا ہی اور لکڑی کی بقا اُسیوقت تک ہی کہ اُسکا چھلکا محفوظ ہو ۱۲

حق مین ہو" (کتاب احبار باب ۲۴ ورس ۲۰ لغایت ۲۲)
انجیل کی تعلیم یہ ہے "تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت - پر مین تمھین کہتا ہون کہ ظالم کا مقابلہ نکرنا - بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُسکی طرف پھیر دے - اور اگر کوئی چاہے کہ تجھپر نالش کر کے تیری قبا - لے - کُرتے کو بھی اُسے لینے دے - اور جو کوئی تجھکو ایک کوس بیگار لیجاوے اُسکے ساتھ دو کوس چلا جا" (انجیل متی باب ۵ ورس ۳۸ لغایت ۴۱)
انجیل مین فروتنی کی یہ بڑی اونچی تعلیم ہے مگر اُسکے عسیر العمل ہونے کا یہ کافی ثبوت ہے کہ **شمعون پترس** نے جو حواریون مین بہت ممتاز تھے خود مسیح کے روبرو اس تعلیم کے خلاف عمل کیا چنانچہ انجیل یوحنا مین تحریر ہے "تب شمعون پترس نے تلوار جو اُس کے پاس تھی کھینچی اور اُسکا دہنا کان اُڑا دیا" (یوحنا باب ۱۸ ورس ۱۰)
اور جب اتنے بڑے مقدس بزرگ اپنے غصہ کو روک نہ سکے تو پھر کسی عیسائی کسی بشپ یا لارڈ بشپ کی نسبت کیونکر قیاس کیا جاسے کہ وہ اس ہدایت پر عمل کرتے ہین یا کر سکتے ہین -
مختصر طور پر مین نے مناسب مقام ہر سہ مقدس کتابون کی تعلیم کا تذکرہ لکھدیا اور مین باور کرتا ہون کہ یہ سب چشمے ایک ہی دریا سے نکلے اور حسب ضرورت وقت اگلون نے تشنہ لبان عالم کو سیراب کیا اور سب سے پچھلے مین جو ٹھنڈک اور عذوبت ہے اُسکا اندازہ ہر اہل مذاق خود کر سکتا ہے مگر میرا ذاتی خیال تو یہ ہے -

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام   بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ازدواج اور زوجین کا باہمی سلوک

مرد و زن کے باہمی تعلقات محض عیش پسندی اور اطفاے جوش نفسانی کے لیے نہین ہین بلکہ اُنھین تعلقات پر مدار ترقی اور بقاے نسل انسانی کا بھی ہی کارگاہ عالم پر غور کرنے والا جب دانشمندانہ نظر ڈالتا ہی تو اسکو ہر ایک نظام مین سلسلۂ حکمت دکھائی دیتا ہی اور بے ساختہ اُسکی زبان سے یہ ترانہ تقدیس بلند ہوجاتا ہی رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا اے ہمارے پروردگار تونے اسکو بیفائدہ پیدا نہین کیا۔ چنانچہ توالد وتناسل کے سلسلہ مین زن و مرد کی شرکت اور اُنمین مختلف جذبات کی تقسیم اسلیے ہوئی ہی کہ ایک دوسرے کا مددگار رہے اور اولاد کی پرورش اور پرداخت مین دقت نہ پڑے۔ توریت (باب ۲ کتاب پیدایش) سے معلوم ہوتا ہی کہ آدمؑ کی وحشت تنہائی دور کرنے کو اُنھین کی ایک پسلی سے حوّا کا ڈھانچہ خدا نے بنایا اور آدمؑ نے کہا کہ ہر گاہ یہ عورت میری ہڈی اور گوشت سے بنی ہی اسلیے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا اور جورو سے ملا رہیگا۔ انجیل مین تحریر ہی " سو وے (زن و شو) اب دو تن نہین ہین بلکہ ایک تن ہین۔ پس جسے خدا نے جوڑا ہی آدمی جدا نکرے۔ اور گھر مین اُسکے شاگردون نے اُس سے اسبات کے بابت پوچھا۔ اُسنے اُنھین کہا جو کوئی جورو کو چھوڑے اور دوسری سے بیاہ کرے تو اُسکی نسبت زنا کرتا ہی۔ اور جورو اگر اپنے شوہر کو چھوڑ دے

اور دوسرے سے بیاہی جاسے تو وہ بھی زنا کرتی ہے" (مرقس باب ورس ۸ لغایت ۱۲)
قرآن مین اس مناسبت سے کہ انمین ایک دوسرے کا رازدار اور پردہ دار ہے ارشاد ہوا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عورتین تمھاری اور تم اُنکے لباس ہو اور پھر ایک دوسرے موقع پر اسوجہ سے کہ عورتون کے رحم مین انسانی بیج جمتا اور پرورش پاتا ہے فرمایا ہے نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ تمھاری عورتین تمھاری کھیتیان ہین
اولاد کو ہر انسان ثمرۂ زندگانی خیال کرتا ہے پس جس کھیت سے یہ خوشگوار ثمر حاصل ہوتا ہو وہ کتنا عزیز اور کیسا کچھ لائق قدر ہوگا۔ بلاغت قرآنی معجزۂ محمدی ہے اسلیے جو لطف ان تشبیہات مین ہے وہ دوسری جگہ کب ملنے لگا لیکن دنیا کے تمام مذاہب اور تمام آسمانی صحائف اس تعلق کے قوام کو گاڑھا کہتے ہین عقل بھی اُسکو ضروری بتاتی ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ یہ تعلق اسقدر دلپذیر ہے کہ حضرت عشق اُسی کے بھیس مین اکثر تکلیف ظہور گوارا فرماتے ہین۔

تولید کے نتائج اگرچہ آزادانہ تعلق سے بھی حاصل ہو سکتے ہین لیکن شریعتون نے اُسکو معاہدہ اور چند مصلحت آگین شرائط سے اسلیے پابند کردیا ہے کہ نسلین اختلاط سے پاک رہین۔ پرورش اولاد اور سلسلہ جانشینی مین خلل نہ پڑے۔ نظام عالم خوش اسلوبی سے قائم ہو۔ اور زن وشو ایک دوسرے کے رنج وراحت مین اُسی طرح شریک رہین جیسا کہ باغ عدن مین آدم وحوا علیہما السلام کی باہمی موانست تھی اور دنیا کے دارالمحن مین بھی دونون کا نیازمندانہ ساتھ نبھ گیا۔

عام طور پر عورتون کی وفاداری جان نثاری لائق تحسین ہی لیکن شک نہین کہ
انھین کی بدولت مردون کو بسا اوقات مصیبتون کی کڑی منزلین طی کرنی پڑتی ہین باینہمہ
مردانہ فرض اخلاق یہی ہی کہ ان ملائم خصال مخلوق کے ساتھ اُنکے خاوند بملائمت پیش آئین
اور اُنکی خطاؤن سے بہ اتباع سنت پدری درگذر کرین کیونکہ انسان کے ابوالآبا عورت کے
وسوسہ مین پڑکے باغ عدن سے نکالے گئے - خود اُنکو طرح طرح کی مصیبتین جھیلنی پڑین
اور ہم لوگ جو اُنکی اولاد سے ہین اُسی وسوسہ کا خمیازہ ابتک بھگت رہے ہین لیکن
جد امجد کے حلم اور اُن کی مروت کو دیکھیے کہ عورت کی طرف سے تیور پر بل نہین آیا اور ہمکو
آسمانی صحائف سے یہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ اتنے بڑے اہم معاملہ مین دوستانہ کلمات
شکایت بھی زبان پر لائے ہون - اب اُس خطا سے بڑھ کے دوسری کون ایسی خطا
ہوسکتی ہی کہ آدم کے بیٹے اُسکی پاداش مین حوا کی بیٹیون کو ستائین - قرآنی ہدایتون کا
صاف یہی منشا ہی کہ عورتون کے ساتھ نیک سلوک برتا جاے - **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی**
وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ
فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ (پارہ ۴ سورۃ النسار کوع ۳)
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ
اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا

ف ا عورتون کے ساتھ حسن سلوک سے رہو اگر تمکو بیبیان ناپسند ہون تو عجب نہین کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ نے اُسمین بہت کچھ برکتین رکھی ہون ۱۲

ف ۲ اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی یا بے توجہی کا اندیشہ ہو تو مضائقہ نہین ہی کہ دونون آپسمین صلح کرین اور صلح بہرحال بہت اچھی چیز ہی اور طبیعتون مین بخل ہوا ہی کرتا ہی اور اگر تم لوگ آپسمین سلوک نیک کرو اور زیادتی سے بچتے رہو تو خدا تمھارے کامون سے آگاہ ہی ۱۲

وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ہ (پارہ ۵ سورۃ النسار کوع ۱۹)

اب مین چند حدیثون کو اس ثبوت مین پیش کرتا ہون کہ پیغمبر علیہ السلام نے مسلمانون کو پرزور الفاظ مین رغبت دلائی ہی کہ عورتون کے ساتھ نیک سلوک کرین اور انکی کج ادائی سے چشم پوشی کرجائین۔

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ استوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع وان اعوج شیٔ فی الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء (رواہ البخاری ومسلم)	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نصیحت مانو عورتون کے ساتھ نیک سلوک کرو درحقیقت عورتین پسلی سے بنائی گئی ہین جسکا بالائی حصہ زیادہ کج ہوتا ہو اگر تم اسکو سیدھا کرنا چاہو تو ٹوٹ جائے اور اگر بحال خود چھوڑ دو تو ہمیشہ کج رہے پس میری نصیحت مانو عورتون کے معاملہ مین

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔ (رواہ ابن ماجۃ)	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مین اچھا وہ ہی جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو اور مین تم لوگون سے بڑھ کے اچھا سلوک اپنے اہل سے رکھتا ہون

[۱] اسی وجہ سے اکثر عورتین زبان دراز ہوتی ہین ۱۲

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلْقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِہِمْ رواہ الترمذی (مشکوۃ المصابیح)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون مین بیکا ایماندار وہ ہی جو خُلق حُسن سے زیادہ بہرہ مند ہو اور تم لوگون مین بہت اچھا وہ ہی جو اپنی عورتون کے ساتھ بہت اچھا سلوک رکھتا ہو۔

بعد ملاحظہ ان اسناد کے کوئی انصاف پسند نہین کہ سکتا کہ اسلام نے عورتون کی نسبت اپنے تابعین کو ہمدردی کی تعلیم نہین دی ہی ہان اسلام نے عورتون کو اپنے شوہرون کا فرمان پذیر قرار دیا ہی اور اس فرمان پذیری کے عوض مین وہ اجر جزیل کی امیدوار کی گئی ہین۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِہِمْ ط (پارہ ۵ سورۃ النساء رکوع ۶)

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَہَا وَصَامَتْ شَہْرَہَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَہَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَہَا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس عورت نے پانچ وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور بدکاری سے اپنے تئین بچایا اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کی تو وہ

ف مرد حاکم ہین عورتون پر اسلیے کہ خدا نے مردون کو عورتون پر خلقۃً فضیلت دی ہی اور اسلیے کہ مرد عورتون پر اپنا مال خرچ کرتے ہین ۱۲

فلیدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ) مجاز ہی کہ جس دروازہ سے چاہے جنت مین چلی جائے۔

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایما امرءۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ۔ (رواہ ابن ماجہ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت وفات کرے اور شوہر اُسکا اُس سے راضی ہو وہ عورت جنت مین جائیگی۔

توریت (کتاب پیدایش باب ۳ ورس ۱۶) مین بھی خداوند عالم کا یہ ارشاد موجود ہی "اُسنے (خداوند خدانے) عورت سے کہا کہ مین تیرے حمل مین تیرے درد کو بہت بڑھاؤن گا اور درد سے تو لڑکے جنے گی اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا اور وہ تجھپر حکومت کریگا" عیسائیون کے مذہبی مجالس مین پولوس کی بڑی وقعت ہی وہ قرنتیون کے پہلے خط باب ۱۱ مین تحریر فرماتے ہین کہ مرد عورت کا سر ہی اور بتاکید ہدایت کرتے ہین کہ عورتین اپنے سرون کو اوڑھنی سے چھپائے رکھین اور اسی خط کے باب چودہ (ورس ۳۴ لغایت ۳۶ مین) فرمایا ہی کہ عورتین کلیسیا مین بھی ہمکلام نہون بلکہ جو کچھ پوچھنا ہو گھرون مین اپنے شوہر سے پوچھین۔ عورتون کو چاہیے کہ فرمانبردار رہین۔ اب اگر کوئی قوم عورت و مرد دونون کو ہم رتبہ کرنا اور آزاد رکھنا چاہتی ہو تو دوسرے الفاظ مین ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ حکم خدا سے تجاوز کرتی ہی۔

عورت کی ذات کا تابع حکومت شوہری رکھنا ہر ایک دور اندیش سمجھ سکتا ہی کہ شرمناک حوادث کے انسداد کا ذریعہ ہی اور اسلامی شریعت نے صرف اتنی ہی حکومت کا فائدہ شوہرون کو عطا کیا ہی لیکن شرعًا اپنی املاک اور اپنے حقوق پر بعد نکاح کے بھی عورتون کو مثل مردون کے آزادانہ اختیارات حاصل رہتے ہین۔ عیسائیون کے مذہب نے عورتون کو بشارت دی ہی کہ وہ اپنے شوہر کی جز بنجاتی ہین لیکن ملکی قانون نے اسی بشارت کی بنیاد پر مالی آزادی چھین لی ہی کیونکہ بعد از نکاح زوجہ کے املاک کا درحقیقت شوہر مالک بنجاتا ہی اور مسکین عورتون کو اتنا بھی اختیار نہین رہتا کہ کوئی معاہدہ اپنے نام سے کر سکے۔ اب انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مسلمان عورتون کی حالت اچھی ہی یا عیسائی عورتون کی جنکا جوہر وجود کہنے کے لیے مٹ گیا مگر اُنکے مالی حقوق درحقیقت طوفان ازدواج مین برباد ہو گئے

عیسائیون کا اعتراض اسلام پر ایک یہ بھی ہی کہ اُسنے طلاق کو جائز رکھا ہی اور مرقس کے اُنھین فقرات کو جنھین ہمنے قبل اسکے نقل کر دیا ہی اس سند مین پیش کرتے ہین کہ مذہب عیسائی نے بہت بڑی رحمدلی عورتون کے ساتھ برتی ہی بلکہ بعض مشنری تو یہ بھی کہتے ہین کہ مسئلہ طلاق اور تعدد ازدواج اشاعت اسلام کا ذریعہ ہوا ہی لیکن اگر یہ مشنری حق پسند ہین تو یون کیون نہین کہتے کہ اسی امتناع طلاق اور توحد ازدواج نے مردون مین نہ سہی مگر عورتون کی سادہ دل جماعت مین عیسائیت کے ساتھ زیادہ دلچسپی پیدا کی ہی۔ بہرحال اس موقع مین خاص ضرورت ہی کہ اِن اعمال کی نسبت تشریح کیجائے کہ اُنکو اسلام نے

طلاق کی حقیقت

کہانتک جائز رکھا ہے اور اُنمین کتنے مصالح دینی و دنیوی مضمر ہین۔ از روے شریعت اسلامی اگر شوہر زانیہ زوجہ کو سزا دلانا چاہتا ہو تو اُسکو چار گواہ چشم دید پیش کرنا چاہیے اور اگر محض تفریق مقصود ہو تو اُسکو ایک خاص طریقہ پر جسکو **لِعان** کہتے ہین قسم کھانے کی ضرورت ہے لیکن اگر غیرت مند آدمی ایسی فضیحتہ کی شہرت ناپسند کرتا ہو تو اُسکے لیے بھی آخر کوئی مناسب تدبیر ہونی چاہیے۔ زمانہ حال کے مہذب جنٹلمین جب مقدمات طلاق مین حاضر عدالت ہوتے ہین تو جیسا کچھ اُنکا خاکہ اُڑایا جاتا ہے اُسکو آئے دن ہم لوگ اخبارون مین دیکھتے ہین اور حیرت ہوتی ہے کہ شریفانہ طبیعتین اسطرح کے اعلان توہین کو کیونکر برداشت کر لیتی ہین۔ ان معاملات مین شرفاے عرب سخت غیرتمند تھے چنانچہ سعد بن عبادہؓ جن کا سرداران انصار اور رسول اللہ کے فرمان بردار معتقدون مین شمار کیا جاتا ہے ایک جلسہ مین جوش غیرت کو ضبط نہ کر سکے اور عرض کیا کہ اگر مین اپنی زوجہ کو زنا کرتے دیکھون تو کیا اسقدر صبر کرون گا کہ اس واقعہ کے چار گواہ فراہم ہون ؟ قسم ہے اُس خدا کی جسنے آپ کو سچا نبی بنایا ہے اگر مین ایسا واقعہ دیکھون تو تلوار سے اُسکا چارہ کار کرون۔ خیر یہ تو اشتعال طبع کی ایک خاص حالت ہے لیکن عاقلانہ اور اسلم طریقہ یہی ہے کہ بدنام کرنیوالی حکایتون کا تذکرہ نہ آئے اور طلاق دیکے شوہر اپنی گلوخلاصی کر لے۔ اسکے علاوہ فرض کرو کہ مرد نے جہانتک انسان سے ممکن ہے جانچ کے کسی عورت سے نکاح کر لیا مگر وہ غیب کا جاننے والا تو تھا نہین آیندہ چل کے وہ نیک بخت دوسرا رنگ لائی شوہر کو مان باپ کو اولاد کو خواہ پڑوسیون کو اُسکی کج ادائی سے ناگوار تکلیفین

پہونچ رہی ہین ایسی صورت مین نیک خوشوہر جو ہر طرف سے نشانہ ملامت بن گیا ہو اگر قطع تعلق نہ کرے توکیا اس مصیبت کی آگ مین چپکا جلتا رہے۔

زن بد در سرای مرد نکو　　　　ہم درین عالم ست دوزخ او

یہ سب خطرات دور اندیش اسلام کے پیش نظر تھے جسکی بنیاد پر اُسنے عیسائی تعلیم کو ناپسند کیا طلاق کی اجازت دی مگر ایسی اخلاقی قیدین لگا دین جنکا شریعت موسوی مین وجود نہ تھا

حدیث

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْعَتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ مِنَ الطَّلَاقِ (رواہ الدارقطنی)	معاذ بن جبل سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے معاذ زمین پر اللہ نے جو کچھ پیدا کیا ہو اُنمین سب سے زیادہ پسندیدہ اُسکے نزدیک غلامون کی آزادی اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہو۔

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ (رواہ ابوداود)	ابن عمرؓ سے روایت ہو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جملہ حلال چیزون مین اللہ کو طلاق زیادہ ناپسند ہو۔

حدیث

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ
اَیُّمَا امۡرَءَۃٍ سَاَلَتۡ زَوۡجَھَا طَلَاقًا
فِیۡ غَیۡرِ مَا بَاسٍ فَحَرَامٌ عَلَیۡھَا
رَائِحَۃُ الۡجَنَّۃِ (رواہ الترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جو عورت بحالت غیر ضروری اپنے شوہر
سے خواستگار طلاق ہو اسپر بہشت
کی بوے خوش حرام ہی۔

پس ظاہر ہی کہ اسلام نے بہ مجبوری خاص حالتون مین طلاق کو جائز رکھا اور اُسکا اختیار مصلحۃً حوالہ امتیاز عقلی شوہرون کے کردیا ہی۔ عورتون پر اُسکا بہت بڑا احسان ہی کہ طلاق کے پردہ مین وہ ایسی بدنامیون سے بچ جاتی ہین جنکی وجہ سے دوسرا غیرتمند اُنکی خواستگاری نہین کرسکتا۔ اب عورتون کا یہ کام ہی کہ وہ اپنے تئین ایسی بدکرداری مین مبتلا نکرین کہ پابند شریعت شوہرون کو طلاق دینے کی ضرورت داعی ہو۔ جو لوگ خلاف شریعت عیش پسندی کے لیے طلاق دیتے ہون اُنکی بداخلاقی کا اسلام ذمہ دار نہین ہی جیسا کہ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کی ذمہ داری شریعت موسوی پر عائد نہین ہوسکتی اور نہ بعض عیسائیون کی بداخلاقیون کی عیسوی تعلیم جواب دہ ہی۔ ہم فخر کے ساتھ یہ بھی کہتے ہین کہ شرفاے اہل اسلام مین طلاق عملاً متروک ہی۔ دور کیون جاؤ خود ہندوستان کو دیکھ لو کہ شریف خاندانون مین طلاق کا ذکر سنا نہین جاتا اور اگر کہین سُنا بھی گیا تو وہ ایسا شاذونادر ہی جو شمار کے لائق نہین۔

مرقس سے نے جورو ایت کی اُسکے روسے طلاق عموماً ناجائز ہوگیا لیکن متی نے اپنی روایت
مین ایک شکل باقی چھوڑی ہی اُنکی انجیل باب ۵ ورس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہی۔ ،، یہ بھی لکھا
گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑدے اُسے طلاق نامہ لکھدے۔ پر مین تمھین کہتا ہون
کہ جو کوئی اپنی جوروکو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کرواتا
ہی۔ اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہی۔
ترجمون کو صحیح اور الفاظ کو تحریف مابعد سے بَری مان لو مگر اسی سے ساتھ ان دونون مقدس
کتابون سے مضمون مین اتحاد کیونکر پیدا کروگے اور باوجود اُس اضافہ کے جو متی نے
کیا ہی کسطرح کہہ سکوگے کہ اُسنے اُن تمام ضرورتون کو جنکا ہم تذکرہ کر آئے ہین رفع کر دیا ہی
متی کے اضافہ پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہی کہ توریت سے احکام کی مسیح علیہ السلام سے نے عموماً
توثیق کی ہی۔ ،، یہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا۔
مین منسوخ کرنے کو نہین بلکہ پوری کرنے کو آیا ہون۔ کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ
جبتک آسمان و زمین ٹل نہ جائین ایک نقطہ ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جبتک
سب کچھ پورا نہو۔ (متی باب ۵ ورس ۱۷ و ۱۸)
پس زنا کی صورت مین بحکم توریت شوہر دار عورت ملک عدم کو بھیجدیجائے گی۔ طلاق
کس بدبخت کو دیجائیگی۔ میرے خیال مین غالباً مقصود یہ ہی کہ اگر شوہر عدالت کی
رسوائی سے بچنا چاہتا ہو تو جائز ہی کہ اندرخانہ طلاق دیدے مگر عیسائی شوہرون کے لیے

لہ مرقس اور متی دونون پر یہ اعتراض عائد ہوتا ہی کہ پھر طلاق کا عام حکم جو مندرجہ توریت ہی کیون منسوخ کر دیا گیا ۱۲

یہ بحث کل ہی کہ جب تک قانونی ثبوت موجود نہو اُنکی عدالتین طلاق کو ناجائز قرار دیتی ہین۔

اسلام نے کبھی نہین کہا کہ وہ کتب قدیمہ کے احکام مین دست اندازی نہین کرتا اسیلیے اگر اُسنے انجیل خواہ توریت کے احکام سے اختلاف کیا ہو تو محض بربناء اُس اختلاف کے الزام دینا بیجا ہی۔ ہان اگر اُسکے احکام عقل و انصاف یا مصالح دینی و دنیوی کے خلاف ہون تو البتہ اُسکے مرسل من اللہ ہونے پر شبہ کرنا معقول ہی لیکن ثابت تو یہ ہوا کہ اس معاملہ مین اُسکے احکام عاقلانہ اور نہایت معتدل ہین (س) مردون کو اسلام نے آزادی دی ہی کہ بلا مرضی زوجہ کے طلاق دین لیکن عورتون کو کیون ایسا مجبور کیا ہی کہ بلا استرضاے شوہر نکاح کو فسخ نہین کرسکتین (ج) مردنے اُس معاہدہ کا جو عورت کی طرف سے ہوا معاوضہ نقدی (مہر) دیا ہی اور عطاے نفقہ مین بھی زیر باری اُٹھائی ہی اسیلیے بلا رضامندی ایسے فریق کے عورت مستحق نہین ہی کہ معاہدہ کو توڑدے فرض کرو کہ زید نے خالد کی زمین بلا قید میعاد ایک معین رقم زر دیکے کرایہ کی اور خود اپنے تئین کسی شرط کا پابند نہین رکھا ایسی صورت مین زید انصافاً اور قانوناً مجاز ہی کہ اپنا نقصان گوارا کرے اور زمین کو چھوڑدے لیکن خالد کو تو یہ اختیار نہین ہی کہ وہ بلا مرضی زید کے اپنی زمین چھوڑالے۔ یہ مثال ہر پہلو سے مسئلہ طلاق کے ساتھ چسپان ہی پس جو تفریق اس مثال مین واجبی کہی جاتی ہی وہی تفریق زن و شو کے معاملہ مین کیون قرین انصاف نہ سمجھی جاے۔ (س) عیسائی زن و مرد دونون یکسان عہد دائمی

کرتے ہین اسلیے اُنمین طلاق کی مداخلت کیون جائز ہو۔ (ج) دیگر مذاہب سے اسلام
فرمائش نہین کرتا کہ مسئلۂ طلاق کو اپنے قانون مین داخل کرین ہماری غرض توصرف
اسقدر ہی کہ اسلام نے جو اجازت طلاق کی مسلمانون کو دی ہی وہ قرین مصلحت ہی اور عورتون
کے حق مین بھی نا انصافی نہین ہوتی ہی (س) مسلمان مثل عیسائیون کے معاہدہ بالمثل
کیون نہین کرتے یا یہ کہ عورت اس شرط کو کیون معاہدۂ نکاح مین داخل نہین کرسکتی کہ
وہ بلا استرضاے شوہر ترک تعلق کی مجاز ہوگی۔ (ج) انصاف سے جب موازنہ کیا جاے
تو بمقابلہ مرد کے عورت ضعیف العقل ہی اور اُسکا ثبوت یہ ہی کہ آدمؑ جبتک تنہا تھے ثمرۂ شجر
کھانے کی اُنکو رغبت نہین ہوئی مگر حوّا للچا گئین اور اپنے تئین اور اپنے ساتھ شوہر کو بھی
بلا مین پھنسایا اسلیے اسلام نے ہدایت کی ہی کہ معاہدۂ نکاح مین مرد فریق غالب ہو اور زوجہ
اپنے خاوند کی تابع مرضی یعنے محکوم رہے۔ دنیوی قانون سے ہمکو زیادہ بحث نہین ہی
لیکن انجیل متی کے جو فقرے نقل کیے گئے اُنمین صرف شوہر کو اجازت ہی کہ زانیہ عورت
سے قطع تعلق کرے مگر زوجہ کی نسبت الفاظ موجودہ سے نہین نکلتا کہ وہ بھی زانی شوہر کو
چھوڑ سکتی ہی اور یہ بھی ایک دلیل ہمارے اس دعوی کی ہی کہ خدا نے اختیارات کے عطا
کرنے مین مردون کو عورتون پر فوقیت دی ہی۔ از روے شریعت اسلامی مردون کو ایک ہی
وقت مین چند عورتون سے تعلق ازدواج قائم رکھنا جائز ہی عیسائیون کو اُسکے جواز پر
سخت اعتراض ہی اسلیے تعدد ازدواج کے حسن وقبح پر ہم ایک مختصر گفتگو کرنا ضروری
خیال کرتے ہین۔ ہمنے قبل اسکے ثابت کیا ہی کہ تعلیم الٰہی دائرہ عقلی سے خارج نہین ہوسکتی

تعدد ازدواج کا حسن وقبح اور اسپر بحث کا فیصلہ

اسیلیے ہمکو سب سے پہلے حضرت عقل سے پوچھنا چاہییے کہ تعدد ازدواج مین کتنے فائدے اور کتنی مضرتین مظنون ہین اور پھراُن دونون کا موازنہ کرکے یہ عقلی فیصلہ بہ آسانی ہوسکے گا کہ کس پہلو کا اختیار کرنا قرین صواب ہی۔

تعدد ازدواج کی مضرتین

اولاً زن وشو کے تعلقات مین جبتک تخصیص کا رنگ پیدا نہ ہوا اُسوقت تک نہ اُنکا اخلاص حدکمال کو پہونچ سکتا اور نہ تمدن مین اعلی خوبیان نمایان ہوسکتین۔

ثانیاً تجربہ شاہد ہی کہ بحالت تعدد ازدواج آئے دن خانگی جھگڑے کھڑے ہوتے ہین اور مرد کی آسائش بلکہ اُسکی عافیت بھی معرض خطر مین پڑجاتی ہی۔

ثالثاً زن ومرد دونون ایک ہی طرح کے ذی روح اور صاحب امتیاز ہین اس سیلے بے انصافی کی بات ہی کہ مرد عورت کی آزادی چھین لے اور خود اپنی آزادی کو در بدر اُچھالتا پھرے۔

رابعاً اکثر آزاد حیوانات ایک ہی مادہ پر قناعت رکھتے ہین اسیلیے ظاہر ہوتا ہی کہ قانون فطرت وحدت ازدواج کا سفارشی ہی اور اس مقدس قانون کی سفارش مین کچھ نہ کچھ نکتہ حکمت مضمر ہتا ہی۔

تعدد ازدواج کے منافع

اولاً حیض ونفاس عورتون کے خصائص سے ہین اور ان دونون حالتون مین

استفادہ حق شوہری مضر صحت اور باعث کراہت طبعی ہی۔ پھر مدت حمل اور ایام رضاعت
مین اگر عمل مقاربت مسلسل قائم رہے تو بچون کی تندرستی محفوظ نہین رہتی۔ ایک جانب
معذوریون کی یہ حالت اور دوسرے جانب مردون کا جوش نفسانی مختلف الکیفیت
ہی پس اگر مرد مجبور کیے جائین کہ ایک ہی عورت پر قناعت کرین تو گمان غالب ہی کہ اُنکے
اکثر یا بعض افراد ناجائز تعلقات پر مجبور ہون۔

ثانیاً عورت محل اور مرد ذریعۂ تولید ہی اسیلیے اگر تعدد ازدواج جائز نہ رکھا جاے
تو ضرور ہی کہ ترقی نسل کی رفتار دھیمی پڑجاے حالانکہ ملکی یا قومی ضرورتین کبھی مقتضی
ہوتی ہین کہ تدابیر ترقی کو وسعت دیجاے۔

ثالثاً خوش نصیبی کا حسن اتفاق ہی کہ دنیا ان دنون ایسے امن عام کا استفادہ کررہی
ہی جو چند صدی پہلے مفقود تھا لیکن آیندہ اُسکے قیام کا کیا بھروسہ ہی۔ لڑائیون مین
مردون کی جانین تلف ہوتی ہین۔ رہزن اور قزاق بھی اُنھین کی جان کے دشمن ہین
لونڈی بنانا اور زوجیت مین داخل کرلینا دوسری بات ہی لیکن ظلم پسند طبیعتین بھی
عورتون کا ہلاک کرنا کمتر گوارا کرتی ہین اسیلیے اگر تعدد ازدواج قطعاً ناجائز کردیا جاے
تو ممکن ہی کہ کبھی مردون کی تعداد گھٹ جاے اور عورتون کی ایک جماعت بے شوہر رہے
یا کسی دوسری شرمناک بدکرداری مین مبتلا ہو۔

رابعاً فرض کرو کہ عورت بانجھ ثابت ہوئی یا وہ کسی نفرت انگیز عارضہ مین مبتلا ہوگئی
مرد اُسکو بہ اقتضاے ہمدردی چھوڑ دینا پسند نہین کرتا ایسی صورت مین عورت پر ستم ہی

اگر مرد مجبور کیا جاے کہ اُسکو گھر سے نکال دے اور مرد پر ظلم ہی اگر وہ دوسرے ازدواج سے قانوناً روکا جاے۔

فیصلۂ عقلی

حجتین جو سنی گئین سب اپنے اپنے موقع مین باوقعت ہین اور منصفانہ تجویزیہ ہی کہ مرد کو ایک ہی زوجہ پر قناعت کرنی چاہیے لیکن اگر مجبوری آن پڑے یا اور کوئی مصلحت متقاضی ہو تو تعدد ازدواج کا اختیار کرنا صرف قرین مصلحت نہین بلکہ بعض موقع مین ضروری بھی ہی۔

اب شریعتون کو دیکھیے خرقی ایل نبی کی کتاب باب ۲۳ مین خداوند تعالی نے اسکو خاوند اور اہولیہ سمرون اور اہولیہ یروسلم کو حقیقی بہن اور خدا کی زوجہ قرار دیکے ان دونون شہرون کی بدکاریان بیان کی ہین۔ کچھ شک نہین کہ یہ صرف ایک تمثیلی بیان ہی لیکن اگر تعدد ازدواج مرضی خدا کے خلاف ہوتا تو عقل باور نہین کرتی کہ خداوند خدا اُسکے پیرایہ مین اپنے اُن تعلقات کو جو اُن دونون شہرون کے ساتھ تھے بیان فرماتا۔ توریت مین اسرائیل (یعقوب) کو خدا کا فرزند اکبر نامزد کیا گیا ہی چنانچہ جب خدا نے موسیٰ کو سفارت پر مامور کیا تو اُنکو یون تعلیم فرمائی۔ ”تب تو فرعون کو یون کہیو کہ خداوند نے یون فرمایا ہی کہ اسرائیل (یعقوب) میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہی۔ سو مین تجھسے کہتا ہون کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے۔ اور اگر تو

اُسے جانے نہین دیتا ہی تو دیکھ مین تیرے بیٹے کو بلکہ تیرے پلوٹھے کو مار ڈالونگا“
(کتاب خروج باب ۴ ورس ۲۲ و ۲۳)

اسرائیل کی چار زوجہ بیان کی گئی ہین **لیاہ - راخل - بلہاہ - زلفہ -**
دو اول حقیقی بہنین اور دو پچھلی اُن دونون کی لونڈیان تھین (دیکھیے کتاب پیدایش کا باب ۲۹ و ۳۰)

پس جس فعل کو ایسے مقدس بزرگ نے کیا ہو وہ کیونکر غیر مہذب یا نیک خوئی کے خلاف سمجھا جاوے -

ابرہامؑ اگرچہ خدا یا خدا کے فرزند نہین کہے گئے لیکن خدا نے اُنکی شان مین یہ ارشاد فرمایا ”اور تو ایک برکت ہوگا - اور اُنکو جو تجھے برکت دیتے ہین برکت دونگا اور اُنکو جو تجھپر لعنت کرتے ہین لعنتی کرونگا“ (کتاب پیدایش باب ۱۲ ورس ۲ و ۳)
ایسے عالی قدر مقدس کی زوجیت سے **سری** اور **ہاجرہ** دونون شرفاندوز تھین بلکہ **قتورہ** ایک تیسری عورت سے بھی اُس طرح کا تعلق تھا -

سلیمانؑ اور **داؤدؑ** عام عیسائیون سے زیادہ لیاقت اخلاقی قانون کے سمجھنے کی رکھتے تھے لیکن اُن لوگون نے جب خود اپنے لیے ازواج کو محدود نہین[له] کیا اور انجیل شریف مین بھی کوئی حد بندی نہین ہوئی تو ثابت ہو گیا کہ سابق انبیائے بنی اسرائیل نے

[له] سلاطین کتاب اول کے باب ۱۱ ورس ۳ سے ظاہر ہوتا ہی کہ سلیمان کی سات سو بیگم اور تین سو حرم تھین جنکی میزان ایک ہزار ہوئی اور سموئیل کتاب ۲ باب ۲۰ ورس ۳ سے پایا جاتا ہی کہ داؤد نے اپنی دس حرمون کو تو یروسلم مین قید کیا تھا اور تواریخ کی کتاب اول باب ۳ مین اُنکی سات زوجہ کے نام لکھے ہین جنکے سوا اور بھی زوجہ اور حرمین تھین ۱۲

تعدد ازدواج کو صرف جائز ہی نہین بلکہ غیر محدود بھی رکھا تھا۔ اب اسلام کو دیکھیے کہ اُسنے اس معاملہ مین کتنی معتدل تجویز کی ہی **قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ** وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۚ ذٰلِکَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

(پارۂ ۴ سورۃ النسار کوع ۱)

بظاہر اس حکم سے دائرۂ تعدد ازدواج بہت تنگ ہوگیا بلکہ قریب بزوال پہونچ گیا تھا کیونکہ فطرت انسانی کے لیے مشکل ہی کہ وہ مابین الازواج ہر طرح کی مساوات برت سکے لیکن جب اُسوقت کے مسلمانون پر جو شریعت کے سچے پابند تھے یہ حکم گران گذرا تو بہ بجالی تعداد معینہ حکم عدالت مین سہولت پیدا کی گئی یا یہ کہ آیہ مذکور مین درحقیقت اسیقدر عدالت مقصود تھی جو انسان کرسکتا ہی اور اُسکی تشریح دوسری آیہ مین ہوئی **قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ** وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا کَالْمُعَلَّقَۃِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

(پارۂ ۵ سورۃ النسار کوع ۱۹)

---

[1] پھر اگر تمکو اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیون کے حق مین انصاف نہ کروگے تو موافق اپنی مرضی کے دو دو اور تین تین اور چار چار عورتون سے نکاح کرلو لیکن اگر اندیشہ ہو کہ برابری کا برتاؤ نہ کرسکوگے تو ایک ہی عورت کے نکاح پر یا اپنی لونڈیون پر قناعت کرو یہ قرین مصلحت تدبیر اس بات کی ہی کہ تم حد سے تجاوز نکرو ۱۲

[2] اور اگر تم چاہو بھی تو یہ امر تمھاری طاقت سے باہر ہی کہ مابین ازواج ہر طرح کی برابری کرسکو پس ایک کی طرف بالکل اسطرح جھک نہ پڑو کہ دوسری گویا ادھڑ مین لٹک رہی ہی اور اگر موافقت کرلو اور زیادتی سے پرہیز کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی ۱۲

پس یہ کارروائی اسلام کی کہ اُسنے خلاف شرائع سابقہ ازدواج کو چار بیبیون کے ساتھ محدود کردیا اور درمیان اُنکے عدالت کرنے کی شوہرون کو ہدایت کی بڑے شکریہ کے لائق ہی مگر دنیا ایسی ناشکر ہی کہ وہ اُلٹے اُسی پر الزام لگاتی ہی۔ (س) ازواج کی تعداد گو اگرچہ اسلام نے محدود کردیا ہی لیکن لونڈیون کی تعداد کو غیر محدود چھوڑ دیا ہی اسلیے ایک پہلو اعتراض کا ابھی محفوظ ہی۔ (ج) دانشمندی کی بات یہ تھی کہ ہر فرقہ کی حالت جو زمانہ ظہور اسلام مین ابتر تھی سُدھاری جائے۔ کم نصیب عورتین جنکی آزادی چھن گئی تھی لائق ترحم تھین اور بحالت ایسے تعلق کے جو درحقیقت مثل تعلقات زن و شو کے ہی گمان غالب تھا کہ اُنکے آقا لونڈیون کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کرین گے پس بہ نظر ترحم نہ بغرض عیش پسندی لونڈیون کی تعداد غیر محدود چھوڑی گئی۔ اور مین آیندہ بیان کرونگا کہ لونڈی اور غلام کے مسئلہ مین اسلام کس قدر رحم دل اور انصاف دوست ہی۔ (س) بخاری اور مسلم دونون نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ پیغمبر اسلام نے وقت اپنی وفات کے نو عورتین چھوڑی تھین اسلیے بڑا اعتراض یہ ہی کہ آپ نے اتنی عورتون سے کیون تعلق رکھا اور خدا نے اُنکے لیے ایسی وسعت دنیا کس مصلحت سے پسند کیا تھا (ج) سورۃ الاحزاب سورۃ النسا سے پہلے نازل ہوئی ہو یا پیچھے لیکن اسی سورۃ الاحزاب مین چند آیتین ایسی موجود ہین کہ پیغمبر علیہ السلام کا اختیار بھی مثل دوسرون کے نسبت چھوڑ دینے ازواج کے محفوظ تھا بااین ہمہ آخر وقت تک حضور ممدوح نے اپنا تعلق نو عورتون سے برقرار رکھا یہ وہ عورتین تھین

تعدد ازواج نبوی

جنکے استقرار تعلق کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تھی قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا ۝ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب رکوع ۶)

پس یہ واقعہ لائق انکار نہین ہو کہ آپ کے تعلقات بہ نسبت عام مسلمانون کے زیادہ وسیع کیے گئے تھے مگر اُنمین بہت سے مصالح تھے جنکو ہم بیان کرین گے لیکن پہلے ان واقعات کو ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ پہلا نکاح آپ نے جس عورت (خدیجۃ الکبریٰ رض) سے کیا اُنکی عمر شوہر کی عمر سے پندرہ سال زیادہ تھی پھر دوسرے سب عقدون کی نوبت ایسے وقت مین آئی جبکہ عمر شریف پچاس سال سے تجاوز کر چکی تھی ــ جملہ ازواج مین ایک ہی بی بی (عائشہ صدیقہ رض) کنواری تھین اور باقی سب بیوہ اور عمر رسیدہ ــ ممالک حارہ مین ولولۂ شباب پندرھوین سال یا اس سے پہلے بھڑک اُٹھتا ہو لیکن حضور نے پچیس برس وبقولے تیس برس تک مجردانہ زندگانی کی اور بعد از نکاح چوبیس برس چند مہینے یعنے تاحیات زوجۂ اولی دوسرے عقد کا ارادہ بھی ظاہر نہین فرمایا ــ بعد وفات اُن خوش نصیب بی بی کے جو سب ازواج نبی علیہ السلام مین افضل شمار کی گئی ہین ایسی دوشیزہ کو عزت ازدواج حاصل ہوئی

ف ۱ اے پیغمبر زین بعد دوسری عورتین کرنا تمھارے لیے جائز نہین ہو اور نہ یہ جائز ہو کہ موجودہ بیبیون کو بدل کے دوسری کرلو اگرچہ اُنکا حسن تمھین اچھا لگے مگر لونڈیون کا مضائقہ نہین ہو اور اللہ ہر چیز کا نگران ہو ۱۲

جسکی عمر صرف چھ سال بیان کی گئی ہی اسیلیے ظاہر ہی کہ یہ تعلق چند سال تک محض برائے نام تھا اور غالبًا اس تعلق کی تعجیل مین یہ فائدہ مضمر تھا کہ **بنو تیم**[1] اور **بنو فراس** کی ہمدردی واسطے حفاظت اہل اسلام کے حاصل کی جاسے۔ ان دونون کے علاوہ بزمانہ قیام مکہ پیغمبر علیہ السلام نے صرف سودہ بنت زمعہ سے نکاح کرلیا تھا جو ایک معمر بیوہ تھین ہان بعد ہجرت مکہ جبکہ پیری کا دور آگیا تھا دوسری عورتین بھی ام المومنین کے لقب سے مشرف ہوئین جنکے تذکرے تفصیل کے ساتھ کتب سیر مین بیان کیے گئے ہین۔ پس انصاف پسند آدمی جب ان حالات پر غور کرے تو وہ یہی نتیجہ اخذ کرسکتا ہی کہ ان تعلقات کا حوصلہ عیش پسندی سے پیدا نہین ہوا بلکہ اُنسے کچھ اور مصالح مقصود بالذات تھے۔ پھر یہ واقعہ بھی لائق تسلیم ہی کہ بے احتیاط نفس پرست آدمی پابند نکاح کیون ہونے لگا اُسکی بے احتیاطی تو یون ہی چمنستان عیش کو اُسکے سامنے کردیتی ہی اور صبح وشام رنگارنگ پھولون کا تماشا دکھاتی رہتی ہی۔ مسئلہ نکاح پر تو صرف وہی آدمی توجہ رکھسکتا ہی جو متقی و پرہیزگار ہو اور خدا اسکے حکم سے تجاوز کی جرأت نہ رکھتا ہو۔ کسی ولی یا نبی پر منحصر نہین ہی جو آدمی عقد نکاح کا والہ وشیدا ہو اُسکے نسبت عاقلانہ قیاس یہی قائم ہوگا کہ وہ ممنوعات شرعیہ سے نفرت کرتا اور ناجائز عیاشی سے دور بھاگتا ہی۔

---

[1] پہلا قبیلہ خاندان پدری سے اور دوسرا خاندان مادری سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تعلق رکھتا تھا ۱۲

فوائد وسعت

اولاً دنیا مین بہت آدمی ایسے ہین کہ دن مین اپنے تئین مہذب پاکباز خداپرست ثابت کرتے ہین لیکن شب مین اندرون خانہ اُنکی روش بالعکس ہوتی ہی۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر می کنند   چون بخلوت میروند آن کار دیگر می کنند

عرب کے مشرک فارس کے آتش پرست یہودیون اور عیسائیون کے تمام فرقے اُس ذات پاک کی مخالفت پر جسنے کفرستان عرب مین لواے توحید بلند کیا تھا تُلے ہوے تھے اور اُنکی خصومت اور عناد سے اتنی توقع بھی نہ تھی کہ جھوٹھی تہمتون سے درگذر کرین گے بیرون خانہ زہد و تقوی اور پیغمبری اخلاق کا مشاہدہ تو دوست دشمن دونون کر سکتے تھے لیکن دیوار خانہ کے اوٹ مین کون دیکھنے والا تھا کہ خواب راحت کے مزے اُڑاتے ہین یا رات کی رات سوز و گداز مین گذر جاتی ہی۔ دو ایک عورتون کا گانٹھ لینا اور اپنا ہم خیال بنانا دشوار نہین ہی ہان مختلف اقوام کی ایک جماعت کا اسطرح ہموار کر لینا کہ وہ تا دم مرگ راز کو چھپائے رکھے عادتاً غیر ممکن ہی اسلیے خاص ضرورت تھی کہ پیغمبر علیہ السلام کا تعلق مختلف قبائل کی عورتون سے قائم کیا جاے تاکہ وہ سب دوسرون کو آپ کی خانگی زندگانی اور نیم شبی تضرع و زاری سے جو ہمیشہ خدا کے سامنے کرتے تھے لائق اطمینان اور قابل وثوق خبرین دین اور اُنکی راستی اور راستبازی کی روایتین حد تواتر تک پہونچ جائین۔ ہم دیکھتے ہین کہ ان ازواج مین

ایک عورت فرقہ یہود کی بھی تھی جو اسلام کے ساتھ سخت خصومتون کا اظہار کرتا تھا مگر الحمد للہ کہ اُسنے بھی کسی ایسے کردار قبیح کی خبر نہین دی جو شان نبوت کے خلاف ہو۔

ثانیاً عربون کی طبیعتین سخت اور اُنکے مزاج درشت تھے جاہلانہ تعصب کے جوش مین کلمہ حق کا سُن لینا بھی اُن کو ناگوار تھا ان وصلتون کا کم سے کم یہ اثر پڑا کہ وہ لوگ سماعت کلمہ حق کی طرف راغب ہوئے اور رفتہ رفتہ قومی عناد کا غبار اور جہالت کی کدورت ان تعلقات کی بدولت دور ہوئی۔

ثالثاً پیغمبر علیہ السلام صاحب شریعت تھے اُنکی بعثت کا یہ مقصود تھا کہ زن و مرد دونون فرقون کو حسن اخلاق اور حسن تمدن کی تعلیم دین۔ سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین کہ بعض باتین عورتون کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہین جنکا اظہار ہمجنس کی زبان سے زیادہ مناسب ہے اسیلیے خاص ضرورت موجود تھی کہ ازواج پیغمبر کی تعداد کچھ زیادہ ہو تاکہ اسطرح کی تعلیم سے عورتون کی جماعت محروم نہ رہجائے۔

رابعاً مردون کو یہ شرف حاصل ہوا کہ **خاتم النبیین** اُنکی جماعت سے منتخب ہوے خداوند عالم عورتون کا بھی خالق ہے اُسنے اپنے فضل سے صرف ایک دو کو نہین بلکہ عورتون کی ایک جماعت کو اُمّ المومنین کے خطاب سے شرف اندوز سعادت کردینا پسند کیا یعنے باقتضاے رحمت پیغمبر علیہ السلام کو چند ازواج سے تعلق رکھنے کی اجازت دی۔

خامساً مسلمانون کو انتہا درجہ چار عورتون کے ساتھ عدالتانہ برتاؤ کا حکم ہوا

اور اُن کو یہ عملی مثال دکھائی گئی کہ چار سے زیادہ عورتون کے ساتھ اگر کوئی قصد
کرے تو عدالتانہ برتاؤ رکھ سکتا ہی۔

سادسًا انجیلون مین یہ حکایت موجود ہی کہ ایک عورت آدھ سیر عطر جٹاماسی جسکی
قیمت تین سو دینار خیال کیجاتی تھی حاضر لائی مرقس کہتے ہین کہ اُس عطر کو مسیحؑ کے
سر پر ڈالا اور یوحنا فرماتے ہین کہ پانؤن پر ملا شاگردون کو یہ اسراف ناگوار گذرا کیونکہ انکی
راے مین تین سو دینار سے بہت محتاجون کی امداد بشکل معقول ہو سکتی تھی لیکن مسیحؑ نے
ارشاد کیا کہ عورت کو کیون تکلیف دیتے ہو اُسنے میرے ساتھ نیک سلوک کیا ہی محتاج
تو تمھارے ساتھ ہمیشہ رہین گے مگر مین تمھارے ساتھ ہمیشہ نہ رہونگا اور پھر یہ بھی فرمایا
کہ دنیا مین جہان انجیل کی منادی ہوگی وہان اس عورت کی نیازمندی کا تذکرہ بھی بطور
اُسکے یادگار کے ہوتا رہے گا۔

اس حکایت سے تین نتیجے پیدا ہوتے ہین۔ (۱) عورتون مین جوش نیازمندی
مردون سے معمولاً زیادہ ہوتا ہی۔ (۲) برگزیدگان خدا نیازمندیون کو خوشدلی کے
ساتھ قبول فرماتے ہین۔ (۳) دنیا مین ذکر خیر کا باقی رہنا آدمی کے لیے بڑی
خوش نصیبی کی بات ہی۔ مسلمان عورت و مرد ہمارے پیغمبر کے جان نثار تھے۔ اکثر
عورتون کی نیازمندانہ آرزو تھی کہ اپنے ہادی کی زوجیت کا شرف حاصل کرین اور بلقب
ام المومنین قیامت تک اُنکا نام اعزاز کے ساتھ لیا جاے۔ خداوند عالم اُن کی
تمناؤن اور نیازمندیون کا علیم و دانا تھا اُسنے بہ اقتضاے رحمت اگر اپنے پیغمبر کو

اجازت دی کہ عام مسلمانون سے ازواج مطہرات کی تعداد بڑھالین تو کارخانۂ قدرت
مین کیا خلل واقع ہوا اور پیغمبر علیہ السلام نے اگرچند زائد عورتون سے جائز تعلق رکھا
تو دنیا کی تہذیب پر کونسا کوہ الم ٹوٹ پڑا۔
مسیح علیہ السلام پر یہ بدگمانی نہین کیجاتی کہ اُنھون نے اپنی تفریح طبع کے لیے بہت
سے محتاجون کی حق تلفی روا رکھی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انجیل کے پڑھنے والے
کیون تہمت لگاتے ہین کہ اُنھون نے نفسانی سرور کے لیے کثرت ازواج کو
گوارا فرمایا تھا۔

خمر کی حرمت

یہ عقل کی حریف تقوے کی دشمن مقدس بزرگون کی بھی مدتون ہمنشین رہی خمر د
اُسمین ان صحبتون کی برکت سے کوئی خوبی پیدا نہین ہوئی مگر وہ ہمیشہ دوسرون کے
دامن تہذیب پر دست درازی کرتی آئی اور کبھی کبھی تو اِسنے شیوۂ انسانیت کا بھی
گلا گھونٹ دیا۔ مین کیونکر کہون کہ اُسکی شوخیان دانشمندون کی نگاہ سے چھپی تھین
لیکن مخلوق خدا کچھ اسطرح اُسکی دلدادہ اور شیدا بن گئی تھی کہ اُنکے ہاتھون سے ساغر
کا چھین لینا آسان نہ تھا اسیلیے تحریم خمر کے احکام کو حکیمانہ قدرت نے اُس عالیقدر نبی کے
لیے ودیعت رکھا تھا جسکی نسبت موسیٰ کو خبر دیگئی تھی کہ مین اپنا کلام اُسکے مُنھ مین
ڈالونگا۔ (کتاب استثنا باب ۱۸ ورس ۱۸)

عہد عتیق مین جب کچھ جرأت پیدا ہوئی تب ہادیان ملت کو حکماً اور شاہان عصر کو اخلاقاً زمانہ محدود و خواہ غیر محدود کے لیے ہدایت ہوئی کہ اس ہوش ربا کو مُنھ نہ لگائین ”پھر خداوند نے خطاب کر کے ہارون کو فرمایا کہ جب تم جماعت کے خیمے مین داخل ہو تو تم مے یا کوئی چیز جو نشہ کرنے والی ہو نہ پیجیو نہ تو اور نہ تیرے بیٹے تا نہو کہ تم مرجاؤ۔ اور یہ تمھارے لیے تمھارے قرنون مین ہمیشہ تک قانون ہے۔ تاکہ تم حلال اور حرام اور پاک اور ناپاک مین تمیز کرو۔ اور تاکہ تم سارے احکام جنکو خدا نے موسی کے وسیلے سے تمکو فرمایا ہے بنی اسرائیل کو سکھلاؤ“ (کتاب احبار باب ۱۰ ورس ۸ لغایت ۱۱)

پھر لموایل بادشاہ کو اُسکی ماں نے جو الہامی باتین بتائین اُنمین ایک یہ بھی تھی ”اے لموایل بادشاہون کو میخوری زیبا نہین۔ اور نشے والی چیزین شاہزادون کے لائق نہین۔ تاکہ نہ ہوے کہ وے پیوین اور شریعت کو بھلائین اور مظلومون مین کسیکا انصاف کرتے ہوے بھٹک جائین“ (امثال سلیمان باب ۳۱ ورس ۴ و ۵)

ہمنے سُن لیا کہ ہمارے شفیق اسلام کو عیش دوست کہتے ہین لیکن نشہ تعصب سے پاک ہوکے مہربانی کرین اور ذرا دیکھ تو لین کہ اسلام نے اس مخرب اخلاق زہریلے درخت کو کسطرح جڑ سے کھود کے گرا دیا ہے اور پھر انصاف کا پہلو لیے ہوئے فرمائین کہ کیا عیش پرست مذہب بھی ایسا گرما گرم جام سرور توڑ کے مجلس کا رنگ پھیکا اور اپنے یاران جلسہ کو بے کیف کر سکتا ہے؟ **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی** یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا

اَکْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَاط (پارہ ۲ سورۃ البقرہ رکوع ۲۷)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ۝ (پارہ ۷ سورۃ المائدہ رکوع ۱۲)

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَّکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَّمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا فَمَاتَ وَھُوَ یُدْمِنُھَا لَمْ یَتُبْ لَمْ یَشْرَبْھَا فِی الْاٰخِرَۃِ۔

(رواہ مسلم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو چیز نشہ لائے وہ خمر ہے اور ہر نشہ لانیوالی چیز حرام ہے پھر جو کوئی دنیا میں اسکو پیے اور بغیر توبہ ایسی حالت میں مرجائے کہ شرب خمر پر مداومت کرتا تھا تو اس شخص کو آخرت میں شراب (طہور) کا پینا نصیب نہ ہوگا۔

حدیث

عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ف اے پیغمبر لوگ تم سے دربارہ شراب اور جوئے کے دریافت کرتے ہیں تم کہو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور آدمیوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن انکا گناہ فائدہ سے بڑھا ہوا ہے ۱۲

ف مسلمانو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک شیطانی کاموں سے ہیں اس سے بچتے رہو تاکہ تمھاری بھلائی ہو۔ شیطان چاہتا ہے کہ بذریعہ شراب اور جوئے کے تمھارے درمیان عداوت و رنجش پیدا کرے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے پس کیا تم ان کاموں سے باز آؤ گے ۱۲

قال ثلثة قد حرّم الله عليهم الجنّة مدمن الخمر والعاق والدّيوث الذی یقر فی اهله الخبث

(رواه النسائی)

کہ تین طرح کے آدمیون پر پروردگار نے جنت کو حرام کردیا ہی ایک وہ شخص جو شرب خمر پر مداومت کرتا ہو دوسرا جو ماں باپ کو آزار دیتا ہو تیسرا دیوث جو اپنے اہل و عیال مین پلیدی (زنا) کو روا رکھے۔

حدیث

عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما اسکر کثیره فقلیله حرام

(رواه الترمذی)

جابرؓ روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکا کثیر نشہ لاتا ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہی۔

حدیث

عن وائل الحضرمی انّ طارق بن سوید سأل النبی صلے الله علیه وسلم عن الخمر فنهاه فقال انما اصنعها للدواء فقال انه لیس بدواء لکنه داء

(رواه مسلم)

وائل حضرمی سے روایت ہی کہ طارق بن سوید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال خمر کا دریافت کیا آپنے اسکے استعمال کی ممانعت کی طارق نے عرض کیا کہ ہم اُسکو صرف بطور دوا کے تیار کرتے ہین آپنے فرمایا کہ خمر دوا نہین ہی بلکہ بیماری ہی۔

قرآن پاک مین شراب خواری اور قمار بازی دونون کے مشترک نتائج بیان ہوے ہین

لیکن بالخصوص شراب خواری بہت سی بداخلاقیون کی جڑ ہی۔ کالبد انسانی مین صرف عقل
کا ایک جوہر لطیف ایسا ہی جسنے بنی آدم کو دیگر حیوانات سے ممتاز کیا ہی۔ خانہ خراب شراب
اپنے دوران عمل مین اس جوہر لطیف کو کاسۂ دماغ سے باہر کر دیتی ہی پھر تو انسان حیوانون
کا ہمخیال بن کے وہ وہ حرکتین کر گذرتا ہی جو مسلک انسانیت سے کوسون دور اور
مرحلۂ عقل سے منزلون پرے ہوتی ہین۔ ابتدا مین ضرور کچھ فائدے محسوس ہوتے ہین لیکن
آخرکار تندرستی پر بُرا اثر پڑتا ہی اور تکثیر شراب کو تو چشم دید واقعات ثابت کرتے ہین کہ عموماً
مہلک یا مورث امراض مہلکہ ہی۔ یورپ کے مذہبی قانون نے (جسمین حواریون کی تعلیم
کو بھی شامل کر لیجیے) شراب خواری کی عام ممانعت نہین کی ہی لیکن وہان کی آب و ہوا قدرتاً
قانون عقلی کے موافق مزاج ہی اور اب باقتضاے قانون عقلی یا مسلمانون کے میل جول
سے اُن ممالک کے دور اندیش دانشمند بیدار ہو گئے ہین اور کوشش کرتے ہین کہ اپنی
قوم کو جو شوق شراب مین ڈوبی ہوئی ہی ورطۂ بلا سے نکال لین۔ ابتک ان کوششون
مین کامیابی نہین ہوئی اور آیندہ کے لیے بھی میدان امید اسلیے تیرہ و تاریک نظر آتا ہی کہ
شراب کو جواز مذہبی کے دائرہ مین پناہ مل گئی ہی اور اخلاقی دست و بازو بمشکل اتنی قوت
کا اظہار کر سکتے ہین کہ اُسکو دائرۂ مذکور سے باہر کھینچ لائین۔ بہرحال تمام مذاہب مشہورہ
مین صرف اسلام کو یہ فخر حاصل ہی کہ اُسنے بادہ خواران عرب کی جو بنت العنب کے شیدائی
تھے کچھ پروا نہ کی اور بلا کسی استثنا کے اپنے تابعین کو اُسکے استعمال سے روک دیا۔
(س) قلیل شراب عقل کو زائل نہین کرتی اور نہ اُس سے وہ مفاسد جو علت حرمت

بیان کیے گئے پیدا ہوتے ہین پس کیا وجہ ہی کہ اسکی مقدار قلیل بھی جائز نہین رکھی گئی (ج) شراب کی چاٹ جیسا کہ سب جانتے ہین بہت بُری ہی اسیلیے استعمال قلیل سے گمان قوی تھا کہ کثیر کی نوبت آئے اور دفعتہً نہ سہی رفتہ رفتہ وہی مفاسد پیدا ہون جنکا انسداد مقصود تھا (س) بطور دوا بھی استعمال شراب کی اجازت نہ دینا اصول حکمت کے خلاف ہی (ج) علماے اسلام مین ایک فریق اگرچہ بطور دوا کے بھی استعمال شراب کو ناجائز کہتا ہی مگر دوسرے فریق نے فتوی دیا ہی کہ اگر طبیب حاذق کی راے ہو کہ سواے شراب کے دوسرا علاج نہین ہی تو ایسی حالت مین اسکا استعمال جائز ہوجاتا ہی۔ اور یہ اسی قسم کا اجتہادی فتوی ہی جیسا کہ پولوس مقدس نے مسئلہ طلاق مین دیا ہی کہ اگر بے دین عورت یا مرد اپنے دیندار شوہر یا زوجہ سے جُدائی اختیار کرے تو دیندار فریق بھی معاہدہ نکاح کا پابند نہین رہتا (قرنتیون کا پہلا خط باب ۷ ورس ۱۵)

کبر اور نخوت کی ممانعت

جس صفت سے آدمی عاری ہو اور جھوٹ موٹ اُس صفت سے کے ساتھ اپنے تئین متصف ظاہر کرتا ہو وہ صرف متکبر نہین بلکہ دغاباز بھی ہی چنانچہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہی کہ عَائِل مُسْتَكْبِر یعنے مفلس مغرور کو خدا وند عالم ایسا ناپسند کرتا ہی کہ قیامت کے دن اُسپر رحمت کی نظر نہ کریگا اور ایسے متکبر عذاب دردناک مین مبتلا ہونگے

کبر اور نخوت کی ممانعت

ہان جنکو خدا نے کسی نعمت سے بہرہ مند کیا ہو وہ اگر اُس نعمت کا اظہار بغرض ادا ے شکر کرین تو کوئی مضائقہ کی بات نہین ہی بلکہ ایسا بیان حسنات مین داخل ہی قال اللہ تعالے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہو۔ لیکن اپنی بہرہ مندی پر نازش کرنے والے خدا کی بے نیازی سے غافل ہین اور حیرت تو یہ ہی کہ دنیا کے تغیرات کو دیکھتے ہین اور پھر بھی یہ حکیمانہ خیال اُنکے ذہن مین نہین آتا۔

اِنَّ الْفَقْرَ یُرْجٰی لَهٗ مِنَ الْغِنَا   وَاِنَّ الْغِنَا یُخْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْفَقْرِ[۱]

سلسلہ نظام عالم کی ضرورتین مقتضی ہین کہ بنی نوع انسان پر بدرجہ مختلف نعماے الٰہی کی تقسیم ہوتی رہی لیکن یہ تو ضروری نہین ہی کہ کوئی خاص آدمی یا خاص جماعت کسی دولت سے بہرہ مند ہوا ور دوسرے افراد یا اُنکی جماعت محروم رکھی جاے۔ بہرہ مندونکو شکر گذار ہونا چاہیے کہ خداوند عالم نے محض اپنے فضل سے اُنکو دوسرون پر ترجیح دی ہی اور اُسی کے ساتھ اگر دانشمند ہون تو یہ بھی باور کرین کہ فریق محروم بھی خدا ہی کے بندے ہین اور اُنکا دست التجا اُسی کے در دولت پر پھیلا ہوا ہی ممکن ہی کہ شطرنج کے مہرے اُلٹ جائین اور کامیابی کی مسند پر دوسرا بٹھا دیا جاے۔ الغرض جب حالت موجودہ کا ثبات انسان کے اختیار مین نہین ہی تو موجودہ کامیابی پر نازش کرنا دوراندیشی کے خلاف ہی اور خدا کی برکات سے بہرہ مند ہو کے بندگان خدا کا دل دکھانا درحقیقت کفران نعمت ہی۔

---

[۱] امید کیجاتی ہی کہ فقر دولتمندی سے بدل جاے لیکن دولتمند کیلیے یہ اندیشہ موجود ہی کہ فقر کے ساتھ کہین اُسکی قلب ماہیت نہوجاے ۱۲

غرور صرف مذہبًا و اخلاقًا غیر محمود نہین ہی بلکہ اُسکی بنیاد پر مغروروں کے تمدن مین بھی یہ خرابیان دیکھی جاتی ہین۔ (۱) نشہ غرور مین احتیاط ضروری سے غفلت کیجاتی ہی اور ایسی غفلت کبھی زوال نعمت کا نتیجہ پیدا کرتی ہی۔ (۲) محروموں کی جماعت کا شعلۂ حسد زیادہ بھڑک جاتا ہی اور کبھی کبھی اُنکی معاندانہ تدبیرین کامیاب ہوکے چشم مغرور کو روز بد کے عبرت انگیز تماشے دکھا دیتی ہین (۳) مغرور سے عامہ خلائق کو نفرت پیدا ہوجاتی ہی اسیلیے اُسکو بہرہ مندی کی عزت خاطر خواہ اپنے ابناے جنس مین حاصل نہین ہوتی۔

حدیث

عن عمرؓ قال وھو علی المنبر یا ایھا الناس تواضعوا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تواضع للہ رفعہ اللہ فھو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعہ اللہ فھو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لھو اھون علیھم من کلب او خنزیر	امیر المومنین عمرؓ نے جبکہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ارشاد کیا کہ لوگو فروتنی کرو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہی کہ جو کوئی فروتنی بطلب رضاے الٰہی کرے اللہ اُسکا درجہ بلند کرتا ہی وہ اپنی نگاہ مین چھوٹا اور دوسرونکی نگاہ مین بڑا دکھائی دیتا ہی اور جو غرور کرتا ہی وہ اپنی نظر مین بڑا اور دوسرونکی نظر مین حقیر دکھائی پڑتا ہی یہان تک کہ سگ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)   وخوک سے بھی زیادہ حقیر ہوجاتا ہی۔

اسیطرح آداب کے تذکرہ مین مسیح علیہ السلام نے بھی فرمایا ہی "کیونکہ جو کوئی آپ کو بڑا ٹھہراتا ہی چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے تئین چھوٹا ٹھہراتا ہی بڑا کیا جائے گا" (لوقا باب ۱۴ ۱۱

درس (۱۱)

تمام مذاہب غرور اور نخوت کو ناپسندیدہ کہتے ہین مگر ہر ایک کا طرز بیان جداگانہ ہی۔ مسیح نے یون فرمایا ہی "شاگرد اپنے اُستاد سے بڑا نہین نہ نوکر اپنے خاوند سے بس ہی کہ شاگرد اپنے اُستاد کے اور نوکر اپنے خاوند کے مانند ہو" (متی باب ۱۰ ورس ۲۴)

اب اُس پُرزور تقریر کو بھی سنیے جسکو اسلام نے دنیا کو سنایا ہی قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ[1] وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۝ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴)

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَعِبَادُ[2] الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝ (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان رکوع ۶)

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ[3] تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۹)

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ

ف۱ اور زمین مین اکڑ کے نہ چلا کر کیونکہ ایسی روش سے تو زمین کو پھاڑ نہ سکیگا اور نہ پہاڑون کی لمبائی کو پہونچ سکےگا ان سب باتون کی بُرائیان پروردگار کے نزدیک ناپسند ہین ۱۲

ف۲ خدا کے خاص بندے وہ ہین جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہین اور جب اُنسے جاہل لوگ باتین کرتے ہین تو سلام کرکے الگ ہوجاتے ہین ۱۲

ف۳ یہ آخرت کا گھر ہمنے اُن لوگون کے لیے بنایا ہی جو دنیا مین کسیطرح کا کبر و فساد کرنا نہین چاہتے اور انجام بخیر پرہیزگارون کے لیے ہی ۱۲

اَنْ یَکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات رکوع ۲)

اس سنجیدہ تعلیم اور برگزیدہ ہدایت مین ترغیب بھی ہی اور ترہیب بھی۔ طرز بیان اور انداز ادا ایسا دلچسپ ہی کہ اُسکی خوبیون کا اندازہ بمشکل ہو سکتا ہی اور کون انصاف پسند کہہ سکتا ہی کہ فروتنی کی تعلیم اسلام سے بہتر کسی دوسرے مذہب نے دی ہی۔

غلامی اور غلامون کے ساتھ سلوک

بادشاہ وقت ہو یا گدا ے بے نوا سب بنی آدم ایک دوسرے کے نسبی رشتہ دار اور بوجہ اس گہرے تعلق کے مراعات باہمی کے مستحق ہین۔ دنیا مین حاکم و محکوم خادم اور مخدوم کا سلسلہ قدرت نے باقتضاے ضرورت تمدن برپا کیا ہی جسکا توڑ دینا انسانی شایستگی کی طاقت سے باہر ہی لیکن بحوالہ اُسکے یہ حجت پیدا کرنا بیجا ہی کہ بعض افراد کا آقا ہونا بھی حسن تمدن کا ذریعہ ہی کیونکہ اب تو معقول مدت گذر گئی کہ دنیا دی قانون نے غلامی کو روک دیا اور حسن تمدن یا دنیوی رفتار مین کسی قسم کا خلل نہین پڑا بلکہ یہ سعی بھی خدا کو پسند آئی اور اس مدت کے اندر حسن معاشرت کی رفتار زیادہ تیز رہی پس جب

ف مسلمان مرد مردون پر نہ ہنسین عجب نہین کہ جن پر ہنستے ہین وہ ہنسنے والون سے بہتر ہون اور نہ عورتین عورتون پر ہنسین عجب نہین کہ جن پر ہنستی ہین وہ ہنسنے والیون سے بہتر ہون اور آپسمین ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ برے نام دھرو ایمان لانے کے بعد بد تہذیبی کا نام برا ہی اور جو لوگ ان حرکتون سے باز نہ آئین وہی ظالم ہین ۱۲

تجربہ نے ثابت کر دکھایا کہ ضرورت تمدن سے غلامی کو کوئی تعلق نہین ہی تو پھر آدمیت
اور اخلاق سے بعید ہی کہ ایک انسان دوسرے کی آزادی چھین لے اور اپنے بھائیون
کے ساتھ وہ سلوک کرے جو لایعقل حیوانات کے ساتھ کیا جاتا ہی (س) اگر ایک انسان
دوسرے کا شریک فی النوع ہی تو آخر دیگر حیوانات بھی انسان کے شریک فی الجنس ہین
پس جو سلوک فرزندان آدم ان حیوانون سے کرتے ہین جنسی ہمدردی کے خلاف کیون نہین
سمجھا جاتا (ج) اسلام نے جہانتک گنجائش تھی حیوانات کے ساتھ بھی سلوک نیک
کی ہدایت کی ہی لیکن اسلام نے بلکہ قریب قریب تمام دنیا نے اُن حیوانات کی ذات اور
اُنکے گوشت و پوست سے بھی فائدہ اُٹھانا جائز رکھا ہی جسکی معقول علت یہ ہی کہ یہ حیوانات
دولت ادراک سے محروم ہین اور نیکی کے معاوضہ مین اُنسے بھلائی کی توقع نہین ہوسکتی
موذی حیوانات کو ہم ہلاک نکرین لیکن وہ اس رعایت کی قدر نکرین گے بلکہ زیادہ دلیر ہو کے
مکانون مین سانپ صحن خانہ مین بھیڑیے اور میدانون مین مختلف قسم کے درندے
ہمارے متاع حیات کو بڑی حوصلہ مندی کے ساتھ غارت کرنا شروع کرین گے۔
ان موذیون کے سوا جتنے حیوانات دنیا مین موجود ہین سب کے سب انسانی
عافیت کے رقیب اور انسان کے سامان ارزاق کے دشمن ہین بھیڑون اور بکریون
کی جماعت بظاہر شایستہ اور نیک مزاج دیکھی جاتی ہی مگر یہ اُنکی نیک خصالی صرف
اسوجہ سے ہی کہ قدرت نے گزندون کے سے دانت اور درندون کے ایسے ناخن
عطا نہین کیے ہین باین ہمہ اگر انکی جماعت بڑھ چلے تو کھیتیان برباد ہون اور

جماعت انسانی اپنی محنت کے ثمرہ سے محروم ہوکے بھوکون مرتے اسیلیے جوسلوک
ان حیوانات کے ساتھ جائز رکھا گیا ہے اور جسکی بدولت اُنکی تعداد بڑھنے نہین پاتی
درحقیقت عاقلانہ اور عادلانہ ہی اور بضرورت تمدن انسان ایسے سلوک کرنے
پر مجبور رہی۔

اسگلے زمانہ مین رسم غلامی کو ہر ایک قوم نے جائز رکھا تھا اور کسی مذہب نے اُسکے
مٹانے کی جرأت نہین کی بلکہ سوائے پیغمبر علیہ السلام کے ثابت نہین ہوتا کہ کسی ریفارمر
نے بدنصیب غلامون اور لونڈیون کی مصیبت کسی معقول حدتک کم کرادی ہو لیکن
رفتہ رفتہ دنیاوی شایستگی نے ترقی کی قانون عقلی نے انگلش قوم کے جوش ہمدردی
کو اُبھارا اور ۱۸۳۴ء عیسوی مین انسداد غلامی کی تحریک شروع ہوئی۔ اتنے پُرانے رواج
کا لوٹ دینا آسان نہ تھا مگر بات معقول تھی اور نیک نیتی سے کہی گئی تھی اس لیے
اُسکے اثر کو تمام مہذب دنیا نے قبول کرلیا اور آزادی کا سلب کرنا آخر کار قانونی جرم
قرار دیا گیا مگر افسوس ہی کہ اب بھی بعض قومین جنکو جہالت نے گھیر رکھا ہی اس رسم کی
حمایت کرتی جاتی ہین باایہمہ روشن ضمیری کی روزافزون ترقیان امید دلا رہی ہین کہ
اب وہ زمانہ دور نہین ہی کہ یہ بداخلاقی دنیا سے قطعاً اُٹھ جاے۔

اس موقع مین یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ دنیا مین موافق روایت غالب کے ایک لاکھ
چوبیس ہزار نبی گذرے ہین جن مین تین سو پندرہ درجہ رسالت پر بھی فائز ہوے تھے
پس اگر غلامی اصول اخلاق کے خلاف تھی تو خدا کے ان برگزیدہ بندون نے اُسکے

دور کرنے کی کیون کوشش نہین کی جواب اس سوال کا یہ ہی کہ زمانہ کی حالت مختلف رہی
ہی اور دنیا مین بہت باتین جوان دنون آسان معلوم ہوتی ہین اگلے زمانہ مین اس قدر
دشوار تھین کہ عملاً غیر ممکن سمجھی جاتی تھین۔ انبیاے مرسل کا یہ فرض ضرور تھا کہ دنیا کو
محاسن اخلاق کی تعلیم دین لیکن بعض اخلاق حسن پر زور دینا اسیلیے ناپسندیدہ تھا کہ
اُس سے نظر بحالت موجودہ دوسری سنگین خرابیون کے پیدا ہونے کا صریح خطرہ
تھا۔ یہ تو ممکن نہین ہی کہ ان روشن ضمیر قدسی صفات بزرگون نے غلامون اور لونڈیون
کی مصیبت کا اندازہ نہ کیا ہوا ور ایسا اندازہ کر کے اُنکا دل دردمند نہوا ہو لیکن یا تو
دوسرے ضروری اشغال نے اس طرف کوشش کی فرصت ندی یا یہ کہ حالت زمانہ
نے اجازت ندی ہو کہ اس خصوص مین زور دیکر دوسری خرابیون کا پیدا کرنا گوارا
فرمائین۔ بعد بیان اس معقول معذرت کے مین اُس بنیاد کو بیان کرتا ہون جس نے
دنیا مین رسم غلامی کی ایجاد کی اور جسکی بدولت اتنے دنون تک بغیر کسی مزاحمت
کے وہ برقرار رہی۔

اخلاقاً جائز ہو یا ناجائز لیکن قدیم الایام سے بنی نوع انسان مین یہ فطرتی ولولہ موجود چلا
آیا ہی کہ اپنے تئین بالادست اور دوسرون کو اپنا زیردست رکھے۔ یہ زمانہ تہذیب ورامن عام
کا کہا جاتا ہی لیکن بلند حوصلہ اقوام مین جنکے قواے طبعی کو شعار اطاعت نے مضمحل نہین
کیا ہی اب بھی اسطرح کا جوش موجود ہی ہان تہذیب کی بدولت یہ فرق پیدا ہو گیا ہی کہ زمانہ
موجودہ مین کوئی الزام لگا کے یا اخلاقی حیلہ نکال کے میدان رزم آراستہ کیا جاتا ہی

اور اگلے زمانہ کے سادہ دل صاحب اقتدار بغیر کسی تمہید کے اس اکھاڑے مین کود پڑتے
اور اسطرح آتش جنگ کو مشتعل کر دیتے کہ پھر وہ بہ مشکل بجھ سکتی۔ اُن نون فنون جنگ سے جنکی
ایجاد یورپ کے ہنرمندون نے کی ہی دنیا محض لاعلم تھی اور عموماً کثرت جماعت پر فتح و ظفر
کے لیے بھروسہ کیا جاتا تھا۔ سامان جنگ ایسا سادہ اور سہل الحصول تھا کہ اُسکی فراہمی مین
زیادہ دقت نہین پڑتی اور جنگل کی لکڑیان اور پہاڑون کے سنگ ریزے بھی کچھ نہ کچھ
کام دے ہی دیتے تھے۔ تاریخون مین ایسی بہت مثالین موجود ہین کہ چند صدی پہلے
کوئی مفلس اور گمنام جماعت جسمین جنگ جو افراد کی تعداد معقول تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور
ایسی جماعتون کو جنھین دولت مندی پر ناز اور نام آوری پر فخر تھا دم کی دم مین لوٹ
کے برباد کر دیا۔ بڑی بڑی گورنمنٹون کی حالت بھی اسطرح کے ناگہانی حملون سے محفوظ
نہ تھی اور حاکم کا محکوم اور محکوم کا حاکم بنجانا آئے دن کا معمولی تماشا تھا اسیلیے ایسے
پُر آشوب زمانہ مین ہر قوم کی یہی خواہش تھی کہ اپنی جماعت کو بڑھائے اور جہانتک
ممکن ہو سرحدی قومون کے افراد کو جس سے اندیشہ فساد تھا گھٹاتی رہے۔ غالباً اسی
خواہش نے غلامی کی بنیاد ڈالی جسکی بدولت دوسری قوم کی جماعت مین کمی اور خود اپنی
جماعت مین نمایان ترقی ہونی ممکن تھی۔ یہ تو اصل بنیاد تھی اور پھر ارباب اقتدار نے
اُسکے بعد اور ذریعے بھی سلب آزادی کے نکالے جنکا مقصود قومی یا ذاتی جماعت
کا بڑھانا تھا۔ یہ لونڈیان اور غلام اور زیادہ تر اُنکے بچے اسطرح سدھائے جاتے کہ
سلب آزادی کی بدسلوکی کو فراموش کر دیتے اور اپنے آقا کی حمایت مین وہی جوہر

وفاداری دکھاتے جسکی توقع رشتہ دارون سے ہوسکتی تھی۔ ہر دانشمند دوراندیش
سمجھ سکتا ہی کہ ایسے زمانہ مین مشکل تھا کہ کوئی قوم رسم غلامی کے ترک کرنے کا حوصلہ کرتی
جسکی بدولت خود اُسکی عافیت کا خطرہ نمین پڑجانا متوقع تھا ہان اگر سب قومین متفق
ہوکے اس رسم کو اُٹھا دیتین تو خطرہ کا پہلو بالضرور کمزور ہوجاتا لیکن اُن دنون دوراندیشی
کا مادہ عام قلوب مین نایاب تھا اور آپسمین ملنے ملانے کے سامان بھی جو اتفاق پیدا
کرین کمیاب تھے اسیلیے اسطرح کا اتفاق خویش و بیگانہ مین کرا دینا رفارمرون اور دیگر
ارباب اقتدار کی طاقت سے باہر تھا۔ اگر کسی قوم کی رحم دلی کم و بیش متحرک ہوتی تو بھی
وہ گوارا نہین کرسکتی تھی کہ اسطور پر ترقی جماعت کا دروازہ بند کرکے اپنے دشمنون کا
شکار بنجائے۔ انصاف کی بات یہ ہی کہ اگر زمانہ حال اُنھین بندشون مین مبتلا ہوتا جنمین
اگلا زمانہ الجھا تھا تو اب بھی کوئی قوم ابطال غلامی کا فتوی نہ دے سکتی لیکن خوش نصیبی سے
زمانہ نے دوسری روش اختیار کی اور بلحاظ اُس روش کے رسم غلامی کا برقرار رکھنا
غیر ضروری اور درحقیقت داخل سخت بداخلاقی کے ہی۔ ارباب شرائع رحم دل تھے
اور رحم دلی کی تعلیم اُن بزرگون نے عموماً اپنے توابع کو دی ہی اور جیسا کہ مین نے قبل
اسکے بیان کیا اور آیندہ بیان کرونگا اسلام کا درجہ رحم دلی کی تعلیم مین بہت اونچا ہی اسلیے
جب وہ ضرورت جس نے گروہ انسانی کو اس رسم کے قیام پر مجبور کر رکھا تھا باقی نہ رہی
تو اب اصول رحم دلی کا جسکی تعلیم ہوچکی ہی یہی تقاضا ہی کہ ہملوگ غلامی کو محض ایک کارروائی
بے دردی کی سمجھین اور اُسکو نہ صرف قانوناً بلکہ اخلاقاً بھی ممنوع باور کرین۔ دنیا مین

کیا انقلاب ہوا اور رسم غلامی بلحاظ حالت موجودہ کیون لائق ابطال ہو گئی اُسکی توضیح یہ ہی۔ دو تین صدی کا عرصہ گذرا کہ طریقہ جنگ بدل گیا آتش بار ہتیارون کی ایجاد ہوئی اور ضوابط جنگ علمی طریقہ سے مرتب کیے گئے۔ اب ایک قلیل قاعدہ دان فوج جو ایسے ہتیارون سے مسلح ہو اپنے سے پچاس گونہ زیادہ دشمنون پر بآسانی غلبہ حاصل کر سکتی ہی۔ کبھی چنگیز خانی ترکون کی جماعت نے اپنے نیزون کی جنبش سے کرۂ ارض کو ہلا دیا تھا لیکن اب اگر ایسی ہی جماعت پُرانے ہتیارون سے مسلح ہو کے میدان جنگ مین کھڑی ہو تو یورپ کی چھوٹی سے چھوٹی سلطنت دم کے دم مین اُسکو شکست دیدے۔ الغرض کثرت افراد بر زمانہ حال مین فتح و شکست کا مدار نرہا بلکہ اُسکے لیے ایسا قیمتی سامان درکار ہی جسکو سواے بااقتدار اور دانشمند گورنمنٹون کے دوسرا مہیا نہین کر سکتا ہی اسیلیے اب افراد کے بڑھانے اور گھٹانے کی ایسی ضرورت باقی نرہی کہ غلام بنانیکی بیدردی مصلحتہً گوارا کیجائے۔ جمہور علما کی یہ رائے ہی کہ اسلام نے مثل دیگر مذاہب کے رسم غلامی کو برقرار رکھا تھا اور اگر اُنکی یہ رائے صحیح تسلیم کیجاے تو بھی اس معاملہ مین اسلام نے بنی نوع انسان کے ساتھ ایسی رحم دلی برتی ہی جسکا موقع کسی مذہب کو یا کسی رفارمر کو اس سے پہلے حاصل نہین ہوا تھا۔

اولاً۔ قدیم الایام مین متعدد طریقے سلب آزادی کے مابین الاقوام رائج تھے کبھی تو بھوکے مفلس یا اُنکے بچے خریدے جاتے اور کبھی چوری و رہزنی سے بالغ و نابالغ زن و مرد دوسرے ملکون سے پکڑ آتے دشمنون کے گروہ کا آدمی جو

اپنے ملک مین گرفتار کیا جاتا یا لڑائی مین پکڑا جاتا اُسکا لونڈی اور غلام بنا لینا تو
ایک عام اور ناقابل اعتراض دستور تھا اسلام نے بہت سے طریقون کو ناجائز ٹھہرا دیا
اور صرف اسی ایک دستور کو قائم رکھا کہ حربی کافرون کے افراد لڑائی مین یا کسی
اور طور پر بذریعہ غلبہ و استیلا مسلمانون کے قبضے مین پڑکے لونڈی اور غلام
بنائے جائین۔ ذرائع غلامی کا محدود کر دینا اسلامی رحم دلی کا عمدہ ثبوت ہی اور
یہ ایک طریقہ جو نظر بحالت ضرورت قائم رکھا گیا اُسکے قائم رکھنے کی معقول وجہ
ہمنے قبل اسکے بیان کر دی ہی۔

ثانیاً۔ اسلام نے ہر چند ایک گروہ کی آزادی کا سلب کر لینا ضرورۃً گوارا کیا
لیکن ان مصیبت زدون کے لیے تمدن مین وہی آسانیان پیدا کر دین جو ان کو
اپنے گھر مین نصیب تھین۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن
جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ
مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ
من عمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
تمھارے بھائیونکو خدا نے تمھاری ملکیت کر دیا ہی
پس اللہ نے جسکے قبضہ مین اُسکے بھائی کو کر دیا ہو
چاہیے کہ اُسکو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہو اور وہی
پہنائے جو خود پہنتا ہو اور ایسے عمل کی تکلیف نہ دے جو سپر

فلیعنہ علیہ (رواہ البخاری ومسلم)

غالب آجائے اگر ایسے کام کی تکلیف دیوے تو خود اُسکی اعانت کرے

حدیث

عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من فرق بین والدۃ وولدھا فرق اللہ بینہ و بین احبتہ یوم القیامۃ (رواہ الترمذی)

ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انھوں نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہی کہ جو شخص درمیان ماں اور اُسکے بچہ کے جُدائی ڈالے اُسکو قیامت کے دن خدا اُسکے دوستون سے جدا کریگا۔

ثالثا ۔ آزادی کے لیے اپنے توابع کو ایسی رغبت دلائی ہی کہ اگر اُسپر عمل کیا جائے تو سلب آزادی کی برائے نام مصیبت بھی کسی بدنصیب کو بہت دنون تک جھیلنی نہ پڑے چنانچہ قبل اسکے ایک حدیث تذکرۂ طلاق مین نشان دی گئی ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ جو چیزین اللہ نے دنیا مین پیدا کی ہین اُن مین سب سے زیادہ پسندیدہ اُسکے نزدیک لونڈی اور غلامون کا آزاد کرنا ہی۔ حدیث مندرجۂ ذیل سے ثابت ہوتا ہی کہ آزاد کرنا ایک طرف سفارش آزادی بھی اعلیٰ درجہ کی نیکیون مین شمار کی گئی ہی۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ الشفاعۃ بھا تفک

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صدقہ سے بڑھکے وہ سفارش ہی جسکی بدولت

الرَّقَبَة (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) کوئی گردن آزاد کیجاے ۔

اسناد متذکرہ بالا سے ظاہر ہی کہ ہر چند اسلام نے رسم غلامی کو ایک حد تک جائز رکھا لیکن منشا اُسکا یہی تھا کہ سلب آزادی کا اثر صرف چند روزا ور وہ بھی ایسے ہلکے رنگ مین قائم رہے کہ گم کردگان آزادی اپنے تئین آقا کے عزیزون مین شمار کرین اور تکلیف دہ سلوک اُنکو صدمہ نہ پہونچائے ۔

جمہور علما کے خلاف سر سید احمد خان دہلوی نے ایک رسالہ نامزد تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام تحریر فرمایا ہی اور خلاصہ اُنکی تقریر کا یہ ہی کہ ظہور اسلام سے پہلے عرب مین غلامی کا رواج موجود تھا اور اسلام نے بھی اُس رواج سے چند عرصہ[۲] تک مزاحمت نہین کی مگر فتح مکہ کے بعد یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی قال اللہ تعالیٰ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا (پارہ ۲۶ سورہ محمد رکوع ۱)

اور اُسوقت سے کارروائی سلب کرنے آزادی کی از روے نص صریح قطعاً ناجائز قرار پائی ہی چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے بعد نزول اس آیہ کے کسی شخص کی آزادی کو

---

[۱] ام سلمہ اور انس سے روایت کی گئی ہی کہ عالم سکرات مین زبان سے صاف بات نہین نکلتی تھی پھر بھی جناب رسالتماب صلعم دربارۂ نماز اور مملوکون کے وصیت فرماتے تھے اسلیے قیاس کیا جاسکتا ہی کہ حضور کی کسقدر توجہ تسہیل مسائل غلامی کیطرف مبذول تھی ۱۲

[۲] پھر جب کافرون سے مقابلہ ہو تو اُنکی گردنین مارو یہانتک کہ جب اُنکا زور توڑ چکو تو اُنکی مشکین کسلو بعد ازان یا انپر احسان کردیا فدیہ لو تا آنکہ لڑائی اپنے ہتیار رکھدے یعنے ختم ہو ۱۲

اپنے عہد مبارک مین سلب نہین کیا ہان جو لوگ قبل نزول اس حکم کے نقد آزادی کھو چکے تھے اپنی حالت پر رہ گئے اور معاملہ رقیت کے متعلق جتنے تذکرے قرآن اور حدیث مین موجود ہین وہ سب اُنھین لوگون اور اُنکی اولاد سے متعلق ہین۔ روشن ضمیر سید نے معقول دلیلون سے اپنے دعوی کو ثابت کر دکھایا ہی لیکن باوجود اقرار قوت استدلالیہ کے یہ شبہ دلمین کھٹکتا ہی کہ اگر اُنکی تعبیر صحیح ہی تو اس آیہ پر حیات پیغمبر علیہ السلام اور اُنکے خلفاے راشدین کے استدلال کی کیون نوبت نہین آئی اور اگر کبھی ایسی نوبت آئی ہو تو اُسکی روایت کو جملہ فرق اسلامیہ کے راویون نے کس طرح یک قلم متروک کر دیا۔ باوجود تمامی ادب کے جسکا استحقاق علماے سلف کو حاصل ہی یہ خیال بھی ناواجب نہین ہی کہ کبھی اُن پر باقتضاے فطرت انسانی معاملات اقوام غیر مین تعصب مذہبی غالب آجاتا تھا یا اقوام مذکور کے سلوک اُنکی طبیعتون مین اشتعال پیدا کر دیتے تھے اور اُسوقت اُنکے اجتہادی مسائل اس قرآنی تعلیم کے دائرے سے باہر نکل جاتے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ[1] شَنَآنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۱)

لہذا اس زمانے مین کہ ہر قوم کے مذہبی تعصبات پر پانی پڑ گیا ہی وہ مسائل فقہی جنکا

---

[1] اور دشمنی اُس قوم کی جسنے تمکو مسجد حرام سے روکا تھا آمادہ نہ کرے کہ تم لوگ زیادتی کرو ایک دوسرے کی مدد نیکی اور پرہیزگاری مین کرو گناہ اور زیادتی مین ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہی ۱۲

تعلق دوسری قوموں سے ہے بالخصوص لائق اسکے ہین کہ عاقلانہ طور پر جانچے جائین اور قرآن اور حدیث صحیح سے انکی سند ڈھونڈھی جاے اور پھر شریعت اسلامی کا واقعی مسئلہ وہی سمجھا جائے جسکے لیے ایسی سند موجود ہوا ور جسکا اقتباس ازروے تعبیر صحیح اُن اسناد کے بغیر تحریک اشتعال طبع ہوتا ہو۔ اب مین تنویر الابصار اور اُسکی شرح درمختار سے دو مسئلے نقل کرتا ہون جن سے ثابت ہوگا کہ وہ ریمارک جو اس خصوص مین کیا گیا بیجا نہین ہے۔

مسئلہ

حربی دشمنون کے گھر مین اگر سانپ اور بچھو ملین تو ان کے دانت اور ڈنک توڑ دیے جائین اور ہلاک نہ کیے جائین تاکہ مخالفون کی ایذا رسانی کو اُنکی نسل کا سلسلہ جاری رہے۔

مسئلہ

حربی دشمنون کی عورتین اور بچون کا پکڑلانا اگر دشوار ہو تو وہ لوگ زمین ویران مین چھوڑ دیے جائین کہ بھوک اور پیاس سے ہلاک ہون لیکن چونکہ اس گروہ کے قتل کی ممانعت ہوا سلیے مسلمانون کو انکا مار ڈالنا جائز نہین ہے۔

پہلے مسئلہ کی معکوس دور اندیشی لائق مضحکہ اور دوسرے مسئلہ کے نادری خیالات

حیرت انگیز ہین۔ تعجب ہی کہ جس بزرگ نے ان خیالات کو ظاہر کیا وہ یہ نہ سمجھے کہ سانپون کے دانت اُکھیڑنے مین خود مسلمانون کی جان کا کس قدر خطرہ ہی اور عورتون اور بچون کا ویران مقام مین چھوڑنا تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہی۔

پیغمبر علیہ السلام نے حیوانون کا بھوکا اور پیاسا مارنا ناجائز فرمایا ہی انسان کا اس طور پر ہلاک کرنا اُنکی مقدس شریعت کب روا رکھ سکتی ہی۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذبت المرأۃ فی ھرۃ امسکتھا حتے ماتت من الجوع فلم تکن تطعمھا ولا ترسلھا فتاکل من خشاش الارض (رواہ مسلم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت ایک بلّی کے معاملہ مین مبتلائے عذاب ہوئی جسکو اُس عورت نے روک رکھا تھا یہانتک کہ وہ بلی مرگئی نہ عورت اُسکو خود کھلاتی تھی اور نہ اُسکو چھوڑتی تھی کہ حشرات الارض کھائے۔

بے سمجھ مقلد اس طرح کے اجتہاد کی جو کچھ ثنا خوانی کرین وہ اُنکی خوش اعتقادی ہی لیکن مقدس اسلام خویش وبیگانہ کی دانشمندانہ مجالس مین کان پر ہاتھ دھرتا ہی کہ میری ذات پاک ایسی بیدردیون سے بری ہی۔ (س) پیغمبر اسلام کے عہد مین جدید اسلحہ کی ایجاد نہین ہوئی تھی اسیلیے بموجودگی اس ضرورت کے جو اوپر بیان کی گئی ہی بقول سرسید ابطال غلامی کے احکام کیون صادر ہوئے۔ (ج) قاموس مین تحریر ہی حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ اَیْ غَلَبْتُمُوْهُمْ وَاَكْثَرْتُمْ فِیْهِمُ الْجِرَاحَ یعنے اثخنتموہم کے

معنے یہ ہین کہ تم لوگ اُن پر غالب ہوا ور اُنکی جماعت مین جراحت کی کثرت ہو۔ امام فخرالدین رازی ارشاد فرماتے ہین کہ اثخان سے اس طرح کا اکثار قتل مراد ہی کہ کافرون کے دلمین رعب بیٹھ جاے اور مسلمانون سے لڑنے کی جراٗت کرسکین پس جب دشمن کی ایسی حالت کردی گئی تو پھر ظاہر ہی کہ لونڈی اور غلام بنانے کی پالسی غیر ضروری رہ گئی۔ پھر خدا نے پیروان اسلام کے دلمین اسطرحکا جوش غیر معمولی پیدا کردیا تھا کہ لڑائیون مین اُنکو دشمنون کی کثرت کی پرواہ نہ تھی اور یہ جوش اُن کا لڑائیون مین اسلحہ جدیدہ اور آجکل کے فنون حرب سے زیادہ کارآمد تھا اسلیے ضرورت نہ تھی کہ بامید فتح وظفر جماعت اسلامی بیدردی کی تدبیرون سے فائدہ اُٹھائے۔ (س) اگر سلب آزادی ایک کارروائی بیدردی کی سمجھی گئی تھی تو پھر وہ سب لونڈی اور غلام جنکی گردن مین پہلے سے طوق رقیت پڑ گیا تھا کیون آزاد نہین کیے گئے۔ (ج) اُن آقاؤن پر جنھون نے بہ ادائے زرثمن خریداریان کی تھین یا اپنے مملوکون کی پرورش مین بار مصارف کو برداشت کیا تھا ایسا حکم بہت گران ہوتا اسلیے اُن لوگون کے لیے صرف یہی شوق دلانا مناسب خیال کیا گیا کہ اُنکے آقا بامید حصول ثواب خود اپنی رضا ورغبت سے اعتاق کی کارروائی عمل مین لائین۔

زبان کا بُری باتون سے روکنا

انجیل شریف مین کیا خوب ارشاد ہوا ہی ‘‘عیب نہ لگاؤ کہ تم پر بھی عیب

زبان کا بُری باتون سے روکنا

نہ لگایا جائے کیونکہ جسطرح تم عیب لگاتے ہو اُسیطرح تمپر بھی عیب لگایا جائے گا اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اُسی سے تمھارے واسطے ناپا جائیگا، (متی باب ۷ ورس ۱ و ۲) پھر ارشاد ہوا ہی،، جو چیز مُنھ مین جاتی ہی آدمی کو ناپاک نہین کرتی بلکہ جو مُنھ سے نکلتی ہی وہ آدمی کو ناپاک کرتی ہی،، (متی باب ۱۵ ورس ۱۱)

اس ہدایت کا یہ مطلب نہین ہی کہ دنیا کی پاک وناپاک چیز بے امتیازی کے ساتھ کھا لینا روا ہی بلکہ مقصود یہ ہی کہ بہت بڑی ناپاکی جو دل تک سرایت کرجاتی ہی کلمات کفر اور غیبت اور نیز اُن باتون سے جو فسا د پھیلائین پیدا ہوتی ہی۔ اسلام نے اس مضمون کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہی۔ قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات رکوع ۲)

حدیث شریف مین آیا ہی کہ دل مین وہ بات جاگزین نہین ہوتی مگر زبان سے موافق رضاے الٰہی نکل جاتی ہی جسکی وجہ سے مرتبے بلند ہوتے ہین اسیطرح جو بات خدا کو ناپسند ہی اگرچہ وہ دل نشین نہو زبان سے نکلتی ہی اور آدمی کو دوزخ مین لیجاتی ہی دوسری حدیث مین وارد ہی کہ صبح کے وقت تمام اعضا عجز کے ساتھ زبان سے

ے مسلمانون بہت شک کرنے سے باز رہو کیونکہ بعض شک گناہ ہی اور کھوج نہ لگاؤ اور نہ غیبت ایک دوسرے کی کرو کیا تم مین کوئی پسند کرتا ہی کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو تمکو گوارا نہین ہی۔ اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا قبول کرنے والا توبہ کا اور مہربان ہی ۱۲

گذارش کرتے ہین کہ خدا سے ڈر ہم سب تجھ سے وابستہ ہین اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب
سیدھے ہین اور اگر کجروی اختیار کی تو ہم سب کج ہو گئے۔ ابوذر کہتے ہین کہ مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھکو کچھ نصیحت کیجیے
فرمایا خدا سے ڈرو تاکہ تمھارے سب کام اچھی طرح سے سُدھر جائین۔ مین نے عرض
کیا کہ کچھ اور ارشاد ہو فرمایا قرآن پڑھو اور اللہ کا ذکر کرتے رہو تاکہ آسمان پر تمھارا ذکر
ہو اور زمین پر تمھارے لیے نور ہو۔ مین نے عرض کیا کہ کچھ اور ارشاد کیجیے فرمایا دیر
تک چپ رہو کیونکہ سکوت کے سبب سے شیطان بھاگتا ہی اور یہ سکوت تمھارے
دینیہ امور کا معین ہی۔ مین نے عرض کیا کہ کچھ اور ارشاد ہو فرمایا زیادہ نہ ہنسو کیونکہ
بسبب اسکے دل مردہ ہوتا ہی اور مُنھ کی روشنی زائل ہو جاتی ہی۔ مین نے عرض کیا
کہ کچھ اور ارشاد ہو فرمایا کہ سچی بات کہو اگرچہ کڑوی ہو۔ مین نے عرض کیا کہ کچھ اور فرمائیے
ارشاد ہوا کہ خدا کے کام مین ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نکرو۔ مین نے
عرض کیا کہ کچھ اور ارشاد ہو فرمایا کہ جو عیب خود تم مین موجود ہی دوسرون کی نسبت اُسکا
تذکرہ کرنے سے باز رہو۔ بیہقی نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کسی نے پوچھا کہ کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہی حضور نے جواب دیا کہ نہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اتدرون ما الغيبة قالوا الله و رسوله اعلم قال ذكرك اخاك بما يكره قيل افرأيت ان كان في اخي ما اقول قال ان كان فيه ما تقول فقد اغتبته وان لم يكن فيه ما تقول بهته (رواه مسلم)

تم لوگ جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول اُسکو زیادہ جانتے ہین فرمایا اپنے بھائی کا تذکرہ اسطرح پر کرنا کہ اُسکو ناپسند ہو کسی نے عرض کیا کہ اگر میرے بھائی مین وہ بات موجود ہو جو مین کہتا ہون فرمایا کہ اگر تمھارے بھائی مین تمھاری کہی ہوئی بات موجود ہو تو غیبت ہوئی اور اگر اُسمین وہ بات نہو تو تمنے بہتان لگایا۔

یتیمون کی سرپرستی اور اُنکے حقوق کی حفاظت

یتم کے معنے لغت مین انفراد کے ہین اور یتیم کا لفظ اُسی سے نکلا ہی اور اُس سے مراد وہ شخص لیا جاتا ہی جسکے سر سے موت نے باپ کے دست شفقت کو ہٹا دیا ہو لغت مین تو کوئی تخصیص عمر کے واسطے صادق آنے اس لفظ کے نہین کی گئی ہی لیکن عرف مین وہ صرف اُن نابالغون کے لیے استعمال کیا جاتا ہی جنکے باپ مرگئے ہون۔ پرورش اطفال مین ہر چند مان بہترین شفیق ہو لیکن دنیا کی عام حالت یہی ہی کہ تربیت مین اور معاملات مالی مین باپ کی مدد اُسکے لڑکون کے حق مین زیادہ تر مفید اور کارآمد خیال کیجاتی ہی اسلیے ایسے کم نصیبون کی حالت پر جو فطرتی ذریعہ امداد سے محروم ہوگئے ہون اسلام نے توجہ خاص مبذول کی ہی چنانچہ (سورۃ النسا پارہ ۴) مین نگہداشت اموال یتامی اور انکی خیر طلبی کے متعلق کافی ہدایتین موجود ہین۔ چونکہ نابالغون کے ولی اُن کے

اموال سکے محافظ اور کار پرداز بھی ہوتے ہین اسیلیے مشکل ہی کہ بعد اپنے بلوغ کے
نابالغان انکی ناجائز کارروائیون کا پتا لگائین اور دارالقضا مین شرعی ثبوت پیش
کرسکین لہذا پروردگار عالم نے جو انسان کے دلی خیالات کا جاننے والا ہی بعد ہدایت
خیر طلبی یتامیٰ کے یہ مختصر مگر بڑی جامع تنبیہ انکے اولیاؤن کو فرمائی ہی وکفیٰ باللہ
حسیبًا یعنے مال یتیم مین جو کچھ کارروائی دنیا مین کرنا چاہو کرلو مگر اللہ آخر کار
تمھاری کارروائیون کی جانچ کریگا اور دوسرے عالم مین نیک نیتی کی جزا اور بدنیتی
کی سزا مل جائے گی۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مسح راس یتیم لم یمسحہ الا للہ کان لہ بکل شعرۃ یمر علیہا یدہ حسنات و من احسن الی یتیمۃ او یتیم عندہ کنت انا وھو فی الجنۃ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا ہی کے لیے جو شخص یتیم کے سر پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرے تو ہر ایک بال کے مقابلہ مین جسپر اسکا ہاتھ پہونچا نیکیان ملینگی اور جو شخص یتیم لڑکی یا لڑکے کے ساتھ جو اسکے پاس ہو نیکی کریگا وہ اور مین اسطرح جنت مین ہونگا اور اپنی دو انگلیونکو ملالیا یعنے انگلیون کو ملا کے یہ اشارہ فرمایا کہ ایسا نیک کا بہشت مین میرے ساتھ

ف حساب کرنے کے لیے اللہ کافی ہی ۱۲

كهاتين وقرن بين اِصْبَعيه
(رواه احمد والترمذی)

اسطرح رہیگا جیساکہ ان انگلیون مین
ایک کو دوسرے کے ساتھ قربت ہی)

حدیث

قال رسول الله صلى الله عليه و
سلم خير بيت في المسلمين
بيت فيه يتيم يحسن اليه وشر بيت
في المسلمين بيت فيه يتيم يساء اليه

(رواه ابن ماجه)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمانون
کے مکانون مین وہ مکان اچھا ہی جسمین اُس یتیم کے ساتھ
جو مکان مذکور مین رہتا ہو نیک سلوک کیا جاتا ہو
اور بُرا گھر وہ ہی جسمین یتیم کے ساتھ جو اُس گھر
مین ہی سلوک بد برتا جاتا ہو۔

پڑوسیون کے ساتھ محبت

عیسائیون مین پولوس کے تقدس کی بڑی عظمت کیجاتی ہی وہ اپنے ایک
خط (گلتیون کے نام باب ۵ ورس ۱۴) مین تحریر فرماتے ہین " اسلیے کہ ساری
شریعت اسی ایک بات مین ختم ہی کہ تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا کہ آپ کو "
اسلام افراط و تفریط دونون سے پاک ہی اُسنے تمام شریعت کا تو ایسا خلاصہ اخذ
نہین کیا لیکن پڑوسیون کے ساتھ محبت رکھنے کی ہدایت معقول تاکیدون کے
ساتھ کی ہی۔ قال الله تعالى وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (پارہ ۵ سورۃ النسار کوع ٦)

دوستو تعصب کو چھوڑو انصاف سے منھ نہ موڑو اور دیکھو کہ اس خداساز ہدایت کا پردازہ کتنے محاسن اخلاق پر محیط ہی اور اسمین ارباب استحقاق کی درجہ بندی کیسے موزون طریقے پر ہوئی ہی۔

ترجمہ اللہ کی عبادت کرو اور اُسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور مان باپ اور قرابت والون اور یتیمون اور محتاجون اور صاحب قرابت پڑوسیون اور اجنبی پڑوسیون اور پاس کے بیٹھنے والون اور مسافرون اور ان لوگون کے ساتھ جو تمھارے قبضے مین ہون احسان کرو کچھ شک نہین کہ اللہ ان لوگون کو دوست نہین رکھتا جو اتراتے اور اپنی بڑائی کرتے ہین ایسے لوگ کہ خود بخیلی کرتے ہین اور دوسرون کو بخل کی صلاح دیتے ہین اور اپنے فضل سے اللہ نے جو کچھ اُن کو دیا ہی چھپاتے ہین۔ جو لوگ ہماری ناشکری کرین اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہمنے مہیا کر رکھا ہی (اور یہی حال اُن لوگون کا ہی) جو خرچ اموال لوگون کے دکھانے کے لیے کرتے ہین اور اللہ پر اور آخرت پر یقین نہین کرتے۔ جسکا شیطان ساتھی ہو وہ بُرا ساتھی رکھتا ہی ۱۲

حدیث

عن عبد الرحمن بن ابی قراد انّ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم توضّأ یومًا فجعل اصحابہ یتمسّحون بوضوئه فقال لھم النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم ما یحملکم علی ھذا قالوا حب اللہ ورسولہ فقال النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم من سرّہ ان یحب اللہ ورسولہ او یحبه اللہ ورسولہ فلیصدق حدیثه اذا حدث ولیؤد امانته اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

عبد الرحمن بن ابی قراد روایت کرتے ہین کہ ایک دن نبی علیہ السلام وضو کرتے تھے صحابہ نے آب وضو کو (اپنے بدن پر) ملنا شروع کیا حضرت نے پوچھا کہ تم لوگ کیون ایسا کرتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ اللہ اور اُسکے رسول کی محبت سے تب فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو اللہ و رسول کا دوست بننا یا اُسکا محبوب ہونا خوش معلوم ہو اُسکو چاہیے کہ جب بات کرے سچ بولے اور جب امین بنایا جائے تو امانت کو ادا کرے اور ہمسایہ کے ساتھ نیکی برتے۔

حدیث

قال النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم مازال جبرئیل یوصینی بالجار حتے ظننت انه سیورّثه (رواہ البخاری ومسلم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل ہمیشہ مجھکو ہمسایہ کے حقوق کی بابت نصیحت کرتے رہے تا آنکہ مجھکو گمان ہوا کہ عنقریب ہمسایہ کو وارث ہمسایہ قرار دین گے۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہٗ بوائقہ (رواہ مسلم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص جنت مین نہ جائیگا جسکی بدیون سے اُسکا ہمسایہ بےخطر نہو۔

محاسن اخلاق کی تعلیم

سب آسمانی صحائف کی اصلی غایت اور بالذات غرض صرف یہی ہی کہ دنیا کو خداشناسی کی راہ دکھائین اور انسان کو محاسن اخلاق سے بہرہ مند کردین۔ عبادات اور معاملات کے پیچیدہ مسائل کو جب حقیقت شناس دیکھنے والے نظر تعمق سے دیکھتے ہین تو اُسکے اندر انھین اغراض کو اسطرح مضمر پاتے ہین جیسے کہ ہمارے قالب مین روح یا کاسہ دماغ مین قوت ادراکیہ۔ بعض آسمانی صحائف مین عبادات اور معاملات پر زیادہ توجہ اس امید سے رکھی گئی کہ اُنکی ضمن مین مقصود بالذات نتائج حاصل ہوجائین۔ لیکن رفتہ رفتہ انسانی فطرت زنگ لائی پیروان ملت مغز سخن تک پونہچ نہ سکے اور اعمال شرعیہ کو نمائشی تماشا بنالیا۔ بعض صحائف آسمانی مین بنی نوع انسان کو غایت اصلی صاف اور پرزور الفاظ مین بتائی گئی اور شک نہین کہ ایسی تعلیم کے نتیجے کچھ زیادہ اچھے نکلے لیکن عبادات اور معاملات سے متعلق طبیعتون مین اتنی آزادی سمائی کہ احکام الٰہی

جو مصالح پر مبنی تھے معطل ہو گئے اُنکے تعطل کا عام اخلاق پر بُرا اثر پڑا اور خداشناسی
کی شاخ بالکل سُوکھ گئی یا سوکھ کے ٹوٹ بھی پڑی۔ اسلام نے خداشناسی محاسن اخلاق
عبادات اور معاملات ہر ایک پر پورا زور دیا ہی اور اُسکے مقدس قانون (قرآن)
مین ان چارون مین جو زیادہ ضروری ہین اُنکے متعلق زیادہ اور جو کم ضروری ہین
اُنکے متعلق حسب مراتب کچھ کم ہدایتین موجود ہین اور یہ ایک ایسی حکیمانہ ترتیب ہی کہ
اُسکے رمز کو اگر انسان سمجھ لے اور خودغرضی کا پہلو چھوڑ کے مقاصد کا استفادہ
کرے تو دینی اور دنیوی فائدون مین ایک بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ دنیاوی
زندگی آسائش سے کٹے اور ابدی زندگانی مین حسرت وحرمان نصیب نہ ہو۔ احکام
شرعی کو چھوڑ کے خداشناسی یا محاسن اخلاق کا نیا راستہ نکالنا درحقیقت گمراہی ہی
لیکن اُس سے زیادہ عقل کی تیرگی اور ادراک کی سخافت یہ ہی کہ محض تعمیل احکام کے
ولولہ مین مقصود اصلی فوت ہوا ور آخرکار سر پیٹ پیٹ کے یہ نوحہ پڑھنا پڑے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے

عیسائی فخر کے ساتھ کہتے ہین کہ مسیح نے دنیا مین صرف نیکی کا بیج بو دیا اُسکے پودے
جمے اور آخرکار خوشگوار ثمر لائے۔ شایستگی یورپ کی جڑ وہی تخم ہی وحدت ازدواج
انسداد غلامی خویش وبیگانہ کے ساتھ یکرنگی فیاضی کا جوش قومی ہمدردی کا خروش
وغیرہ وغیرہ یہ سب شاخین اُنھین چھوٹے چھوٹے دانون سے نکلی ہین جن کو
ایک مقدس ہاتھ زمین پر چھوڑ گیا تھا۔ لفظی اختلاط معنوی تحریف کی بحث دوسری

بات ہی لیکن عیسوی تعلیم کی عظمت کرنا اور اُسکے معلم قدسی صفات کی خاک قدم کو سرمہ
دیدۂ بصیرت بنانا مسلمانون کے ایمان کا جز وہی مگر ہم ادب کے ساتھ عرض کرتے
ہین کہ ہمارے ہادی **محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ** نے
اُن نیکیون کے بیج بھی ڈالے پودے بھی جمائے اور حیرت تو یہ ہی کہ اُنھین کے
عہد سعادت مہد مین پودے کا شجر بنا اور پھل آنے شروع ہوگئے اور ہم باستحکام
دعوی کرتے ہین کہ اگر ہماری سوء تدبیری تصرف بیجا سے باز رہے تو ان پھلون
کی حلاوت دنیا مین جان فزا اور عالم ارواح مین روح افزا ہی۔ اگر ہمارا یہ دعوی
ثابت ہوجاوے تو تسلیم کرنا چاہیے کہ روحانی فن فلاحت نے رفتہ رفتہ دنیا مین
بہت بڑی ترقی کی اور اب وہ اُس حد تکمیل پر پونہچ گیا ہی کہ آگے بڑھ نہین سکتا۔
انجیل متی کے باب ۵ مین مندرجۂ ذیل اخلاق کا تذکرہ ہوا ہی جو محاسن تمدن کے
اصل اصول ہین۔ دل کی غمگینی وغریبی حلم۔ راست بازی۔ رحم دلی۔ دل کی پاکی۔ صلح جوئی
مظلومی بوجہ راست بازی۔ اسلامی ذخیرہ مین اسطرح کے بیج پودے۔ درخت
بکثرت موجود ہین اور اُن کے علاوہ تر و تازہ خوش رنگ خوشگوار ثمر بھی تیار ہین
جسکو دیکھنا ہو قرآن اور حدیث مین دیکھے۔ جس سعادت مند کو خدا توفیق دے
وہ پھلون کو چکھ لے اور ذائقہ نجات سے بہرہ مند ہوجائے۔ اتنے بڑے ذخیرہ
سے انتخاب مشکل ہی کیونکہ۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم	کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

بااین ہمہ واسطے آسانی ناظرین کے مین اسطرح کے کچھ نمونے دکھاتا ہون و باللہ التوفیق

دل کی غمگینی اور غریبی

اس غمگینی سے مراد وہ اندوہ نہین ہی جو دنیا کے معاملات مین عارض حال ہوا کرتا ہی بلکہ اس سے وہ غمگینی مراد ہی جو طالبان نجات اخروی کو خدا کے خوف اور اُسکے مواخذہ کی خشیت سے لاحق ہوتی ہی۔

غم دین خور کہ غم غم دین ست | ہمہ غمہا فروتر از این ست

قرآن مین سیکڑون جگہ خداوند عالم نے اپنی جلالت اور عذاب اخروی کی حالت کو ایسے سنگین طور پر بیان فرمایا ہی کہ معتقدین معاد کا دل اُنکو سُن کے قابو مین نہین رہتا لیکن خیریت یہ ہی کہ رحمت کی آیتین بھی اُسی کے ساتھ ہین پھر سنتے سنتے طبیعتین عادی ہو گئی ہین ورنہ غیر ممکن تھا کہ اعتقاد اور خلوص کے ساتھ ایک پارہ پڑھ لیا جاتا اور سخت دل آدمیون کی بھی ہچکیان بندھ نہ جاتین۔ عرب کے بدویون کی قساوت قلبی مشہور ہی لیکن ابتدائی زمانے مین قرآن کو سُن کے اُنکی آنکھون سے بھی آنسو نکل پڑتے۔

نقل ہی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ خلیفۂ اول نے جب اعراب کی گریہ وزاری دیکھی تو فرمایا کہ کبھی ہماری بھی حالت ایسی ہی تھی لیکن اب ہمارے دل سخت ہو گئے یعنے سنتے سنتے طبیعتون نے عادت پکڑ لی ہی۔ عمر فاروق رضی خلیفۂ دوم نے

کسی شخص کو یہ آیہ پڑھتے سنی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ (پارۂ ۲۷ سورۂ الطور رکوع ۱) بیہوش ہوکے گر پڑے اور ایک مہینہ تک اس صدمہ سے بیمار رہے۔ مشہور صوفی ابراہیم ادہم جب سورہ الانشقاق کو جو تیسوین پارہ مین واقع ہی اور جسمین قیامت کے حالات کا تذکرہ ہی کسیکو پڑھتے سنتے تو اُنکے بدن کے جوڑ جوڑ کانپ اُٹھتے اور رعشہ کی کیفیت پیدا ہوتی۔ اگلے بزرگون کی ایسی حکایتین بہت بیان کی گئی ہین اور اب بھی خدا کے بندے ایسے موجود ہین جو آیات عذاب کو سُن کے زرد پڑ جاتے ہین اور اُنکی گریہ وزاری سے سننے والون کا دل دکھ جاتا ہی اور کیونکر ایسا نہ ہو قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (پارۂ ۹ سورۃ الانفال رکوع ۱)

ایک جگہ اچھے بندون کو شمار کرتے ہوسے ارشاد فرمایا ہی وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝ (پارۂ ۲۹ سورۃ المعارج رکوع ۱)

سله تمھارے پروردگار کا عذاب ضرور نازل ہوکر رہیگا کسیکی مجال نہین ہی کہ اُسکو ٹال سکے ۱۲

سله اصل مسلمان وہ ہین کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہی تو اُنکے دل دھڑک جاتے ہین اور جب آیات الٰہی اُنکے روبرو پڑھی جاتی ہین تو اُنکے یقین مین ترقی ہوتی ہی اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہین ۱۲

سله اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہین بیشک پروردگار کا عذاب ایسا نہین ہی کہ کوئی اُس سے نڈر رہے ۱۲

پھریون فرمایا ہو وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ[لہ] فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ (پارہ ۳۰ سورۃ النزعٰت رکوع ۲)

یہ پچھلا مضمون ٹھیک انجیل کی تقریر سے مطابق ہو۔

"مبارک وہ جو غمگین ہین کیونکہ وے تسلی پائینگے،، (متی باب ۵ ورس ۴)

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعَةِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ قَالَ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے اور سنتا ہون جو تم نہین سنتے آسمان نے نالہ و زاری کیا اور اُسکو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔ قسم ہو اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہو کہ آسمان مین ایسی جگہ چار انگل بھی نہین ہو جسپر کوئی فرشتہ خدا کے سجدہ مین اپنی پیشانی رکھے ہوے نہو۔ قسم ہو خدا کی اگر تم وہ باتین جانتے جنکو مین جانتا ہون تو کم ہنستے اور بہت روتے بستر پر عورتون سے لذت حاصل نکرتے صحرا کیطرف

لہ لیکن جو شخص پروردگار کے حضور مین کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو اُسکی خواہشون سے روکتا رہا اوس شخص کا ٹھکانا جنت مین ہو ۱۲

ابو ذر یا لیتنی کنت شجرۃ تعضد

(رواہ احمد والترمذی)

فریاد وزاری کرتے ہوئے نکل پڑتے۔ ابو ذر نے وقت روایت اس حدیث کے کہا کہ کاش مین کوئی درخت ہوتا جو کاٹا جاتا ہی۔ (یعنے شدت خوف سے راوی نے یہ تمنا ظاہر کی کہ کاش مین بنی آدم اور لائق مواخذہ کے نہوتا)۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم باھل الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باھل النار کل عتل جواظ مستکبر

(رواہ البخاری)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا مین تم لوگون کو اہل جنت کی خبر نہ دون؟ اہل جنت ہر ضعیف نیک دل ہی کہ اگر خدا کے بھروسہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اُسکی قسم کو پوری کر دے۔ کیا مین تم لوگون کو دوزخیون کی خبر نہ دون؟ دوزخی وہ شخص ہی جو جھگڑالو درشت گو اور مغرور ہو۔

اس حدیث کا مضمون اُس تعلیم پر بڑی قوت کے ساتھ حاوی ہی جو انجیل مین اس طور پر ہوئی ہی ”مبارک وے جو دل کے غریب ہین کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنھین کی ہی،، (متی باب ۵ ورس ۳)

حلم

انجیل مین ارشاد ہوا ہی ،، مبارک وُے جو حلیم ہین کیونکہ زمین کے وارث ہونگے ،،
(متی باب ۵ درس ۵)
یہان حلم کی رغبت بوعدۂ فلاح دنیوی دلائی گئی ہی اور شک نہین کہ متحمل آدمی کچھ نہ کچھ دنیاوی زندگانی مین فائدہ اُٹھاتے رہتے ہین۔ اب قرآن کو دیکھیے کہ اس خصوص مین اُسکی تعلیم کس پایۂ بلند پر پونہچی ہوئی ہی ایک تو ارباب حلم کو جنت کی بشارت دیگئی ہی جسکی وسعت کرۂ ارض سے بہت زیادہ ہی اور اُس سے زیادہ دوسری بشارت رضاے الٰہی کی ہی جسکے مقابلہ مین دنیا کی بادشاہی جنت کے مزے سب ہیچ اور پوچ ہین قال اللہ تعالیٰ وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝
(پارۂ ۴ سورۂ آل عمران رکوع ۱۴)

حدیث

ف اور اپنے پروردگار کی بخشایش اور جنت کیطرف لپکو جسکی وسعت زمین اور آسمانون کے برابر ہی اور پرہیزگارون کے لیے مہیا کی گئی ہی ایسے پرہیزگار جو خوشحالی اور تنگدستی مین خرچ کرتے ہین اور غصہ کو روکتے ہین اور آدمیون کے قصور کو معاف کر دیتے ہین۔ اور اللہ نیک کارون کو دوست رکھتا ہی ۱۲

عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من خزن لسانه ستر الله عورته ومن کف غضبه کف الله عنه عذابه یوم القیامة ومن اعتذر الی الله قبل الله عذره۔

(رواه البیهقی فی شعب الایمان)

انسؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دوسرون کی بدگوئی سے باز رہے اللہ اُسکے عیب کو چھپائیگا اور جو اپنے غصہ کو روکے اُسکو اللہ قیامت کے دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھیگا اور جو شخص خدا سے عذرخواہی کرے خدا اُسکے عذر کو قبول فرمائے گا۔

حدیث

عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لاشج عبد القیس ان فیك لخصلتین یحبهما الله ورسوله الحلم والاناة۔

(رواه مسلم)

ابن عباس سے روایت ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج سے جو قبیلہ عبد القیس کی جماعت کے ساتھ آیا کہ تجھمین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ اور اُسکا رسول دوست رکھتا ہی ایک حلم اور دوسری یہ خصلت کہ تو جلدباز نہین ہی۔

راستبازی اور دل کی پاکی

انجیل مین ارشاد ہوا ہی ”مبارک وے جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہین کیونکہ وے آسودہ ہون گے“ ”مبارک وے جو پاک دل ہین کیونکہ وہ خدا کو دیکھین گے“

(متی باب ۵ ورس ۶ و ۸)

یون تو قرآن مین نیک کاری اور پرہیزگاری کی رغبت بہت جگہ دلائی گئی اور نیک کارون
اور پرہیزگارون کے لیے بڑی بڑی بشارتین دی گئی ہین لیکن بالخصوص سچائی اور
اخلاص کی نسبت جو پیرایہ اختیار کیا گیا ہی وہ بلاغت کے رنگ مین سامعین کے
قلب پر گہرا اثر ڈالنے والا ہی۔

بارگاہ کبریائی کے بہت بڑے مقرب جماعت انسانی مین وہی بزرگوار ہین جو نبی یا رسول
کے لقب سے ملقب ہین خداوند عالم نے ایسے چند بزرگون کے تذکرہ مین مرتبۂ نبوت
ورسالت کے پہلے اُنکی صداقت کو بیان فرمایا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ تاج نبوت
ورسالت مین صدق گرانبہا موتی ہی اور پروردگار کی سرکار مین اُسکی بڑی قدر اور بڑی
قیمت ہی قال اللہ تعالیٰ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا
نَّبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا
نَّبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ (پارہ ۱۶
سورہ مریم رکوع ۳ و ۴)

موسیٰ کی جلالت قدر ان تین قدسی صفات بزرگون سے زیادہ تھی اسلیئے
اُن کو اسی سورہ مین مخلص کا لقب عطا ہوا ہی قال اللہ تعالیٰ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ

ف۱ قرآن مین ابراہیم کا تذکرہ لوگون سے کرو کہ وہ بڑے سچے نبی تھے ۱۲
ف۲ قرآن مین لوگون سے اسمٰعیل کا تذکرہ کرو کہ وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے ۱۲
ف۳ قرآن مین ادریس کا تذکرہ لوگون سے کرو کہ وہ سچے پیغمبر تھے ۱۲

مُوسیٰ اِنَّہٗ کَانَ مُخْلِصًا وَّکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ۝ صداقت کے ذخیرہ مین اخلاص کا مرتبہ بڑھا ہوا ہی اور ہر گاہ خدا نے محامد مین کلیم اللہ کے اس صفت کا انتخاب فرمایا ہی تو کیا شک ہی کہ جو لوگ اس برگزیدہ صفت سے بہرہ مند ہون وہ دوسرے عالم مین خدا کے دیدار یا سعادت تقرب سے شرف اندوز ہون گے۔ سورۃ الحجر مین خبر دی ہی کہ شیطان سنے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ بنی آدم کو جادۂ اطاعت سے منحرف کریگا لیکن اس بدبخت کو بھی اپنے گستاخ ارادہ کے ساتھ اقرار کرنا پڑا کہ با اخلاص بندون پر شیطانی چکمہ نہ چلیگا۔ پس ظاہر ہی کہ عمدہ عنوان سے جوہر صدق واخلاص کی وقعت ارباب بصیرت کے ذہن نشین کی گئی ہی اور بہت ہی خوب پیرایہ مین سمجھایا گیا ہی کہ اگر بندگان خدا اس جوہر لطیف کی حفاظت کرین تو ایسے قوی بازو دشمن سے جسنے حضرت آدم کو باغ عدن سے نکلوا ہی کے چھوڑا محفوظ رہ سکتے ہین۔

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصْدُقُ وَیَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سچ بولنا اپنے اوپر لازم کرلو سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہی اور نیکی جنت کو لیجاتی ہی۔ آدمی سچ بولتے بولتے خدا کے یہان صدیق لکھا جاتا ہی

لہ قرآن مین موسی کا تذکرہ لوگون سے کرو کہ وہ با اخلاص اور ہمارے بھیجے ہوے نبی ستھے ۱۲

وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَکْذِبُ وَیَتَحَرَّی الْکِذْبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا (رواہ مسلم)

جھوٹ سے پرہیز کرو جھوٹ بدی کی راہ دکھاتا ہی۔ اور بدی دوزخ کی طرف لیجاتی ہی۔ آدمی جھوٹ بولتے بولتے خدا کے یہان کذاب لکھا جاتا ہی۔

رحم دلی

رحم دلی

انجیل مین ارشاد ہوا ہی ”مبارک وے جو رحم دل ہین کیونکہ ان پر رحم کیا جائیگا“ (متی باب ۵ ورس ۷)

اسلامی مدرسہ مین رحم کی شان ایسی بلند ہی کہ خداوند عالم نے قرآن کی پہلی آیت مین خود اپنی ذات پاک کو اُسکے ساتھ متصف ظاہر کیا ہی اور اُس سے زیادہ کون سا گرانمایہ خلعت خیال مین آسکتا ہی جو باظہار عظمت اس صفت کے زیب بدن کیا جاتا پھر اپنے رسولؑ کو خطاب کرکے فرمایا ہی وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہمنے تمکو بنظر رحمت خلائق کے بھیجا ہی۔ پارۂ ۳۰ سورۃ البلد مین شیخی مارنے والے آدمی کی نسبت بطور ملامت کہا گیا کہ اُسکو بمعاوضۂ انعام پروردگار کے اس اس طرح کی نیک کاریان کرنی لازم تھین اور پھر ارشاد ہوا ہی ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ ؇

ف پھر اُن لوگون مین ہوتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی ہدایت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو خلق خدا پر رحم کی ہدایت کرتے رہے

رسول خدا نے فرمایا ہی کہ رحم کرنے والون پر رحمن رحم کرتا ہی تم لوگ زمین کے رہنے والون پر رحم کرو تاکہ وہ ذات پاک جو آسمان پر ہی تمپر رحم کرے۔ ایک دوسری حدیث کا یہ مضمون ہی کہ مخلوقات خدا کے عیال ہین پس جو شخص ساتھ عیال خدا کے نیکی کرے وہی خدا کو زیادہ پیارا ہی۔ اس حدیث مین جو ہدایت کی گئی اُسکے احاطہ مین انسان اور حیوان جملہ مخلوقات الٰہی داخل ہین اور پھر دیگر مواقع مین فرمایا ہی کہ کوئی جان دار نشانہ بازی کے لیے ہدف نہ بنایا جاے کوئی جانور بھوکا پیاسا نہ مارا جاے کسی کو مُنھ پر نہ مارو نہ اُسکے مُنھ پر داغ دو۔

حدیث

عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بینما رجل یمشی بطریق اشتد علیه العطش فوجد بیرًا فنزل فیها فشرب ثم خرج فاذا کلب یلهث یاکل الثری من العطش فقال الرجل لقد بلغ هذا الکلب من العطش مثل الذی کان بلغ لی فنزل البیر فملأ خفه ثم امسکه بفیه۔

ابوہریرہ سے روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درحالیکہ ایک مرد راستہ چلا جاتا تھا اُسپر تشنگی غالب آئی اُسکو ایک کنوان ملا جسمین اُترا اور پانی پیا جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا بوجہ پیاس کے اپنی زبان نکالے ہوے ہی اور تر مٹی کھاتا ہی۔ پس اُس مرد نے کہا کہ بوجہ پیاس کے اس کتے کی حالت میری ہی سی ہو رہی ہی اور کنوئین مین اُترا اور اپنے موزہ کو پانی سے بھرا اور اُس موزہ کو مُنھ سے پکڑ لیا

فسقے الکلب فشکر اللہ لہ فغفر لہ قالوا یا رسول اللہ وان لنا فی البہائم اجراً فقال فی کل ذات کبد رطبۃ اجر۔ (رواہ البخاری)

الحاصل کتے کو پانی پلایا۔ خدا کو یہ کام پسند آیا اور اُس مرد کی مغفرت فرمائی۔ لوگون نے پوچھا کہ کیا اے خدا کے رسول ہم لوگون کے لیے چارپایون کے ساتھ سلوک کرنے مین اجر ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر مخلوق کے ساتھ جو جگر تر رکھتی ہو سلوک کرنے مین اجر ہے۔

حدیث

عن سہل بن الحنظلیۃ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعیر قد لحق ظہرہ ببطنہ فقال اتقوا اللہ فی ھذہ البہائم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃ واترکوھا صالحۃ (رواہ ابوداود)

سہل بن الحنظلیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شتر کے پاس سے گذرے جسکی پیٹھ پیٹ سے لگ گئی تھی پس فرمایا کہ ان بے زبان چارپایون کے معاملہ مین پرہیزگاری کرو اچھی حالت مین اُنپر سوار ہوا اور اچھی حالت مین اُترو۔

صلح جوئی

انجیل شریف کی یہ تعلیم ہے ”مبارک وے جو صلح کرنے والے ہین کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلائینگے“ (متی باب ۵ ورس ۹)

قرآن پاک مین ارشاد ہوا ہے وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ

صلح جوئی

خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۷)

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ (پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۶)

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پارہ ۲۵ سورۂ شوری رکوع ۴)

حدیث

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا اُخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ والصلوٰۃ قال قلنا بلیٰ قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ھی الحالقۃ۔ (رواہ ابوداؤد)

ابو درداء نے کہا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا مین تم لوگون کو ایسی بات نہ بتاؤن جسکا درجہ روزہ اور صدقہ اور نماز سے بڑھا ہوا ہی؟ ہم لوگون نے عرض کیا کہ ارشاد کیجیے فرمایا کہ باہم صلح کرانا۔ اور آپسمین بگاڑ کرانا تو زائل کرنے والا (حسنات کا) ہی۔

ف ۱ زمین پر بعد اُسکی اصلاح کے فساد نہ پھیلاؤ اور امید و بیم کے ساتھ خدا سے دعائین مانگتے رہو حقیقت مین خدا کی رحمت نیک کارون کے قریب ہی ۱۲

ف ۲ ہمارے بندون کو سمجھا دو کہ بات وہ کہین جو بہتر ہو شک نہین کہ شیطان اُن لوگون مین فساد ڈالتا ہی اور اسمین بھی شک نہین ہی کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہی ۱۲

ف ۳ بدی کا واجبی بدلا مساوی درجہ کی بدی ہی پھر جو معاف کرے اور صلح کر لے تو اللہ اُسکے اجر کا ذمہ دار ہی شک نہین کہ اللہ ظلم کرنے والون کو پسند نہین کرتا ہی ۱۲

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ (رواہ البخاری و مسلم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین جائز ہی کسیکو کہ تین شب سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے کہ جب دونون ملین یہ منھ پھیرلے اور وہ منھ پھیرلے اُن دونون مین بہتر وہ ہی جو پہلے سلام کرے ۔

مظلومی بوجہ راستبازی

انجیل مین ارشاد ہوا ہی "مبارک وے جو راستبازی کے سبب ستائے جاتے ہین کیونکہ آسمان کی بادشاہت انھین کی ہی،، (متی باب ۵ ورس ۱۰)

یہ درحقیقت ترغیب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ہی یا یہ کہ سچے ایماندارون کو امید دلائی گئی ہی کہ مخالفون کے ہاتھ سے جو مصیبتین اُنکو جھیلنی پڑین اُنکا اجر معقول دوسرے عالم مین حاصل ہوگا ۔ قرآن مین ارشاد ہوا ہی وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ[1] (پارہ ۴ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱)

لقمان نے اپنے بیٹے کو جو پند دیا اُسکا تذکرہ بغرض ترغیب اہل اسلام یون فرمایا ہی

[1] تم لوگون مین ایک گروہ ہونی چاہیے جو اچھے کامون کی ہدایت کرے اور اعمال بد سے روکے ۱۲

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (پارہ ۲۱ سورہ لقمن رکوع ۲)

حدیث

عن حذیفة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہٖ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا من عندہٖ ثم لتدعنہ ولا یستجاب لکم (رواہ الترمذی)

حذیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے۔ تم لوگ اچھے کامون کا امر کرو بُرے کامون سے منع کرو (اگر ایسا نکروگے) تو قریب ہے کہ اللہ تمپر کسیطرحکا عذاب بھیجے پھر تم التجا کرو اور وہ قبول نہو۔

مخالفون کے ہاتھ سے جو کچھ ایذائین پہنچین اور مصیبتین جھیلنی پڑین اُنکی برداشت پر خدا نے اپنے فرمان بردار بندون کو اجر جزیل کا امیدوار کیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

ف اے میرے فرزند نماز پڑھ لوگون کو اچھے کام بتا اور بُرے کامون سے منع کر اور تجھ پر جیسی پڑے اُسکو برداشت کر بیشک یہ ہمت کے کام ہین ۱۲

وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ○ (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(پارہ ۴ سورۂ آل عمران رکوع ۲۰)

ہر چند مین نے بیان کو وسعت دی مگر سچ یہ ہی کہ اس مختصر رسالے مین اخلاقی تعلیم کے نمونے جو ذخیرۂ اسلامیہ مین موجود ہین بقدر کافی دکھا نہ سکا بہر حال جو کچھ معرض تحریر مین آیا اُسکو دیکھکے حق کے ڈھونڈھنے والے اندازہ کرسکین گے کہ بلحاظ اپنی خوبیون کے اسلامی تعلیم کا کیا درجہ ہی اور اُسنے دینی اور دنیوی دونون پہلو کو کس دوراندیشی کے ساتھ ملحوظ رکھا ہی۔ اکثر غیر مذہب کے آدمی اور بالخصوص عیسوی المشرب ابناے جنس جو کچھ بدگمانی اسلامی تعلیم پر رکھتے ہین اُسکی عام وجہ یہ ہی کہ خود اُنکو قرآن اور حدیث سے واقفیت نہین ہی اور اُنکے عالمون نے جنھین کم وبیش سمجھنے کی لیاقت حاصل تھی بوجہ تعصب مذہبی تعبیر الفاظ غلط کی یا غلط روایتون کا حوالہ دیکے اپنے معتقدون کو ایسا بھڑکا دیا کہ وہ لوگ تفتیش حق مین اسلام کی طرف منصفانہ نگاہ نہ کرسکے اور آزادانہ جانچ سے محروم رہ گئے۔

ف ۱ جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین اُنکو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہین مگر تم لوگ سمجھتے نہین۔ البتہ ہم تم لوگون کو تھوڑے سے خوف اور بھوک اور کچھ جان ومال وپھلون کے نقصان سے آزمائین گے اور اے پیغمبر ایسے صبر کرنے والون کو جو وقت مصیبت کے کہتے ہین کہ ہم اللہ کے ہین اور اُسی کی طرف لوٹ جانے والے ہین اُنھین لوگون پر اللہ کی مہربانی اور عنایت ہی اور یہی لوگ راہ راست پر ہین ۱۲

ف ۲ مسلمانو مصیبتون پر خود صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تعلیم دو اور آپس مین مل کر رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ اپنی مراد کو پہونچو ۱۲

اسلام یہ نہین کہتا کہ بے دلیل اُسکے مسئلے مان لیے جائین بلکہ بنی نوع انسان سے اُسکی یہ درخواست ہی کہ تعصب کو چھوڑ و احقاق حق کی آزادانہ کوشش مین اُس روش کو اختیار کرو جو پسندیدہ ہو قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْھَا وَاَنَابُوْا اِلَی اللّٰہِ لَھُمُ الْبُشْرٰی ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پارۂ ۲۳ سورۃ الزمر رکوع ۲)

ماننا نہ ماننا دوسری بات ہی جو شخص جیسا عمل کریگا ویسا ہی اُسکا پھل پائے گا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو

لیکن افسوس ہی تو یہ ہی کہ ایسی واجب منادی سے کان بند کر لیے جاتے ہین اور یہ دنیا تحمل اور سکون کے ساتھ سُن بھی نہین لیتی کہ ندا کرنیوالا کیا کہتا ہی کس آنے والی آفت سے ڈراتا ہی اور اُسکے نجات کی کیا تدبیرین بتا رہا ہی۔ خدا کا شکر ہی کہ اب کم و بیش تعصب کا طوفان دور ہو چلا ہی اور چند بلند خیال انصاف پسند عیسائیون سنے ایسی کتابین لکھی ہین جنمین اکثر تہمتون کی تردید ہوئی ہی اور عجب نہین کہ وہ زمانہ جلد آجاسے کہ ہمارے برادران نوعی تقلید کی اندھیری کوٹھری سے نکل پڑین اور تحقیق کے میدان مین عقل کی روشنی مین جا پہنچین کہ وصول الی اللہ کا کونسا راستہ

سلہ اور جو لوگ بتون کو نہین پوجتے اور خدا کی طرف رجوع لائے ہین اُنکے لیے خوش خبری ہی پس اے پیغمبر ہمارے ایسے بندون کو خوش خبری سناؤ جو باتون کو سنتے ہین اور جو اچھی بات ہو اُسپر عمل کرتے ہین یہ وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی ہی اور یہی لوگ دانشمند ہین ۱۲

بخیط ہی۔ (س) مذہب اسلام کی اشاعت بزور شمشیر عمل مین آئی مگر سچے عقیدون کی یہ شان نہین ہی کہ جابرانہ دباؤ سے تسلیم کرالئے جائین (ج) دنیا مین ہر ذی عقل صاحب شعور انجام کار پر دوراندیشی کے ساتھ نظر دوڑاتا ہی اگر پست ہمتی یا دوسرے موانع حارج نہون تو بقدر اپنی طاقت کے وہ ایسی تدبیرون پر عمل کرتا ہی جن سے سود کی امید بہبود کی توقع ہو۔ جو کچھ تجربہ رنج و راحت کا دنیاوی زندگی مین ہو چکا ہی وہ اس تفتیش پر اُسے مائل کرتا ہی کہ بعد از مرگ اسکے ابنائے جنس کی روحین دولت وجود سے بہرہ مند رہتی ہین یا یہ کہ جسم کے ساتھ اُنکی شمع حیات بھی بجھ جاتی ہی اور پھر ایسی حالت مین کہ جسمانی موت کے بعد زندگانی کا کوئی دوسرا سلسلہ برپا ہوتا ہو کسطرح کی راحتین نصیب ہوتی ہین اور کیسی کیسی مصیبتین جھیلنی پڑتی ہین۔ اسطرح کی تفتیش کو ہمارے مکرم جامع کمالات مولوی سید علی المتخلص بہ کامل ابن فاضل اجل مولانا احمد علی محمد آبادی اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین نے کیسے خوب پیرایہ مین منظوم فرمایا ہی۔

اشاعت اسلام بزور شمشیر

نظم

شب کو جا نکلا تھا مین کامل مزار یار پر	اس جہت سے مثل ابر آنکھین مری خونبار ہین
فاتحہ پڑھ کر یہ قبر دوست پر مین نے کہا	ہم گریبان چاک ماتم مین ترے اے یار ہین
شاد ہی کچھ تو بھی زیر خاک اے رنگین ادا	شمع روشن ہی گلون کے قبر پر انبار ہین

کیا ہوا مرنے کے بعد اے راہی ملک عدم | لوگ کیسے ہین وہان کے اور کیا اطوار ہین
منزلین نزدیک ہین یا دور ہین کیا حال ہی | راہ مین کچھ بستیان ہین شہر ہین بازار ہین
جس محل مین جا کے تو اترا ہی اے نازک بدن | کسطرح کا قصر ہی کیسے در و دیوار ہین
چھت منقش ہی کہ سادی فرش رنگین یا سفید | تخت کیسے ہین منبت یا مرصع کار ہین
سبز جلتے ہین کنول یا سرخ روشن ہین گلاس | باغ ہی سبزہ ہی کچھ اشجار ہین اثمار ہین
پھول ہین کس رنگ کے پتے ہین کس انداز کے | مرغ زرین بال ہین یا عنبرین منقار ہین
اہل صحبت کون ہین کیا گفتگو کا ہی طریق | خوش بیان خوش طبع یا کج فہم و بدگفتار ہین
دعوتین بھیجین فقط یا آپ بھی آئے کبھی | اپنے اپنے شغل مین رہتے ہین یا بیکار ہین
بات کرنے کی صدا اصلا نہین آتی کبھی | کسطرح کے لوگ ہین سوتے ہین یا بیدار ہین
قبر سے آئی ندا اے دوست بس خاموش رہ | ہم اکیلے ہین نہ یان احباب نی اغیار ہین
باغ کیسا پھول کیسے عقل ہی تیری کہان | کنج تنہائی ہی اور افعی گلے کے ہار ہین
وہ ہمارا پیکر نازک جو تجھکو یاد ہو | آج خاک قبر سے اسپر منون کے بار ہین
اب زیادہ بات کر سکتے نہین سے گھر کو جا | دل مین آزردہ تھو نا کیا کرین لاچار ہین

محض عقل نے لائق اطمینان جواب نہین دیا اسلیے معتقدین معاد کو رغبت پیدا ہوئی کہ مذہبی رہنماؤن سے مشورہ کرین اور کم و بیش دنیا مین ایسے سامان توہیا کرلین کہ دوسرے عالم کی دار و گیر سے نجات ملے - یہودیون نے زردشتیون نے اور ہندون نے تو کھل کے کہدیا کہ انکا فرقہ خدا کا منتخب گروہ ہی جسکے حلقہ مین دوسرون کو

آنے کی اجازت نہین مل سکتی مگر بودھ عیسائی اور مسلمان ان جویاے حقیقت کے خیر مقدم کو دوڑ پڑے اور اپنی اپنی متاع ہدایت کا دکھانا شروع کردیا۔ بودھ ازم سے ہمکو زیادہ تعلق نہین ہے لیکن عیسائیت اور اسلام مذہب دراز سے ایک دوسرے کے حریف مقابل چلے آئے ہین۔ ان دونون نے نیک دل خریدارون کی آمد غنیمت جانی اور جو کچھ ذخیرۂ تحقیق پاس تھا اُسکی پیشی مین حد درجہ کی دلچسپی ظاہر کی۔ چند سنجیدہ مشنری آگے بڑھے اور سُنہری جلد کی ایک کتاب پیش کی جسمین اس دور اندیشی کے ساتھ کہ عہد جدید مین شرعی احکام کا وجود کمیاب ہے عہد عتیق کے صحائف بھی شامل کیے گئے تھے اور پولوس مقدس کے خطوط جنمین اخلاقی رنگ آمیزیان زیادہ تھین جلی قلم سے لکھے ہوے تھے۔ دیکھنے والے آزاد طبع دانشمند تھے کتابی تذکرون سے عبرت حاصل کی اخلاقی نصائح نے اُنکے دل پر اثر ڈالا لیکن پولوس مقدس کی منطق سے سخت اُلجھن پیدا ہوئی اور سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ گناہ عیسائی کرین اور مسیح گنہگار ٹھہرائے جائین یا یہ کہ اُنکا قتل دوسرون کی سیئات کا کفارہ سمجھا جائے۔

یہ لوگ موسیٰ کی کتاب مین خدا کے احکام دیکھ چکے تھے انجیل مین پڑھ لیا تھا کہ مسیح نے پُرزور الفاظ مین اُن احکام کی توثیق فرمائی ہے اور پھر گلتیون کے موسومہ خط (باب ۳ ورس ۲۳ لغایت ۲۵) مین پولوس کا یہ فرمانا کہ ایمان کے بعد شریعت بیکار ہوگئی ایک عجیب بیان معلوم ہوا اور اسی بیان سے یہ بدگمانی پیدا ہوئی کہ

سہولت پسند ناصح بساط شرع کو لوٹ رہا ہی اور خدا کے حکم سے نہین بلکہ اپنے خیال
کی مقراض سے اُس قانون کی دھجیان اُڑا رہا ہی جسکو حضرت موسیٰؑ لائے اور جسکی
تکمیل کے لیے مسیح علیہ السلام دنیا مین آئے تھے (متی باب ۵ ورس ۷ الغایت ۲۰)
ان بحثون کی نسبت امید تھی کہ کسی نہج سے طے ہوسکین مگر مسئلہ تثلیث نے جلسہ کا رنگ
بگاڑ دیا کیونکہ جستجو کرنے والے خدا کی وحدت کو خاطر نشین کر کے گھر سے نکلے تھے اور
یہان دو نہین بلکہ تین خداؤن کے اعتقاد کا مشورہ دیا گیا اور اسی کے ساتھ ایک
مین تین اور تین مین ایک کا فلسفہ یا تو بے معنی تھا یا کچھ ایسا دقیق جسکو فلاطون بھی
سمجھ نہین سکتا تھا مشنری بزرگوار اُسکو خود کیا سمجھتے اور دوسرون کو کیونکر سمجھا دیتے۔
باایںہمہ بے ربط حجتین کین بیٹے کی ناخوشی سے ڈرایا باپ کی ناراضی کا خوف دلایا
لیکن یہ جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی اور اسلام کے نو تعمیر قصر مین جا پہونچی۔ یہ قصر سادہ
وضع مستحکم بنیاد تھا در و دیوار پر آیات توحید جلی قلم سے تحریر تھین۔

ایک مقدس بزرگ نے جو سجادۂ مشیخت پر جلوہ افروز تھے پُر درد لہجہ مین قرآن کی
تلاوت شروع کی الفاظ کی شوکت فقرون کی روانی ترغیب و ترہیب کے طرز بیان
نے وہی اثر ڈالا جو قرآن کے سمجھنے والون پر ابتک ڈالتا ہی۔ سننے والون پر رقت
طاری ہوئی روتے روتے ہچکیان بندھ گیئن جب طبیعت سنبھلی تو کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کے اُس گروہ مین مل گئے جسمین کالے گورے چھوٹے
بڑے سب کے سب ایک دوسرے کے بھائی سمجھے جاتے تھے پھر شیخ طریقت نے

احکام شرعی سے آگاہ کیا اور قریب الفہم وجوہ عقلی بھی بتائے۔ توریت کتاب الاحبار سے
احکام اور انجیل شریف سے اخلاقی تعلیم کا مقابلہ کر کے شریعت محمدیؐ کی موزونی
دل نشین کر دی رخصت کے وقت آیۂ کریمہ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى
الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ ۴ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱) کا وعظ قابلیت کے ساتھ کہا اور
متقدمین اہل اسلام کے مساعی جمیلہ کے تذکرے سنائے۔ یہ جماعت تعلیم پا کے
وطن کو پھری اور فرض تبلیغ کے ادا کرنے مین اُسنے وہی روش اختیار کی جو خود
اُسکے اُستاد کی تھی اور جسکے محاسن کا اس جماعت کو پورا اعتقاد ہوگیا تھا۔ **دوستو**
جو کچھ مین نے تحریر کیا وہ محض خیال بندی نہین ہی ہادیان اسلام کے تذکرون کو
پڑھو درحقیقت اس مذہب کی اشاعت اُن لوگون نے اسی طرح کی ہی اور اب ہرچند
اگلے بلند خیالیون کا نشان پایا نہین جاتا لیکن اسلام کی حجتین ایسی قوی ہین کہ کسی
نہ کسی پیرایہ مین اپنا اثر دکھاتی ہی رہتی ہین۔

زمانۂ عسرت مین جو لوگ ایمان لائے اُن کو کسی دنیوی فائدون کے ظاہری سامان
دکھائی نہین دیتے تھے مگر اتباع اسلام مین اُن لوگون نے مال کی جان کی عزت آبرو کی
پرواہ نہین کی۔ ترک وطن کی مصیبت عزیزون کی مفارقت کو برداشت کیا مگر

لہ اور تم مین ایسا ایک گروہ ہونا چاہیے جو لوگون کو نیک کاری کیطرف بلاے اچھے کامون کی ہدایت کرے
اور بُری باتون سے منع کرے۔ جو لوگ ایسا کرین وہی فلاح پانے والے ہین ۱۲

اپنے عقیدے سے نہین پھرے۔ یہ تو مہاجرون کی حالت تھی مدینہ کے رہنے والے
جنکو انصار کہتے ہین غور تو کرو اُن پر کیا دباؤ تھا کہ مہاجرون کو اپنا بھائی بنا لیا اور
باانیہمہ کہ خود کم بضاعت تھے مگر خوشدلی کے ساتھ تارکان وطن کو شریک فی البضاعت
کرکے اور بھی کم مایہ بن گئے۔ قدیم الایام سے قبیلۂ قریش تمام عرب مین بااعزاز
سمجھا جاتا تھا اور جس گھر (کعبہ) کے وہ لوگ متولی تھے اُسکی زیارت کو قریب قریب
جملہ قبائل عرب ذریعۂ بہبود سمجھتے تھے پس مدینہ کے رہنے والون نے صرف پیغمبر
علیہ السلام اور اُنکے ساتھیون کو پناہ نہین دی بلکہ ایک نامور باثر قبیلہ اور اُسکے معتقد
دوستون کے ساتھ جھگڑا مول لیا جسکا نتیجہ سخت خطرناک معلوم ہوتا تھا اسلیے کیا
شک ہے کہ اُن لوگون نے خالصًا لوجہ اللہ اسلام کو قبول کیا اور جان و مال کو بمقابلہ
رضاے الٰہی ہیچکارہ سمجھا تھا۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ مدینہ مین بھی چند افراد منافقانہ
مسلمان بن گئے تھے اور حوالی مدینہ کے رہنے والے کچھ بدویون نے بھی زبانی اقرار
حقیت اسلام کا کیا تھا لیکن ایسے کم نصیب تھوڑے تھے اور قرآن مین اُن لوگون
کو سخت ملامتین کی گئی ہین۔

مسیح علیہ السلام نے بڑی عرق ریزی سے صرف بارہ منتخب شاگرد مہیا کیے تھے
جن کے نام یہ ہین۔ شمعون پترس [۱] اندریاس [۲] یعقوب [۳]
پسر زبدی یوحنا [۴] فیلبوس [۵] برتھولما [۶] تھوما [۷] متی [۸]

یعقوب پسر حلفا[۱۰] لبی[۱۱] شمعون[۱۲] قنانی یہوداہ[۱۳] اسقریوطی

ان بارھون کو خود حضور ممدوح نے دعاۃ دین مقرر کرکے قبائل بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تھا کہ معجزہ دکھائین اور دین متین مسیحی کی تلقین کرین (متی باب ۱۰) لیکن یہوداہ اسقریوطی ایسا نالائق ثابت ہوا کہ اُسنے صرف تیس روپیہ معاوضہ لیکے جناب مسیحؑ کو دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار کرادیا (متی باب ۲۶ ورس ۱۵ و ۱۶)

مسیحؑ نے اپنے شاگردون کو اسطرح جانبازی کی ترغیب دلائی تھی " کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچایا چاہے اُسے کھوئیگا پر جو کوئی میرے لیے جان کھوئے گا اُسے پائیگا " (متی باب ۱۶ ورس ۲۵)

شمعون پترس نے اس نصیحت کو خود سنا تھا اور ایک مرتبہ جب مسیحؑ نے اپنے مارے جانے کی خبر سُنائی تو جوش مین آکر کہنے لگے کہ ایسا کبھی نہوگا لیکن جب وقت امتحان آیا تو تین مرتبہ اُس تعلق کا انکار کیا جو درحقیقت ساتھ مسیحؑ کے رکھتے تھے اور صرف سادہ انکار نہین کیا بلکہ قسمین کھائین اور لعنت بھی بھیجی (متی باب ۲۶ ورس ۶۹ لغایت ۷۴)

پھر بھی شاگردون مین پترس بہت غنیمت تھے کہ کسیطرح عدالت تک مسیحؑ کی ہمراہی اختیار کی تھی لیکن باقی دس شاگردون نے تو بعد از گرفتاری خبر بھی نہین لی

---

[۱] لوقا نے ایک شاگرد کا نشان ان الفاظ سے دیا ہی یعقوب کا بھائی یہوداہ (باب ۶ لوقا) ۱۲

کہ اُنکے رہنما پر کیا گذری تجہیز تکفین کی بھی کفالت ان شاگردون مین کسی نے نہین کی بلکہ یوسف نامے ایک اور سعادتمند نے اُسکا اہتمام کیا۔ تاریخ کے دیکھنے والے قیاس کرسکتے ہین کہ اگر ایسا وقت پیغمبر علیہ السلام کے پیش نظر آجاتا تو مہاجر وانصار مردون کا کیا ذکر ہی عورتین گھر سے نکل پڑتین اور جب تک مرد وزن سب کے سب شہادت کا ذائقہ چکھ نہ لیتے دشمنون کو یہ موقع نہ ملتا کہ دامان نبوت کی طرف اپنے دست ستم کو دراز کرین چنانچہ مین چند حکایتین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداریون کی تحریر کرتا ہون۔

حکایت

مظالم اہل وطن سے جب پیغمبر علیہ السلام نے عزم مدینہ فرمایا تو اخفاے سفر کی جو کچھ تدبیرین ضروری تھین عمل مین آئین یہ سفررات مین شروع کیا گیا اور اس خیال سے کہ بستر کو خالی پاکے دشمن فی الفور درپے تعاقب ہون گے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ دوسرا شخص اُس بستر پر حضور کی ردائے مبارک اوڑھ کے سورہے۔ سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین کہ اس خطرناک خدمت کو وہی سعادتمند انجام دیسکتا تھا جس کو اپنی عزیز جان کے فدا کرنے مین مطلق دریغ نہ تھا چنانچہ ہمارے مولاے کریم علیؑ بن ابی طالب نے اس خدمت کو خوشدلی کے ساتھ قبول کیا۔ مشرکون نے کسی مصلحت سے تمام شب صرف محاصرہ پر قناعت کی اور اس تصور مین جاگتے رہے کہ طلوع

آفتاب سے پہلے شمع رسالت کو گل کرین گے لیکن بیاض صبح نے اُن کور باطنون کو سمجھا دیا کہ جس بیگناہ کا قتل مقصود ہی وہ بستر پر نہین ہین بلکہ انکی جگہ دوسرا خدا کا شیر رونق افروز ہی۔ اس پرخطر سفر مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہمراہی کے لیے منتخب ہوے اور بڑی مسرت کے ساتھ تمامی خطرات کا جو ہر طرف سے ہجوم کیے ہوے تھے برداشت کرنا گوارا کر لیا اور جبل ثور کے غار مین تو وہ جوہر صداقت دکھاے جسکی نظیر بمشکل مل سکتی ہی۔ اس غار کی نسبت مشہور تھا کہ درندون کا مامن گزندون کا مسکن ہی لیکن بضرورت وقت ہر گاہ اُسمین چھپ رہنا ناگزیر تھا اسیلیے جانباز ہمراہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار مین داخل ہونے سے باز رکھا اور خود پہلے اُسکے مُنھ مین کود پڑے تاریکی زیادہ تھی اسیلیے اطراف غار کو ہاتون سے ٹٹولا خدا کی مہربانی سے غار مین کوئی موذی نہین ملا لیکن تین سوراخ موجود پائے گئے اور اندیشہ پیدا ہوا کہ شایداُنمین افعی یا دوسرا کوئی گزندہ موجود ہو اسیلیے ایک کو تو اپنے کپڑون سے بند کر دیا دو باقی رہے جنکے مُنھ پر اپنے پانوٗن لگا دیئے۔ ان احتیاطی کاروائیون کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار مین تشریف لائے اور اپنے ثابت قدم خادم کی گود مین سر رکھ کے سو رہے آخر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کف پا کو زہریلے سانپ نے کاٹا پانوٗن تو کیا ہٹتا آپ نے اس خوف سے حرکت بھی نہین کی کہ پیغمبر علیہ السلام کو بیداری کی تکلیف پہونچیگی لیکن شدت الم سے بے اختیار چہرہ پر آفتاب رسالت کے آنسو ٹپک پڑے اور حضور نے بیدار ہو کے بقوت اعجاز

تمام آثارات ورم والم کے جو عارض ہو گئے تھے دم کے دم مین مٹا دیا۔

حکایت

اُحد کی لڑائی بگڑ گئی اور لشکر اسلام کو بہت کچھ صدمے اُٹھانے پڑے
ابن قمیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست پر تلوار چلائی طلحہ نے
اُسکو اپنے ہاتھ پر روکا جسکی بدولت اُنکا ہاتھ ہمیشہ کے لیے بیکار ہو گیا پھر مالک ابن
زہیر نے جو مشہور قدر انداز تھا حضرت پر تیر چلایا اور اُسکو بھی انھین طلحہ نے اپنے
ہاتھ پر لیا۔ اُس لڑائی مین اسّی زخم سے کچھ زیادہ اس جانباز کے جسم کو پہونچے
تھے جنکی خلش سے غشی کی حالت طاری ہوئی لیکن جب ہوش آیا تو جناب رسالتمآب
کی خیریت پوچھی اور سلامتی کی خبر سُنکے کہنے لگے کہ خدا کا شکر ہی اور اب سب مصیبتین
بعد دریافت اس خیریت کے آسان ہین۔

حکایت

بلال ابن رباح حبشی امیہ بن خلف کے غلام تھے اُن پر اسلامی تعلیم کا اثر پڑا
اور مسلمان ہو گئے بیدرد آقا نے اُنکو ستانا شروع کیا۔ عرب مین آفتاب کی تمازت
جیسی کچھ ہوتی ہی اُسکا حال مشہور ہی اُمیہ دوپہر کے وقت جبکہ آفتاب گرم ہوتا بلال
کو جلتی ہوئی کنکریون پر لٹاتا اور سینہ پر بھاری پتھر رکھدیتا اور کہتا کہ اگر تو دین اسلام سے

نہ پھریگا تو ایسی ہی تکلیف مین اپنی نقد جان کا تجھے کھونا پڑیگا لیکن اس برگزیدہ خدا نے توحید سے زبانی انکار کر دینا بھی گوارا نہین کیا آخرکار مسلمانون کے شفیق ابوبکر صدیق رض نے خرید کے خالصًا لوجہ اللہ اُنکو آزاد کیا۔ زمانہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بلال مؤذن اور خازن بیت المال کے رہے بعد وفات آنحضرت صلعم کے شام کو چلے گئے مدتون کے بعد بشوق زیارت قبر شریف مدینہ کو آئے اور مسلمانون کے اصرار سے مسجد نبوی مین اذان کہی جسوقت کلمۂ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان سے نکلا تمامی اہل مدینہ درد مفارقت سے رونے لگے اور عورتین چیختی ہوئین پردون سے نکل پڑین۔

حکایت

جب رسول اللہ صلعم نے معرکۂ اُحد سے مدینہ کو معاودت فرمائی تو ایک انصاریہ عورت جسکا باپ۔ بھائی۔ شوہر اور بیٹا لڑائی مین مارا گیا تھا سامنے آئی اور عرض کیا کہ جب آپ سلامت ہین تو مین اُن مصیبتون کی جو مجھکو پہونچی ہین کچھ پروا نہین کرتی اور اسی طرح دوسری عورتون نے بھی جنکے عزیز رشتہ دار شہید ہوے تھے جناب رسالت مآب کی سلامتی پر خدا کا شکر کیا اور اپنے ملال کو بمقابلہ اُس مسرت کے بے حقیقت سمجھا پس ان سب واقعات پر نظر کر کے یہ کہنا ہرگز داخل مبالغہ نہین ہی کہ اپنی روحانی قوتون سے جیسے صادق الایمان توابع اسلام نے فراہم کیے سکتے ویسے کسی اور

مذہب کو جنکے تذکرے موجود ہین ہرگز نصیب نہین ہوئے۔ دنیا کا دستور ہی کہ جب
کسی عقیدہ کی بنیاد پڑجاتی ہی تو زمانہ مابعد مین سرگرم معتقد پیدا ہوجاتے ہین اور وقعات
مین مبالغہ کے ساتھ رنگ آمیز بیان کرتے ہین اسیلیے جانچنا چاہیے کہ جن لوگون نے
بزمانۂ حیات پیغمبر علیہ السلام اقرار رسالت کیا تھا خود اُنکی قوت ادراکیہ کی کیا حالت
اور طاقت فکریہ کی کیا کیفیت تھی تاکہ اطمینان حاصل ہو کہ اُنھون نے واقعات زندگانی
کو دانشمندی کے ساتھ دیکھا اور اُسکی سچائی کی نسبت مستحکم بنیاد پر رائے قائم کی تھی۔ ہم
سابقین کی فہرست کو نامی نامی سے **علی مرتضی۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق**
ابوعبیدہ امین الامۃ۔ خالد سیف اللہ کے مزین پاتے ہین جنکے تذکرون
سے صفحات تاریخ بھرے پڑے ہین۔ تدبیر مملکت نظام مہام مین ان بزرگون
نے اپنی وہ دماغی قوت ظاہر کی ہی جو مشہور وزراے سلطنت مین کمتر نشان دیجاتی
ہی۔ جن لوگون نے غیر قومون کے قانون ملک داری کو کتابون مین پڑھکے کسیطرح
کے جوہر قابلیت دکھائے ہون اُنکے نسبت قیاس کیا جاتا ہی کہ اثر تعلیم نے طبعی
دانشمندی کو اُبھارا اور ارجمند مراتب پر فائز کیا ہی لیکن ان قرشی صحرائیون مین سکول
تھا نہ کالج نہ کتب خانہ تھا نہ یونیورسٹی اُنکی بضاعت وہی قوت دماغی تھی جو ماں کے
پیٹ سے ساتھ لائے تھے یا وہ تعلیم الٰہی تھی جسکا فیضان اُنکے دل و دماغ پر عالم بالا
سے ہوتا رہا۔ ایک محقق عالم نے علی مرتضیٰ کے خطبون اور مکتوبون کو بشکل کتاب
جمع کیا اور اُس کتاب کا نام نہج البلاغۃ رکھا ہی اُسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ

صاحب کلام کیسا حکیمانہ دماغ اور کیسی دقیقہ سنج طبیعت رکھتے تھے۔ حواریون کے معتقد
اُنکے خطوط کی بڑی مدح سرائی کرتے ہین اور شک نہین کہ وہ سب اخلاقی رنگ مین ڈوبے
ہوئے ہین اور ڈھونڈھنے والون کو اُن کے صفحات مین بیش بہا جواہر مل سکتے ہین
لیکن نہج البلاغہ تو گنجینۂ حکمت خزینۂ بلاغت ہی بالخصوص پروردگار کی عظمت اُسکا
جلال قادر توانا کی صنعت اور اُسکی صنعتون کا کمال ایسے پیرایہ مین بیان فرمایا ہی کہ سننے والون
پر ہیبت اور رہیبت کے ساتھ حیرت چھا جاتی ہی اور سمجھنے والون کو یہی ہیبت اور
حیرت درجہ عرفان پر پہونچاتی اور موحد مسلمان بنا دیتی ہی۔ بعد وفات پیغمبر علیہ السلام
کے ایسے سامان مہیا ہو گئے تھے کہ دولت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر جائے اور سلسلۂ نظام
جو عرب مین مشکلون سے قائم ہوا تھا ٹوٹ کے درہم و برہم ہو لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی دانشمندی عین وقت پر بڑے کام آئی اور اُسنے گرتے گرتے اس قصر اقبال کو
سنبھال لیا۔ بات کا کہدینا آسان اور اُسکا کر دکھانا مشکل ہی کسی مدبر سے جس نے
دنیا کے فراز و نشیب کا تجربہ کیا ہو پوچھ دیکھو کہ بموجودگی اُن واقعات کے جو پیش تھے
اور جنکی تفصیل ارباب تاریخ نے کی ہی کیسے جوہر لیاقت دکھانے کی ضرورت تھی
اور ایسی آنے والی بلا کا ہٹا دینا کتنے بڑے عالی دماغ کا کام تھا۔ سچ یہ ہی کہ اسطرح کے
طوفان مین کشتی کا بچا لینا انھین مقدس مؤید من اللہ کا حصہ تھا اور قدرت نے اسی
دن کے لیے انکو پیدا کیا اور زندہ رکھا تھا۔ **عمر فاروق** رضی کی کارگذاریون کے
ڈھونڈھنے والے مسلمانون کی مصنفہ اور غیر قومون کی مولفہ کتب تاریخ کو دیکھین

اور انصاف کرین کہ ایسے دانشمند دور اندیش عالی دماغ اور باوجود استنے اقتدار کے
زاہدانہ زندگانی کرنیوالے دنیا مین کتنے گذرے ہین میرا تو یہ خیال ہی کہ انبیاؤن کے علاوہ نظر
بحالت مجموعی شاید ہی دنیا مین اُنکا مثل پیدا ہوا ہو۔ باقی دو بزرگون کے تذکرے
بضمن حالات اُن معرکون کے درج تاریخ ہین جو قیصر روم یا شاہ فارس کے مقابلہ مین
پیش آئے تھے جنکو دیکھ کے ہر ذی عقل اُنکی مدبرانہ عالی دماغی اور دانشمندانہ بلند خیالی
کا ضرور ہی کہ اعتراف کرے۔ **دوستو** سچ بتاؤ کیا یہ بات قیاس مین آتی ہی کہ
ایسے ایسے دانشمند دام فریب مین پڑ گئے اور بغیر اطمینان صداقت کلمہ توحید پڑھ کے
حضرت اسلام کے فدائی بن گئے تھے۔ مذاہب مشہورہ مین ہر ایک رحم اور فروتنی کی
سفارش کرتا ہی اور کچھ عرصہ تک بعد اپنے ظہور کے ان سب نے دیانت اور نیک
نیتی کے ساتھ اس سفارش کی منادی کی اور قلوب پر سامعین کے عمدہ عمدہ اثر ڈالے
لیکن جب دنیا دار ارباب حکومت بھی اُسکے ہم آواز ہوئے تو پھر وہ مذہب ملکی پالسی
کے آغوش مین آگیا اور رحم کی جگہ جور و ستم نے اور فروتنی کی جگہ کبر و نخوت نے زبردستی
چھین لی۔ ان مذاہب مین سب سے زیادہ مذہب عیسوی اپنی مسکینی کا اظہار کرتا ہی
اور ابتدا مین وہ درحقیقت مرنج و مرنجان تھا۔ قبائل بنی اسرائیل مین جنکو مسیح علیہ السلام
سانپون کے بچے فرمایا کرتے تھے بہت کم اور زیادہ تر بت پرستان یورپ مین ہادیان
دین کی کوششین کامیاب ہوئین۔ تین صدی کے عرصہ مین رفتہ رفتہ شجرۂ تعلیم اتنا
بڑھا کہ **شاہنشاہ قسطنطین** نے باقتضاے مصالح ملکی یا دینی دین مسیحی کی

پیروی اختیار کی پھر تو وہی بزرگوار جو دوسرون کو ترک و تجرید رحم وعفو کی تعلیم دیتے
تھے خود اپنا سبق بھول گئے اور امن کی خانقاہون مین کشت و خون کا بازار گرم ہوچلا
سنہ ۳۲۴ء مین ایک کونسل جو **نیس** کے نام سے مشہور تھی قائم ہوئی اور حامی دین شاہ
قسطنطنین اُسکے پریسیڈنٹ بنے۔ پرجوش علماے مسیحی کو اس کونسل سے بڑے بڑے
اختیارات ملے اور اُن لوگون نے اپنے معتقدات کی اشاعت مین کوئی دقیقہ جبر و
ستم کا اُٹھا نہین رکھا۔ **جان ڈون پورٹ** اپنی لائق تعظیم تصنیف مین تحریر
فرماتے ہین کہ اس کونسل کی بدولت بڑی بڑی خرابیان پیدا ہوئین اور تعصب کے
دست و بازو عرصہ تک بنی آدم کے خون سے کرۂ ارض کو لالہ زار بنائے رہے۔
شاہ **شارلمین** نے بت پرستان قوم سکسن کو جبراً عیسائی بنایا اور **بادشاہ نٹ**
کی جہادی پالسی نے بہتون کو خلاف اُنکی مرضی کے آسمانی بادشاہت مین جگہہ دی
ٹی ڈبلو آرنالڈ اپنی کتاب **پریچنگ آف اسلام** مین ارشاد کرتے ہین
کہ سنہ ۱۶۶۹ء مین یہ عجیب حکم بنام راجگان جزیرہ **امبونا** صادر ہوا تھا ,, کہ بت پرستون
کی ایک تعداد اصطباغ پانے کے لیے اُسوقت موجود رہا کرے جبکہ پاسٹر تقریب دورہ
اُنکے پاس پہونچے ،، بت پرستون کے ساتھ جو برتاؤ مسیحی مجاہد برتتے رہے ہے اُس سے
قطع نظر ناظرین **تاریخ اسپین** کو ملاحظہ فرمائین کہ مسلمانون نے وہان کے قدیم
باشندون کو کیسی مذہبی آزادی دے رکھی تھی اور جب تغیرات زمانہ نے زمام حکومت
عیسائیون کے ہاتھ مین دیدی تو اُنکے دست ستم نے کسطرح اسلام کا نام اُس خطہ سے

مٹایا اور کیسی بیدردیون کے ساتھ اُنکے عالیشان معابد برباد کیے۔ باوجود ان کرتوتون
کے تعجب ہی کہ مشنری مقرر شاہان اسلام پر الزام لگاتے ہین اور انجیل متی باب ۷ ورس ۳
کو نہین پڑھتے ،، اور کیون اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ مین ہی دیکھتا ہی پر
اُس کانڑٹے پر جو تیری آنکھ مین ہی نظر نہین کرتا ،، ہم تسلیم کرتے ہین کہ بادشاہون
کے اعمال کا اگرچہ اُن سے اشاعت مین بہت بڑی مدد ملی مذہب عیسوی ذمہ دار
نہین ہی پھر اسلام بھی اُن جبر و ستم کا جسکا مرتکب کوئی مسلمان بادشاہ ہوا ہو کیون ذمہ دار
کیا جائے۔

دارا شکوہ ہندوانہ عقائد کی طرف میلان خاطر اسلیے ظاہر کرتا تھا کہ
بڑے بڑے ذی اقتدار راجگان ہند تخت نشینی کی نزاع مین اُسکی حمایت کرینگے۔

اورنگ زیب دوسرا دعویدار سلطنت زود فہم تھا اُسنے بھائی کی چالاکی
کو سمجھ لیا اور اُسکے مقابلہ کے لیے مسلمانون کے جوش کو اُبھارا۔ الغرض اپنے اپنے
سوانگ مین **شاہجہان** کے دونون صاحبزادے معرکہ آرا ہوئے۔ اقبال **اورنگ زیب**
کے ساتھ تھا اور اُسنے لشکر مقابل کو باانیہمہ کہ وہ تعداد مین زیادہ اور شاہانہ سامان سے
آراستہ تھا شکست دیدی۔ پھر فاتح نے دشمنون کی دل شکنی کے لیے کچھ مندر توڑے
مسجدین بنائین لیکن یہ سب تو خانگی جھگڑون کے شعبدے تھے مذہب کو ان سے
کیا تعلق تھا۔

درحقیقت مذہب کا گہرا تعلق دنیاوی حکومت سے صرف تیس سال بعد وفات

پیغمبر علیہ السلام کے رہا کیونکہ خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا تھا اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ یَصِیْرُ بَعْدَهَا مُلْکًا عَضُوْضًا یعنے خلافت بعد میرے تیس سال تک ہی پھر اُسکے بعد بادشاہ سخت ہون گے اس تیس سال کے زمانہ کو اہل اسلام زمانۂ خلافت راشدہ کہتے ہین جو قبل حکومت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے ختم ہوگیا۔ بعد انقراض زمانۂ خلافت کے نیک و بد دونون طرح کے فرمانروا جیسے اور اقوام مین گذرے ہین ہوتے رہے لیکن اُنمین باستثناے عمر بن عبد العزیز جنکی حکومت صرف دو سال پانچ مہینہ رہی ایک بھی ایسا نہین گذرا جسکے قول و فعل مذہبی معاملات مین بطور سند مانے جاتے ہون بلکہ بعضون کی نسبت شرمناک محرمات شرعیہ کا الزام لگایا گیا ہی اور بعضون کی نسبت شبہہ ہی کہ دائرۂ اسلام سے بھی خارج تھے۔ دنیا کی حکومت بڑی فریب دینے والی ہی یزید بن معاویہ کو نہ صرف اسلامیت کا بلکہ خلافت رسول اللہ کا بھی دعوی تھا لیکن اُسکی تحریک سے رسول اللہؐ کے بڑے نواسہ کو زہر دیا گیا اور چھوٹے بیدردی کے ساتھ دشت کربلا مین شہید کیے گئے۔

یزید ہی پر منحصر نہین ہی فرمانروایان مروانیہ و عباسیہ مین ایسے ایسے کور باطن گذرے ہین کہ اولاد رسول کے قتل کرنے مین نہ اُنکو قرابت کا پاس تھا نہ خدا کا ڈر اسیلیے ہٹ دھرمی کی بات ہی کہ بادشاہان دنیا کے اعمال کی اگرچہ وہ مسلمان کہے جاتے تھے اسلام سے محاسبہ فہمی کیجائے۔

اب بھی ممبران مذاہب تبلیغی کو طبعًا یہ شوق ہی کہ ممبران مذاہب دیگر کو اپنے معتقدات کا

پیرو بنائین پس اگلے زمانہ مین جبکہ دنیا کو مذہب کے ساتھ خاص دلچسپی تھی اور کبھی کبھی
ملکی معاملات مین بھی وہ مددگار بنجاتا تھا ہم قیاس کر سکتے ہین کہ اس شوق کا کیسا
ولولہ رہا ہوگا - آج کل علوم وفنون کے مدرسے محتاج خانے یتیم خانے عیسائیون
کے روپیہ سے مشنری لوگ بلاغرض محض انسانی ہمدردی سے نہین بناتے بلکہ بہت
بڑی غرض ان فیاضیون کی یہ ہے کہ اپنا کم وبیش اثر ڈالین اور اپنے خیال کے
موافق دوسرون کو آسمانی بادشاہت مین داخل کرائین - یہ خواہش اُن لوگون کی
اگرچہ دوسرون کو ناگوار ہو لیکن انصافاً یہ کارروائی بڑی نیک نیتی کی ہے ہان جو
لوگ محض دنیاوی اغراض سے تبدیل مذہب کرتے ہین وہ البتہ لائق نفرین ہین -

مبادا دل آن فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

دانشمند مشنری خودغرض مہمانون کو خوب پہچانتے ہین لیکن وہ کیون جانچ کرین کہ آنیوالا
اپنے دلمین کن خیالات کو چھپا کر لایا ہے وہ سمجھے ہوئے ہین اور جو کچھ سمجھے ہوئے ہین
بہت ٹھیک ہے کہ یہ تازہ وارد کچھ دنون مین خلوص کا رنگ پکڑلین گے اور اگر
اُن پر صحبت کا رنگ نہ چڑھا تو بھی اُنکی اولاد سمجھے یا نہ سمجھے مگر نکتہ تثلیث کو خدائی
راز باور کریگی - دنیاوی اغراض سے اپنے کو ایماندار ظاہر کرنے والے قدیم الایام سے
ہوتے آئے ہین چنانچہ پولوس مقدس فرماتے ہین "کیونکہ بہتیرے چلنے والے
ہین جنکا ذکر مین نے تمسے بارہا کیا اور اب رو رو کے کہتا ہون کہ وے مسیح کی صلیب
کے دشمن ہین انکا انجام ہلاکت ہے انکا خدا پیٹ انکا ننگ اُنکی بڑائی ہے وے دنیا کی

چیزون پر خیال رکھتے ہین" (فلپیون کا موسومہ خط باب ۳ ورس ۱۸ و ۱۹)
ذی اقتدار مسلمانون نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جسکی پیروی اُن سے پہلے عیسائیون
نے کی تھی اور آج کل کے مشنری کر رہے ہین - بنتیجہ اس تحریک کے شک نہین
کہ کچھ لالچی دین فروش افراد نے اوپری دل سے اپنا نام دفتر اسلام مین لکھا دیا اور
اگر آخر کار ایسے تازہ وارد صادق الایمان نہ بنگئے ہون تو بھی اُنکی اولاد پکی مسلمان ثابت
ہوئی لیکن اسطرح کی کارروائیون کو جبریہ سمجھنا یا کہنا انصاف سے بعید ہی ہان گو نمنون
کو حام ازین کہ وہ عیسائی رہی ہون یا محمدی اسطرح کی ترغیبون مین شریک ہونا ایک
حد تک ضرور معیوب تھا لیکن سچ یہہ ہے کہ اگلے زمانہ مین حکومت کا طرز دوسرا تھا اور اُسکی ضرورتین
زمانۂ حال کی ضرورتون سے مختلف تھین اب جو لوگ زمانۂ حال کی حکومتون کو
دیکھتے اور اُنھین کی کسوٹی پر اگلی حکومتون کو کسنا چاہتے ہین اُنکی سخن سنجی کا خلاصہ
یہ ہے کہ ہزارون برس کی کوشش اور تجربہ کے بعد جو انتظامی سلسلہ دنیا مین قائم ہوا ہے
وہ اگلے زمانہ مین کیون قائم نہین ہوا لیکن ایسے سخن سنج درحقیقت تجربہ کی قوت اور
زمانہ کی قدرتی ترقیات کو نہین سمجھتے اسلیے کہتے ہین کہ بچپن مین بھی دنیا کو وہی بلند خیالی
ظاہر کرنا لازم تھا جسکو وہ سن کہولت مین ظاہر کر رہی ہے -

اسلام پر اُسکے مخالفون نے اگلے زمانہ مین بھی الزام لگایا کہ اُسکی اشاعت بزور شمشیر
ہوئی ہے یا یہ کہ اُسمین اتنی طاقت نہین ہے کہ آزاد آنے والون کو بمقابلہ بودھ ازم اور
عیسائیت کے اپنے حلقہ مین کھینچ لے اس الزام کا جواب پیروان اسلام استدلالاً

دیتے آئے لیکن قدرت کا یہ ارادہ ہوا کہ خویش و بیگانہ پر اسلام کی روحانی قوتونکو کالشمس فی نصف النہار ظاہر کرے اور اس ارادے کی تکمیل مین جو دردانگیز واقعات چرخ نیلی فام کے سایہ تلے گذرے اُنکا بیان علی سبیل الاجمال یہ ہی۔

مشرقی[1] حدود چین مین ایک سلسلہ پہاڑون کا واقع ہی جسکو عربی تاریخون کے مصنف طمغاج کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ اس کوہستانی ملک مین مغلون[2] کی قوم سکونت پذیر تھی آفتاب پرستی اور شرک فی الالوہیت اُنکا مذہبی شعار تھا۔ خورش مین حلال وحرام مردہ و زندہ کا امتیاز نہ تھا۔ جانورون کی کھال پوشش کے لیے کافی تھی اور موٹے کپڑون کا استعمال نمود کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ آب وہوائے ملک عام مواشی بالخصوص گھوڑون کے موافق مزاج تھی۔ یہ گھوڑے عموماً نباتات ارضی پر خوشدلی کے ساتھ زندگانی کرتے تھے اور ضرورت کے وقت اپنی ہی ٹاپون سے نباتات کی جڑ کھود کے شکم پروری کر لینے مین اُنکو عذر نہ تھا۔ اس سادگی تمدن کے ساتھ تمام قوم جفاکش بیباک اور ہر ایک مصیبت پر جو پیش آجائے صبر کرنے والی تھی۔ مغلون کی سرحد ممالک اسلامیہ سے بہت دور تھی اور درمیان مین ختائی امرا کی حکومتین ایک کو دوسرے سے اسطور پر جدا کیے ہوئے تھین کہ مدتون مغلون اور مسلمانون مین معرکہ آرائی کی نوبت نہین آئی۔ بدقسمتی سے علاء الدین محمد بن تکش

---

[1] شرح نہج البلاغہ مصنفہ شیخ عزالدین عبد الحمید المدائنی ۱۲

[2] قوم مغل ایک شاخ قوم ترک کی ہی جو خطۂ تاتار مین سکونت گزین ہوئی تھی ۱۲

جسکو خوارزم شاہ بھی کہتے ہین بلاد ماوراء النہر پر مستولی ہوا امراے ختائی اُسکے دلیرانہ حملون کو روک نہ سکے اور اپنے موروثی مقبوضات کو کھو بیٹھے لیکن اس حجاب کے اُٹھتے ہی سرداران ترک نے ممالک مفتوحہ پر تاخت شروع کی آخر خوارزم شاہ نے دب کے صلح کرلی اور ایک حصہ ولایت ماوراء النہر کا اُنکو دیدیا۔ اسلامی سرحدمین یہ وسعت پیدا ہورہی تھی کہ خدا کے قہر یعنی نوع انسان کی شامت نے مغلون مین اوتار لیا یعنے چنگیز خان نے ظہور کیا اور اُسنے اپنی تدبیرون سے مغلون کی متفرق جماعت کو تابع فرمان بناکے دیگر ممالک پر تاخت شروع کردی چنانچہ اُسکی فتحمندیون نے آسانی کے ساتھ سرداران ترک کے ہاتھ سے بھی متروکہ امراے ختائی چھین لیا پھر توقوی بازو سلطنت مغول کا ڈانڈا اسلامی مقبوضات سے مل گیا اور وہ بنیاد فساد قائم ہوئی جسنے صرف خوارزم شاہ کو نہین بلکہ اکثر دول اسلامیہ اور دولت عباسیہ کو بھی صفحۂ روزگار سے مٹادیا[۱] ۶۱۰؁ ہجری مین قبائل مغول نے ماوراء النہر کی طرف پیش قدمی شروع کی اور ۶۱۵؁ ہجری مین خوارزم شاہ کی کوتہ نظری سے ایسے واقعات پیش آئے کہ چنگیز خان کی جنگ جو طبیعت مین اشتعال پیدا ہوا اور وہ اپنی خونخوار فوجون کو جنکی تشبیہ ریگ بیابان سے دیجاتی تھی ساتھ لے کے اسلامی ممالک پر ٹوٹ پڑا۔ خوارزم شاہ مرد میدان تھا لیکن ادبار نے اسکو ایسا مرعوب کردیا کہ ہاتھ پیر پھول گئے اور ایسا کوئی مقابلہ نکرسکا جسکی امید اُسکی بردلی سے کیجاتی تھی

شکستہ دل آمد بمیدان فراز　　　　دل بازہ شکست زان جرعہ باز

[۱] تاریخ الخمیس مصنفہ حسین بن محمد الدیار بکری ۱۲

بخارا۔ سمرقند۔ نیشاپور۔ ہمدان اور بڑے بڑے آباد مردم خیز شہر حملہ آورون کے جور و ستم سے برباد ہوئے بیشمار مسلمان مارے گئے مسجدین توڑی گئین عمدہ عمدہ کتبخانے ضائع کیے گئے۔ ظالمون نے صغیر و کبیر زن و مرد کسی پر ترس نہین کھایا امن دی اور خونریزیان کین معاہدے سے کیے بدعہدیان کین غرض ہر پہلو سے سرسبز ممالک کو مثل اپنے نکبت آگین وطن کے وحشیون کا مسکن بنا دیا۔ اس طوفان بلا کے جو طوفان نوح کی طرح آفت جان تھا اصل جھونکے ممالک اسلامیہ پر پڑتے رہے باایں ہمہ اُسنے ترکان قبچاق اور دیگر قومون کو بھی بے داغ نہین چھوڑا اور جہان پہونچا وہان قبض ارواح کا کام اتنا بڑھا کہ موت کا فرشتہ بھی اپنی ذمہ داریون سے گھبرا اُٹھا۔ پولنڈ اور ہنگری مین قتل عام عمل مین آیا اور ایک لڑائی[1] کے بعد مغلون نے صرف داہنے کان روسی مقتولون کے کاٹے اور اُن سے نو تھیلے بھرے جنمین ہر ایک بیس من سے کچھ زیادہ تھا۔ وہ آگ جو ماوراالنہر مین سلگی تھی تر و خشک کو جلاتی ہوئی بغداد تک پہونچی مستعصم باللہ خلیفہ اور کورنمک ابن علقمی اُسکا وزیر تھا حکومت عباسیہ پہلے ہی سے نیم جان تھی لیکن مسلمانون مین کچھ ولولہ قومی شجاعت کا باقی تھا جو کام آیا اور ۶۴۳ھ ہجری مین بمقام یعقوبا مغلون کو شکست فاش ملی پھر دوسرا حملہ ۶۵۶ھ ہجری مین بغداد پر ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان نے کیا اُسوقت بھی اسلامی لشکر جانبازی کے ساتھ بر سر مقابلہ آیا لیکن کم بخت وزیر نے جو حملہ آورون سے ملا تھا رات کو

---

[1] تاریخ چین مصنفہ جیمس کارکران ۱۲

دجلہ کا بند توڑوا دیا اور اکثر بہادران اسلام عالم خواب مین غریق رحمت الٰہی ہوے۔ اس صدمہ کے بعد کسی مین قوت مقابلہ باقی نہ رہی۔ بیدردی کے ساتھ خلیفہ کا خرمن حیات پامال ہوا۔ بغداد کا آباد شہر پھونکا گیا اور تخمینہ[1] کیا جاتا ہی کہ بیس لاکھ تیس ہزار بغدادی اس فتنہ مین مرمٹے اسی تعداد پر قیاس کرنا چاہیے کہ مغلون کے شروع حملہ سے اُسوقت تک کہ اُنھون نے دارالخلافت کو یون برباد کیا کتنے مسلمان مارے گئے ہون گے۔ مسلمانون کی تعداد بہت گھٹ گئی دنیاوی دولت اُنکے ہاتون سے چھن گئی اور ہر طرح کی مصیبتون نے تمام قوم کو گھیر لیا لیکن اسلام کی روحانی قوت کو صرصر حوادث جنبش نہ دلیسکی اور ہم تاریخون مین ایسا کوئی تذکرہ موجود نہین پاتے کہ اپنی بدنصیبی کے دور کرنے کو کسی مسلمان نے اتنے بڑے فتنہ تاتار مین اسلام سے انکار کیا ہو بلکہ اُن لڑائیون مین جو ترکون کے ساتھ ہوئین مسلمانون کے عقیدے دربارہ تصدیق نبوت اور بھی زیادہ مستحکم ہوگئے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے ظہور اتراک کی خبر پہلے ہی سے دیدی تھی اور ایسی حدیثین تیسری صدی ہجری مین درج کتاب بھی ہو چکی تھین۔

حدیث

لاتقوم الساعۃ حتی تقاتل المسلمون	قیامت نہ قائم ہوگی تا آنکہ لڑائی کرین مسلمان
الترک قوما وجوھھم	ترکون کی ایک قوم سے جنکے مُنھ مثل سپر تہ بہ تہ ہون

[1] تاریخ الخمیس ۱۲

كالمجان المطرقة تلبسون الشعر ويمشون في الشعر (رواه مسلم)	جو پہنتے ہونگے بال اور چلتے ہونگے بال مین یعنے اُنکی پوشاک اور جوتیان بال کی ہونگی۔

ایک حدیث مین بہ سلسلۂ بیان حلیہ اس قوم کے حمر الوجوہ صغار الاعین (سرخ رنگ چھوٹی آنکھین) اور دوسری مین ذلف الانف (چپٹی اور گندہ ناک) بھی واقع ہی امام نووی شارح صحیح مسلم جو بزمانۂ جنگ اتراک بقید حیات تھے لکھتے ہین کہ یہ قوم ترک انھین صفات کے ساتھ متصف ہی جسکا بیان بطور اعجاز ہمارے پیغمبر نے فرمایا تھا۔

کہا جاتا ہی کہ ایشیائی ممالک مین محل سرا کا بہت بڑا اثر مرد و زن پر پڑتا ہی اور میرا تو یہ خیال ہی کہ مذہبی معاملات مین ہر جگہ تعلقات زن و شو خاص کر قوی اثر ڈالتے ہین چنانچہ پولوس مقدس نے اپنے ایک خط مین ہدایت کی ہی کہ ایماندار زوجہ بے ایمان شوہر کو اور ایماندار شوہر بے ایمان زوجہ کو خود نہ چھوڑے کیونکہ موجودگی ایسے تعلق کے بے ایمان کو پاک بنجانے کا موقع ملا ہی۔[1] معتمد روایتون سے پتہ چلتا ہی کہ جب مغلون کے اقبال کا آفتاب بہت بلند تھا اُسوقت عیسائی فرقے اسطرح کے سلسلۂ قرابت کو اُن لوگون کے ساتھ مستحکم کیے ہوے تھے خود چنگیز خان نے پریسٹر یحییٰ کی دختر سے جو قوم کاریت کا سردار تھا اپنا عقد کر لیا تھا اور اگتائی خان اُسکا بیٹا بھی انھین پریسٹر کے خاندان مین بیاہا گیا۔ منگو خان اور

[1] پریچنگ آف اسلام مصنفۂ ٹی ڈبلو آرنالڈ ۱۲

اور ہلاکو نبیرگان چنگیز کی بیگمین عیسوی المذہب تھین اور ایاقاخان پسر ہلاکو کے ساتھ تو
شاہنشاہ قسطنطنیہ نے اپنی بیٹی بیاہ دی تھی اسلیے ظاہر ہی کہ مغلی دربار مین عیسائیون
کا کیسا رسوخ تھا اور وہ اپنا اثر ڈالنے کا کتنا عمدہ موقع رکھتے تھے سنہ ۱۲۵۳ع[1] مین
ہیطن شاہ ارمن جو لطافت طبع اور جادو بیانی کے ساتھ موصوف تھا
منگو خان کے دربار مین حاضر ہوا اور مل جل کے **قاآن** کو برانگیختہ کیا اور
اقرار بھی لے لیا کہ وہ اپنے زور بازو سے اسلام کو نابود کریگا۔ طفیل مین ایک عیسائی
وزیر کے جو کیوک خان کا با اقتدار مشیر تھا مغلی دربار مین اُسکے ہم مذہبون کی آؤبھگت
بہت کچھ ہوتی تھی اور یہ لوگ اپنے رسوخ کو اسلام کی بیخ کنی مین استعمال کرتے تھے
ان پرائیوٹ سازشون کے بعد مگر اُنھین کے بنیاد پر شاہان ممالک یورپ بھی زہریلی
پالسی اُگلنے لگے سینٹ لوئی بادشاہ **فرانس** اور چارلس بادشاہ **صقلیہ** نے
ارغون خان کی خدمت مین سفارتین بھیجین کہ وہ اسلام کی بربادی کے لیے
سلاطین عیسائی کے ساتھ اتفاق کرے خود ارغون خان مسلمانون سے طبعی نفرت
رکھتا تھا اُسنے دفتر ملازمت سے مسلمانون کے نام اک قلم کاٹ دیے تھے اور دربار
مین اُنکے آنے کی قطعی ممانعت کردی تھی۔ بدبختی کی گھٹا مطلع امید کو اسطرح تیرہ و تار کر رہی
تھی اور حضرت اسلام اطمینان کے ساتھ اُسکا تماشا دیکھتے اور کبھی کبھی مسکرا کے فرماتے تھے
يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ

[1] تاریخ چین مصنفہ جیمس کارکرن ۱۲

نوره ولوکرہ الکفرون ۝ [1] (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ رکوع ۴)
آخر اسلام نے اپنے حریفون کو مات دی **برکہ خان** کے دلمین خدا کی ہدایت سما گئی اور اسلام لایا پھر **نکودار** سریرآرا سے دولت ایلخانی جو عیسائی تھا اور جسکو ایام طفولیت سے مذہب عیسوی کی تعلیم ملی تھی اپنا مذہب ترک کرکے مسلمان ہوگیا لیکن ابھی بنیاد اسلام مغلون مین مستحکم نہین پڑی تھی اسلیے **ارغون خان** کو موقع ملا او نکودار کو مار کے خود مالک تخت و تاج بن بیٹھا اور جہانتک بن پڑا مسلمانون کی ایذا رسانی مین کوتاہی نہین کی جب وہ مرا تب اُسکا جانشین فرزند **غازان خان** [2] ۶۹۴ھ ہجری مین سچے دل سے اسلام کا حلقہ بگوش بن گیا اور تاتاری قومین جو دیار اسلام مین پھیلی ہوئی تھین یکے بعد دیگرے اسلامی حلقہ مین داخل ہو کے شرف اندوز سعادت ہوئین۔

مسلمانون نے قریب ایک صدی کے مغلون کے ہاتھ سے ذلتین اُٹھائین مصیبتین سہین لیکن اُنھین کے ضمن مین ثابت ہوگیا کہ اسلام مین ایسی روحانی قوت موجود ہے کہ وہ فاتحان بلاد اسلام پر بھی فتح حاصل کرسکتا ہے۔ ملکی پالیسی سے اُسکی پالیسی جُدا ہے اور اُسکی منادی مغلون کی سی آزاد اور خودسر قومون کو روشن حجتون کی تاثیر سے اپنے حلقۂ اثر مین لاسکتی ہے۔

---

[1] چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو منھ سے پھونک کے بجھا دین اور خدا کو منظور ہے کہ اپنے نور کو پورا کرکے رہے اگرچہ کافر ناخوش ہوا کرین ۱۲

[2] تاریخ الخلفا مصنفۂ جلال الدین السیوطی ۱۲

بعض عیسائیون کا یہ خیال ہو کہ اُن دنون جبکہ اسلام بمقابلۂ عیسائیت کے فیروزمند ہوا عیسائی فرقون کے باہمی اختلاف نے تاتاریون کو اُنکی تعلیم سے بے اعتقاد کردیا تھا اور اسی وجہ سے اسلامی تعلیم غالب آگئی لیکن تاریخون سے ثابت ہو کہ باہمی جھگڑون مین مسلمانون کی حالت عیسائیون سے اگر بُری نہین تو اچھی بھی نہ تھی۔ خواجہ نصیرالدین طوسی جو بہت بڑے عالم مذہب شیعہ کے تھے کہا جاتا ہو کہ اُنھین نے ہلاکو کو تسخیر بغداد پر آمادہ کیا تھا۔ اور ابن علقمی شیعی بھی جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا دشمنون سے ساز رکھتا تھا۔ اِن دونون کو یہ امید تھی کہ بعد زوال دولت عباسیہ سریر خلافت بنی فاطمہ کے قدمون سے مقدس ہوگا۔ لیکن مغلون کو تو حکومت اسلامیہ کا مٹانا مقصود تھا وہ کب ایک کو اُٹھاتے اور دوسرے کو اُسکی جگہ بٹھا دیتے الغرض باہمی رشک وحسد سے حکومت موجودہ جاتی رہی اور اسطرح آئے دن کی نزاع خلافت ہمیشہ کے لیے طے ہوگئی۔ **اصفہان**[1] ایک محفوظ جگہ مسلمانون کے پناہ کی تھی اُسنے باوجود متواتر حملون کے اپنے تئین ۶۳۳ھ ہجری تک مغلون کے دست بُرد سے بچایا تھا لیکن شافعیہ وحنفیہ مین جو متحد الاعتقاد اسلامی فرقے ہین مخالفت بڑھ گئی۔ شافعیہ نے مغلون کو حوصلہ دلایا وہ خوشی کے ساتھ چڑھ دوڑے زمانۂ محاصرہ مین شافعیون نے حنفیون کی اور حنفیون نے شافعیون کی گردنین کاٹنی شروع کین۔ آخر شافعیہ نے شہرپناہ کے دروازے کھول دیے اور مغلون نے

---

[1] شرح نہج البلاغہ ۱۲

دخیل ہوکے بلا تفرقہ دوست دشمن دونون فرقے کے خون سے سطح زمین کو لالہ زار بنا دیا۔ دربار مین علماے شیعہ و اہل سنت اپنے اپنے عقائد کی تائید سرگرمی کے ساتھ کرتے تھے چنانچہ **غازان خان** نے مذہب اہل تسنن اختیار کیا۔ اُسکے بھائی **خربندہ**[1] نے مذہب شیعہ قبول کیا۔ پھر خربندہ کے بیٹے **ابوسعید** نے اہلسنت کی روش اختیار کی اور آخر کار مغلون کا وہی شاہی مذہب قرار پایا پس اِن تذکرون سے ثابت ہو کہ عیسائیون سے دو ایک قدم خانگی جھگڑون کے میدان مین مسلمان بڑھے ہو سے تھے۔ اسیلیے جو وجہ معذرت منجانب مذہب عیسوی بیان کی گئی ہو وہ درحقیقت ناکافی ہو۔

ضوابط اسلام مین بجبر مسلمان بنانے کا کوئی حکم نہین ہو اور متعصب فقیہون نے بھی اپنے تصانیف مین کوئی ایسی راے ظاہر نہین کی ہو وہ کیونکر ایسی کوئی راے ظاہر کرسکتے تھے جبکہ قرآن پاک مین صاف وصریح یہ ہدائتین موجود ہین۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ[2] لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ (پارہ ۱۱۔ سورہ یونس۔ رکوع ۹)

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا

---

[1] تاریخ الخلفا ۱۲

[2] اے پیغمبر اگر تمھارا پروردگار چاہتا توسب زمین کے رہنے والے ایمان لاتے تو کیا تم لوگون پر جبر کرسکتے ہو کہ سب ایمان لائین ۱۲

ضوابط اسلام مین بجبر مسلمان بنانیکا حکم نہین ہے

وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ (پارہ ۳- سورۃ البقر رکوع ۳۳)

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِلَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج
وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ○ (پارہ ۳-
سورۂ آل عمران رکوع ۱)

پیغمبر اسلام اور حکومت

تعجب ہی تعجب نہین ستم ہی کہ بموجودگی ایسے نصوص صریح کے تہمت لگائی جائے
کہ اسلام نے اپنے عقائد کو جبریہ تسلیم کرایا اور اس طور پر وہ جماعت کھڑی ہوئی
جسکے زہد و تقوے کی حکایتون سے تاریخ کی کتابین بھری ہین اُنکے اخلاق ہرچند
اپنے بزرگون کے صفات کمالیہ سے بہرہ مند نہین ہین لیکن حقیت اسلام کی نسبت
اُنکے عقیدے اب بھی ویسے ہی راسخ ہین۔ (۳) پیغمبر اسلام نے روحانی
واخلاقی دائرہ سے قدم باہر نکالا شاہانہ حکومت عرب مین قائم کی اور زمانۂ خلافت راشدہ مین بھی
اُنکے خلفا حلقۂ حکومت کو بڑھاتے گئے غرض دونون زمانہ مین خون ریزیان ہوئین

---

(۱) دین مین زبردستی کا کام نہین ہی گمراہی سے ہدایت ظاہر ہوچکی پس جو جھوٹے معبودون سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو اُس نے مضبوط رسّی پکڑی جو ٹوٹنے والی نہین ہی اور اللہ سنتا اور سب کچھ جانتا ہی ۱۲

(۲) اے پیغمبر اگر تم سے لوگ حجت کرین تو کہدو کہ مین نے اور جو لوگ میرے پیرو ہین خدا کے آگے سر جھکا دیا اور اہل کتاب اور جاہلان عرب سے کہو کہ کیا تم اسلام لاتے ہو اگر وے لوگ اسلام لائین تو بیشک راہ راست اختیار کی اور اگر روگردانی کرین تو تمھارا کام صرف منادی کا ہی اور اللہ بندون کا حال دیکھتا ہی ۱۲

دوسرون کے مال لوٹے گئے - لیکن ایسی کارروائیان منصب نبوت وخلافت نبوت کے شایان نہ تھین - دیکھو مسیح علیہ السلام اور اُنکے حواریون نے کسطرح اپنی تعلیم کو دنیاوی تعلقات سے علٰحدہ رکھا صبر وسکوت کے ساتھ خود مصیبتین اُٹھائین مگر دوسرون کا دل دکھانا گوارا نہین کیا - (ج) ہمنے پہلے تحریر کیا ہی کہ ہر زمانہ کی روش جداگانہ ہوتی ہی اور نیک نیت بلند خیال دانشمند مجبور ہوتے ہین کہ زمانہ موجودہ کی حالت کو ملحوظ رکھکے شایستہ تدبیرون پر کاربند ہون - ظل عاطفت مین انگلش گورنمنٹ کے ہملوگ مدتون سے استفادۂ امن وامان کررہے ہین اسلیے ہمارے دماغ مین یہ قوت نہین رہی کہ پورا اندازہ اُس طوفان بے امنی کا کرین جو اگلے زمانہ مین جلد جلد اُٹھتے اور حضرت آدم کی کھیتی کو برباد کرکے بہت دنون مین فرو ہوتے تھے -

یہ امن کا دور آزادی کا زمانہ اگر پہلے موجود ہوتا تو پیغمبر اسلام پر منحصر نہین ہی شاید کسی سجادہ نشین نبوت کو ضرورت نہ پڑتی کہ میدان جنگ کی زحمتون کو اُٹھائے - ہمارے پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے ساتھیون نے مدتون دشمنون کے ہاتھ سے طرح طرح کی مصیبتین برداشت کین ذلتین اُٹھائین اپنے وطن کو چھوڑکے دوسری جگہ جا بسے لیکن دشمنون نے پھر بھی پیچھا نہین چھوڑا اور ہرگاہ فرض تبلیغ کا ادا کرنا ضرور تھا اسلیے خدا کا قہر جوش مین آیا اور بضرورت وقت خونریزی کی اجازت دی گئی -

حکایات مظالم مشرکین

نبوت کے بعد تین سال تک اعلان دعوت اسلام کی جرأت نہین ہوئی چوتھے
سال اعلان کی نوبت آئی۔ پیغمبر علیہ السلام بلند آواز سے منادی کرتے تھے کہ
لا الہ الا اللہ کہو تاکہ تمھاری بھلائی ہو اور پیچھے پیچھے عبد العزیٰ انھین کا
چچا چلاتا جاتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے اسکی بات نہ مانو۔ پس ہرگاہ اپنے چچا کی یہ حالت تھی تو دوسرون
کی مداخلت ناجائز کو قیاس کرو کہ کس حد تک پہونچی ہوگی۔ جب مسلمان جور و ستم کو
سہتے سہتے تھک گئے اُسوقت اُنکی ایک جماعت نے ترک وطن کیا اور اصحمہ بن بحری شاہ حبش
کے ملک مین پناہ لی دشمنون کو پھر بھی چین نہین آیا سفارت بھیجی بہت کچھ جوڑ توڑ
لگائے کہ بادشاہ اِن مظلومون کو ظالمون کے حوالہ کردے۔ لیکن وہ نیک دل سچا
عیسائی تھا اُسنے سفارت کو ناکام واپس کردیا اور عرصہ تک غریب الوطن جماعت
اُسکے سایۂ مرحمت مین آسودہ اور مطمئن رہی۔ عقبہ ابن ابی معیط نے خانۂ کعبہ کے
پاس رسول اللہ کی گردن مین کپڑے کی پھانسی لگائی اور ایسا کھینچا کہ دم گھٹنے لگا
مگر خیریت گذری کہ **ابوبکر صدیق** رض پہونچ گئے اور ہرچند اُنکو بھی سخت جسمانی تکلیف
پہونچائی گئی لیکن کسیطرح اُنھون نے اپنے رہنما کی گلوخلاصی کرا لی۔ ایک دن رسول خدا
نماز مین مصروف تھے اسی **عقبہ** بدعاقبت نے شتر کی اُوجھڑی پشت مبارک پر
رکھدی جب جناب **فاطمہ** رضہ حضور کی بیٹی تشریف لائین اور اُس بار کو دور کیا

اُسوقت آپ سجدہ سے سر اُٹھا سکے۔ رسول خدا کی موجودگی مین ابوبکر صدیق رضؓ نے دعوت اسلام کے متعلق کچھ تقریر کی مشرکین نے اُنکو ایذائین پہونچائین اور بالخصوص **عتبہ بن ربیعہ** نے اُس مقدس مُنہ پر جسنے خدا کی توحید بیان کی تھی اس قدر ضربین لگائین کہ تمام چہرہ سوج گیا اور اندیشہ پیدا ہوا کہ اس صدمہ سے جان بر نہو سکین گے۔

نبوت کے ساتوین سال رسول خدا مع اپنے رشتہ دارون کے ایک درۂ کوہ مین محصور ہوے قریش نے اُنکے ساتھ رابطۂ برادرانہ ترک کر دیا کھانے پینے کی چیزین بھی جماعت محصور کے پاس علانیہ پہونچنے نہین پاتی تھین الحاصل تین سال کا زمانہ سخت مصیبتون مین کٹا اُسکے بعد گوشہ تنہائی سے نکلنا نصیب ہوا لیکن پھر بھی قریش نے ایذا رسانی نہین چھوڑی۔ آخر پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے معتقد جو طاقت سفر رکھتے تھے گھر بار مال و متاع چھوڑکے مدینہ چلے گئے مگر جن لوگون نے بغرض گرفتاری اہل اسلام حبشہ تک ریشہ دوانی کی تھی وہ دیار عرب مین شمع اسلام کا فروغ کن آنکھون سے دیکھتے اسلیے بعد ہجرت بھی مزاحمت اور مخالفت کا سلسلہ جاری رہا۔ ہرگاہ قدرت کو وہ سلوک جو مسیح علیہ السلام کے ساتھ کیے گئے یاد تھے اُسنے زیادہ تحمل نامناسب جانا اور حکم دیدیا کہ اُسکے برگزیدہ بندے جسمانی قوتون کو دفع شر مین استعمال کرین۔

دنیا کے بادشاہ اپنے سفیرون کی اہانت کو خود اپنی اہانت جانتے اور جسطرح مناسب

سمجھتے ہین اہانت کرنے والون سے مواخذہ کرتے ہین۔ خداوند عالم ان بادشاہون
سے زیادہ غیرت مند ہی بہ پاداش اہانت انبیاؤن کے ممکن تھا کہ آسمان سے پتھر گراتا
آگ برساتا حضرت نوح کا سا طوفان برپا کردیتا لیکن اُسنے یہ کچھ نہین کیا بلکہ منکرون
کو ہاتھ سے اُنھین کے ہمجنسون کے گوشمالی دلادینا کافی خیال کیا۔ اسلیے درحقیقت
وہ لڑائیان جنکی شکایت ہی رحمت آلہی کا پہلو لیے ہوے تھین اور عقلاً اور انصافاً اُن پر
کوئی وجہ معقول اعتراض کی نہین ہی۔
خدا کسی کو ایسے کام کی تکلیف نہین دیتا جو اُسکی طاقت سے باہر ہون اسلیے
جبتک مسلمانون کو ایک درجہ کی قوت حاصل نہین ہوئی اُنکو قتال کا حکم نہین ہوا اور
غالباً مسیح علیہ السلام کو بھی لڑائی کا حکم اسی وجہ سے نہین دیا گیا کہ اُنکے تابعین زور آزمائی
کی قوت نہین رکھتے تھے۔ اُن لوگون کے استقلال مزاج کا تو تذکرہ ہم پہلے کر آئے ہین
اب یہ فقرات انجیل کے ملاحظہ کیجیے۔
اُسنے اُنھین کہا پر اب جسکے پاس بٹوا ہو لیوے اور اسیطرح جھولی بھی اور جس
پاس نہین اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے کیونکہ مین تمسے کہتا ہون کہ یہ نوشتہ
کہ وہ بدون مین گنا گیا ضرور ہی کہ میرے حق مین پورا ہو اسلیے کہ یہ باتین جو میری بابت
ہین انجام تک پہونچین۔ اُنھون سنے کہا کہ دیکھ اے خداوند یہان دو تلوار ہین
اُسنے اُنسے کہا بہت ہی۔ (لوقا۔ باب ۲۲۔ ورس ۳۶ لغایت ۳۸)
پس ظاہر ہی کہ جانچ کی گئی مگر جو سامان موجود پایا گیا وہ محض ناکافی تھا۔ پھر انجیل

یوحنا کا باب ۱۸ ورس ۱۰ دیکھیے۔ تب شمعون پطرس نے تلوار جو اُس پاس تھی کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلائی اور اسکا داہنا کان اُڑا دیا۔

اس واقعہ سے ثابت ہی کہ جنکے پاس تلوار تھی وہ بھی مرد میدان شتھے ورنہ پطرس کی تلوار جو بحالت سخت اشتعال طبع سے چلی تھی ملکھوس کے کان پر قناعت نہ کرتی بلکہ کندھے پر برق کے مانند پڑتی اور کمر تک تیر جاتی۔ علاوہ اُن امور کے جنکا تذکرہ کیا گیا رومیون کی گورنمنٹ بہت مضبوط تھی اُسنے یہودیون کی تحریک سے ہرچند ظالمانہ کارروائی کی لیکن وہ بھی ضابطہ کے اوٹ مین تھی اور جرم کے بابت فی الجملہ قانونی تحقیقات بھی عمل مین آئی تھی۔ الحاصل ممالک شام مین ایسا اندھیر نہ تھا جو حجاز کے خودسر قبائل مچائے ہوے تھے۔ پس مسیحؑ کی حالت پیغمبر اسلام کی حالت سے مختلف تھی اور اُن دونون بزرگوارون نے اپنے اپنے عہد مین وہی عمل کیا جسپر منجانب اللہ مامور تھے اور جو نظر بحالات موجودہ قرین عقل بھی تھا۔

اب تحقیق طلب یہ واقعہ ہی کہ کیا خداوند عالم بھی اپنے انبیاؤن کو یا اُن لوگون کو جو اُسکے مقبول بارگاہ ہون قتال کا حکم دیسکتا ہی اور اُسنے قبل ظہور اسلام کے ایسے احکام نافذ فرمائے ہین ؟ ۔ ہرگاہ انجیل اور قرآن کی تعلیم مین اختلاف ہی اسلیے ہمکو عہد عتیق کی مقدس کتابون سے شہادت حاصل کرنا چاہیے جنکی عظمت وہ سب مذہبی فرقے کرتے ہین جو خرمن ابراہیمی کے خوشہ چین ہین۔

شہادت (۱)

باب ۱۳ کتاب استثنا مین تاکید کے ساتھ موسی کو حکم دیا گیا کہ اگر تیرا عزیز قریب یا دوست جانی تجھکو واسطے عبادت غیر خدا کے پھسلائے تو وہ اسطرح قتل کیا جائے کہ پہلے اُسپر تیرا ہاتھ اور اُسکے بعد دوسرون کے ہاتھ پڑین اب سمجھنے کی بات ہی کہ جب پھسلانے والون کے لیے یہ تعزیر تجویز کی گئی تو جو لوگ بجبر بتون کا پجوانا چاہتے تھے اگر اُن سے لڑنے کا حکم دیا گیا تو اُسپر ہمارے بھائیون کو کیون حیرت ہی

شہادت (۲)

اِسی کتاب استثنا کے باب ایک سے ظاہر ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل کو بنی عناق سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن جب اُن لوگون نے جی چُرایا تو خدا ناخوش ہوا اور موسی سے کہا کہ تم لوگ ارض موعود مین داخل نہو گے لیکن کالب اُسکو دیکھے گا اور نون کا بیٹا یشوع اُسمین داخل ہوگا۔ اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ خدا اپنے پیارے بندون کو لڑائی کا حکم دیتا ہی اور جو لوگ ایسے حکم کی تعمیل نہین کرتے اُنپر عتاب فرماتا ہی۔

شہادت (۳)

یشوع بن نون کی کتاب پڑھو اُس سے ظاہر ہوگا کہ اس نبی نے خدا کے حکم سے کسقدر خونریزی کی۔ بنی نوع انسان پر تو یہ الزام تھا کہ وہ غیر خدا کی پرستش

کرتے ہین لیکن حیوانات بھی اُن لوگون کی شامتِ اعمال سے ورطۂ بلا مین پڑ کے ہلاک کیے گئے۔ **یریحو** کا شہر سب شہرون سے پہلے مسخر کیا گیا اور سوا ے ایک فاحشہ عورت اور اُسکے خاندان کے کسی ذی روح کی جان بخشی نہین ہوئی۔ یہ شہر مع جملہ اشیاے موجودہ کے پھونکا گیا لیکن روپا اور سونا اور پیتل اور لوہے کے ظروف خدائی خزانے مین داخل کر لیے گئے۔ اُسکے بعد شہر **عی** مین قتل عام ہوا بارہ ہزار جانین تلف کر کے شہر مین آگ لگا دی گئی مگر وہان کے مویشی زندہ چھوڑے گئے اور اُن پر اور تمام اسباب پر فوج فاتح نے بطور مال غنیمت قبضہ کر لیا۔ وہان کے بادشاہ نے پھانسی پائی اور شام تک اُسکی نعش دار پر جھولتی رہی اسی طرح دیگر مقامات پر قتل و غارت کی کارروائیان تا حیات **یشوع** بن نون زور و شور کے ساتھ جاری رہین۔

شہادت (۴)

اسموئیل نبی کی پہلی کتاب باب ۱۵ ورس ۳ مین تحریر ہے کہ اُنھون نے **ساؤل بادشاہ** کو خدا کا یہ حکم سنایا۔ ’’سو اب تو جا اور عمالیق کو مار اور سب جو کچھ کہ اُنکا ہے ایکلخت حرم کر اور اُن پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت ننھے بچے اور شیر خوار اور بیل بھیڑ اور اونٹ و گدھے تک سب کو قتل کر‘‘۔ ساؤل نے سب کچھ جو کہا گیا تھا کر دکھایا۔ لیکن حکم خدا کے خلاف کچھ موٹے تازے مویشی

واسطے قربانی کے بچا لایا۔ اُسکی یہ نیازمندی پسند نہین آئی اور بجرم نافرمانی اُسکی بادشاہت جاتی رہی۔

عہد عتیق کی آسمانی کتابون مین جب اسطرح کے واقعات موجود ہین تو مجکو حیرت ہے کہ اہل کتاب اُنکو تو جائز سمجھتے اور مسلمانون کے پیشواؤن پر نکتہ چینی کرتے ہین حالانکہ پیغمبر علیہ السلام اور اُنکے خلفائے راشدین اپنی حفاظت کے لیے لڑائیان لڑے یا ایسے دشمنون کے دبانے کے واسطے جن سے آیندہ خطرہ نقصان کا تھا اور اگر خدا کے حکم سے اُنھون نے بالفرض محض توسیع حکومت کی غرض سے بھی جنگ کی ہو تاہم اہل کتاب کا اعتراض اُن لوگون پر اُسوقت تک وارد نہوگا جبتک موسیٰ اور دیگر انبیاے مرسلین بنی اسرائیل کی کارروائیون کو اعتراض کرنے والے ناجائز نہ کہلین۔ مسلمانون کا پہلا پیام یہ ہوتا تھا کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو جب ان دونون سے انکار کیا جاتا تو اُسوقت لڑائی شروع کرتے۔ مگر پھر بھی عورتون لڑکون بڈھون اور اپاہجون کو نہین مارتے اور راہبون اور اہل کنایس کے قتل کی تو خاص ممانعت تھی۔ بیگناہ جانورون کو ہلاک کرکے یا آباد بستیون کو پھونک کے یہ لوگ کبھی باعث بربادی عالم نہین ہوے۔ اسلیے تسلیم کرنا چاہیے کہ زمانہ جنگ مین بھی اسلامی رحمدلی اور انسانی ہمدردی مسلمانون کا ساتھ نہین چھوڑتی تھی۔

الجزیہ

جزیہ کے بابت بہت کچھ شور و غوغا مخالفین اسلام نے کیا ہی لیکن وہ درحقیقت ایک ملکی ٹیکس تھا جو غیر مسلم رعایا سے لیا جاتا اور اُسکے ادا کرنے والے جنگی خدمات سے بری رہتے عقلاً اور انصافاً اُسکا مطالبہ لائق اعتراض نہ تھا رومیون اور پارسیون کی گورنمنٹین بھی اپنے عہد مین اسطرح کا ٹیکس لیتی تھین اور خود مسیح علیہ السلام نے اُسکے نسبت جو رائے ظاہر کی ہی اُسکا تذکرہ اس موقع مین دلچسپ ہی۔ **فریسیون** نے بعد ایک تمہید کے سوال کیا کہ قیصر کو جزیہ دینا روا ہی یا نہین۔ یسوع نے اُنکی شرارت سمجھکے کہا اے ریاکارو مجھے کیون آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکہ مجھے دکھلاؤ وے ایک دینار اُس پاس لائے تب اُسنے اُنسے کہا یہ صورت اور سکہ کسکا ہی اُنھون نے کہا قیصر کا پھر اُسنے کہا پس جو چیزین قیصر کی ہین قیصر کو اور جو خدا کی ہین خدا کو دو (متی باب ۲۲ ورس ۱۸ لغایت ۲۱) اب یہ کہنا کہ بخوف قیصر وہ جواب جو دینا چاہیے نہین دیا گیا درحقیقت مسیح کی صاف گوئی پر تہمت لگانا ہی اور صحیح تعبیر ان فقرات کی یہ ہی کہ حضور نے فریسیون کے سوال کا مدلل جواب یون دیا کہ دینار تمھارے ہاتھ مین بہ طفیل اُس نظام کے آیا ہی جسکو قیصر نے قائم کیا ہی۔ اسلیے بمعاوضہ اپنے نظام کے شاہی گورنمنٹ کو استحقاقاً جزیہ کی رقم ملنی چاہیے۔

کتاب استثنا کے باب ۲۰ مین خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وہ سلوک بتائے ہین جنکو ساتھ قوم مفتوح کے برتنا چاہیے تھا۔ اور ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۶۲۵ء مین ایک فقرہ ان الفاظ کے ساتھ موجود ہی۔ يَكُونُوا لَكَ عَبِيدًا وَيُعْطُوكَ الْجِزْيَةَ یعنے جو لوگ

بصلح اپنا شہر تیرے حوالہ کرین گے وہ غلام بنکے تجھکو جزیہ دین گے پس نہ صرف عہد جدید بلکہ عہد قدیم کے صحیفونمین بھی واجبیت جزیہ کی سند موجود ہی۔

یہ ملکی ٹیکس لائق شکایت نہ تھا لیکن غالباً اُسکی صورت غیرون کو دو وجہون سے بھیانک نظر آنے لگین۔

اولاً۔ وہ غیر مسلم رعایا سے لیاجاتا اور مسلمان اُسکی ذمہ داری سے کلیۃً محفوظ تھے۔ لیکن بات یہ ہی کہ غیر مذہب کے آدمیون کو اُنھین کے ہمجنسون سے لڑانا مسلمان فرمان روا داخل بداخلاقی سمجھتے تھے یا یہ کہ اُن کو غیر مسلم رعایا کی طرف سے اندیشہ تھا کہ مخالفون سے عین وقت جنگ کے سازش کرکے باعث مشکلات ہون گے۔ بہرحال غیر مسلم رعایا سے نقدی امداد کو مقتضاے مصلحت سمجھ لیا گیا اور ملکی حفاظت اور جنگی خدمات کا بار مسلمانون پر آن پڑا۔ پس یہ بے انصافی کی کارروائی تھی کہ مسلمانون سے جنگی خدمتین لیجاتین اور پھر نقدی امداد دینے پر بھی وہ لوگ مجبور کیے جاتے۔

ثانیاً۔ فقہاے اسلام کی تصانیف مین نوعیت جزیہ اور طریقۂ وصول کی شکلین ناموزون بیان کی گئی ہین ایک مصنف نے لکھا ہی کہ جزیہ دینے والا اصالۃً حاضر ہو اور خود اپنے ہاتھ سے کھڑا ہو کے رقم جزیہ کو حوالۂ محصل کرے محصل اُسوقت بیٹھا ہو اور دینے والے کو دشمن خدا کے لقب سے خطاب کرے اور اُسکی گردن پر ایک دھپ بھی لگا دے۔ اور بعض دیگر مصنفین نے کچھ اور بھی اس خصوص مین بیہودہ مبالغے کیے ہین۔ لیکن یہ سب متعصبانہ ضوابط ہین جنکو تنگ دل مولوی بنایا کرتے مگر دانشمند

ناظمان ملک کا اُن پر عمل نہ تھا اور نہ وہ ضوابط اِس قابل تھے کہ اُن پر عمل کیا جاتا قیاس کیا جاتا ہی کہ فتنۂ تاتار مین مسلمانون کی حکومت جاتی رہی محکوم قومون نے نئے فاتحون کا خیر مقدم کیا اور پُرانی فرمان روا قوم کی بدخواہی مین دل کے بخار نکالے جب پھر زمانہ نے پلٹا کھایا اور تاتاری حکومتین اسلامی بنگیئن اُسوقت کینہ کش مولویون نے نیزۂ قلم کو سنبھالا اور حالت اشتعال مین جو کچھ جی چاہا لکھ گئے لیکن جیسا کہ مین نے قبل اسکے تحریر کیا ہی اسلام ایسے طبعی اور بے بنیاد ضوابط کا جواب دہ نہین ہی۔

علامہ **سید محمد امین** مصنف ردالمحتار تحریر فرماتے ہین کہ جب جزیہ کے ادا کرنے والے کو کافر کہنا شرعًا ناروا ہی تو اُسکا مفاد یہ ہوا کہ اُسکو دشمن خدا بھی کہا جائے نہ اُسکا گریبان پکڑا جائے نہ جنبش دیجائے اور نہ دھپ لگائی جائے۔ کیونکہ یہ سب کارروائیان تکلیف دہ ہین اور اسی لیے اِن امور کی تردید محقق علما نے اس بیان سے کی ہی کہ اسطرح کی ایذارسانیون کی سند رسول اللہ کے قول و فعل مین پائی نہین جاتی اور نہ خلفاے راشدینؓ مین کسی نے اُسکا ارتکاب کیا ہی۔

جزیہ کا حکم قرآن پاک مین ان الفاظ کے ساتھ ہوا ہی حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّ ھُمْ صَاغِرُوْنَ (پارہ ۱۰۔ سورۃ التوبۃ رکوع ۳) یعنے قتال سے اُسوقت باز آؤ کہ وہ لوگ خوار ہو کے اپنے ہاتھ سے جزیہ دین۔ چونکہ لفظ صاغرون کا بعد تذکرہ قتال کے آیا ہی اسلیے ظاہر ہی کہ اُس سے اطاعت کی خواری مراد ہی جو مفتوح کو بمقابلۂ فاتح عمومًا حاصل ہوتی ہی۔ اور مقصود بیان صرف یہ ہی کہ جب وہ لوگ مطیع

ہو کے جزیہ دینا قبول کرین تو لڑائی موقوف کرؤو۔ **امام فخر الدین رازی** اپنی تفسیر مین تحریر کرتے ہین یُقَالُ اَعْطَا یَدَہٗ اِذَا انْقَادَ وَاَطَاعَ یعنے دینا ہاتھ کا اُسوقت کہا جاتا ہی جبکہ فرمان برداری کیجائے۔ اسیلیے مراد عن ید سے دینا جزیہ کا بلا انکار کے مراد ہی اور اسیطرح محقق مفسرین نے کہا ہی کہ صغار سے مراد وہی جزیہ کا دینا ہی۔ عرب مین ایسی حکومت بالادست جو امن کو قائم کرے اور اُسکی بدولت باہمی کشت وخون کا انسداد ہو موجود نہ تھی اسیوجہ سے بنی اسمٰعیل کی نسبت وہ خدا کا وعدہ کہ اُنکو بڑی قوم کریگا پورا نہین ہوا تھا۔ پیغمبر علیہ السلام بنی اسمٰعیل مین اُسی رتبہ کے نبی تھے جس رتبہ کے بنی اسرائیل مین موسی علیہ السلام گذرے ہین۔ جناب مؤخر الذکر اپنی قوم کو قبطیون کی غلامی سے چھوڑا لائے اور اُنکو عزت اور وقار کے مدارج پر صعود کرنے کے لائق بنایا۔ حضرت مقدم الذکر نے اپنی قوم کو جہل کی تاریکی نفاق کے بندیخانہ سے نکالا اور تربیت اخلاق سے اُنکے دل ودماغ کو ایسا کچھ معمور کردیا کہ وہ دنیا کی نامور قوم قرار پائی اور آجتک اُسکے سردارون کے نام صفحات تاریخ کے زیب وزینت سمجھے جاتے ہین۔ حضرت موسی کے خلیفہ **یوشع** بن نون نے ملک شام کے ایک حصہ مین بنی اسرائیل کی حکومت قائم کی اور ہمارے پیغمبر کے خلفا نے تمامی ارض شام اور بڑے بڑے مشہور اقطاع دنیا کو بادیہ نشینان عرب کے زیر نگین کردیا۔ اُسی حکومت کی بدولت جو عرب مین قائم ہوئی تھی دنیاوی ترقیات کی ابتدا ہوئی۔ یونان کا مردہ فلسفہ جلایا گیا وہ اچھا تھا یا برا لیکن اُسکی نسل سے فلسفہ جدید

وجود مین آیا جسکی چمک دمک دیکھ کے آج عقل کی آنکھ مین چکا چوند پڑ جاتی ہی الغرض جو حکومت دنیا کی سدھارنے والی ہمارے رہنما سے قدسی صفات نے قائم کی تھی وہ کسی ذاتی غرض پر مبنی[1] نہ تھی بلکہ وہ خدا کی برکت تھی اور دینی و دنیوی رفاہ عام کو قدرت نے اُسکے دامن دولت سے وابستہ کیا تھا۔ (س) مسلمانون مین مذہبی اختلاف کثرت سے پھیلے ہین اور کسی نووارد کے لیے بہت دشوار ہی کہ وہ سمجھ لے کہ اسلام کے اصلی معتقدات اور واقعی احکام کیا ہین۔ غیر مشہور فرقون سے قطع نظر کیجائے تو بھی سنی شیعہ خوارج اور معتزلہ کے جھگڑون مین طبیعت اُلجھ جاتی ہی ان مذاہب اربعہ کے پیرو بڑے بڑے عالم متقی اور پرہیزگار گذرے ہین اور ہر ایک اپنے اعتقاد کی تائید مین لمبی چوڑی دلیلین پیش کرتا ہی اور دوسرون کی تردید مین اُسکے پاس الزامی حجتون کا طومار موجود ہی۔ الغرض زود فہم تیز نظر آنے والے کے لیے بھی مشکل ہی کہ وہ ان اختلافات کے گرد و غبار مین اسلام کے چہرے کو بے حجاب دیکھ سکے۔ (ج) اسلام پر منحصر نہین جملہ مذاہب مشہورہ اس مصیبت مین مبتلا ہین اور درحقیقت حال یہ ہی کہ پہلے معتقدات مذہب مین سادگی موجود تھی اعمال مین سہولت کے ساتھ مصالح کا لحاظ رکھا گیا تھا لیکن رفتہ رفتہ تابعین مذہب نے رنگ آمیزیان کین اسیلیے قدرتی سادگی جاتی رہی

[1] صرف سات دینار قریب زمانہ وفات حضرؐ کے قبضہ مین تھے جنکو قبل از نزع روح پر فتوح خدا کی راہ مین لٹوا دیا حالانکہ عسرت کی یہ حالت تھی کہ ام المومنین عائشہ رضؓ کے گھر مین جہان آپ جلوہ افروز تھے معمولی روشنی کا بھی سامان موجود نہ تھا اور اُنکو اپنا چراغ بھیجکے دوسرے کے یہان سے چند قطرے تیل کے منگوانے پڑے ۱۲

پیچیدگیان پیدا ہوئین اغراض اعمال کو پچھلون نے فراموش کیا پھر تو اُن کا وجود
گران سنگ ہو کے بشکل ورزش جسمانی باقی رہگیا۔
انجیل شریف مین شرعی احکام برائے نام تھے شریعت موسوی کی بندش کو **پولوس**
کی تعلیم نے شروع ہی مین ڈھیلا کر دیا اسیلیے بمقابلہ مذاہب دیگر عیسائیون مین
عملی آزادی زیادہ ہی لیکن اعتقادی پیچیدگی کی حالت وہی ہی جو اورون کی۔ ہمکو
اس موقع مین صرف اُن اختلافات کی بنیاد دکھانی ہی جو اسلام سے تعلق رکھتے ہین
اسیلیے ہم بالاختصار مگر آزادی کے ساتھ اپنے خیالات اُنکی نسبت ظاہر کرتے ہین
بعد رحلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلا اختلاف اُنکی جانشینی کے متعلق
پیدا ہوا اشارون سے سمجھنے والون نے اپنے مذاق کے موافق جو کچھ سمجھ لیا ہو
لیکن حق یہ ہی کہ حضور نے اس بحث کی نسبت کوئی فیصلہ صریح نہین فرمایا تھا اور
غالباً ایسی بحث کے طی نکرنے مین یہ مصلحت تھی کہ مسلمانون کی جماعت آزادی
کے ساتھ جس سرگروہ کو خود منتخب کرے اُسکا اثر ماتحتون پر معقول پڑیگا اور پھر
ایسا سرگروہ اپنی معزولی کو بھی تابع رائے عام سمجھ کے رعایا کی ایذارسانی یا دلشکنی
کی جرأت نکر سکے گا۔ بہرحال اُسوقت دو امیدوارون کی نسبت خیالات کو
رغبت انتخاب پیدا ہوئی بنی ہاشم اور اُنکے متوسل **علیؑ** بن ابی طالب کو اور عام
مسلمان جن مین زیادہ بااثر قرشی مہاجرون کی جماعت تھی **ابو بکر صدیق**رض
کو جانشینی کے لیے پسند کرتے تھے۔ حضرت مقدم الذکر پیغمبر کے اُس چچا کے

بیٹے تھے جسنے اپنے بھتیجے کو مثل فرزند کے پالا اور ہر ایک موقع مین انکی پدرانہ
حمایت کی وہ خود رسول اللہ کی دختر فاطمۃ الزہرا سے بیاہے تھے جو وقت وفات
باپ کے زندہ تھین اور آجتک دنیا مین اُنھین کی بطنی اولاد نسل رسول کی یادگار
ہی۔ آپ نے ایام طفولیت سے زیر سایۂ عاطفت پیغمبر علیہ السلام تربیت پائی
تھی اور خطرناک معرکون مین وفاداری اور شجاعت کے گرانمایہ جوہر دکھائے تھے
ان وجوہ سے اُن کو اور اُن کے حامیون کو امید تھی کہ وہی خلیفہ مقرر ہون گے
جناب مؤخر الذکر اگرچہ دوسرے قبیلہ کے آدمی تھے لیکن اُنھون نے خالصًا لوجہ اللہ
ایسے نازک وقت مین کہ سارا زمانہ دشمن ہوگیا تھا رسول اللہ کا ساتھ دیا اور تائید
اسلام کے لیے جان و مال کے فدا کرنے مین اُنکو کبھی دریغ نہین تھا یہ تائید
معمولی یا خیالی نہ تھی بلکہ اسکی بدولت درحقیقت اسلام کو بڑی بڑی مدد ملی اور عین
ضرورت کے وقت اُنھین کی تحریک سے چند باثر سعادتمند اسلام کے حلقۂ ارادت
مین داخل ہوئے۔ وہ معمر آدمی تھے زمانہ کے سرد و گرم کا تجربہ حاصل تھا حضرت
عائشہ رضؓ اُنکی بیٹی محبوب ترین ازواج پیغمبر علیہ السلام کی تھین زمانۂ جاہلیت
مین خود ذی وقار تھے اور اسلامی دور مین بھی تمام مہاجر و انصار اُنکی دانشمندی کے
معترف اور اخلاق کے گرویدہ تھے الغرض عام رائین اُنکے انتخاب کی طرف مائل
ہوئین اور وہی رسول اللہ کے جانشین مقرر کیے گیے اُنھون نے خدمات خلافت
کو اُسی حسن و خوبی سے انجام دیا جسکی امید انتخاب کرنے والون نے اُن کی

ذات سے کی تھی - بہت بڑا ثبوت اُنکی دانشمندانہ دوراندیشی اور مدبرانہ اثر کا یہ ہی کہ صرف اپنی تجویز سے **عمر بن الخطاب** رض کو اپنا جانشین مقرر کردیا مگر کسیکو جرأت انکار کی نہین ہوئی - تاریخ کے پڑھنے والے اقرار کرتے ہین کہ خلیفہ دوم کا عہد حکومت دولت اسلامیہ کا چمکیلا دور تھا خویش و بیگانہ اُنکی بے لوث معدلت سے بہرہ مند تھے اور اُنکی ملکی تدبیرون نے قیصر و کسرے کے پُر غرور سر مین چکر ڈال دیا تھا - باہمی رشک و حسد کی آگ کا بھڑکانا عربون کے خصائص طبعی مین داخل تھا لیکن باسطوت امیر نے ہر چند اس قوم کو دولتمند بنایا مگر اسطرح قابو مین رکھا کہ کسی قسم کا فتنہ و فساد برپا نہ کر سکی - اتنے بڑے با اقتدار فرمان روا کا جسکے نقش قدم پر فتح و ظفر جبین نیاز رگڑتی تھی فقیرانہ زندگانی کرنا اور معاملات اہم کے علاوہ چھوٹی چھوٹی خدمتون کا بھی بذات خود انجام دینا درحقیقت ایسے دل و دماغ کا کام تھا جسکی نظیر دنیا نے شاید کبھی نہین دیکھی - عالم کائنات کے اتفاقات سخت عبرت انگیز ہین اتنا بڑا فیروزمند سردار ایک بے وقعت غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور یہ سمجھ کے کہ شمع حیات جو جھلملا رہی ہی جلد گل ہونے والی ہی اُنھون نے چند نامور بزرگون کی کمیٹی اسلیے مقرر کی کہ اپنے مین ایک کو واسطے خلافت کے منتخب کرلیوین چنانچہ کثرت رائے سے **عثمان بن عفان** تیسرے خلیفہ قرار دیے گئے یہ بزرگ عمر بن الخطاب سے پہلے ایمان لائے تھے - اپنے دونون پیش رو سے زیادہ قرب قرابت رسول اللہ کی عزت ان کو حاصل تھی اور

پیغمبر علیہ السلام کی دو لڑکیان بھی یکے بعد دیگرے اُنکے عقد نکاح مین آئی تھین وہ مسلمانون مین بڑے دولتمند سمجھے جاتے تھے اور بزمانۂ عسرت اپنے مال ومتاع کو اسلامی ضرورتون مین دریا دلی کے ساتھ صرف کیا تھا مگر افسوس ہو کہ زمانۂ خلافت مین مثل خلفاے سابق جوہر قابلیت دکھا نہ سکے اُنکا دور خلافت بارہ سال رہا کچھ عرصہ تک تو نظام مملکت فاروقی طرز پر چلا گیا لیکن رفتہ رفتہ اُسکی صورت بگڑی شکایت کی آوازین ہر طرف سے بلند ہوئین بلوائیان مصر نے آخر کار دار الخلافت کا محاصرہ کرلیا اور بیدردی کے ساتھ قتل خلیفہ کے مرتکب ہوئے۔

کہا جاتا ہو کہ خود خلیفہ کو مسلمانون کی خونریزی گوارا نہ تھی لیکن غالباً اہل مدینہ بھی رضامند نہ تھے کہ ایسے خلیفہ کی حمایت مین جسکو پسند نہین کرتے تھے جنگ کرین بہرحال خلیفہ کی قسمت مین جو لکھا تھا وہ ہولیا لیکن یہ کسی معمولی آدمی کا خون نہ تھا جو رنگ نہ لاتا اور جیسا کہ اُنکے دشمن سمجھے ہوئے تھے دب وبا جاتا چنانچہ اس ایک خون کے مواخذہ مین نوے ہزار مسلمان مارے گئے اور آپس کے اختلاف نے دائرۂ اسلام مین اسطرح جڑ پکڑلی کہ روز بروز بڑھتا ہی گیا۔

خلیفۂ ثالث وفات رسول صلعم کے پچیسوین سال شہید ہوے اعتراض کرنے والے اُنکے نظام خلافت پر بہت نکتہ چینی کرتے ہین اسلیے مین چند واقعات کے بیان پر مجبور ہون جو ناظرین کو سمجھا سکتے ہین کہ اُسوقت کن مشکلات کا سامنا ہوگیا تھا۔

اولاً زاہدانہ زندگانی کرنے والے اصحاب رسول صلعم کی جماعت کو دست موت نے گھٹا دیا تھا اور جو باقی رہگئے تھے اُنکی ہمتین بڑھاپے نے پست اور اثر کو کم کر دیا تھا نئے پودہ کے نوجوان نکتہ چینی پر تُل گئے اور دنیا کی دولت نے اکثرون کو بہکایا کہ سیدھی راہ چھوڑکے اُس راستہ پر چلین جو اُنکی ذاتی نمود کا ذریعہ ہو مسیح علیہ السلام نے بہت ٹھیک فرمایا ہی ”اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اس سے آسان ہی کہ ایک دولت مند خدا کی بادشاہت مین داخل ہو“ (متی - باب ۱۹ - ورس ۲۴)

ثانیاً وسعت حکومت بہت بڑھ گئی اُسکے سنبھالنے کو مشاہرہ یاب فوج اور پابند ضابطہ سرشتہ کی ضرورت تھی لیکن اُسوقت تک بارگاہ خلافت مین یہ شاہانہ سامان موجود نہ تھے - اسیلیے سات سو آدمیون کو حوصلہ ہوا کہ دار الخلافت پر یون چڑھ آئین اور دھمکیان دے کے خواستگار انصاف ہون -

ثالثاً زمانہ کا رنگ دیکھ کے بامید قیام امن خلیفہ نے نیک نیتی کے ساتھ اپنے رشتہ دارون پر بھروسہ کیا اور کسی قدر خود اُنکی نیک مزاجی بھی قرابت مندون کی پرورش پر مائل تھی -

غرض بنی امیہ کا رسوخ قدیم الاسلام مہاجر و انصار اور زیادہ تر انکی اولاد کو ناگوار

لہ حضرت عثمان کے عہد مین ایک گھوڑے کی قیمت مروجہ لاکھ درہم اور خاص مدینہ مین ایک باغ کی قیمت مروجہ چار لاکھ درہم سمجھی جاتی تھی اور اس گرانی کیوجہ ہی عربون کی دولت مندی تھی ۱۲

گذرا اور تمام قوم مین ناراضی پھیل گئی۔

بعد شہادت خلیفۂ ثالث **علی مرتضیٰ** کے قدمون سے منصب خلافت نے عزت و شرف حاصل کیا ایسے عالی دماغ عالی قدر خلیفہ کی جانشینی سے مسلمانون کو امید تھی کہ فاروقی خلافت کی برکتین عود کرینگی لیکن نفاق اپنا کام پہلے ہی کر چکا تھا ادبار کی گھٹائین مطلع اقبال کو تاریک کیے ہوئے تھین اسیلیے اُلجھا ہوا معاملہ سلجھ نہ سکا اور خلافت رابعہ کا تمام وقت باغیون کی جنگ مین کٹ گیا۔ ان لڑائیون کی زیادہ تصریح موجب تطویل اور اس رسالہ کی اغراض سے باہر ہی لیکن اُنھین کے ضمن مین نفاق نے خونریزی کے ساتھ مذہب کے مقدس دامن پر دست درازی شروع کی مختلف فرقون نے اپنے مذاق کے موافق اعتقاد کے دائرے کھینچے اور زمانہ مابعد مین طرح طرح کی رنگ آمیزیان اُنھین دوائر کے اندر ہوا کین۔ خیالات کی تیرگی لائق حیرت ہی کہ ایسے مقدس پیشوا پر عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے بامید ثواب اخروی تیغ آزمائی کی جسکے اثر سے ۴۰ھ ہجری مین شمع ولایت گل ہو گئی۔ بعد اس جانگزا واقعہ کے چند مہینے **حسن مجتبیٰ** نواسۂ رسول اللہ اپنے جد امجد کے جانشین رہے اور پھر آپ نے بغرض رفع فساد حکومت سے دست برداری کی اور اسی دست برداری کے ساتھ خلافت راشدہ کا دور بھی ختم ہو گیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ بعد انقراض خلافت راشدہ عرصہ تک خاندان بنی امیہ فرمان روا رہا اور اُسکے بعد **بنی عباس** کا دور حکومت ۱۳۲ھ ہجری مین شروع ہوا

اُس دور نے بڑی عمر پائی اور مہلک امراض مین بھی مبتلا رہکے مدتون ایسی زندگانی
کرتا چلا گیا جو درحقیقت مرنے سے بھی بدتر تھی۔ عباسیون کے عہد مین عربی
حکومت کی سادگی جاتی رہی دربار خلافت نے عجمی شان وشوکت کا رنگ ڈھنگ
اختیار کرلیا لیکن علمی ترقیات کے دروازے بھی اُنھین نے کھولے اور یونانی فلسفہ
کو اسلامی حلقہ مین جگہہ دی۔

پہلے سواے قرآن پاک کے کوئی اخلاقی یا علمی کتاب عربی زبان مین مدون نہ تھی
روایت حدیث کا بھی مدار حافظہ پر تھا اور صرف بعضون نے متفرق اوراق پر
یادداشتین لکھ لی تھین لیکن ۱۴۰ھ ہجری مین کتب حدیث اور مغازی اور فقہ کی
تالیف علماے اسلام نے شروع کی اور تھوڑے ہی دنون مین طرح طرح کی
تصنیفون سے کتب خانے بھر دیے۔

کچھ دنون کے بعد فلسفۂ یونان کے ترجمے عربی زبان مین کیے گئے جس نے
مذہبی عقائد پر اثر ڈالا اور اُسکی بدولت صرف مناظرہ کی مجلسین گرم نہین ہوئین
بلکہ کشت وخون کی بھی نوبت آئی۔

خلاصہ بیان یہ ہے کہ بنیاد اختلاف خلافت کے جھگڑون نے ڈالا اور فلسفہ کے
توغل نے اُسکی دیوارین بلند کین باقی رہے اور سامان اُنکی کفالت کبھی نیک نیتی
کبھی بدنیتی کبھی دنیوی غرض کبھی دینی حمیت کرتی رہی اور آخر کار باہمی اختلاف
کی وہ صورت پیدا ہوئی جسکی شکایت سائل نے واجبی طور پر کی ہے۔

مسلمانون مین فرقۂ اہلسنت وجماعت کی تعداد دوسرے فرقون سے بہت زیادہ ہی
لیکن دنیا مین پیروان مذہب شیعہ کی بھی معقول تعداد موجود ہی۔ ان دونون کے
اعتقاد مین بہت کچھ اختلاف ہی مگر اصل جھگڑا جو کبھی کبھی شرمناک حوادث کا ذریعہ
ہوا یہی ہی کہ فرقۂ مقدم الذکر جملہ خلفاے راشدین کی عظمت کرتا ہی اور فرقۂ مؤخر الذکر
تین پہلے خلیفون کو صرف منصب خلافت کا غاصب نہین کہتا بلکہ اُسکو ان لوگون
کے با ایمان مرنے مین بھی کلام ہی۔ مین بلاارادہ تائید یا تردید کسی فریق کے قرآن پاک
کی ایک آیہ لکھتا ہون اُسکے اصول پر اگر نظر کرین تو انصاف پسند دوراندیش جو
نفاق کے زہریلے اثر کا بہت کچھ تماشا دیکھ چکے ہین بساط عناد کو تہ کرکے برادرانہ
اتفاق سہولت کے ساتھ پیدا کر سکتے ہین۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (پارہ ۱ سورۃ البقر رکوع ۱۶)

ماخذ تفسیر۔ فقہ۔ اصول فقہ اور علم کلام وغیرہ علوم کے جنکو مذہب سے تعلق ہی
قرآن اور احادیث ہین لیکن عقل نے بھی ان کے اخذ مین نمایان مدد دی ہی اور کچھ
شک نہین کہ اگر عقل صحیح نیک نیتی سے کام مین لائی گئی ہو تو قانون الٰہی
اور قانون عقلی نے مل جُل کے جو نتیجے پیدا کیے ہون وہ قدر کے لائق اور

سلہ یہ لوگ گذر گئے انکا کیا اُسکے لیے اور تمھارا کیا تمھارے لیے ہی اور جو کچھ وہ لوگ
کر گذرے اُسکی پوچھ گچھ تمسے نہوگی ۔ ۱۲

ذریعہ فلاح دینی اور دنیوی ہون گے۔ قانون عقلی ہر ذوی عقل کے نقش دل ہی قرآن
اور کتب احادیث کو بھی قدرت نے واسطے اتمام حجت کے ارزان کر دیا ہی اور اُنکے
ترجمے بھی ضرورت کے موافق ہو چکے ہین۔ اسیلیے جویاے حق نتائج کو خود جانچ
سکتا ہی کہ انمین کون باوقعت لائق قبول ہی اور کس مین احتیاط کا پہلو زیادہ محفوظ
رہ سکتا ہی۔ یعنے اصلی عقائد اور واقعی احکام قرآن و حدیث مین یا اُنکی مدد سے
مل سکتے ہین بشرطیکہ عقل کی روشنی مین آزادی کے ساتھ اُنکا مطالعہ کیا جائے۔
یہ سچ ہی کہ اس طرح کی کارروائی دقت سے خالی نہین ہی لیکن جب دنیا کی دولت
معمولاً بڑی بڑی محنتون سے حاصل ہوتی ہی تو دینی دولت اگر اتنی محنت کی طالب
ہی تو شکایت کی کیا وجہ۔ (س) عقل و ادراک کا بسیط قانون پورا پورا سب کے
دل مین منقوش نہین ہی اسیلیے وہ جویاے حق جو ناکمل قانون عقلی اپنے پاس رکھتا
ہو کیونکر بڑے بڑے دانشمندون کے نقد تحقیق کو پرکھ سکتا ہی۔ (ج) قرآن کا
یہ اعجاز ہی کہ وہ جاہلون اور کم عقلون کو بھی بہ پیمانہ اُنکے ادراک کے سعادت ہدایت سے
بہرہ مند کرتا ہی اور بڑے بڑے ذی علم دانشمند جب اُسکے معانی بلند پر غور کرتے
ہین تو اُنکو سادگی کی تہ مین نکات حکمیہ کا گران بہا ذخیرہ موجود ملتا ہی سادہ مزاج
قوم عرب نے جسکو فلسفہ جدیدہ و قدیمہ سے واقفیت نہ تھی قرآنی ہدایتون اور قرآنی
احکام کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا احیاناً اگر کوئی دقت پیش آئی تو پیغمبر علیہ السلام کے
بیان فیض ترجمان سے حل ہوگئی اب ہر چند ہادی برحق سے ہمکلامی کی عزت

اصول عقائد اسلامی کا عقل انسانی کے مطابق ہونا

دنیا کو حاصل نہین ہوسکتی لیکن مجموعۂ احادیث نبوی بڑی خوبیون سے مرتب ہی اور قدرت
نے اس دور مین بنی نوع انسان کی قوت ادراکیہ کو زیادہ تیز کردیا ہی اسیلیے ہر درجہ کے
طالبان حق کے لیے آسان ہی کہ ضروری عقائد و شرائع کی تنقیح کرین اور اس چند روزہ
زندگانی مین اتنا سامان تو مہیا کرلین جو عذاب اخروی سے نجات دلا سکے۔ دنیا کے
کام مین جیسا کہ انسان اپنے ہمجنسون کی اعانت کا محتاج ہی اسیطرح اُسکو بسا اوقات
یہ ضرورت پیش آتی ہی کہ دینی معاملات مین دوسرون سے استمداد کرے اور کچھ
شک نہین کہ ایسی استمداد بھی دانشمندی کی ایک معقول کارروائی ہی لیکن اُسکے
لیے شرط ہی کہ متقی پرہیزگار روشن ضمیرون کی زنجیر درکھٹکائی جائے اور پھر اُنکے
اور سمجھ کے اُنکا نقد سخن اپنی معیار عقل پر بھی جانچ لیا جائے۔ خدا اپنے بندونکو ایسی
خدمتون کی تکلیف نہین دیتا جو اُنکی طاقتون سے باہر ہون اور ظاہر ہی کہ خداشناسی
کے لیے انسان کو یہی قوت عقلی عطا کی گئی ہی جسکی بدولت وہ ما بین الحق والباطل
امتیاز کرسکتا ہی پس بعد مساعی عقلیہ اگر بندگان خدا نیک نیتی کے ساتھ کسی باطل
عقیدہ یا حکم کی پیروی کرین تو اُنکو انصافاً عند الناس معذور اور عقلاً عند اللہ ماجور
ہونے کی گنجائش ہی لیکن جو سہل انکار خدا کی دی ہوئی عقل کو کام مین نہین لاتے
اور شعار باطل مین دوسرون کی تقلید کرتے ہین اُنکے لیے مشکل ہی کہ قاضی محشر کے
روبرو اپنی بے راہ روی کا معقول عذر پیش کرسکین کیونکہ یہ تقلید تو اُسی نہج کی
ہی جسکی رکاکت کو پروردگار عالم نے یون ظاہر فرمایا ہی۔

اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ط اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ط

(پارۂ ۲ سورۃ البقرہ رکوع ۲۰)

اکثر آیات قرآنی کے معانی صاف ہین یا یہ کہ واضح دلائل عقلی سے اُن کے دوسرے پہلو کی تردید کردی ہی ایسی آیتون کو لسان شرع مین محکم کہتے ہین لیکن اُن کے علاوہ چند آیتین ایسی بھی ہین جنکے الفاظ سے معانی کے مختلف پہلو پیدا ہوتے ہین یا کچھ اشارے ظاہر ہوتے ہین اور عقل کافی شہادت نہین دیتی کہ ان معانی مختلفہ کا کون پہلو مقصود ہے یا حروف مقطعات سے کیا مراد لیگئی ہی چنانچہ ایسی ہی پہلودار آیتین اور نیز وہ آیتین جن مین متذکرہ بالا اشارات موجود ہون متشابہ کہی جاتی ہین

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ م

سلہ جب اُنسے کہا جاتا ہی کہ جو خدا نے اتارا ہی اُسپر چلو تو کہتے ہین کہ ہم اُس راستہ پر چلین گے جسپر اپنے باپ دادون کو چلتے پایا ہی۔ کیا وہ ایسا کرین گے اگرچہ اُنکے باپ دادے بے سمجھ اور بے راہ ہون ۱۲

سلہ اے پیغمبر اُسی پروردگار نے تمپر یہ کتاب اُتاری جسمین بعض آیتین مضبوط ہین اور وہی اصل کتاب ہین اور بعض آیتین مبہم ہین پس جن لوگون کے دلمین کجی ہی وہ مبہم آیتون کے پیچھے پڑے رہتے ہین تاکہ فساد برپا کرین اور اُسکے اصل مطلب کو معلوم کرلین حالانکہ اصل مطلب سوائے اللہ کے اور کسی کو معلوم نہین ہی اور جو لوگ بڑے ذی علم ہین سو کہتے ہین کہ ہم اُسپر ایمان لائے یہ سب کچھ پروردگار کی طرف سے ہی اور سوائے عقلمندون کے یہ نکتہ اور کوئی نہین سمجھتا ۱۲

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پارہ ۳ سورہ آل عمران رکوع ۱)

جیسا کہ خود خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہی متشابہ آیتون کے ٹھیک معانی اُسیکو معلوم ہین لیکن بلا ارادہ فساد ہر ایک پہلو پر غور کرنا بندگانہ نیاز مندی ہی اور اصلی مقصود بر اجمالی ایمان لانا اظہار عبودیت کی بے خطر کارروائی غالباً بالقصد والاختیار کتاب الٰہی مین متشابہ آیتون کو اسی سیلیے جگہ دی گئی ہی کہ بندگان با اخلاص کو اسطرح اظہار عبودیت اور نیاز مندی کا موقع ملے یا بعض حقائق ایسے دقائق پر مشتمل تھے جو بمشکل احاطۂ عقل مین سما سکتے اسیلیے اُنکی مزید تصریح مین زیادہ تر اندیشہ گمراہی کا تھا بہرحال مدار محکم و متشابہ کا اور پر امتیاز ارباب عقول کاملہ کے ہی اور معمولی سمجھ کے آدمیون کے لیے تو ممکن ہی کہ بعض محکم آیتین بھی بشکل متشابہ دکھائی دین۔ سیدھا راستہ متوسط الفہم مسلمانون کے لیے یہی ہی کہ متشابہ آیتون پر اجمالاً ایمان لائین اور حل معانی کے شوق مین پڑ کے اپنے خیالات کو زیادہ تاریک نہ بنائین اعلیٰ درجہ کے دانشمندون کی حالت دوسری ہی وہ اگر بضرورت حل معانی کی طرف توجہ کرتے ہین تو بھی اُن کے پاؤن جادۂ مستقیم سے نہین ڈگمگاتے اُنکی دقیقہ سنجی دلچسپ مضمون تراشتی ہی مگر پھر بھی متشابہ اور محکم آیتون کا تفرقہ اُن کے پیش نظر رہتا ہی اگلے زمانے کے بڑے بڑے محتاط عقلمند بھی باوجود استعداد تاویل ایمان اجمالی پر قناعت کرتے اور پرخطر راستہ پر چلنے کی جراٗت نہین دکھاتے تھے چنانچہ مالک بن انس سے کسی نے فقرہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى کے

مطلب پوچھے آپ نے فرمایا اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ وَالْکَیْفِیَّۃُ مَجْھُوْلَۃٌ وَالْاِیْمَانُ بِہٖ
واجب والسؤال عنہ بِدْعَۃٌ استوا کے معنے لغت مین استقرار کے ہین اور استقرار کو
بظاہر جسمیت لازم ہی حالانکہ خدا کی ذات کدورت جسمانی سے منزہ اور پاک ہی سوال کا
جواب آسان تھا کہ محاورۂ عرب مین لفظ استوا بمعنے غلبہ کے بھی آیا ہی اور وہی معنے
اس موقع مین چسپان ہین لیکن ایسے تعین کی سند ہرگاہ حدیثون مین پائی نہین گئی
اسیلیے اس محتاط عالم نے اپنی طرف سے تعین معنے کی جرأت نہین کی بلکہ سوال
کو بھی جدت طبعی کا غیر محمود ثمرہ قرار دیا۔ یہ بزرگ علم حدیث اور فقہ دونون کے امام ہین۔
امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ مالک نجم العلما ہین اور بعد قرآن کے اُنکی کتاب موطا سے
زیادہ صحیح دوسری کتاب نہین ہی لیکن باوجود جلالت قدر اتنے باادب تھے کہ مدینہ شریف
مین کبھی کسی جانور پر سوار نہین ہوے اور ایک مرتبہ وقت روایت حدیث کے بچھو نے
متواتر ڈنک مارے لیکن آپ نے نہ روایت حدیث کو قطع کیا اور نہ اس عرصہ مین کسی
قسم کی لغزش بیان مین ظاہر ہونے پائی۔

غیر ضروری مباحث مین پچھلون نے دائرۂ نفاق کو کیونکر بڑھالیا اسکی ایک برجستہ
مثال یہ ہی کہ تیسری صدی ہجری کے شروع مین یہ بحث پیدا ہوئی کہ قرآن مخلوق ہی یا قدیم
بعضون نے اُسکو مخلوق کہا بعضون نے سکوت کیا اور اکثرون نے قدیم سمجھا۔ سو اتفاق
سے مامون الرشید نے یہ رائے قائم کرلی کہ قرآن مخلوق ہی اور جو لوگ اُسکے حدوث کا

لہ استوا کے معنے معلوم ہین اُسکی کیفیت غیر معلوم ہی ایمان لانا اسپر واجب ہی اور اُسکے معنے سے سوال کرنا بدعت ہی ۱۲

اعتقاد نہین رکھتے دائرۂ اسلام سے خارج ہین چنانچہ اُسنے بڑے بڑے نامور عالمون پر ارتداد کی تہمت لگائی اور اُنکی جان و آبرو کا دشمن بن بیٹھا اب مین بالاختصار اس بحث کی حقیقت کو تحریر کیے دیتا ہون تاکہ ناظرین سمجھ لین کہ تھوڑی سی بات کا بڑھا لینا اور مذہب کے اوٹ مین طبعی جدت کا تماشا دکھانا اگلے مسلمانون نے اپنی تفریح کا ایک بیہودہ شغل بنا لیا تھا جسکا اثر رفتہ رفتہ یہ پیدا ہوا کہ جماعت کا اتفاق ٹوٹ گیا اور وہ مذہب جو دوسرون کو حُسن اخلاق کے ضوابط سکھا رہا تھا خود بداخلاقیون مین اُلجھ گیا۔

خلاصۂ بحث

قرآن اور حدیث مین اسطرح کا کوئی تذکرہ موجود نہین ہی کہ قرآن مخلوق ہی یا قدیم لیکن جسطرح دیگر حقائق اشیا کی تفتیش دنیا مین کیجاتی ہی اگر حقیقت قرآنی کی بھی جستجو کیجائے تو اُسکا عقلی نتیجہ یہ ہی کہ اگر قرآن کے لفظ سے خدا کا کلام جو اُسکی صفت کمالیہ مین شمار کیا جاتا ہی مراد ہو تو وہ ضرور قدیم بلکہ عین ذات پاک ہی اور اگر اس لفظ سے وہ حروف والفاظ مراد ہین جنکو ہم لوگ لکھتے اور پڑھتے ہین اور جنکے اوٹ مین خدا کی صفت تکلم نے اپنا جلوہ دکھایا تھا تو وہ بلا کسی اشتباہ کے حادث اور مخلوق ہی اگلے مقدس بزرگون کا علم قرآن اور حدیث پر محدود تھا اور وہ اس حد سے خود بھی نکلنا گوارا نہین کرتے تھے اسیلیے اگر اُن کے ذہن نے اس تفرقہ تک رسائی نہین کی تو کیا تعجب ہی لیکن ادھورے

فلسفی مامون الرشید کو بھی غالباً اس تفرقہ کا امتیاز نہین ہوا تھا ورنہ اگر وہ سنجیدہ طرز پر اس
تفریق کو پبلک کے سامنے پیش کرتا تو شائد زیادہ اختلاف نہوتا اور یہ نزاع لفظی بآسانی
طی ہوجاتی ہان بعض محتاط پھر بھی یہی کہتے کہ جس عقدہ کو قرآن اور حدیث نے نہین کھولا
اُسکا حل عقل کی اُنگلیون سے کرنا داخل بدعت ہی۔ بہ لحاظ اپنی احتیاط کے ایسے بزرگوار
لائق عظمت تھے لیکن عظمت درکنار یہ ضدی خلیفہ اُن غریبون سے اُلجھ پڑا کسیکو مرتشی
کہا کسی کو خائن کسی کو مشرک بتایا کسی کو جاہل غرض جو کچھ مُنھ مین آیا کہتا گیا اُنھین
مظلومون مین یحییٰ بن عبد الرحمن العمری ایک فاروقی النسب زاہد تھے جنکی شان مین
سرمست بادۂ نخوت نے یہ زہریلا فقرہ اُگلا اما الیحیی العمری فان کان من ولد
عمر ابن الخطاب فجوابہٗ معروف[1] اس ریمارک مین صرف یحییٰ کے نسب پر شبہ
ظاہر نہین کیا گیا بلکہ اُنکے اُس جد بزرگوار پر عمداً تعریض کی گئی جسکی اُلو العزمی کے صدقہ
مین بے ادب قائل کو قیصر وکسری کے ممالک پر عزت حکومت حاصل ہوئی تھی اور وہ
قصر بغداد مین فلسفۂ یونان کا دفتر کھول سکا تھا۔ امام احمد بن حنبل بہ جرم انکار عقیدۂ
مامونی پابند سلاسل دربار خلافت کو روانہ کیے گئے لیکن اُنکے پہونچنے کے پہلے مامون
کی گرفتاری کا حکمنامہ عالم بالا سے پہونچ گیا اور وہ داعی اجل کو لبیک کہتا دنیا سے چل بسا
مامون الرشید کو خلق قرآن پر ایسا اصرار شاید اسوجہ سے ہوا ہو کہ امین الرشید اُسکا حریف
حدوث قرآن کا منکر تھا لیکن زیادہ قرین قیاس یہ وجہ ہی کہ اس خلیفہ کی طبیعت خود پسند

---

[1] لیکن یحییٰ عمری اگر اولاد عمر بن خطاب سے ہو تو اُسکا جواب معروف ہی ۱۲

واقع ہوئی تھی دنیاوی حکومت تو اس نے بھائی کو مار کے حاصل کر لی لیکن تمام عمر اس شوق مین مبتلا رہا کہ معاملات مذہب مین بھی اُسکا تفوق اسلامی دنیا تسلیم کرلے چنانچہ ایک مرتبہ کسی محدث نے کوئی حدیث اُس سے سُن کے روایت کی خلیفہ نے حوصلہ افزائی کی غرض سے دس ہزار درہم اُسکے حوالہ کیئے تاکہ عام اہل اسلام اور بالخصوص بنی ہاشم حق پسندی کے معتقد بن جائین اُس نے امام علی الرضاؑ کو اپنا ولیعہد قرار دیا لیکن علوی جماعت اس کارروائی پر بدین حجت معترض رہی۔

خیرہ سر بین کہ در حمایتِ عہد　　　بادشہ را دہد ولایتِ عہد

بنی عباس اُسکو پہلے ہی سے ناپسند کرتے تھے اب کچھ اور زیادہ بگڑ گئے اور آخر کار جیسا کہ کہا جاتا ہی (واللہ اعلم بالصواب) مضطرب الخیال خلیفہ نے برگزیدہ دودمان مرتضوی کو زہر دیکے ہلاک کیا چنانچہ **غالب** دہلوی فرماتے ہین۔

درخلافِ خلافت از رہ کین　　　بود چون کشتنِ امام ضرور
عاقبت میزبان مہمان کش　　　خواجہ را زہر داد در انگور

اگر یہ موت طبعی رہی ہو تو اتفاق وقت پر سخت تعجب ہوتا ہی کہ امام علیہ السلام نے سفر مین بمقام طوس پہونچ کے انتقال فرمایا اور جدت پسند خلیفہ کو یہ موقع ہاتھ آگیا کہ ہارون الرشید کے لحد مین اُس مقدس جسد کو بدین امید لٹادی کہ باپ کی روح بیٹے کی حُسن تدبیر سے استفادہ برکات اخروی کر سکے چنانچہ اُس مضحک تدبیر کی سخافت کو ایک عربی شاعر نے کیا خوب ظاہر کیا ہی۔

مَا یَنفَعُ الرِّجسَ مِن قُربِ الزَّکِی وَ لَا   عَلَی الزَّکِی بِقُربِ الرِّجسِ مِن ضَرَرٍ [1]

بعد اس کرتوت کے بیقرار طبیعت نے ایک اور کروٹ لی اور بہ تحکم اس عقیدہ کو تسلیم کرانا چاہا کہ حضرت علی رض حضرت ابوبکر رض و عمر رض سے افضل تھے اور یہ حکم بھی صادر کیا کہ معاویہ رض بن سفیان رض کو جو کوئی اچھا کہے وہ واجب القتل ہی بہرحال یہ اسلامی حکومت جو درحقیقت مذہب اور اہل مذہب کے لیے بلاے جان تھی ایسی ہی مشاغل مین کٹ گئی پیشواے مذہب تسلیم کرنا تو بڑی بات ہی آج تک شیعہ اور سنّی دونون اسلامی فرقے مامون الرشید کے ان چھچھورے خیالات پر نفرین کرتے ہین۔

مامون الرشید کے بعد خلق قرآن کے مسئلہ پر معتصم باللہ نے اور بھی زور دیا امام احمد بن حنبل پر مار پڑی اور بہت سے علماے اسلام بیدریغ طعمۂ نہنگ اجل کر دیے گیے معتصم کے بعد واثق باللہ بھی پدری روش پر چلا اُسکے روبرو ایک مقدس شیخ الحدیث زنجیرون مین جکڑے حاضر کیے گئے جن پر یہی الزام تھا کہ قرآن کو مخلوق نہین کہتے اس بزرگ نے دلیری کے ساتھ سوال کیا کہ کیا رسول اللہ اس عقیدے سے واقف تھے اور مسلمانون کو اسکی تعلیم نہین دی یا یہ کہ اُن کو خود اس عقیدے سے واقفیت حاصل نہین تھی ہ؟ جواب دیا گیا کہ واقف ضرور تھے لیکن دوسرون کو تعلیم نہین تھی اس جواب کو سُن کے شیخ نے خلیفہ کو سمجھایا کہ جب پیغمبر علیہ السلام نے لوگون کو تعلیم نہین دی تو کیا تمکو اتنی گنجائش نہین ہی کہ سکوت کرو اور بندگان خدا کو یون نہ ستاؤ۔

[1] ناپاک کو پاک کی نزدیکی سے کچھ نفع نہین پہونچتا اور نہ پاک کو ناپاک کی نزدیکی سے کچھ ضرر ہوتا ہی ۱۲

بات معقول تھی اور واثق ماموں کا ایسا مجتبی نہ تھا اسلیے کلمۂ حق سنے اپنا اثر دکھایا اور خلق خدا اُس مصیبت سے چھوٹی جسمین برسون مبتلا رکھی گئی تھی۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہی کہ زوال دول اسلامیہ کا گہرا اثر مذہب اسلام پر بھی پڑیگا لیکن یہ خیال درحقیقت بے بنیاد ہی بعد خلافت راشدہ اکثر اسلامی حکومتین جو دنیا مین قائم ہوئین اُنکی بدولت مسلمانون کو قومی اعزاز ضرور حاصل تھا لیکن مذہب سنے بمقابلہ نقصان کے اُن سے بہت کم فائدہ اُٹھایا ہی۔ یہ دنیادار فرمان روا جوش نفسانی مین عموماً بداخلاقیون کا ارتکاب کرتے رہے اور اُن مین بعضون کو یہ شوق بھی دامنگیر رہا کہ دنیاوی اغراض کو مذہبی پیرایہ مین پبلک کے روبرو پیش کرین اِس بیہودہ پالیسی سنے اُن لوگون کو تو نیک نام نہین کیا لیکن غیرون کی نگاہ مین مذہب اسلام کی بہت کچھ تحقیر ہوئی۔ ارباب حکومت کی بداخلاقیان بوجہ اتحاد مذہب عام مسلمانون مین پھیل گئین رفتہ رفتہ تمام قوم مذہبی روشن ضمیری کو چھوڑ بیٹھی اور اب اسلامی دنیا اُس رنگ مین ڈوبی نظر آرہی ہی جسکو دوست و دشمن دونون ناپسند کرتے ہین۔ دولت عباسیہ کا عہد مسلمانون کے اقبال کا زمانہ کہا جاتا ہی لیکن جو تاریخی تذکرہ تحریر کیا گیا اُسکو دیکھ کے ہر دانشمند سمجھ سکتا ہی کہ خلفاے وقت مذہب پر کیسے ستم توڑ رہے تھے اور حق یہ ہی کہ علماے باعمل کی جیسی آبروریزی ماموں کے زمانہ مین ہوئی اُسکا نشان بھی انگریزی حکومت مین دیکھا نہین گیا اور نہ معتصم کی سی ایذارسانیون کا تذکرہ کسی شایستہ گورنمنٹ کی نسبت اس دور مین سنا جاتا ہی۔ خاص وجہ ان خرابیون کی یہ تھی کہ اگلے فرمان رواؤن کی شخصی حکومت

یہ سبکو زوال دول اسلامیہ کا اثر اسلام پر کیا ہوا

اپنی کارروائیون مین آزاد تھی اکثرون کو خدا کا ڈر مذہب کا پاس نہ تھا مگر اُسی کے ساتھ اپنے تئین مستحق جانتے تھے کہ مذہب پر بھی فرمان روائی کرین اور اپنے خیال کے ساتھ کرہُ شریعت کو گردش دیتے رہین۔ حال کی شائستہ گورنمنٹ ہند فرمان روائی مین قانون عدالت کی پابند ہی اور بہت بڑی خوبی یہ ہی کہ وہ دنیاوی معاملات سے سروکار رکھتی ہی اور مذہب پر کسی قسم کی حکومت نہین جتاتی۔ مغلی حکومت کا شمار اسلامی حکومتون مین تھا جسکو مٹے ہوے ایک صدی سے زیادہ زمانہ گذر گیا یہ سچ ہی کہ اُس کے ساتھ مسلمانون کی دولتمندی بھی ہندوستان سے رخصت ہوئی لیکن خدا کا شکر ہی کہ مذہب پر اُسکا کچھ بھی خراب اثر نہین پڑا بلکہ اُسکے حق مین آزادی کی معتدل ہوا زیادہ سازگار ثابت ہوئی۔ آجکل دیدبدیہ مسائل شرعی کی اشاعت ہو رہی ہی دینیات کا علم ہر طرف پھیل رہا ہی پہلے اسلام کی خوبیون کا اعتقاد زیادہ تر تقلیدی تھا اور اب وہ قلوب پر استدلالاً قبضہ کرتا جاتا ہی ذاتی طور پر انگریزی گورنمنٹ عیسائیون کے فرقہ پروٹسٹنٹ مین شامل ہی لیکن بصیغۂ ملکداری وہ جملہ مذاہب کی حمایت یکسان طور پر کرتی ہی یہ اُسیکی بلندخیالی کی برکتین ہین کہ ہر فرقہ اپنے اعتقاد کی تائید مین آزادانہ تقریر و تحریر کا اُس حد تک مجاز ہی کہ دوسرے فرقون کی ناجائز دلشکنی نہو اور نظام امن مین فتور نہ پڑے بے تعصبی کی اس سے زیادہ کونسی دلچسپ نظیر ہوسکتی ہی کہ خاص خطۂ انگلستان مین لیورپول کے چند موروثی عیسائیون نے اپنی روشن ضمیری سے اسلام قبول کیا لیکن حکومت کو اُنکے خیالات مین بھی دست اندازی کی رغبت پیدا نہین ہوئی چنانچہ

انگلش گورنمنٹ کی بے تعصبی

ان سعادت مندون کی جماعت روز بروز ترقی کر رہی ہی اور عجب نہین کہ رفتہ رفتہ
اسلام کی خوبیان حق پسند انگلش قوم کے دلنشین ہون اور انگلستان کی سرزمین جسطرح
دنیاوی اقبال سے بہرہ مند ہی اسیطرح بہ توفیق آلہی دینی دولت سے بھی مالامال ہوجاے
اسلام کے بدخواہ سرسام عناد سے متاثر ہوکے طرح طرح کی پیشین گوئیان اُسکے انحطاط
کی متعلق کر رہے ہین اور غالباً اُنکے دماغ مین یہ خبط سما گیا ہی کہ دنیاوی تنزل کی خبرین
مسلمانون کو دینی ترقیات سے بھی روک دین گی لیکن ایسے دور اندیشون کو سمجھ لینا
چاہیے کہ اسلامی جماعت کسی دنیاوی فائدہ کی امید مین مذہب اسلام کی پیرو نہین ہی
بلکہ وہ دنیا کی بے ثباتی عبرت کی نگاہون سے دیکھتی ہی اور محض اعتقاد معاد نے منافع
آخرت کے لیے اُسکو حضرت اسلام کا والہ و شیدا بنا دیا ہی اسلامی حکومتین مٹ جائین
قومی اعزاز پامال حوادث ہو افلاس کی نکبت نان شبینہ کا محتاج کر دے لیکن جب تک
دنیا مین بعد الموت بقاے روح کا عقیدہ موجود ہی اُسوقت تک اصلی اسلام کو لغزش
نہین ہوسکتی۔ ہان اگر یہ عقیدہ فراموش ہو تو اسلام پر منحصر نہین کرۂ ارض سے تمام
مذاہب مشہورہ کے پانوٗن اُکھڑ جائین گے ایسا ایک زمانہ ضرور آنے والا ہی لیکن
اُس دورۂ فلکی مین خود عالم حوادث بھی اپنی عمر طبعی کو پہونچ کے بستر موت پر سسکیان
لیتا اور لمبی لمبی سانس بھر کے دم توڑتا ہوگا۔

فائدہ

مدتون کے بعد تجربہ نے آئینۂ عقل پر پالش کی امن کی خوبیان ارباب حکومت کے
ذہن نشین ہوئین حُسن انتظام نے ذرائع سفر آسان کر دیے جسکی بدولت بنی نوع
انسان کو یہ عمدہ موقع مِل گیا کہ ہمجنسون سے تبادلۂ خیالات کرین اور ایک دوسرے
کے حقائق اعتقادی اور روش عملی پر مطلع ہو کے خود اپنے اعمال اور اعتقادات کا
اُن سے مقابلہ کر سکین۔ ان دنون مذہبی مجالس مین یہ عام شکایت پھیلی ہوئی ہے کہ
کلجگ کے اثر سے اگلی بندشین ڈھیلی ہوتی جاتی ہین لیکن درحقیقت کلجگ بے قصور ہے
عقلی جودت آہستہ آہستہ اوہام و تعصب کو مٹاتی جاتی ہے اور اسی جودت کی حمایت
مین قانون عقلی اپنی عملداری بڑھا رہا ہے۔ یہ قانون بہت پُرانا ہے اور فطرت کے ساتھ
عالم وجود مین آیا لیکن جہالت و تعصب دنیا مین اُسکے حریف بن گئے اور ان دونون
نے اُسکے نفاذ مین سخت مزاحمتین پیدا کین کبھی کبھی تو اُسکو اتنا حقیر کر دیا تھا کہ مذہبی
درباروں مین آنے جانے کی بھی اجازت نہ تھی لیکن اب دول یورپ کی طرح اُس کا
ستارۂ اقبال بھی عروج پر ہے اپنے دشمنون کو ہر قدم پر شکست دے رہا ہے وہ باوجود ایسی
کامیابیون کے خود بھی قانون الٰہی کا معتقد ہے لیکن انسانی دستکاریون نے جو کچھ اضافہ
کیا ہے اُسکا سخت دشمن ہے سادہ طبیعت پیروان ملت جتنا چاہین سر دُھنین گردش فلکی
کو گالیان دین مگر قانون عقلی کی فیروزمندی مصنوعی ضمیمون کو قانون الٰہی سے جدا کر دیگی
اور اُسی کے ساتھ جب تک خود بے راہ نہو سچے اور اصلی قانون الٰہی کے ساتھ اُسکی
نیازمندیان قائم رہین گی۔ اسلامی قانون حلقۂ عقلی کا ایک چمکیلا دائرہ ہے قانون عقلی

مصنوعی ضوابط کے مٹانے مین کامیاب ہوا کرے لیکن قانون اسلام اُسکی دست برد سے محفوظ ہی بلکہ سچ پوچھو تو اس عقلی دور مین اُسکا خداداد حُسن اور بھی زیادہ پیارا نظر آتا ہی اور اُسکے جمال باکمال کے نئے نئے شیدائی پیدا ہوتے جاتے ہین۔

نہ کچھ شوخی چلی باد صبا کی — بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی

تنبیہ

برگزیدہ مسلمانون کی التجا اپنے پروردگار سے یہ تھی۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [1] (پارہ ۲ سورۃ البقر رکوع ۲۵)

اور راہ سے بھٹکی ہوئی جماعت کا تذکرہ قرآن پاک مین ان الفاظ کے ساتھ ہوا ہی۔ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ [2] — (پارہ ۱ سورۃ البقر رکوع ۷)

ہر دانشمند اندازہ کر سکتا ہی کہ افلاس کا دن کیسا تاریک اور محتاجی کی رات کتنی بھاری ہوتی ہی چنانچہ بغرض تسکین ایسے کم نصیبون کے جو بلاے افلاس مین مجبوراً پھنس گئے ہون پیغمبر علیہ السلام نے بار بار ارشاد فرمایا کہ ایسے لوگون کو حالت موجودہ پر صبر کرنا چاہیے عادل بعدیل محرومی دنیا کے معاوضہ مین اُنکو عالم علوی کی برکات سے

---

[1] اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا مین برکت دے اور آخرت مین برکت دے اور ہمکو عذاب آخرت سے بچالے ۱۲

[2] اُن پر ذلت اور محتاجی چھا گئی اور خدا کے غضب کو کما لائے ۱۲

حسنات نبوی کی ملطب

بہرہ مند کریگا۔ افسوس ہی کہ پست خیال مسلمانون نے اُس پاکیزہ دل دہی کی تعبیر غلط کی اور بدقسمتون نے یہ معنے لگائے کہ خود اپنے ہاتون سے سامان افلاس کا مہیا کرلینا بھی ذریعہ حصول سعادت اخروی ہی۔ تاریخین شاہد ہین کہ اگلے مسلمان تحصیل مال مین مساعی جمیلہ کو صرف کرتے تھے لیکن اُنکی دولتمندی نفس پروری کے لیے نہ تھی بلکہ مسکینون کی پرورش اور رفاہ عام کے کامون مین دینوی مکسوبات کو یہ لوگ بیدریغ لگا دیتے تھے بے سمجھ دیکھنے والون نے سمجھ لیا ہو کہ بھولے بھالے دولتمند گاڑھی کمائی کا ثمرہ برباد کر رہے ہین لیکن درحقیقت وہ دوراندیش کفایت شعار تھے اپنا مال خدا کے خزانہ مین جمع کر گئے اور آج اُس دولت دنیا کی بدولت آسمانی بادشاہت مین چین کر رہے ہین۔ عزیزو۔ سفیان ثوری کا نام اور اُنکے علم و کمال اور زہد و تقویٰ کی حکاتین تمنے سُنی ہین اُنکے مواعظ دلپذیر کے یہ چند فقرے دیکھ لو اور اُن سے سبق حاصل کرو۔

حدیث

عن سُفیان الثوری قال کان المال فیما مضیٰ یکرہ فاما الیوم فھو ترس المؤمن وقال لولا ھذہ الدنانیر لتمندل بنا ھؤلاء الملوک وقال من کان فی یدہ

سفیان ثوری نے فرمایا کہ اگلے زمانہ مین مال مکروہ سمجھا جاتا تھا مگر اب تو وہ مومنون کی سپر ہی اگر دینار نہون تو اُمراہم لوگون کو حقیر سمجھین پس جسکے پاس کچھ زر ہو چاہیے کہ اُسکی

مِنْ ھٰذَا شَیْءٌ فَلْیُصْلِحْہُ فَاِنَّہٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ یَّبْذُلُ دِیْنَہٗ وَقَالَ اَلْحَلَالُ لَا یَحْتَمِلُ السَّرَفَ (رواہ فی شرح السنہ)

اصلاح کرے (یعنے بڑھائے اور حفاظت کرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہی کہ ارباب احتیاج پہلے دین فروشی کرتے ہین۔ حلال مال کی یہ شان نہین کہ بیہودہ خرچ کیا جائے۔

ناظرین رسالۂ ہذا کو اگر مجالس وعظ مین شرکت کی عزت حاصل ہوئی ہو تو سچ بتائین کہ سولے معمولی احکام شرعی اور اکثر گرم فقرون کے جن سے اختلاف کی آگ زیادہ بھڑک جائے کسی بزرگ نے مالی حالت کے متعلق بھی کوئی تقریر کی تھی غالبًا اس سوال کا جواب یہی ہوگا کہ کبھی نہین یا شاذ و نادر۔ اس خصوص مین اگر مولانا سے نیازمندانہ شکایت کیجائے تو شکایت کرنے والے سے ایسے اُلجھ پڑین کہ اُس غریب کو اپنی جان چھوڑانا دشوار ہو۔ اگر عرض کرو حضور کو یہ غیظ و غضب کیون ہی تو ارشاد ہوگا کہ ہم خداوالون کی شان نہین ہی کہ دنیاوی مصالح پر اپنی مقدس توجہ مبذول کرین۔ اب اُن سے کون پوچھے کہ آپ نیپال کی ترائی مین دورہ کرنے کیون نہین جاتے اور اِنھین آباد اور زرخیز ممالک کو اپنے قدم سے ہر سال کیون پامال کررہے ہین۔ غریب مسلمانون نے جو کچھ نذر کیا اُسکا حساب تو دیکھیے کہ کسقدر اشاعت دین مین صرف ہوا اور کسقدر جناب کے راحت پسند عیال چٹ کرگئے۔ **سفیان ثوری** زیادہ نہین تو غالبًا آپ کے برابر پرہیزگار رہے ہون گے اُنکی شان مین ایسی ہدایت سے کیا بٹہ لگا جو آپ کے نقد تقویٰ کو لگ جاتا۔ بالفرض اگر کوئی قوی دل یہ سگتے ہوسے فقرے

گزارش کردے تو جواب سوال ندارد شدت غضب مین کوئی دقیقہ گزارش کرنے والے کی ذاتی تحقیر کا فروگذاشت نہین کیا جائے گا۔ الحاصل اکثر اسلامی واعظون کی یہی حالت زار ہے۔ حق پرست عالم جو اسلامی روشن ضمیری سے بہرہ مند ہون بہت تھوڑے رہگئے ہین اور خود غرضون کے غوغاے بے معنی مین اُنکی آواز تک سُنائی نہین دیتی۔ آپس کے جھگڑون نے مسلمانون کو تھکا دیا حکومت کا نشہ بھی کچھ رنگ لایا غرض کچھ ایسے سوئے کہ تن من کی سُدھ بدھ نرہی خدا سید احمد خان دہلوی کی قبر کو اپنی رحمتون سے بھردے وہ کسی طرح جاگ پڑے رو کے ڈپٹ کے چیخ کے چلا کے اورون کو بھی جگانا چاہا سونے والون کو خیرخواہ اور بدخواہ کا امتیاز کب تھا مدہوشی کی حالت مین اُسی بیچارے سے اُلجھ سگئے عرصہ تک یہی تماشا ہوا کیا آخر سید مرحوم نے اگر بہتون کو جگایا نہین تو ہندوستانی مسلمانون کو چونکا ضرور دیا لیکن ستم بالاے ستم یہ ہر کہ ہمارے واعظ اب بھی کوشش کر رہے ہین کہ جاگنے والون کو سُلائین اور سونے والون کو قیامت تک اُٹھنے نہ دین درحقیقت یہی طوفان بے امتیازی سخت دردناک ہے اور اگر اُسکی بدولت تمام قوم غبار ادبار مین اٹ جائے تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

دینی عقائد مین مسلمان انگریزون کے خلاف ہین اور بالیقین ہمارے عقائد مذہبی ایسے مستحکم اصول پر مبنی ہین کہ ہم اُنکی کھچی ہوئی طناب کو ایک انچھ بھی ڈھیلی نہین کر سکتے لیکن دنیاوی تدبیرون مین اس دانشمند قوم کی تقلید نہ کرنا صرف حماقت نہین بلکہ ایک طرح کی دیوانگی بھی ہے ایسے بیہودہ خیالات کے نتائج ہم لوگ دیکھ رہے ہین

اور اگر کاہلی اور ہٹ دھرمی کے یہی لیل و نہار رہے تو کوئی کیا کہے اُسکے کھٹے پھل آیندہ نسلین خود چکھ لین گی۔ قوم کے لیے شرم کی بات ہی کہ اُسکے مورث کمالات دنیوی مین اُستاد زمانہ تھے اور اب اُنکو کسی دوسرے سے سبق لینے کی ضرورت عارض ہی لیکن اس بدبختی مین بھی وہ خوش نصیب ہی کہ اُسکو انگلش نیشن کے روبرو دست احتیاج دراز کرنا پڑا ہی۔

می شنیدم ز مردم دانا گر ترا با زمانہ افتد کار

ہمت از مردم کریم طلب خاک از تودۂ کلان بردار

یہ ہنرمند قوم عیسائی مذہب رکھتی ہی اور جیسا کہ ہمنے پہلے کہین لکھا ہی اُس زمانہ مین جبکہ جان کے لالے پڑ گئے تھے قدیم الاسلام مسلمانون کو اُسی بادشاہ کے ظل عاطفت مین پناہ ملی جو عیسوی المذہب تھا قرآن پاک مین عیسائیون کا تعلق مسلمانون کے ساتھ ان خوشگوار لفظون مین بیان کیا گیا ہی۔ وَلَتَجِدَنَّ[له] اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (پارۂ ۶ سورۃ المائدہ رکوع ۱۱)

دانشمند اصحاب رسول کے جیسے خیالات عیسائیون کی نسبت تھے وہ حدیث ذیل سے ظاہر ہوتے ہین۔

له اے پیغمبر سب لوگون مین مودت اہلِ اسلام سے اُن لوگون کو قریب پاؤ گے جو کہتے ہین کہ ہم نصاریٰ ہین یہ قرب مودت اسلیے ہی کہ اُنمین علما و مشائخ ہین اور یہ لوگ غرور نہین کرتے ۱۲

حدیث

عن المستورد القرشی انه قال عند عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقوم الساعۃ و الروم اکثر الناس فقال لہ عمرو ابصر ما تقول قال اقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لئن قلت ذالک ان فیھم لخصالا اربعا انھم لاحلم الناس عند فتنۃ واسرعھم افاقۃ بعد مصیبۃ واوشکھم کرۃ بعد فرۃ وخیرھم لمسکین ویتیم وضعیف وخامسۃ حسنۃ جمیلۃ وامنعھم من ظلم الملوک۔ (رواہ مسلم)

مستورد قرشی کہتے ہین کہ مین نے عمرو بن العاص کے روبرو بیان کیا کہ رسول اللہ سے مین نے سنا ہی کہ قیامت اُسوقت قائم ہوگی کہ نصاریٰ سب لوگون سے زیادہ ہون گے عمرو نے کہا دیکھو کیا کہتے ہو مین نے کہا کہ وہی جو رسول اللہ سے سُنا ہی تب عمرو نے کہا کہ اگر تم یہ کہتے ہو تو درحقیقت نصاریٰ چار صفتون سے متصف ہین (۱) مصیبت کے وقت بڑے بردبار ہین۔ (۲) مصیبت کے بعد سب سے زیادہ جلد ہوشیار ہوجاتے ہین۔ (۳) بھاگنے کے بعد سب سے پہلے پھر حملہ کرتے ہین۔ (۴) مسکین و یتیم و ضعیف کے لیے دوسرون سے بہتر ہین اور پانچوین بڑی عمدہ صفت یہ ہی کہ سب سے زیادہ بادشاہون کے ظلم کو روکتے ہین۔

جس قوم کے یہ صفات ہین اور جسکی شفقتین پہلے بھی ہم پر مبذول ہوچکی ہین اُس سے بہتر دنیا مین کون قوم ہی جسکو ہم اپنا اُستاد بنائین اور اُسکے ساتھ نیازمندانہ روابط بڑھائین۔ ہمارے یہ پُرانے دوست قبل اسکے بزرگان اسلام کی تربیت مین علمی اور اخلاقی فائدے اُٹھا چکے ہین

اسلیے اُنکا فرض ہے کہ مصیبت کے دنون مین ہماری دستگیری کرین اور جسطرح کبھی مسلمانون کی تعلیم سے خود بہرہ مند ہوے تھے اب اپنی تعلیم سے مسلمانون کو بہرہ مند کرین۔ مدتین گذرین کہ نیک خیال انگریزون نے اپنا دامان تربیت بگڑے ہوے خاندان کے لیے دراز کردیا لیکن خود مسلمان اُنکی تربیت سے بھڑکتے رہے اور مانوس اُسوقت ہوے جبکہ دوڑ چلنے کی ضرورت لاحق ہوئی لیکن دوڑنا کیسا وہ تو دھیمی چال بھی ٹھیلنے اور ڈھکیلنے سے چلتے ہین۔ **دوستو** غیرت کو کام مین لاؤ ہمت کا پٹو کا باندھ لو اور دنیا کو دکھا دو کہ ہماری رگون مین اپنے بزرگون کا مقدس خون ابتک دوڑ رہا ہے اور ہم اپنی کھوئی ہوئی دولت علم و ہنر کو اپنی کوششون سے پھر بھی حاصل کر سکتے ہین۔

اسلام اور اہل اسلام کی غربت

تنبیہ

حدیثون سے پتا چلتا ہے کہ ایک دن آنے والا ہے کہ اسلامی جماعتین ٹوٹ جائین اُنکی حکومتین پامال حوادث ہون اور اسلام کی برکتین جو دنیا مین پھیلی ہوئی ہین سمٹ کے طرف حرمین کے عود کرجائین۔

حدیث

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الاسلام بدء غریبا وسیعود غریبا	عبداللہ بن عمر سے روایت ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام شروع ہوا غریب اور جلد پھر غریب

كما بدء وهو يارز بين المسجدين كما تارز الحية في جحرها۔ (رواه مسلم)

ہوجائیگا جیسا کہ شروع مین تھا اور سمٹ کے درمیان دو مسجدون (مدینہ ومکہ) کے آجائیگا جیسا کہ سانپ سمٹ کے اپنے بِل مین چلا جاتا ہے۔

خبر ہے کہ عراق وشام ومصر سے جو نقد وجنس حجازیون کو ملتی ہے اُسکا سدّ باب ہوجائے گا۔ اور آخر مومنین صادقین کو وہی مصیبتین برداشت کرنی پڑینگی جنکا تحمل ابتدائے زمانہ مین پیروان اسلام کرچکے ہین۔

حدیث

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منعت العراق درهمها وقفيزها ومنعت الشام مُدّيها ودينارها ومنعت المصر اردبها ودينارها وعدتم من حيث بدأتم وعدتم من حيث بدأتم وعدتم من حيث بدأتم شهد على ذلك لحم ابي هريرة ودمه۔ (رواه مسلم)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عراق کا ملک اپنے درم وقفیز روکیگا اور شام کا ملک اپنے مدی اور دینار کو روکیگا اور مصر کا ملک اپنے اردب اور دینار کو روکیگا (قفیز اور مدی غلہ کے پیمانے ہین اور اردب بھی ۲۴ سیر کا ایک پیمانہ ہے) اور ہوجاؤگے تم جیسے آگے تھے اور ہوجاؤگے تم جیسے آگے تھے اور ہوجاؤگے تم جیسے آگے تھے گواہی دیتا ہے اسپر گوشت وخون ابی ہریرہ کا۔

ہر ذی عقل انسان جانتا ہے کہ ایک دن اُسکو مرنا اور حسرت وافسوس کے ساتھ اس سرائے فانی کا

چھوڑ نا ضرور ہی لیکن مرتے مرتے یہ تمنا دل سے نہین جاتی کہ اند کے مہلت مزید ملے اور
چمنستان حیات مین کچھ اور سیر و تماشا دیکھ لین- اکثر ایسا بھی ہوا ہی کہ مریض سخت خطرہ مین پڑ گیا
عزیزون نے اُسکی زندگانی سے امید قطع کر لی لیکن ایسی نا امیدی کی حالت مین بہ تائید آلہی
کوئی تدبیر کارگر ہوئی اور بیمار بستر مرگ سے اُٹھ کھڑا ہوا پس مقتضائے عقل نہین ہی کہ ہملوگ
مایوس ہو کے پہلے ہی سے تسلیم کر لین کہ وقت موعود آگیا اور مسلمانون کے لیے اب یہی شغل
بے شغلی بس ہی کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے فنائے عالم کا انتظار کرین- (س) قرآن کو تو
مشہور فرقہائے اسلام بالاتفاق کتاب آلہی تسلیم کرتے ہین- لیکن ہر فرقہ مجموعۂ احادیث کو
جو اُسکے پاس ہی خالص ذخیرہ ہدایات نبوی کا بیان کرتا ہی- پس آزاد طالب حق متحیر ہی
کہ کس مجموعہ کو اپنے اعتقادی و عملی رہنمائی کے لیے منتخب کرے- (ج) بعد انقراض
عہد خلافت راشدہ اور دولت بنی امیہ کے جبکہ اختلاف نے دائرۂ اسلام مین چند مضبوط
قلعے بنا لیے تھے کتب حدیث کی تالیف شروع ہوئی اور ظاہر ہی کہ اس عرصۂ ممتد مین
کتنی جھوٹی حدیثین اپنے خیال کی تائید مین بنائی گئین اور کتنی سچی حدیثین صفحۂ خاطر سے
محو ہو گئی ہونگی بہرحال بلند خیال مسلمانون نے (خدا اُنکو جزائے خیر دے) کوششین کین
سچی حدیثون کو چھانٹ کے الگ کیا اور بلحاظ ضعف اور قوت روایت کے اُنکے مدارج
بھی لکھ دیے اس چھان بین کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ دنیا کی روایتون مین حدیث کی روایتین
اعتبار کے پایۂ بلند پر پہونچ گئین اور آیندہ کے لیے دروازہ وضع احادیث کا بند ہو گیا
یہ سب کچھ ہوا مگر پھر بھی کہنا مشکل ہی کہ یہ چمن کانٹون سے پاک اور یہ باغ کھٹے پھلون سے

مجموعۂ احادیث

خالی ہی- انتخاب کرنے والی جماعتین مختلف خیال اور جداگانہ مذاق کے ساتھ میدان تالیف
مین آئی تھین اُنکے ممبرون سنے بے پروائی سے یا بالقصد والاختیار جو کچھ اچھی یا بُری
کارروائیان کی ہون اُنکو خداوند عالم الاسرار جانتا ہی لیکن اُن لوگون نے اپنے معتقدون
کے لیے ایسے مضبوط احاطے جو سدّ سکندر سے ٹکر لڑائین بنا دیے کہ توڑے نہین ٹوٹتے
اور نہ اُنکے خلاف رفارمیشن کی کوئی کوشش بچھڑے ہوئے بھائیون کو پھر ملا سکتی-

پیشوایان ملت جو اِن احاطون کے پاسبان ہین کسی بندۂ خدا کو اپنے محدود
دائرہ سے نکلنے کی کب صلاح دینے لگے لیکن آزاد طالب حق عقل و انصاف کی
رہنمائی سے پھر بھی ایک راستہ جسکی تصریح ذیل مین کیجاتی ہی اختیار کر سکتا ہی- یہ راستہ
تعصب و عناد کے فراز و نشیب سے پاک ہی اور جہانتک غور کیا جاتا ہی رہروان حقیقت کو
بے خطر منزل مقصود تک پہونچا سکتا ہی-

قرآن پاک کی بسیط کتاب گنجینۂ نصائح ہی اُسمین صرف نصیحتین نہین ہین بلکہ اُن نصیحتون
کی توثیق بھی امم سابقہ کی حکایات سے کی گئی ہی- ان حکایات کو دیکھیے تو وہ بار بار معرض
بیان مین آئی ہین پس اس وسعت بیان پر نظر کر کے عقل سلیم جو تعلیم الٰہی کی عظمت کرتی
ہو کبھی باور نہین کر سکتی کہ خدا کی کتاب مین تکرار قصص کو تو گنجائش مل گئی مگر ضروری سلسلۂ
اعتقادات جن پر مدار نجات تھا نامکمل رہگیا الغرض اسلامی معتقدات جن پر نجات اخروی کا
مدار ہی صرف اُسی قدر ہین جو قرآن پاک مین بیان کر دیے گئے اور حق یہ ہی کہ بیانات مجمل کی
تفصیل اور بیانات مبہم کی توضیح بھی امر زائد ہی جو لوگ تفصیل و توضیح کی جرأت نہین کرتے

وہ باادب فرزندان اسلام ہین اور جو لوگ بضرورت اُسکی جرأت کرتے ہین اُنکی سعادتمندیان
بھی لائق تحسین ہین لیکن دوست اور دشمن دونون کو باور کرنا چاہیے کہ ایسی جستجو کی محرک
درحقیقت مسلمانون کی عقلی جودت ہی اور مذہب اسلام نتائج متحصلہ کے خطا و صواب کا ذمہ دار
نہین ہی اعتقادی مرحلہ جب اسطرح محدود کرلیا جاے تو اب ضوابط عبادات و معاملات کا اختلاف
پیش نظر آجاتا ہی لیکن مشہور مجموعہای احادیث مین جو ضابطہ نشان دیا گیا یا جسکو دانشمندان
اسلام نے اپنے قیاس سی مستنبط کیا ہی اُن کا ماحصل یہی ہی کہ بندگان خدا اپنے خالق کے حضور
مین وہ نیازمندیان پیش کرین جنکی طرف قرآن مین اشارہ کیا گیا ہی اور ان کا تمدن محاسن اخلاق
سے بہرہ مند اور شرور نفسانی سے پاک رہے۔ پس طالبان حق نیک نیتی کے ساتھ بتحریک
اپنے کانشنس کے جس ضابطہ پر منجملہ ان اسلامی ضوابط کے کاربند ہون منزل مقصود
تک پہونچ کے خدا نے چاہا تو سب کے سب نعیم جنت کا استفادہ کرین گے۔ (س)

تیرہ صدیون کے عرصہ مین دنیا نے اپنا رنگ بدل دیا اور بعض شرعی احکام حالت موجودہ
کے مناسب پائے نہین جاتے اور یہ بھی ایک وجہ مسلمانون کے تنزل قومی کی ہی۔ (ج)

اعتقادیات اور عبادات کے احکام و نیز وہ مسائل جو حلت حرمت آداب و اخلاق کے
ساتھ تعلق رکھتے ہین ہرگز حسن تمدن کے خلاف نہین ہین باقی رہے وہ احکام جو محض
دنیاوی معاملات سے متعلق ہین اُن مین اکثرون کی بنیاد اوپر رائے فقہا اور فیصلہ جات
قضات اسلام کے ہی۔ اُن بزرگون نے نیک نیتی کے ساتھ موافق حالت زمانے کے
اپنی رائے ظاہر کی تھی اب اگر ذی علم و راست باز عقلاے اہل اسلام موافق حالت اپنے

اور بعض احکام شرعی حالات زمانہ سے نامطابق

زمانہ کے سابقین کی رائے مین ترمیم کرین تو بوجہ اس وست اندازی کے اُن پر الزام خلاف ورزی احکام الٰہی عائد نہین ہوسکتا۔ ہان جن دنیاوی معاملات کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی ہو اُسکا ادب ہر صادق الایمان پر واجب اور لازم ہی لیکن ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے ہادی علیہ السلام کی حکیمانہ رائے نے اپنے تابعین کو ایک موقع وسعت خود دیدیا ہی۔

حدیث

عن طلحہ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ عَلٰی رُؤُسِ النَّخْلِ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ فَقَالُوْا يُلَقِّحُوْنَهٗ يَجْعَلُوْنَ الذَّكَرَ فِي الْاُنْثٰی فَتَلْقَحُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظُنُّ يُغْنِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ فَاُخْبِرُوْا بِذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوْهُ فَاِنِّيْ اِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُوْنِيْ بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللهِ

طلحہ رضی سے روایت ہی مین رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگون پر گذرا جو کھجور کے درختون کے اوپر تھے آپ نے فرمایا یہ لوگ کیا کرتے ہین لوگون نے عرض کیا پیوند لگاتے ہین یعنے نر کو مادہ مین رکھتے ہین وہ گابھ ہو جاتی ہی آپ نے فرمایا مین سمجھتا ہون کہ اس کاروائی مین کوئی فائدہ نہین ہی یہ خبر اُن لوگون کو پہونچی اور اُنھون نے پیوند کرنا چھوڑدیا بعد ازان حضور کو یہ بات معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ اگر اس کارروائی مین اُن لوگون کو فائدہ ہی تو اُسکو عمل مین لائین مین نے تو ایک خیال ظاہر کیا تھا پس میرے خیال پر مجھسے مواخذہ نہ کرو لیکن جب مین اللہ کی طرف سے کوئی

شَيْئًا فَخُذُوا بِهٖ فَاِنِّی لَنْ اَکْذِبَ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (رواہ مسلم)	کوئی حکم بیان کرون تو اُس پر عمل کرو کیونکہ مین اسپر جھوٹ بولنے والا نہین ہون۔

بحث متعلق مسئلہ تقدیر

(س) اعتقاد مسئلہ تقدیر نے مسلمانون کو کاہل بنا دیا ہی اور وہ سمجھے ہوئے ہین کہ جو کچھ ہونیوالا ہی اُسکا تعین ہمارے وجود سے پہلے ہو چکا ہی اور اب اُسکے خلاف کوئی کوشش کامیاب نہین ہو سکتی۔ (ج) پولوس مقدس نے رومیون کے موسومہ خط باب ۹ مین مسئلہ تقدیر کی تشریح کی ہی جسکے چند فقرے اس موقع مین نقل کیے جاتے ہین۔ اے آدمی تو کون ہی کہ خدا سے تکرار کرتا ہی کیا کاریگری کاریگر سے کہہ سکتی ہی کہ تو نے مجھے ایسا کیون بنایا کیا کمہار کا مٹی پر اختیار نہین ہی کہ ایک ہی لوندے مین سے ایک برتن عزت کا اور دوسرا بے عزتی کا بنائے ۹ عیسائیون کی روز افزون ترقیان تمام دنیا مشاہدہ کر رہی ہی پس اگر اعتقادی مسئلہ تقدیر ہارج دنیاوی ترقیات کا ہوتا تو پولوس مقدس کے معتقدون کو یہ اچھے دن کیون نصیب ہوتے۔ یہ تقریر الزامی ہی اور مسئلہ تقدیر ایسا اہم ہی کہ اُسکے نسبت تحقیقی رائے ظاہر کرنا فائدہ سے خالی نہین ہی چنانچہ مین اُسکی تشریح اپنے خیال کے موافق کرون گا لیکن قبل ازین کہ نفس مسئلہ پر اظہار رائے کی نوبت آئے چند مقدمات کا ذہن نشین کر لینا ضروری ہی۔

مقدمہ (۱)

یون تو مسلمانون مین اختلاف کی بنیاد بروز وفات پیغمبر علیہ السلام پڑ گئی لیکن ابھی

ان اختلافات نے تبلیغی شکل اختیار نہین کی تھی کہ واصل ابن عطا نے ایک اعتقادی مسئلہ مین حسن بصری سے اختلاف کیا اور اُنکی مجلس سے اعتزال (کنارہ) کرکی اپنی جماعت بڑھانی شروع کردی۔ واصل آزاد طبیعت رکھتا تھا عقائد اسلامی مین اُسکی موشگافیان پبلک کو دلچسپ نظر آئین اسلیے اُسکے معتقدون کا گروہ جسے اُسکے مخالف معتزلہ کہتے ہین روز بروز بڑھتا گیا۔ اس فرقہ کے معتقدات مین فلسفہ کا رنگ لیے ہوئے عقلی جودت موجود تھی اُسنے بڑے بڑے متبحر عالم صاحب تصنیف پیدا کیے لیکن معلوم نہین کہ بعد فروغ اس فرقہ کو ایسا انحطاط کیون ہوگیا کہ اب اُسکے پیرو اسلامی دنیا مین شاذونادر پائے جاتے ہین۔ فرقہ معتزلہ کی دیکھا دیکھی دوسرون نے بھی عقل کی خردہ بین سے اعتقادیات کی جانچ شروع کی کچھ دنون کے بعد طبع آزمائی کے لیے یونانی فلسفہ آلہیات اور طبیعات کا پشتارہ لیے بغداد مین پہونچگیا پھر تو مسلمانون نے اُسکی دھجیان اُسکی مقراض سے اُڑادین مگر اپنی قباؤن مین بھی اُسکے خوشنما ٹکڑون کے حاشیے اور گوٹ لگالیے۔ الغرض اس شکل سے موجودہ علم کلام وجود مین آیا جو منقولات کا پہلو لیے ہوئے درحقیقت ایک طرح کا عقلی فلسفہ ہے۔ ہر گاہ زمانہ کی حالت مقتضی تھی کہ علم کلام کی ایجاد بغرض تائید اسلام کی جائے اسلیئے دانشمند مسلمانون نے اُسکی تالیف مین عرق ریزیان کین اور دنیا کو دکھادیا کہ عقلی جانچ مین بھی اُنکے معتقدات کامل العیار ہین مگر اس پسندیدہ کارروائی کے ساتھ یہ خرابی بھی پیدا ہوگئی کہ مسلمانون نے تائیدی حجتون کے نتائج کو مذہبی معتقدات مین شامل کردیا جسکی بنیاد پر گروہ بندیان ہوئین اور اب ہر گروہ اُس نتیجہ سے تجاوز کرنا گوارا نہین کرتا جسکو

اُسکے علماے سلف نے اخذ کیا تھا لیکن حق یہ ہی کہ عقلی میدان ابتک کھلا ہی اور ہر دانشمند کو یہ حق حاصل ہی کہ بقوت استدلال کوئی دوسرا نتیجہ اخذ کرے اور اُسکو بتائید عقائد قرآنی کام مین لائے۔

مقدمہ (۲)

عقل کی بلند پروازیان ہرچند لائق حیرت ہین لیکن خدا کی ذات و صفات اور اُسکے رموز قدرت کا ٹھیک ٹھیک معلوم کرلینا ادراکی طاقت سے باہر ہی دنیا مین رنگتون کا فرق اہل بصر پر پوشیدہ نہین ہی لیکن کور مادرزاد سمجھانے سے بھی اُس فرق کو ذہن نشین نہین کرسکتا۔ اسیطرح جس بادیہ نشین نے فونوگراف کا آلہ نہین دیکھا اور نہ اُس کے دلکش ترانے سُنے ہین وہ کبھی باور نہ کریگا کہ انسانی صَوت و صدا اس طور محفوظ کیجا سکتی ہی کہ جب چاہو سُن لو۔ پس جب انسانی صنعتون کے سمجھنے مین یہ دقتین پیش آتی ہین تو واجب الوجود کی ذات و صفات اور اُسکے کارخانہ قدرت کے اسرار تک اگر انسان ضعیف البنیان کی عقل نہین پہونچتی تو اُس پر کسی دانشمند کو کیون تعجب ہو۔ خدا کی ہدایت اور عقل کی رہنمائی سے جس قدر پتہ چل گیا وہ انسان کے لیے مایۂ فخر ہی لیکن اُس سے زیادہ ترقی کی تمنا ایک ایسی ہوس ہی جو شاید پوری نہین ہوسکتی۔ الغرض میدان تنگ ہی اور قوت طبعی کے دکھانے والے صرف حلقۂ محدود کے اندر دوڑ دھوپ کرسکتے ہین۔

مقدمہ (۳)

مسئلہ تقدیر ایسا پیچیدہ ہی کہ فہم انسانی اُسکے بار دقائق کو بمشکل اُٹھا سکتی تھی اسلیے پیغمبر علیہ السلام نے مسلمانون کو اُس کی بحث کرنے کی ممانعت فرمائی کون نہین جانتا کہ دائرۂ حکم سے باہر جانا خلاف شان اطاعت ہی لیکن مخالفون کے حملے نے ہم مسلمانون کو مجبور کر دیا ہی کہ میدان بحث مین آکر دفاعی کارروائی عمل مین لائین۔

مقدمہ (۴)

کارگاہ عالم مین جو نیک و بد اعمال ہو رہے ہین اُنکے ساتھ علم[۱] حق۔ ارادہ[۲] آلہی ارادہ[۳] انسانی۔ فعل[۴]۔ خلق[۵] مراد۔ فضل[۶] خدا کے تعلقات ہین اور انھین تعلقات کے سمجھ لینے سے معلوم ہوگا کہ مسئلۂ جزا و سزا کن عادلانہ اصول پر مبنی ہی اور اپنے افعال کے برتنے مین انسان مجبور ہی یا مختار۔

علم حق

عالم کائنات مین جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہی یا آیندہ ہونے والا ہی ان سب پر خدا کا علم ازلی حاوی ہی کیونکہ عقل تسلیم نہین کرتی کہ ایسا قادر توانا جو دوسرون کو دولت علم سے بہرہ مند کرتا ہی اپنے ملک کے گذرے اور آنے والے واقعات سے لاعلم ہو اور اُسکا دامان کمال

کم وبیش معائب جہل سے آلودہ پایا جائے قال اللہ تعالیٰ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پارہ ۷ سورۂ انعام رکوع ۶)

امام رازی فرماتے ہین کہ اقرب بالصواب یہ رائے ہی کہ کتاب مبین سے خدا کا علم مراد ہی لیکن بعضون کا خیال ہی کہ اس لفظ سے لوح محفوظ مقصود ہی جسکی تعبیر ام الکتاب سے بھی ہوئی ہی اور جسکو پروردگار نے قبل تخلیق عالم اسیلیے مرتب کیا ہی کہ نفاذ علم الٰہی پر ملائکہ آسمان مطلع ہون اور جوش عقیدت کے ساتھ اُسکی تقدیس کیا کرین۔ باوجود ایسی وسعت کے یہ علم اُن افعال کی علت تامہ یا ناقصہ نہین ہی جو ٹھیک اُسی علم ازلی کی موافق عالم ظہور مین آتے رہتے ہین۔ کتاب طبقات معتزلہ مین ابن عمر سے یہ حدیث روایت کی گئی ہی

حدیث

حدثنی ابی عمر بن الخطاب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل	مجھسے کہا میرے باپنے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یون فرماتے سنا ہی رسول اللہ فرماتے تھے

لہ خدا کے پاس غیب کی کنجیان ہین جنکو سوائے اُسکے اور کوئی نہین جانتا وہ جانتا ہی اُن چیزون کو جو خشکی اور تری مین ہین اور کوئی پتا نہین گرتا مگر اُسکو جانتا ہی اور زمین کے اندھیرون کا دانہ اور تر و خشک کتاب واضح مین موجود ہی ۱۲

علم اللہ فیکم کمثل السماء اظلتکم والارض الذی اقلتکم فکما لا تستطیعون الخروج من السماء والارض فکذلک لا تستطیعون الخروج من علم اللہ تعالیٰ وکما لا تحملکم السماء والارض علی الذنوب فکذلک لا یحملکم علم اللہ تعالیٰ علیہ (تفسیر کبیر تحت آیۃ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون)

کہ علم الٰہی کی مثال آسمان کی سی ہی جو تمپر سایہ کیے ہوئے ہی اور زمین کی سی ہی جو تمکو اُٹھائے ہوئے ہی پس جیسا کہ تم زمین و آسمان سے نکل نہین سکتے اسیطرح علم الٰہی سے بھی باہر نہین جا سکتے۔ اور جسطرح آسمان و زمین تمکو گناہون پر برانگیختہ نہین کرتے اُسیطرح علم الٰہی بھی تمکو گناہون پر برانگیختہ نہین کرتا

یہ حدیث اگر صحیح ہو تو اُس سے یہ معقول نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ علم الٰہی ہر چند ممکنات پر حاوی ہی لیکن وہ علت افعال قبیحہ نہین کہا جا سکتا۔ مجھکو حیرت ہی کہ امام رازی نے اس تفرقہ کو نظرانداز کیا اور حدیث کے مضمون پر تعارض کی تہمت لگا دی لیکن الحمد للہ کہ دوسرے اسلامی فلسفی خواجہ نصیر الدین طوسی عمر خیام کے جواب مین اس تفرقہ کی طرف ایما کرتے ہین۔

علم ازلی علت عصیان کردن پیش عقلا زغایت جہل بود

دلیل اس رائے کی یہ ہی کہ اگر ہم فرض کرلین کہ خدا کا علم اس طور پر حاوی نہین ہی تو بھی افعال کا سلسلہ وقوعی جیسا کہ جاری ہی عقلاً جاری رہیگا اور اگر علت کا تعلق درمیان مین ہو تو غیر ممکن ہی کہ بفرض قصور علم کے بقاے سلسلہ افعال کو کوئی دانشمند باور کرسکے۔ مثال اُسکی دنیا مین یہ ہی کہ تمنے کسی شخص کے قیافہ یا اسکے گذشتہ کردار خواہ طرز عمل سے

قیاس کرلیا کہ وہ آیندہ ارتکاب سرقہ کریگا پھر جیسا کہ تمھارا قیاس تھا اُسنے جرم مذکور کا ارتکاب کیا ایسی حالت مین ہرکس وناکس تمھاری فطانت اور دوراندیشی کی داد دیگا لیکن کیا دنیا مین ایسے بیوقوف بھی موجود ہین جو تمکو الزام دین کہ اس جرم کا ارتکاب تمھارے علم اور قیاس کی تحریک سے ہوا ہی۔ (س) علم باری علت نہو لیکن جب خدا جانتا تھا کہ کون شخص ارتکاب افعال قبیحہ کریگا تو اس نے ایسے کمبخت کو پیدا ہی کیون کیا (ج) جو مالک الملک اپنے نفاذ قدرت مین آزاد ہو اُسپر یہ اعتراض جمانا کہ اُسنے ہمارے خیال کے موافق کارروائی تخلیق کیون نہین کی داخل حماقت ہی لیکن یہ پتہ لگانا کہ وہ جو کچھ کررہا ہی دائرۂ انصاف سے باہر ہی یا نہین ایک عاقلانہ تفتیش ہی اور بندگان خدا کو حق ہی کہ قاضی محشر کی صفت معدلت کو قبل اسکے جان لین کہ خود اُنکا مقدمہ اُسکے دربار عظمت مین پیش ہو۔ چنانچہ میری بحث کا مقصود صرف اسی قدر ہی کہ اپنے پروردگار کی شان معدلت کو ظاہر کرون جیسا کہ اسنے خود فرمایا ہی۔

۵۱ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۵۲

(پارہ ۲۴ - سورۂ حم السجدہ رکوع ۶)

۵۱ جو نیک عمل کرتا ہی اُسکا فائدہ خود اُسکے لیے ہی اور جو بُرا کرتا ہی اُسکا وبال اُسی پر ہی اور تمھارا پروردگار بندون پر ظلم نہین کرتا ۱۲

۵۲ بعضون کا یہ خیال ہی کہ ملک غیر مین تصرف کرنا ظلم ہی اور ہرگاہ عالم کائنات سب خدا ہی کا ہی تو وہ اُسکے ساتھ جو عمل کرے اُسکو ظلم قرار نہین دیسکتے لیکن مین کہتا ہون کہ ظلم کے معنی جو کچھ ٹھہرالو مگر خدا کی یہ شان نہین ہی کہ وہ عذر کرنے والون کو اس ہیبت ناک تقریر سے ساکت کرادے کہ ہماری قوت کا کوئی مقابل نہین ہی اور ہمین خالق کل ہین اسیلیے جسکو چاہتے ہین بے قصور جہنم مین جلاتے ہین اور جسکو چاہتے ہین چمنستان جنت مین بساتے ہین اور اگر یہی جواب کافی ہوتا تو قرآن پاک مین کیون عمل پر مدار عذاب و ثواب بیان کیا جاتا ۱۲

ارادہ الٰہی

ارادہ کے معنے خواہش کے ہین اب اس لفظ سے اگر خدا کی رضا مقصود ہو تو کون ذی ہوش کہہ سکتا ہی کہ اُسکی پاک خواہش اور مقدس رضا ایسے رذیل درجہ پر تنزل کر سکتی ہی کہ وہ اپنے بندون کے افعالِ قبیحہ یا اُسکے ارتکاب پر ایک منٹ کے لیے بھی رضامند ہو۔ قَالَ اللہُ تعالیٰ وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ[1] (پارہ ۲۳۔سورۃ الزمر۔رکوع ۱)۔

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ[2] (پارہ ۲۷۔سورۃ الذٰریٰت رکوع ۳)

اور اگر اس لفظ سے قصد تکوین مراد ہو تو عقلاً صرف یہی ایک خیال قرین صواب ہی کہ وہ ذات پاک باوجود وسعت اقتدار اپنے قصد کو افعال عباد کے ساتھ خلط ملط ہونے نہین دیتی کیونکہ وہ جس فعل کا ارادہ کر لے غیر ممکن ہی کہ اُسکے خلاف جلوہ ظہور مین آئے اور اگر وہ ایسے ارادے کو کام مین لائے تو پھر کوئی عزت ثواب کیون پائے یا ذلت عقاب کیون اُٹھائے۔ بے خدمت انعام سے بہرہ مند کر دینا شک نہین کہ فیاضی کا کام ہی لیکن خود اپنے ارادے سے بُرے کام لینا اور کسی بے اختیار پر الزام لگا دینا محاسن اخلاق سے بعید اور شان معدلت سے منزلون دور ہی حالانکہ خدا وند عالم خود

[1] خدا اپنے بندون کا کفر پسند نہین کرتا ۱۲

[2] ہمنے آدمیون کو اور جنون کو اس لیے پیدا کیا ہی کہ میری عبادت کرین ۱۲

ارشاد فرماتا ہی۔ تِلْكَ آيَاتُ اللهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط وَمَا اللهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ

(پارۂ ۴۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱)

اقسام ظلم مین ایک یہ ہی کہ خود پروردگار اپنے بندون کو ستائے دوسرا وہ ظلم ہی جسے بندے بوجہ ارتکاب معاصی اپنی ہی اوپر اپنے ہاتون سے کرتے ہین۔ تیسرا وہ ظلم ہی جو ایک مخلوق دوسرے ہمجنس یا غیر ہمجنس پر کرتا ہی۔ اس آیۂ کریمہ مین لفظ ظلم بشکل نکرہ تحت نفی واقع ہی اس لیے صاف وصریح اُسکے یہ معنے پیدا ہوئے کہ خداوند خدا اِن اقسام ثلثہ مین کسی قسم کے ظلم کا ارادہ نہین کرتا ہی جو بزرگوار اس رائے کے خلاف صدور افعال نیک و بد کا ارادہ کرنے والا خدا ہی کو سمجھتے ہین اُنکی نیک نیتی پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہین ہی لیکن حقیقت یہ ہی کہ دیگر آیات قرآنی کے معنے لگانے مین اُنکو دھوکا ہوا اسیلیے اُنکے پانوٗن اعتقاد جبر کے دلدل مین پھنس گئے چنانچہ ہم تین آیتون کی تشریح کرتے ہین جو زیادہ تر اہم خیال کی گئی ہین قَالَ اللهُ تَعَالىٰ

(۱) خَتَمَ اللهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ط وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

(پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ رکوع ۱)

خداوند عالم نے اپنے مقاصد کو اُنھین الفاظ مین ادا کیا ہی جنکے ذریعہ سے انسان اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا کرتا ہی۔ اب دیکھیے کہ کبھی ہم مُہر اسلیے لگاتے ہین کہ جس ظرف پر

ف۱ اے پیغمبر یہ اللہ کی نشانیان ہین جنکو ہم پڑھ کے تمکو سناتے ہین اور پروردگار اہل عالم پر کسیطرح کے ظلم کا ارادہ نہین کرتا ۱۲

ف۲ اُنکے دلون پر اور کانون پر خدا نے مُہر لگادی ہی اور اُنکی آنکھون پر پردہ پڑا ہی اور اُنکے لیے بڑا عذاب ہی ۱۲

وہ لگائی گئی اُسمین سے کوئی چیز نکالی نہ جائے اور نہ دوسری چیز اُسمین شامل ہوسکے
مگر کافرون کے قلب اور کان پر اس غرض سے مہر لگائی نہین گئی ہی کیونکہ ایمان نہ سہی
مگر اُن کے قلب مین تو سیکڑون باتین خطور کرتی ہین اور ہزارون طرح کی آوازین اُن کے
کانون مین پہونچتی رہتی ہین پس اگر مہر حفاظت لگائی گئی ہوتی تو ایسے داخل کو بھی گنجایش
نہ ملتی ہان کہنے والے کہہ سکتے ہین کہ یہ مہر صرف واسطے روک ایمان کے لگائی گئی ہی۔
لیکن مین کہون گا کہ الفاظ مین تو کوئی ایسی تخصیص نہین ہی اور جب بتائید قرائن دیگر تفسیر
کرنا ہی تو قرینہ عقلی کیون کام مین نہ لایا جائے جو خدا کی برارت اسطرح کے جور و ستم سے کرتا
ہی۔ پھر کبھی باغراض شہادت صفحہ قرطاس پر اور بطور علامت شناخت دوسری چیزون پر لگانا
مُہر کا معمولات سے ہی۔ پس بہ قرینہ عقلی و تائید دوسری آیتون کے کیون ہم نہ کہین کہ یہ مُہر شہادت
کی ہی اور خود قاضی محشر گواہ ہی کہ کفار اپنے قلب مین بالقصد ایمان کو گھُسنے نہین دیتے اور
نہ اپنے کانون مین کلمۂ حق کو جگہ دیتے ہین یا یہ کہ یہ مُہر اسلیے بطور علامت لگائی گئی ہی کہ
ملائکہ متعینہ اُن لوگون کو جو مستوجب عذاب عظیم بوجہ اپنے کردار کے قرار پائے ہین اسی علامت
سے پہچان لین اور اُن کے ساتھ وہ سلوک کرین جسکے وہ مستحق ہین۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ (۲)
لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا
اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پارہ ۴۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۸)

سلہ جو لوگ اسلام سے انکار کرتے ہین یہ خیال نہ کرین کہ ہم جو اُن کو ڈھیل دے رہے ہین وہ اُن کے حق مین بہتر ہی
ہماری ڈھیل دینے کا حاصل یہ ہی کہ وہ اور زیادہ گناہ کرین اور اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہی ۱۲

جو لوگ خدا پر تہمت لگاتے ہین کہ اُسی کے ارادہ سے افعال قبیحہ کا بھی صدور ہوتا رہتا ہے
وہ اس آیہ سے اپنے خیال کی سند اُسی وقت حاصل کرسکتے ہین جبکہ لام لیزداد وکا واسطے
علت کے ہو لیکن جب عقلی و نقلی شہادتین معنی علت کی تردید کرتی ہین تو ہمکو کسی دوسرے معنی
کی تلاش کرنی چاہیے جو بسند محاورہ عرب صحیح ہو لام بغرض اظہار نتیجہ کا عربی محاورہ مین
کثیر الاستعمال ہے اسلیے کیا ضرورت ہے کہ یہ لام لام علت سمجھا جائے اور عاقبت کا لام نہ کہا
جائے۔ کسی کو دوسری سندون پر ممکن ہے کہ اطمینان حاصل نہو اسلیے مین خود قرآن پاک
کی آیت ذیل کو بطور سند پیش کرتا ہون۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ
لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا (پارہ ۲۰۔ سورۃ القصص رکوع ۱)

(۳) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ
یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ (پارہ ۷۔ سورۃ الانعام رکوع ۳)

اس آیہ کو پڑھ کے خیال کرنا کہ خدا نے بعضون کو انکار امر حق پر مجبور کر رکھا تھا ایسا خیال
ہے جسکی تردید عقلاً اور نقلاً دونون طرح سے ہوتی ہے لہذا صحیح تعبیر یہ ہے کہ ایک طرف پیغمبر خدا
باغراض حفاظت اپنے ساتھیون سے گفتگو فرماتے اور دوسری طرف مشرکین مشورون
کی کھوج مین لگے تھے تاکہ تدبیرون کو بگاڑ دین اسلیے جہانتک ان مشورون کا تعلق تھا

ف ۱ موسیٰ کو فرعون کے گھر والون نے اُٹھالیا جسکا نتیجہ یہ تھا کہ وہ انکے لیے دشمن اور ذریعۂ غم ہو ۱۲

ف ۲ بعض مشرک تمھاری طرف کان لگاتے ہین اور ہم نے اُن کے دلون پر پردے ڈال دیے ہین
اور کانون مین گرانی پیدا کردی ہے ۱۲

حافظ حقیقی نے اُنکے قلوب پر پردے ڈال دیے اور کانون مین ثقل سماعت پیدا کردیا تاکہ باتون کو کم سنین اور جو کچھ سُن لین اُنکے تہ کو نہ پہونچین۔ جو راے ظاہر کی گئی اُسکی تردید اور تائید مین بکثرت منقولی اسناد پیش ہوسکتی ہین لیکن ہرگاہ علاوہ نقل کے عقل بھی اس راے کی مؤید ہی اسلیے کچھ شک نہین کہ تردیدی سندون کے کچھ اور مطلب ہین جنکا بیان محقق مفسرون نے کربھی دیا ہی۔

آیات مذکورۂ بالا اور اُنکی ہمشکل آیتون کے اگر وہی معنی لیے جائین جنکو ہمارے مخالف لگاتے ہین تو بھی سب اعتراضون کا معقول اور اسلم جواب یہ ہی کہ جب انسان عناداً طریق حق سے روگردانی کرتا ہی تو کبھی بطور سزا کے اسی دنیا مین اُسکے اختیارات کی قوت گھٹا دیجاتی ہی اور وہ خداشناسی کی دولت کو حاصل نہین کرسکتا پس جس طرح عذاب اخروی ناقابل اعتراض ہی اُسی طرح یہ دنیا کی محرومی جو درحقیقت اعمال قبیحہ کی سزا ہی کیون لائق اعتراض ہو۔

ارادۂ انسانی

مرتعش کا ہاتھ اُسکے خلاف مراد جنبش کرتا ہی اور صحیح الاعضا مصور کی اُنگلیان سرِ مو اُسکے ارادہ سے تجاوز نہین کرتین نسیم صبح چل رہی ہی سُرخ پھولون کی پنکھڑیان سبز درختون کی ٹہنیان ہل رہی ہین عابد سحر خیز بھی بستر خواب سے اُٹھا ضابطۂ شرعی کے موافق ہاتھ مُنھ دھوئے اور برلب جو مصلی بچھا کے اداے نماز مین نیازمندانہ

حرکتین شروع کین دانشمندون سکے ڈھونڈھنے مین اگر دقت ہو تو کسی صحرائی سے پوچھ دیکھو وہ بھی ان مختلف حرکات مین جو کچھ ما بہ الامتیاز ہی کہہ چلے گا اور تم سمجھ لوگے کہ وہ بعض حرکتون کو اضطراری اور بعضون کو ارادی قرار دیتا ہی- اپنے اعمال روزمرہ پر غور کرکے ہر انسان باور کرتا ہی کہ اُسکے کالبد خاکی سے ایک وُلولہ اُٹھتا ہی اور اپنے ہی ارادے سے جو کچھ پسند خاطر ہو کر گذرتا ہی-

افعال صاحبان شعور کی کچھ نہ کچھ غایت ضرور ہوتی ہی لیکن دوراندیش سعادتمند اُس فائدہ کی طرف رغبت کرتے ہین جو مستقل اور اندیشۂ مضرت سے پاک ہو اور کوتہ اندیش تنگ خیال نفع عاجل کے پھیر مین پڑکے ایسے ناشایستہ افعال کا ارتکاب کرتے ہین جنکے نتیجہ مین اکثر ندامت اُٹھانی پڑتی ہی- یون تو خیالی حجتون کا سلسلہ دراز ہی لیکن کارگاہ دنیا مین جب ہم خود اپنے ہی نفس کو مرید اور مرشد پاتے ہین تو نہجر حیف ہی کہ بالارادہ کام ہم کرین اور کہین کہ یہ خدا کے ارادہ اور اُسکی مشیت سے کیا گیا ہی سچ یہ ہی کہ قادر توانا نے مثل اور قوتون کے ایک آزاد قوت ارادی بھی انسان کو عطا کی ہی جس پر تکلیف کا دارومدار ہی اور نیک و بد افعال سکے ساتھ اس آزاد ارادہ کی پابندیان جو مشاہدہ کیجاتی ہین وہ نفس انسانی کی کارگذاریان ہین جسکے صلہ مین کوئی مستوجب عقاب ہوتا ہی اور کوئی مستحق ثواب- کہا جاتا ہی کہ جب ارادہ کی نسبت ساتھ حرکت و سکون اور مختلف حرکات کے برابر ہی تو آخر ایک کو دوسرے پر ترجیح کسنے دی ہی لیکن ہمنے قبل ازین وجہ ترجیح پر اشارہ کردیا ہی اور اب پھر واضح طور پر بیان کرتے ہین کہ دنیا کی ہر حرکت و سکون مین

ایک طرح کا نفع ہی اور نفس انسانی مین یہ استعداد رکھی گئی ہی کہ بالطبع کسی خیالی منفعت کی تحریک کو قبول کر لے یعنے اُس سے متاثر ہو کے مغلوب ہو جائے پس ہم واسطے تاثیر اُس محرک کے خارجی وجہ ترجیح کیون تلاش کرین اور کیون یہ نہ کہین کہ کسی وجہ محرک سے باختیار خود مغلوب ہو جانا نفس انسانی کی خاصیت سے ہی جسکو ہم لوگ بداہتہً جانتے اور امتیاز کرتے ہین۔ جو لوگ سبب محرک کے لیے خارجی وجہ ترجیح تلاش کرتے ہین اُن سے عجب نہین کہ میری توضیح کیلئے بھی ایک دوسری توضیح طلب کرین اسلیے مین مقدمہ (۲) کا حوالہ دیتا ہون اور اُسی کے ساتھ عرض کیے دیتا ہون کہ اپنی کوتاہ فہمی کا خمار خالق کائنات پر توڑنا اور اُسکو مرید افعال قبیحہ کہنا ہوشمندی سے دور اور ادب سے بعید ہی۔

فعل

ارتکاب اور اکتساب فعل و عمل کے الفاظ سے وہی حرکات مقصود ہین جن کو وقت عمل کے عامل کام مین لاتا اور فاعل خیر و شر کہا جاتا ہی یہ حرکت انسان سے بالاختیار و بالارادہ بذریعۂ اُنھین آلات کے جنھین قدرت نے عطا کیے ہین صادر ہوتی ہے لیکن ہرگاہ ان آلات کا ساکن و متحرک کرنا ارادہ کرنے والے کے قبضۂ اقتدار مین دیدیا گیا ہی اسلیے صدور افعال کی ذمہ داری اُنکے صادر کرنیوالو نپر ہی اور آلات کا عطا کرنے والا الزام سے پاک ہی۔

تمثیلاً فرض کرو کہ نیک خیال حداد نے ایک فولادی مقراض بنادی جس سے جائز اور ناجائز دونون کام لیے جاسکتے ہین مزید بران اُس شخص کو جسکے لیے وہ بنائی گئی

سمجھا بھی دیا کہ ناجائز کام مین استعمال نکرے لیکن قابض مقراض نے بدکاریان شروع کین اور راہ چلتون کی جیب کترنے لگا پس ایسی حالت مین وہی بدکار لائق سزا ہوگا اور حداد پر کوئی دانشمند الزام نہ دیگا کہ اُسنے کیون ایسی چیز بنائی تھی جو ارتکاب جرم مین کام آئی۔ (س) اگر حداد قطعاً جانتا ہو کہ یہ مقراض جیب تراشی کے کام مین لائی جائیگی تو وہ ضرور لائق الزام ہی اور ہرگاہ خداوند عالم نتیجۂ کار کا جاننے والا ہی اسیلیے اُسکی کارروائی بخصوص عطاے آلات کیون لائق اعتراض نہو۔ (ج) حداد تابع قانون قدرت ہی اُسکو استعداد صنعت اس شرط سے بخشی گئی تھی کہ اُسمین بداحتیاطی کی آمیزش نہ کرے لیکن خداوند عالم کی قدرت ایجاد کسی دوسرے کی عطیہ نہین ہی اسیلیے کسکو حق ہی کہ اُسکی آزاد قوت کو پابند شرائط کرے اور بوجہ خلاف ورزی شرائط عطا کے اُس پر الزام لگائے پھر گمراہ سے زیادہ گمراہ اُن آلات کو جو دیے گئے کام مین لاتا اور کچھ اچھے کام بھی کرتا ہی پس مقتضاے حکمت نہ تھا کہ یہ آلات عطا نہ کیے جاتے اور کم و بیش کارروائی خیر اس نامحمود سیرت کی روک دی جاتی۔

خدا نے ہر قوم کی طرف راہ دکھانے والے بھیجے آسمانی کتابین بھی نازل کین اور سب سے بڑی کتاب مین شد و مد کے ساتھ کبھی بشکل خطاب فرماتا ہی کہ کس طرح تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو کہان بھٹکے جاتے ہو اور کبھی بصیغۂ غائب ارشاد کرتا ہی کہ کیون وہ لوگ ایمان نہین لاتے اور تذکرہ و نصیحت سے روگردانی کرتے ہین پس اگر افعال کا صادر کرنے والا وہی ہی تو کیا وہ اپنے بندون سے مذاق کرتا ہی اور سلسلۂ الزام مین ایسی

باتون کو پیش کرتا ہی جنکو خود اُسی نے اپنے ارادہ سے کیا ہی خداوند کریم تو باوجود قدرت کاملہ کے اتمام حجت کرتا آیا ہی۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ؎۱

(پارۂ۔ ۱۶۔ سورۂ طہ رکوع ۸)

قال اللہ تعالیٰ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؎۲

(پارہ۔ ۶۔ سورۃ النسار رکوع ۲۳)

پس کیا خدا نہین جانتا تھا کہ اُسکے کچھ بندے طریقۂ استدلال سے واقف ہون گے اور وقت پڑھے جانے فرد جرم کے عاجزانہ لہجہ مین سہی مگر یہ عذر معقول پیش کرسکین گے۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ بود　　باز می فرمود دامن ترمکن ہشیار باش

اس تائید مین کہ افعال عباد مخلوق خدا ہین **علامہ تفتازانی** نے دو دلیلین پیش کی ہین۔

پہلی عقلی دلیل یہ ہی کہ اگر عباد خالق ہوتے تو سلسلۂ ایجاد مین تفصیل حرکات وسکنات و نوعیت تحریک عضلات و تمدید عصبات پر بھی اُنکو پوری اطلاع حاصل ہوتی لیکن اولاً یہ تسلیم کرنا مشکل ہی کہ فاعل بالاختیار کو اسطرح کی تفصیل یاد رکھنا یا تشریح طبی کرنا بھی

؎۱ اگر ہم قبل نزول قرآن اُن لوگون کو بذریعۂ عذاب ہلاک کر دیتے تو وہ لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تونے ہماری طرف کوئی رسول کیون نہین بھیجا کہ ہم ذلیل ورسوا ہونے سے پہلے تیرے حکم پر چلتے ۱۲

؎۲ پیغمبر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ آدمیون کیلیے بعد آنے رسولون کے کوئی حجت بمقابلہ خدا کے باقی نہے ۱۲

ضروری ہی۔ ثانیاً بات یہ ہی کہ آلات دوسرے کے بنائے ہین اور اُن سے کام دوسرا لے رہا ہی اسلیے کام لینے والا پورے طور پر آلات کی کارگذاری پر آگاہی نہین رکھتا۔

دوسری دلیل اس آیہ سے مستنبط کی گئی ہی **قال اللہ تعالیٰ**[۱] وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (پارہ-۲۳-سورۂ والصّٰفّٰت رکوع ۳)

بیان استدلال یہ ہی کہ مَا تَعْمَلُوْنَ مین **ما** مصدریہ ہو یا موصولہ بہرحال وہ افعال عباد پر حاوی ہی لیکن اس دلیل کی تردید یون ہو جاتی ہی کہ افعال عباد بھی خدا کے مخلوق بدین معنی ہین کہ وہ ذات پاک مہیا کرنے والی آلات خلق و نیز علة العلل ہی اور اگر مخلوق آلہی کلیتاً کسی دوسری شی کی خالق نہوتی تو خدا کیون ارشاد فرماتا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ[۲] - (پارہ-۱۸-سورۃ المومنون-رکوع ۱)

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ[۳]- (پارہ-۷-سورۃ المائدہ-رکوع ۱۵)

فرقۂ اہل سنت وجماعت مین جناب **فخر الدین رازی** امام المتکلمین کہے جاتے ہین اور درحقیقت بلحاظ اپنے فضل وکمال کے وہ اس لقب کے مستحق تھے۔ مین اس موقع پر **تفسیر کبیر** سے اُنکے چند ارشادات کو جو بذیل آیہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

خیالات اہل سنت و معتزلہ کی بنا و مسئلہ تقدیر

---

[۱] خدا نے تمکو پیدا کیا اور اُس چیز کو جسے تم بناتے ہو ۱۲

[۲] پس بزرگ ہی اللہ جو سب پیدا کرنے والون مین بہتر ہی ۱۲

[۳] اور جسوقت تو بناتا تھا مٹی سے مثل شکل چڑیا کے ہمارے حکم سے پھر اُسمین پھونک مارتا تو وہ ہمارے حکم سے پرند ہو جاتی ۱۲

تحریرین لکھتا ہون تاکہ ایسے مباحث کی حالت ناظرین پر ظاہر ہو۔

فرماتے ہین

حکایت کیجاتی ہی کہ امام ابوالقاسم انصاری سے کسی نے پوچھا کہ کیا فرقۂ معتزلہ کافر ہی؟ انھون نے فرمایا کہ نہین کیونکہ وہ تو خدا کی تنزیہ کرتا ہی پھر سائل نے اہل سنت کا حال پوچھا ارشاد ہوا کہ یہ فرقہ خدا کی عظمت کرتا ہی یعنے بات یون ہی کہ ان دونون فرقون کی غرض یہ ہی کہ پروردگار کے جلال اور برتری کو ظاہر کرین اہل سنت کی نظر عظمت پر پڑی اور اُن لوگون نے یہ رائے قائم کی کہ وہی افعال کی ایجاد کرتا ہی اور اُسکے سوا کوئی موجد نہین ہی۔ اور معتزلہ کی نظر حکمت پر پڑی اور اُن لوگون نے کہا کہ افعال قبیحہ کی نسبت اُس ذات مقدس کی طرف خلاف اُسکی شان تقدس کے ہی۔

پھر فرماتے ہین

کہ سب سے بڑھکے نکتہ یہ ہی کہ جب فطرت سلیم اور عقل اول کی طرف رجوع کرین تو معلوم ہوتا ہی کہ جس چیز کا وجود و عدم برابر ہو اُسکی ترجیح صرف کسی مرجح کے سبب سے ہوتی ہی اور یہ وجدان اعتقاد جبر کی تائید کرنے والا ہی پھر ہم حرکات اختیاریہ و اضطراریہ مین فرق محسوس کرتے ہین اور حسن مدح اور قبح ذم اور امر و نہی کا منشا سمجھتے ہین جن سے تائید رائے فرقۂ معتزلہ کی ہوتی ہی پس یہ مسئلہ بلحاظ علوم بدیہی و نظری و نیز بلحاظ عظمت و قدرت

وحکمت و توحید و تنزیہ و دلائل سمعیہ جنر تعارض مین پڑ گیا ہی لہذا بنظر اُن ماخذون کے جنکی
مین نے تشریح کی اور بلحاظ اُن اسرار کے جنکو مین سے نے ظاہر کر دیا یہ مسئلہ مشکل و غامض اور
عظیم ہو گیا ہی خدائے برتر سے مین توفیق امر حق کی چاہتا ہون اور التجا کرتا ہون کہ خاتمہ بخیر
کرے آمین یارب العالمین انتہی **امام ابو القاسم** نے سچ کہا اور **امام رازی**
نے کچھ شک نہین کہ سچی بات بے آمیزش تعصب کے لکھدی اور ان ہادیان ملت کے
ارشاد سے ثابت ہو گیا کہ دونون فریق کی روش اپنے اپنے طرز مین پسندیدہ ہی۔ لیکن مین
نسبت ارشادات ان بزرگون کے باادب عرض کرتا ہون کہ واقعی عظمت وہی ہی جسمین
حکمت کا پہلو بھی محفوظ رہے اور وجہ ترجیح وہی ہی جسکو مین نے بہ ضمن تشریح ارادہ انسانی
بیان کر دیا ہی۔

خلق مراد

خلق مراد

سب جانتے ہین کہ فعل اور ہی اور اُسکا نتیجہ مقصود دوسری چیز ہی مثلاً خالد نے
پیتر سے بدلے شمشیر آبدار کو اپنے قوت بازو سے اسلیے حرکت دی کہ زید کی گردن
کاٹ ڈالے اس کام مین جہانتک حرکات کا تعلق ہی اُسکی تعبیر فعل کے ساتھ کیجاتی
ہی اور یہ واقعہ کہ زید کی گردن کٹ گئی خالد کے فعل کا نتیجہ مقصود سمجھا تا ہی اور جب یہ نتیجہ
بعد صدور فعل کے پیدا ہوتا ہی تو انسانی اصطلاح مین فعل مذکور کو قتل کہتے ہین ورنہ اُسکی
تعبیر اقدام قتل کے ساتھ کیجاتی ہی اب سوال یہ ہی کہ نتیجہ کا پیدا کرنیوالا کون ہی میرے

خیال مین اُسکا باصواب جواب یہی ہی کہ وہی قادر توانا جسنے خیمۂ زنگاری کو کھڑا کیا اور
اُسکے نیچے زمین کا فرش خاکی بچھا کے بزم عالم کا تماشا دیکھتا ہی۔ کافی دلیل اس
رائے کی یہ ہی کہ اگر خلق نتایج کی قدرت بھی انسان کو دیگئی ہوتی تو وہ اپنے ارادون مین ہمیشہ
کامیاب ہوتا اور اُن نتایج کو بالالتزام پیدا کرتا جنکا ارادہ کرلیتا حالانکہ آے دن ارادون
کی ناکامی ہم لوگ دیکھ رہے ہین اور ہمارے متقدمین بھی اُسکو دیکھتے آئے ہین۔ (س)
اسیطرح انسان ارادہ کرتا ہی اور ارتکاب فعل مین اُسکو ناکامی ہوتی ہی بس جس دلیل سے
تم نتایج کو مخلوق الٰہی کہتے ہو بجنسہ اُسی دلیل سے افعال عباد کو بھی خدا کا مخلوق کیون
نہین سمجھتے۔ (ج) فرض کرو کہ کسی بیماری سے ہاتھ اور پانوٗن کی قوت کھو دی یا
اُسکی ابتدائی خلقت ناقص ہوئی تو لامحالہ یہ نقائص ذاتی یا عارضی کالبد انسانی کے
کہے جائین گے اور اگر کسی دوسرے نے ہاتھ اور پانوٗن باندھ دیے ہون تو یہ بھی ایک
خارجی عارضہ لاحق سمجھا جائے گا لیکن جب یہ نقائص اور عوارض دور ہون تو پھر وہ فطرت
جو نوع انسان کو عطا ہوئی ہی طبعی حالت پر عود کریگی اور سلسلۂ افعال حسب ارادہ برپا ہوجائیگا
یعنے ارادہ سے انحراف فعل کا محض بوجہ کسی نقص یا عارضہ لاحق فطرت کے ہوتا ہی اسلیے
انحراف مذکورہ سے یہ شہادت نہین ملتی کہ افعال انسانی خود اُسی کے پیدا کیے ہوے
نہین ہین۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ نتایج افعال بھی بعد موجودگی تمام شرائط ضروری کے
واجب الحصول ہوجاتے ہین لیکن تکملہ شرائط کو فطرت انسانی سے کوئی تعلق نہین ہی
لہذا جو انحراف بہ سبب عدم تکمیل شرائط مذکور ہوتا ہی وہ شہادت دیتا ہی کہ نتایج کار کو کوئی

دوسری قوت پیدا کرتی ہی جو فطرت انسانی سے بالا دست ہی۔ (س) بہت سے نتائج قبیح ہین اُنکی نسبت ایسی ذات اقدس اور کامل الصفات کی طرف کیونکر کی جا سکتی ہی (ج) قدرت کا واقعی کمال یہ ہی کہ وہ حسن و قبیح اور ہر درجہ کے صنائع پر حاوی ہو چنانچہ ترکون کی ملیح شکلین یورپ والون کی صبیح صورتین حبشیون کے کالے کلوٹے ہیاکل صحیح البدن دانشمند بے وقوف ناقص الخلقت یہ سب خدا کی مخلوق اپنی اپنی طرز مین صنعت پروردگار کی شہادت دیتی ہین اور تماشاگاہ عالم مین ہر ایک کا نظارہ کمال صنعت کے جلوے دکھاتا ہی۔

تمثیلاً ملاحظہ کرو کہ کسی مصور نے جسکو اپنے فن مین کمال ہی بالاختیار چند بھونڈی صورتین بنائین پس کیا وہ لوگ جنکے سامنے عمدہ عمدہ نمونہ اُسکے بنائے ہوئے موجود ہون مصور مذکور کے کمال پر نکتہ چینی کرین گے ؟ (نہین ہرگز نہین) بلکہ یہ بھونڈی صورتین معمولاً اچھے نمونون کی خوبیان زیادہ نمایان کرتی ہین اور دیکھنے والے تحسین و آفرین کا مینھ برسا دیتے ہین جن نتائج کو تم بلحاظ ارتکاب ناجائز قبیح سمجھ رہے ہو ممکن ہی کہ اُن مین فی نفسہ مصالح شگرف مضمر ہون لیکن اُنکو جانتا وہی ہی جو کارخانۂ عالم کو بے انتہا خوبیون سے چلا رہا ہی اور جسکے رموز قدرت کا جاننا بشری طاقت سے باہر ہی۔

نکتہ

افعال کا خاص تعلق مرتکب کی ذات سے ہی جسکی بدولت مرتکبان سرقہ سارق

کہے جاتے ہین لیکن خالق کا تعلق مخلوق کے ساتھ ایسا نہین ہی کہ وہ اپنی مخلوق سے کسی صفت کا اکتساب کرے ہان خلق بھی ایک فعل ہی جس سے خالق متصف ہوتا اور قبیح وحسن کا پیدا کرنے والا کہا جاتا ہی لیکن جیسا کہ مین نے ایک دنیوی مثال مین سمجھا دیا خلاق اشیاے بدیعہ اور حسنہ کے لیے خالق قبیح ہونا اُسکی شان عظمت کے ہرگز خلاف نہین ہی۔

فضل خدا

فضل خدا

عادل حقیقی نے وہ آلات اپنے بندون کو عطا کیے جو نیک و بد دونون طرح کے اعمال مین کام آئین عقل دی امتیاز دیا خلق افعال کا اختیار بخشدیا۔ انبیاؤن کے ذریعہ سے پسندیدہ و ناپسندیدہ افعال کی نوعیت بھی سمجھا دی پس اب اقتضاے انصاف یہی ہی کہ جو لوگ اچھے کام کرین اچھی جزا پائین اور بُرے کام کرنے والے اپنی کردار کا خمیازہ اُٹھائین لیکن یہ تو معاملہ کی بات ہی اور انعام الٰہی کا مسلک دوسرا ہی جسکی تمنائین اگرچہ ہر طبقۂ عباد کے لیے دلیل سعادت ہین لیکن نیک بندے بھی بشکل استحقاق اُسکا دعوی نہین کر سکتے کیونکہ اگر دولت انعام حیز استحقاق مین آجائے تو پھر درمیان انعام اور معاوضہ کے کیا فرق باقی رہے۔ انعامات آخرت کا تذکرہ آیندہ آئے گا لیکن دنیا مین بھی فیض کی نہرین جاری ہین اور جن لوگون کو خدا چاہتا ہے اُنکو ماء طہور سے سیراب کرتا رہتا ہی چنانچہ فہرست انعام مین ہدایت اعمال حسنہ بھی داخل ہی جسکی تعبیر ایصال الی المقصود کے

ساتھ مجاز ہی اور اسکی شکل یہ ہی کہ جوش نفسانی سنے طبیعت پر اثر ڈالا اور وہ نفع عاجل سے جو
آیندہ بڑی بڑی مضرتون کا باعث ہوگا مغلوب ہو چلی۔ پروردگار عالم ذمہ دار نہین ہی
کہ ایسے شخص کو جو باختیار خود ہلاکت کی طرف مائل ہو روک لے لیکن ممکن ہی کہ وہ محض
اپنے فضل سے نفع عاجل کو شخص مذکور کی نظرون مین ایسا حقیر دکھا دے کہ ارتکاب
فعل بد سے باز رہے یا اسکی قدرت کاملہ اسطرح کے خارجی اسباب اُٹھا دے کہ ارادہ
کرنے والا ایسے ارتکاب پر قدرت نہ پا سکے ایسی شفقتون کی تمثیل دنیا مین یہ ہی کہ خدام
مامور علی الخدمتہ انجام کار مین مصروف ہین اُنمین کسی پہ آقا کی مہربانی مبذول ہوئی اور
اُسکے حصۂ خدمت مین آقا نے خود بھی ہاتھ لگا دیا ایسی صورت مین کیا مدد پانے والا
خاوندانہ امداد کا ممنون نہوگا اور کیا خادمان دیگر (بشرطیکہ انصاف پسند ہون) استحقاقاً
حجت کرین گے کہ ہمکو بھی ایسی مدد دینی آقا پر لازم ہی؟ (ہرگز نہین) پس جو لوگ
خدا کی دستگیری پر نکتہ چینی کرتے ہین وہ محتنانہ اور انعام مین امتیاز نہین کرتے اور اُنکی
ناقص منطق ایسے کامل الاقتدار فیاض کی آزادی سلب کرنا چاہتی ہی اب ناظرین کو
یہ تفتیش پیدا ہوگی کہ کن لوگون پر کن وجوہ سے فضل باری مبذول ہوا کرتا ہی لہذا مین
چند شکلون کو بیان بھی کیے دیتا ہون۔

اولاً۔ کوئی بندۂ صالح باختیار خود اعمال حسنہ کرتا آیا لیکن وہ بھی آخر انسان
ہی نفس سرکش سنے احیاناً غلبہ کیا اور قدم ثبات پھسل چلا خدا اسکے فضل سنے وہین ہاتھ
پکڑ لیا اور مغلوب نفس گرتے گرتے سنبھل گیا۔

ثانیاً- کوئی سعادتمند اُن بزرگون کی نسل سے ہی جو اپنے اختیارات کی آزمائش عمل خیر مین کرتے تھے آبا و اجداد کی خدمتون نے سفارش کی اور فضل الٰہی آمادہ دستگیری ہوگیا-

ثالثاً- کسی پاکباز بندہ نے التجا کی اور بگڑے ہوئے آدمی کو رحمت الٰہی نے بنا دیا-

رابعاً- شاہانہ نگاہ مین کوئی عمل نیک پسند آیا اور اُسنے بحر کرم کو اپنی طرف مائل کرلیا- قرآن پاک مین ہدایت کے لفظ سی اِصطلاح کی خاوندانہ دستگیری مراد ہی دینا یا نہ دینا تو دوسرے کے قبضۂ اقتدار مین ہی لیکن معمولاً پاتا وہی ہی جو مانگتا ہی دروازہ کُھلتا جبھی ہی جب کھٹکھٹایا جاتا ہی اسی لیے مسلمانون کا ہر فرقہ ہر نماز اور اُسکی ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ پڑھتا اور اپنے پروردگار سے التجا کرتا ہی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ- عاجز اور گنہگار بندے اپنے پروردگار کے در دولت پر گدائی کے لیے حاضر ہین اور یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ کی صدائین دے رہے ہین نتیجہ کار کی ان مین کسی کو خبر نہین لیکن پہلے سے کوئی کیون فیصلہ کرلے کہ اُسکو کچھ نہ ملے گا اور فیاض کی ڈیوڑھی پر جیسا خالی ہاتھ آیا تھا ویسا ہی خالی ہاتھ واپس جائے گا اللھم

ط اے پروردگار ہمکو سیدھے راستہ کی ہدایت کر اُن لوگوں کا راستہ جن پر تونے فضل کیا نہ اُن کا راستہ جن پر تونے غضب کیا نہ گمراہون کا راستہ ۱۲

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بِفَضْلِكَ الْكَرِيْمِ۔ (س) قرآن مین بہت جگہہ خدا نے اضلال کی نسبت اپنی طرف کی ہی چنانچہ اُن مین بعض مواقع یہہ ہین۔ ؎ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ۔ (پارہ۔۱۳۔سورہ ابراہیم۔رکوع ۴)

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ؎ (پارہ۔۲۴۔ سورۃ المومن۔ رکوع ۴)

اضلال کی نسبت ... معنوی

پس تخصیص ہدایت اگرچہ ناواجب ہو لیکن خود خدا کا کسی بندہ مامور بالطاعۃ کا گمراہ کرنا بڑا ستم ہی۔ (ج) دنیا مین بہت کم ایسی سُدھری ہوئی زبان ہی جن مین انسان کے بنائے ہوئے علمی مسائل بسہولت بیان ہو سکین۔ اسیلیے جب کسی ناکمل زبان مین بیان مسائل کی ضرورت پڑتی ہی تو بمجبوری الفاظ موجودہ کے معنے پر اصطلاحی رنگ چڑھایا جاتا ہی اسیطرح قرین قیاس ہی کہ خدا کے بشمار اسرار قدرت ایسے ہون گے جو انسانی زبان مین بمشکل سما سکین۔ عربی زبان ہرچند گنجینۂ بلاغت تھی لیکن پھر بھی بعض مقاصد پروردگار کا اگر اُسنے تحمل نہین کیا تو تعجب کی کیا بات ہی خدا کا منشا یہ ہی کہ جو لوگ عناداً راہ راست پر نہین چلتے وہ نعمت ہدایت سے محروم رکھے جاتے ہین زبان عرب مین ایسا لفظ موجود نہ تھا کہ اس مطلب کو ادا کرے اور باقتضاے فصاحت ہرگاہ لفظ وجودی کی ضرورت پڑی اسیلیے کلمہ اضلال کا انتخاب کیا گیا۔ عرب کے لغت مین

؎۱ اور اللہ نافرمان لوگون کو گمراہ کرتا ہی ۱۲

؎۲ اسیطرح اللہ گمراہ کرتا ہی اُس شخص کو جو حد اعتدال سے بڑھ گیا اور شک مین پڑا ۱۲

جو معنے اُسکے رہے ہون مگر خدا کی اصطلاح مین بقرائن عقلی اضلال سے ہدایت کا نہ دینا مراد ہی جو ہرگز دائرۂ ظلم و ستم مین داخل نہین کیا جا سکتا کیونکہ اولاً جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہدایت خدا کی اختیاری بات ہی ثانیاً جو لوگ اپنے اختیارات کو عناداً اعمال بد مین صرف کرتے ہین وہ اس قابل نہین کہ اُنکے ساتھ ایسی رعایت برتی جائے۔ جب باپ بیٹے کی تربیت مین غفلت کرتا ہی تو ہم ہندوستانی زبان مین کہتے ہین کہ وہ اپنے لخت جگر کو بگاڑ رہا ہی اسیطرح جب کسی کاشتکار نے کھیت کی حفاظت موذی جانورون سے نہ کی ہو تو کہا جاتا ہی کہ اُس نے خود اپنی زراعت کو پامال کر ڈالا۔ الغرض اضلال کے معنے مین خدا نے کوئی انوکھا تصرف نہین کیا ہی بلکہ ایسے تصرفات تو ہر اہل زبان کے محاورون مین دائر و سائر ہین۔

التقدیر

تقدیر کے معنے اندازہ کرنے کے ہین اور جب علم الٰہی واقعات آیندہ پر حاوی ہی تو پھر کیا شک ہی کہ دنیا مین جو کچھ ہونے والا ہی اُسکا اندازہ خدا نے قبل ایجاد عالم و تخلیق آدم کر لیا ہی اور اب اُسکے خلاف ایک ذرہ بھی حرکت نہین کر سکتا لیکن جیسا کہ اوپر ثابت کر دیا گیا علم ازلی کسی واقعہ کے وجود خواہ عدم وجود کی علت نہین ہی اگر خدا کو لاعلم فرض کر لین تو بھی دنیاوی تدبیرین کامیابی کی امید اور ناکامی کے اندیشہ مین اُلجھی ہوئی نظر آئینگی لیکن جن لوگون کے حوصلے بلند ہین وہ کامیابی کی امید مین شائستہ تدبیرون پر عمل

کرین گے اور پست خیال کوتہ اندیشون کے ہاتھ محض اندیشۂ ناکامی سے ڈھیلے پڑجائین گے اتفاق کی دوسری بات ہی لیکن تجربہ کہتا ہی کہ سعادتمند کامیاب اہل تدبیر کی جماعت مین پائے جاتے ہین اور سررشتۂ تدبیر کے چھوڑ دینے والے سب کے سب قعر محرومی مین سر پٹکتے دیکھے جاتے ہین۔ کون کہتا ہی کہ دریامین غوطہ لگانے والے ناکام نہین لوٹتے اور کبھی اُنکی قیمتی جانین بھی نذر تمنا نہین ہوجاتین لیکن آخر کار دُرِ شاہوار بھی اُنھین کی جماعت مین کسی کے ہاتھ آتا ہی اور یہی کامیابی دوسرون کو حوصلۂ جانبازی دلاتی ہی الغرض نتیجۂ کار کی لاعلمی مین امید کے سہارے پر انسان فطرتاً بار مصیبت کو اُٹھاتا اور کامیابی کے شوق مین جان لڑاتا رہتا ہی اب غور کرو کہ جب نتیجہ کی لاعلمی عقلمندون کو کوشش بلیغ پر آمادہ کرتی ہی تو خدا کی علمی واقفیت جسکے حال سے دنیا ناواقف ہی کیون مساعی جمیلہ کے سنگ راہ ہوگی انسان کی عاقلانہ روش سوائے اسکے اور کچھ نہین ہی کہ اس اُمید کی دُھن مین کہ شاید پردۂ غیب مین اُسکی کامیابی چھپی ہو متوکلاً علی اللہ تدبیرون پر کاربند ہو اور جب تک ناکامی کی شکل نمایان نہو مایوسی کو اپنی ہمت مردانہ کے آس پاس پھٹکنے نہ دے۔

تن بہ تقدیر دینے والون کو اقرار ہی کہ قبل ظاہر ہونے نتیجہ کے اُن کو پتہ نہین لگ سکتا کہ علم الٰہی مین اُسکی کیا نوعیت مقدر ہوئی ہی مگر ہم آثارات موجودہ کو دیکھ کے بتائے دیتے ہین کہ لوح محفوظ پر ان سادہ لوحون کے نام غالباً خط ناکامی کھچا ہوا ہے کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو وہ اُن تدبیرون پر عمل کرتے دکھائی دیتے جنکو عالم اسباب مین قدرت نے

منتج نتایج حسنہ قرار دیا ہی جاہل شعبدہ بازون کے قول وفعل اس قابل نہین ہین کہ بزم مناظرہ
مین اُنکی سند لائی جائے لیکن مسلمانون کے مقدس رہنما پیغمبر علیہ السلام ہمیشہ تدبیرون
پر عمل کرتے رہے روشن ضمیر خلفاے راشدین نے بھی اپنی عمرین تدبیرون کے سلجھانے
مین بسر کین قرآن پاک اور حدیث شریف مین عمدہ عمدہ تدبیرین حصول حسنات دینی اور
دنیوی کی سکھائی گئی ہین۔ پس یہ کہنا کہ مسئلہ تقدیر جسکا سچے اور ہوشمند مسلمان اعتقاد
رکھتے ہین ہارج ترقیات دنیا ہی ایک ایسا بیان ہی جسکی صداقت ایک لمحہ کے لیے
بھی تسلیم نہین کی جاسکتی۔ ہمنے قبل ازین ثابت کیا ہی کہ افعال عباد اُن کے احاطۂ
قدرت مین داخل کردیے گئے ہین لیکن نتیجہ مقصود کا خالق وہی ہی جسنے بندون کو
پیدا کیا ہی لہذا جب باقتضاے السعی منی والاتمام من اللہ۔ خلاف مراد
نتیجہ افعال نیک پیدا ہون تو ایسی حالت مین بھی ایماندارون کا فرض ہی کہ ناکامی کو ثمرہ
قضاے الٰہی و رضاے پروردگار یاور کر کے اُسکی تلخی پر خوشدلی کے ساتھ صبر کرین۔

قَالَ اللهُ تَعَالٰی وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ
وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ
قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ط (پارۂ ۲۔ سورۃ البقر۔ رکوع ۱۹)

سلہ اور البتہ ہم تمکو تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مال اور جان اور پیداوار آراضی کی کمی سے آزمائین گے
اور اے پیغمبر ایسے صبر کرنے والون کو خوشخبری سنادو جو بر وقت پڑنے مصیبت کے بول اُٹھتے ہین کہ ہم اللہ ہی
کے ہین اور اُسی کی طرف لوٹ جانے والے ہین ۱۲

(س) جب تقدیرات یعنے علوم ازلی مین تغیر نہین ہوسکتا تو پھر قرآن کی آیہ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ (پارۂ ۱۳ - سورۃ الرعد - رکوع ۶) کی کیا تعبیر ہی۔ (ج) وقت تنسیخ احکام توریت و انجیل کے مخالفون نے یہ حجت پیش کی کہ اگر اسلام دین الٰہی ہی تو وہ خدا کے احکام کو کیون منسوخ کررہا ہی خدا نے اس حجت کی یون تردید کی کہ یہ تغیرات اُسی کے حکم سے ہوتے ہین اور اُن کا قرارداد تخلیق عالم سے پہلے لوح محفوظ مین ہوچکا ہی جو خدا کے قبضۂ اقتدار مین ہی یہ بھی تعبیر کی گئی ہی کہ علم الٰہی مین ہرچند تغیرات کو گنجائش نہین مل سکتی لیکن لوح محفوظ کی تحریرون مین ردوبدل ہوا کرتا ہی یہ تعبیر اُسوقت صحیح ہوسکتی ہی جبکہ تسلیم کرلیا جائے کہ لوح محفوظ پوری نقل علم الٰہی کی نہین ہی اور اُسمین کچھ شرائط وجود و عدم وجود واقعات کے متروک ہین کیونکہ اگر اُنکا اندراج ٹھیک علم کے موافق ہوا ہو اور ہر رطب و یابس پر محیط ہو تو پھر اس طرح کا ردوبدل علم ازلی سے ردوبدل کا اثر رکھے گا۔ بعضون کا یہ خیال ہی کہ اُن ملائکہ کو جو خدمات پر مامور ہین بغرض تعمیل ایک کتاب حوالہ کیجاتی ہی اور جس محو و اثبات کا ذکر اس آیہ مین آیا ہی وہ اُسی کتاب مین ہوا کرتا ہی لیکن اس تعبیر پر دو اعتراض وارد ہوتے ہین۔

اولاً۔ یہ کتاب فرشتون کے پاس رہتی ہی اور آیۂ کریمہ مین اُس کتاب کا تذکرہ ہی جو خدا کے پاس ہی۔

ثانیاً۔ یہ کتاب بطور انتخاب لوح محفوظ کے ہوگی اسلیے وہ ام الکتاب کے

ترجمہ: اللہ جسکو چاہتا ہی منسوخ کرتا ہی اور جسکو چاہتا ہی برقرار رکھتا ہی اور اُسکے پاس اصل کتاب ہی ۱۲

لقب سے ممتاز نہین ہوسکتی۔ الغرض صحیح تعبیر وہی ہی جو پہلے لکھی گئی اور جسپر کوئی عقلی اعتراض وارد نہین ہوتا۔ (س) جب مقدرات مین تغیر نہین ہوسکتا تو پھر دعا اور صدقات کا آنے والی آفتون پر کیا اثر ہی۔ (ج) دعا اور صدقہ بھی مقدرات سے ہین یعنے علم الٰہی مین معین ہوچکا ہی کہ فلان بندہ پر مصیبت آنے والی ہی لیکن وہ قادر مطلق کے حضور مین التجا کرے گا یا نیت خالص سے صدقہ دیگا جسکے نتیجہ مین آنے والی مصیبت ٹل جائیگی۔ (س) یہ ایک طرح کا نقصان قدرت ہی کہ وہ علم ازلی سے تجاوز نہین کرسکتی۔ (ج) خدا کی قدرت خدا ہی کے علم سے پابند ہوئی ہی اسلیے یہ پابندی کمالات الٰہی کے مضر نہین ہی اور اگر یہ قدرت حیطۂ علم سے باہر نکل سکے تو لامحالہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اُس ذات پاک پر جہل کی تاریکی طاری ہوسکتی ہی تعالی اللہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا (س) اسلام نے نعیم جنت کو شہوانی اور جسمانی بیان کیا ہی اور مذہب عیسوی اُسکو روحانی قرار دیتا ہی اسلیے بالمقابلہ اسلامی اعتقادات پستی کی طرف مائل ہین۔ (ج) متی باب ۲۲ مین یہ تذکرہ موجود ہی کہ صدوقی فرقہ کے یہودیون نے جو قیامت کے منکر تھے مسیح سے سوال کیا کہ جو عورت دنیا مین چند مردون کی زوجہ رہ چکی ہو وہ آخرت مین کس کو ملے گی اس سوال سے ظاہر ہی کہ پوچھنے والے کم و بیش فن مناظرہ مین مہارت رکھتے تھے اور اُنھون نے اس سوال سے یہ ارادہ کیا تھا کہ یوم قیامت کی تردید کرین بہرحال اُنکی قوت ادراکیہ کو قابل سمجھ کے مسیح علیہ السلام نے جواب دیا کہ اُس عالم مین نکاح و بیاہ کیسا وہان تو آسمان پر

صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۳

مثل فرشتون کے زندگانی کرتا ہی۔ انجیل مین یہی ایک صاف سند روحانیت نعیم جنت
کی پائی جاتی ہی ورنہ جناب مسیح علیہ نے جنکی تعلیم عموماً تمثیلون مین ہوا کرتی تھی دوزخ کی
تشریح یون فرمائی ہی "ابن آدم اپنے فرشتون کو بھیجیگا اور وے سب ٹھوکر کھلانیوالی
چیزون اور بدکارون کو اُسکی بادشاہت سے چُن کر اُنھین جلتے تنور مین ڈال
دینگے اور وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا (متی باب ۱۳ ورس ۴۱ و ۴۲)
اس انتخاب سے ظاہر ہی کہ انجیل مین بھی جسمانی تشبیہ سے معاملات آخرت مین
کام لیا گیا ہی اور صدوقیون کے سوال سے پتہ ملتا ہی کہ یہودیون مین جو فرقہ قیامت
کا اعتقاد رکھتا تھا اُسکا بھی یہی خیال تھا کہ نعیم جنت اور عذاب دوزخ جسمانی ہین
اب عہد جدید کی آخری کتاب مکاشفات یوحنا کا باب ۲۱ ملاحظہ کیجیے جسمین بہشت
کا پورا نقشہ یون دیا گیا ہی کہ وہ ایک مربع احاطہ ساڑھے سات سو کوس کے دَور مین
ہی اور اُسکی دیوار فرشتہ کے ہاتھ سے ایک سو چوالیس ہاتھ لمبی چوڑی اونچی۔ شائد
کوئی پوچھ بیٹھے کہ یہ بلند دیوار سنگی ہی یا خشتی تو اُسکا جواب بھی اُسی کتاب مین ملے گا
کہ سنگ یشب کی اس تصریح کے بعد شہر کی بارہ بنیادین بارہ قسم کے جواہرات کی
بیان کی گئی ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز تو مکانات کے دروازے ہین جن مین
ہر ایک بے جوڑ ایک ہی موتی سے بنایا گیا ہی وغیرُ ذٰلکَ مِنْ نَعْمَآءِ الْجَنَّۃِ
پس عیسائی بھائی جنکی جنت ایسی شاندار ہی مسلمانون کی جنت پر چشمک نہین کر سکتے
لیکن مزید تبصرہ کے لیے مین کچھ حقیقت حال بھی گزارش کیے دیتا ہون۔

اسلام نے ملک **عرب** مین ظہور کیا اور اُسکی اصلی غرض یہ تھی کہ عربون مین خدا پرستی کا
ولولہ پیدا کرائے اس غرض کے لیے سخت ضرورت داعی تھی کہ نیک کامون کے
نتیجے ایسی طرز مین بیان کیے جائین جن سے اُن کو رغبت عمل پیدا ہو بدکاریون کا
ایسا ثمرہ دکھایا جائے کہ افعال قبیحہ کے ارتکاب سے باز رہین یہ گرم ملک کے رہنے
والے وحشی مصیبتون پر صبر کرنے والے تھے مگر اُسی کے ساتھ جب موقع ملجاتا تو
عیش پرستی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتے ۔ ہم سب واقف ہین کہ عیش پرستی کی چاٹ
کا چھوڑا دینا مہذب ملکون مین کسقدر دشوار ہے اور پھر اندازہ کر سکتے ہین کہ اسلام
کے لیے کیا مشکلات ریگستان عرب مین پیش تھین جبکہ وہ خونخوارون کی جماعت کو
زاہد شب زندہ دار بنانا چاہتا تھا ۔ خیالی تدبیرون کا اپنے خیال مین سلسلہ باندھنا
اور خیال ہی مین اُسکا خاطر خواہ نتیجہ نکال لینا دوسری بات ہے لیکن عملاً انسان کی
قساوت قلبی کو دور کر دینا اور اُسکو احکام الٰہی کا ایسا والہ وشیدا بنا دینا کہ عزت وآبرو
جان ومال اور تمامی عیش وراحت کو خدا کے نام پر فدا کر دے کچھ آسان کام نہین ہے اور
ہر حق پسند دانشمند کو اقرار کرنا چاہیے کہ پیغمبر علیہ السلام کا یہ بہت بڑا معجزہ تھا کہ
اُنھون نے چند ہی سال کی تعلیم مین عربون کو ایسا مہذب نیک کار بنا دیا کہ اُنمین
اکثر دنیا کے لیے نمونۂ تقوی تھے یہ خوشگوار ثمرہ کبھی حاصل نہوتا اگر اُن لوگون کو نعیم جنت
کی کیفیت اُنھین کے مذاق کے موافق نہ سمجھائی جاتی اور عذاب دوزخ کی تشریح
ایسے الفاظ مین نہوتی کہ نہایت سخت مزاج آدمیون کے بدن اُنکو سُنکے کانپ جائین

اکثر نعیم جنت قرآن مین وہی بیان کیے گیے ہین جنکو گرم ملک کے رہنے والے عزیز رکھتے
ہین حالانکہ برکات جنت کا حق استفادہ تو گرم وسرد ہر طرح کے ملکون کو حاصل ہی
اسلیے قوی قیاسات موجود ہین کہ یہ سب تمثیلی بیانات ہین اور وہان کی نعمتون کی واقعی
حقیقت اُنھین خوش نصیبون کو معلوم ہوگی جنھین اُنکے استفادہ کی عزت حاصل ہو۔
جب خدا قادر مطلق تسلیم کیا جاتا ہی تو جسمانی راحتون اور جسمانی عذابون کا مہیا کردینا
اُسکے نزدیک آسان ہی پس اگر قرآنی وعدے جسمانی شکل مین پورے ہون
تو فہو المراد اور اگر روحانی پیرایہ مین جلوہ گر ہون تو سبحان اللہ اُنکی خوبیون کا کیا کہنا ہی
امام غزالی علیہ الرحمہ اپنے رسالہ مضنون کبیر مین تحریر فرماتے ہین کہ کیا عجب
ہی کہ بعضون کو جسمانی وروحانی دونون طرح کی لذتین حاصل ہون اور بعضون کو صرف
جسمانی مگر خالص روحانی لذتین تو اُنھین لوگون کو حاصل ہون گی جو عارف باللہ
ہین اور لذات محسوسہ کو بہ نظر حقارت دیکھتے ہین۔ یہ تقسیم کچھ شک نہین کہ معقول
اور دلچسپ ہی کیونکہ دنیا مین ہر شخص کا مذاق جدا گانہ ہی اور عاملان خیر کے درجات
بھی متفاوت ہین اسلیے عالم آخرت مین ہر ایک کے حوصلے اور درجے کے مناسب
لذات کی تقسیم ہونی چاہیے الغرض نعماے جنت کی واقعی نوعیت اور اصلی کیفیت
طاقت بیان سے باہر ہی اور جو کچھ قرآن پاک اور حدیث شریف مین بیان کیا گیا
ہی وہ صرف ایک اشارہ طرف اُسکی کیفیت اور نوعیت کے ہی۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر واقرأوا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین۔ (رواہ البخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ مین نے اپنے بندون کے لیے وہ چیز مہیا کی ہی جسکو کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اُسکی حقیقت گذری ہی۔ پڑھو اگر چاہو (پارہ ۲۱۔ سورۃ السجدہ۔ رکوع ۲ مین) فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین ؕ[1]۔

معتقدات اسلام مین جب ایسا پُر مغز اشارہ بلکہ بیان صریح موجود ہی تو پھر کون کہ سکتا ہی کہ اُن مین اعلیٰ درجہ کی بلند خیالی نہین ہی اور دودھ سے وہی سفید مادہ سیال مراد ہی جسکو گوالے بازار مین بیچتے پھرتے ہین اور جسکے نسبت خیال کیا جاتا ہی کہ مویشیون کا خون ہی اور جسمانی مشین نے اُسکا رنگ اور ذائقہ بدل دیا ہی۔ قرآن مین ارشاد ہوا ہی کہ اہل جنت کے لیے وہ سب چیزین موجود ہونگی جنکی اُنھین خواہش ہو اور پھر فرمایا ہی کہ وہان کی نعمتون مین سب سے بڑھ کے خدا کی رضا ہی جو اہل جنت کو حاصل ہوگی۔ عزیزو۔ دودھ وشہد کی نہرین عمدہ سے عمدہ قصر خوبصورت حورین تروتازہ میوے یہ سب بے حقیقت ہین فرشتہ بن کے آسمان پر چکر لگانا بھی کوئی بڑی کامیابی نہین ہی اگر دیدۂ بصیرت کھُلے ہون تو رضاے آلہی کی قدر کرو اور اس نعمت کو طلب کرو

[1] پس کوئی نہین جانتا کہ اُن کے لیے آنکھون کی کیا ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہی ۱۲

جسکو خود خالق کائنات سب نعمتون سے بڑھی ہوئی نعمت قرار دیتا ہی۔ نورانی چہرہ حور و لولہ نفسانی کا تماشا گاہ ہوسکتا ہی لیکن لائق عظمت روحانی سرور تو انھین سرمستان جلوۂ طور کو حاصل ہوگا جو ان آبرو دارون مین شامل ہون قال اللہ تعالےٰ وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ۙ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ۚ﴿۲۳﴾ ۱؎ (پارہ ۲۹۔ سورۃ القیامۃ رکوع ۱)

(س) اگر نعیم جنت جسمانی لذتون پر شامل ہون تو پھر صدوقیون نے جو سوال مسیح علیہ السلام سے کیا تھا اُسکا کیا جواب ہوگا۔ (ج) اُن منکرون کا جواب تو بہت آسان ہی کہ ہر ایک شوہر سابق کے حقوق کو اسی دنیا مین شوہر لاحق تلف کرتا آیا اسیلیے دار آخرت مین صرف قابض اخیر کے حقوق لائق اسکے ہین کہ موثر کیے جائین کیونکہ وہی دنیا مین دوسرون کے دست برد سے محفوظ تھے اور اُنھین کی موجودگی مین عورت پر خواب عدم طاری ہوا تھا۔

القرآن

مسلمانون کو ہر چند دیگر آسمانی کتابون کا اعتقاد ہی لیکن وہ قرآن کو ایسی الہامی کتاب کہتے ہین جسکے معانی اور الفاظ معجز نما ہین اور وہ ایسی اخبار بالغیب پر شامل ہے جنمین بعضون کا ظہور بھی ہو چکا ہی چنانچہ پیروان اسلام علاوہ محاسن لفظی و معنوی کے ایسے اخبار کو بھی اُسکی حقیت کی دلیل قرار دیتے ہین جیسا کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے

۱؎ اُس دن بہت لوگون کے مُنھ تر و تازہ اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہون گے۔ ۱۲

فرمایا تھا ،، اور اگر تو اپنے دل مین سکہے کہ مین کیونکر جانون کہ یہ بات خداوندکی کہی ہوئی نہین ! تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اُسنے کہا ہو واقع نہو یا پورا نہو تو وہ بات خداوند نے نہین کہی بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہی تو اُس سے مت ڈر ،، (کتاب استثنا باب ۱۸ - ورس ۲۱ و ۲۲)

انصاف اور حق بینی مقتضی ہی کہ بلا آمیزش تعصب و عناد کے ان بیانات کی وقعت جانچی جائے کیونکہ یہ ایسی کھلی باتین ہین جنکے حل کرنے مین زیادہ پیچیدگی نہین ہی اور ہر دانشمند تھوڑی سی توجہ مین فیصلہ کرسکتا ہی کہ وہ کہان تک معقول ہین بشرطیکہ تعصب کا پردہ سامنے سے ہٹا دیا جائے - اب مین ان بیانات کی نسبت خیالات کا اظہار حسب ذیل کرتا ہون -

الفاظ قرآن

نظم و نثر کی خوبیون پر بدرجہ مساوی جودت الفاظ حُسن ترکیب و صنائع و بدائع کا اثر پڑتا ہی اور مضمون کی دلاویزی پایۂ کلام کو بہت اونچا کردیتی ہی - نثر مین ایسے محاسن کی زیادہ گنجائش ہی اور نظم کے میدان کو بحر و قافیہ کی پابندی نے تنگ کردیا ہی لیکن فطرت انسانی کو نظم کے ساتھ خاص دلچسپی ہی مغموم کر رونے والون کو ہنسانا اور ہنستے ہوئے مسرور الوقت کو رولا دینا نظم کے معمولی کرشمے ہین اور دنیا مین بہت کم ذیشعور ملین گے جن پر اس کرشمہ نے کم و بیش اثر نہ ڈالا ہو بزم عشرت مین

وہ شاہانہ چال چلتی ہی مگر میدان رزم مین اُسکے آہنی بازو شیر نیستان کی کلائی توڑ دیتے ہین اور اُسکو سُن سکے عرصۂ جنگ مین دُون ہمتون سکے دھڑکتے ہوسے دل کو قرار آجاتا ہی۔

اس دَور مین شاعرون کی جماعت گھٹ گئی لیکن پُرانے شعرون کی قوتین ابتک علی حالہا برقرار ہین ارباب تہذیب کے ہال وحشیون سکے چوپال مین سننے والے اپنے مذاق سکے موافق اس موزون کلام سے بہرہ مند ہوتے ہین اُسکی تکرار سے عالم تنہائی مین دل بہلتا ہی اور مُرجھائی ہوئی طبیعتون مین تازگی پیدا ہوجاتی ہی۔ نثر بھی اپنے طرز مین مظہر شان قدرت ہی اُس نے علمی اور تمدنی مراحل مین ہمیشہ اہل عالم کو ممنون رکھا اور آجکل سکے زمانۂ تہذیب مین تو وہ بڑے بڑے جوہر دکھا رہی ہی خلاصہ یہ کہ نثر مین بڈھون کی متانت اور نظم مین جوانون کی سی شوخی موجود ہی اگلے زمانہ مین شوخی کلام کی بڑی قدر تھی مگر اب نثر نے بھی اپنی وقعت اُسی کے برابر کرلی ہی۔ یون تو ہر قوم اپنی نثر و نظم کی دلدادہ ہی لیکن عرب کی جاہل قومین اپنے زمانے مین لٹریچر کی جان نثار شیدائی تھین جسکو فصاحت و بلاغت کی رنگ آمیزی سے اُن لوگون سے نہت دلفریب بنا رکھا تھا ایسی کارروائی کی علت غالبًا یہ تھی کہ عربی زبان مین استعداد ترقی موجود تھی اہل زبان ذکی الحس مگر دیگر علوم سے ناآشنا تھے اسلیے اُنکی تمامی دماغی قوتین لٹریچر کے سُدھارنے مین مصروف رہین اور رفتہ رفتہ اُن لوگون نے اپنی فصاحت و بلاغت کو ایسا یکتاے زمانہ سمجھ لیا کہ ممالک دیگر کو

عجم (غیر فصیح کج مج بیان) کہنے لگے اور حق یہ ہی کہ تھوڑے اور ڈھلے ہوئے لفظون مین کسی مطلب کا ساتھ قوت اثر کے ظاہر کرنا اُنکی زبان کا جوہر تھا اور شوکت بھرے شعرون کا بالبداہت موزون کردینا تو عربی شاعرون کا ایسا کمال تھا جسکی نظیر دوسری قومون مین نہین مل سکتی ہی عرب مین یہ طریقہ رائج ہوگیا تھا کہ اچھے اچھے شاعر اپنے قصیدے قریش کے روبرو ایام حج مین پڑھتے اور اُنمین جو پسند کیا جاتا اُس کو ارکان کعبہ پر عزت تعلیق عطا کیجاتی اس عزت افزائی سے صرف شاعر کی ذاتی ناموری ترقی نہین کرتی بلکہ اُسکے تمام قبیلہ کو اپنے ہمجنسون مین فخر ومباہات کا عمدہ ذریعہ ملجاتا چنانچہ جب عمرو ابن کلثوم تغلبی کا مشہور قصیدہ جو سبعہ معلقہ مین شامل ہی دیوار کعبہ پر آویزان ہوا تو بنو تغلب نے اسقدر دون کی لینی شروع کی کہ ایک دوسرے شاعر کو اُنکی نازش پر یون ریمارک کرنا پڑا۔

اَلْھٰی بَنِي تَغْلِبٍ عَنْ کُلِّ مَکْرُمَۃٍ | قَصِیدَۃٌ قَالَھَا عَمْرُو بْنُ کُلْثُوم

الغرض بمقابلہ نثر کے عرب مین کلام منظوم کی بڑی قدر تھی اور اُسمین غرور ونخوت کے ساتھ زیادہ تر میخواری جنگ جوئی اور عیش پرستی کے تذکرے کیے جاتے جن کے ساتھ جُہلاے عرب کو طبعی دلچسپی تھی۔ ٹھیک اُسی زمانہ مین جبکہ فصاحت وبلاغت کا آفتاب بلند ہوکے معائب معنوی مین گہنایا ہوا تھا نزول قرآن کی بھی مسعود ساعت آگئی اگلی

لہ بنی تغلب کو ہر طرح کی بزرگیان حاصل کرنے سے اُس ایک قصیدہ نے غافل کردیا جسکو عمرو ابن کلثوم نے کہا ہی ۱۲

آسمانی کتابون مین اسلیے الفاظ پر زیادہ توجہ نہین ہوئی تھی کہ وہ جن قومون کے لیے ابتداءً اُتاری گئیین اُن کو فصاحت وبلاغت مین عربون کی طرح انہماک نہ تھا اور دانشمند ناصح کا فرض ہی کہ پہلے مذاق اہل مجلس کا اندازہ کرے اور پھر مقصود کو ایسے شایستہ طرز مین گوش گزار کرے کہ سُننے والون کو بھلا معلوم ہو اور کان سے گذرتا ہوا اُسکا اثر سویداے قلب تک تیر جائے چنانچہ قدرت نے بھی اس مصلحت کو پیش نظر رکھا اور معنے قرآن کو ایسا پُرزر خلعت پہنایا کہ اُسکی ظاہری شوکت نے دلون مین عظمت اور اُس عظمت نے آنکھون مین چکاچوند پیدا کر دی ۔ حمزہ بن عبد المطلب نے بروقت اسلام لانے کے پُرجوش لہجہ مین فرمایا ہی۔

حَمِدتُ اللّٰہَ حِینَ ھُدَیٰ فُؤَادِی [1]	اِلَی الاِسلَامِ وَالدِّینِ الحَنِیفِ
لِدِینٍ جَاءَ مِنْ رَبٍّ عَزِیزٍ [2]	خَبِیرٍ بِالعِبَادِ بِھِم لَطِیفِ
اِذَا تُلِیَتْ رَسَائِلُہٗ عَلَینَا [3]	تَحَدَّرَ دَمعُ ذِی اللُّبِّ الحَصِیفِ
رَسَائِلُ جَاءَ اَحمَدُ مِن ھُدَاھَا [4]	بِاٰیَاتٍ مُبَیَّنَۃِ الحُرُوفِ

١ مین نے خدا کی تعریف کی جبکہ اُسنے میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کی ہدایت کی ١٢

٢ وہ ایسا دین ہی جو پروردگار غالب اور ایسے پروردگار کی طرف سے آیا ہی جو بندون کے حالات سے خبردار اور اُن پر مہربان ہی ١٢

٣ اُسکے بھیجے ہوے پیام جب ہمپر پڑھے جاتے ہین تو عقلمند اور صائب الراے آدمیون کے آنسو ٹپکنے لگتے ہین ١٢

٤ وہ ایسے پیام ہین جنکی ہدایت کو احمد واضح حرفون مین (بہ کلام فصیح) لائے ہین ١٢

روایت کی جاتی ہی کہ ولید بن المغیرہ قبیلۂ قریش مین سب سے زیادہ فصیح گنا جاتا تھا اُسنے ایک دن درخواست کی اور پیغمبر علیہ السلام نے اُسکو قرآن کی یہ آیت سُنائی۔[له]

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

(پارہ ۱۴۔ سورۃ النحل۔ رکوع ۱۳)

ولید نے اس آیہ کو دوبارہ پڑھوایا اور باوجود عناد کے اُسکو اقرار کرنا پڑا کہ نطق انسانی ایسے کلام کی ایجاد پر قادر نہین ہی۔ عثمان بن مظعون نے زبان سے کلمہ پڑھ لیا تھا لیکن وہ خود کہتے ہین کہ ابھی تصدیق قلبی سے محروم تھے کہ آیت مذکورۂ بالا جسنے مکارم اخلاق کو چند الفاظ مین جمع کر دیا ہی نازل ہوئی دل پر اُسکا ایسا گہرا اثر پڑا کہ مومن صادق بن گئے۔ بزمانۂ نزول قرآن اکثر قلوب پر صرف معجزہ بیان نے پورا قبضہ کر لیا اور بہتون کو توحید کے جادۂ مستقیم پر لاڈالا اور ابتک اُسکی تسخیری قوت اور اکسیری خاصیت بدستور برقرار ہی۔

کون نہین جانتا کہ الفاظ بے معنی مہمل ہوتے ہین اور میرا مقصود یہ نہین ہی کہ محض الفاظ معجز نما ہین بلکہ حاصل تقریر یہ ہی کہ معنے کی معجز نمائی مین قرآن کے الفاظ اور لفظون کی ترکیب کو بھی خاص قسم کی مداخلت ہی۔ قال اللّٰہ تعالےٰ

[له] اللہ حکم دیتا ہی انصاف اور نیکی اور قرابت مندون سے سلوک کا اور منع کرتا ہی بے حیائی اور بدتہذیبی اور زیادتی سے۔ وہ تم لوگون کو نصیحت کرتا ہی کاش تم یاد رکھو ۱۲

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

(پارہ ۱- سورۃ البقر رکوع ۳)

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (پارہ ۱۵- سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

ان آیتون مین یہ تصریح نہین ہی کہ الفاظ و معانی بالاشتراک معجز نما ہین یا بالانفراد اسلیے مین بوجوہ ذیل ثابت کرتا ہون کہ لفظون کی ترکیب مین بھی کچھ ایسی کیفیت مضمر ہی جسکا قوی اثر دل پر پڑتا ہی اور صاحبان طبع سلیم جب اُسکا احساس کرلیتے ہین تو اُنکو بوجوہ ذیل لامحالہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ یہ ترکیب خداساز ہی پیغمبر علیہ السلام یا کسی دوسرے انشا پرداز کو قدرت نہ تھی کہ ایسی حیرت انگیز لفظی ترکیب کرسکے

اولاً دعوی نبوت سے پہلے پیغمبر علیہ السلام نے انشا پردازی مین کوئی

ف ۱ اور اگر تمکو اُس کلام مین شک ہو جسکو ہمنے اپنے بندے پر نازل کیا ہی تو تم بھی ایسی ہی ایک سورہ بنا لاؤ اور سوا اسد کے اپنے حامیون کو بھی بلالاؤ اگر سچے ہو پس اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جسکے ایندھن آدمی اور پتھر ہین اور منکرون کے لیے مہیا کی گئی ہی ۱۲

ف ۲ اے پیغمبر کہدو کہ اگر آدمی اور جن اسلیے جمع ہون کہ مثل اس قرآن کے لائین تو اُسکا مثل نہ لاسکین گے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد کرے ۱۲

شہرت خاص حاصل نہین کی تھی اور نہ میدان شعروسخن مین کبھی اُنکا مبارک قدم گیا تھا
کاش فصاحت وبلاغت قرآنی اُنھین کی قوت بیانیہ کا نیتجہ ہوتی توغیر ممکن تھا کہ مثل
دیگر ناموران عرب کے وہ بھی عہد شباب مین اس طرف توجہ نفرماتے اور اُنکا کلام نظم
یا نثر دیوار کعبہ پر آویزان نہ دیکھا جاتا۔

جب چالیس برس سے عمر نے تجاوز کیا اور وہ دن آگئے جنمین جوش طبیعت
پر اُوس پڑجاتی ہی اُسوقت حضور نے ایسے کلام معجز نظام کو پیش کیا جسکے سامنے فصحاے
عرب کی گرم بازاری ٹھنڈی پڑگئی اور باوجود ان لمبے دعویہاے بلند کے مقابلہ کیا کسیکو مقابلہ
کا حوصلہ بھی پیدا نہین ہوا آن واقعات پر نظر کرکے کیا کانشنس انسانی کہ سکتا ہی کہ یہ کلام
ربانی نہین ہی اور اُسکو خود پیغمبر یا اُنکے کسی ہمراز نے بنالیا یا بنا دیا ہی کیونکہ اگر ایسا تھا
توسرداران قریش ودیگر قبائل کے نازک خیالون نے خود یا دوسرون کی مدد سے
ایک چھوٹی سورہ کیون نہین پیش کی اور بہ موجودگی ولولہ خودسری کے جو اُنکا خاصہ
طبعی تھا سب نے مجلس مناظرہ مین کیون سر جھکا لیے۔

ثانیاً تجربہ شاہد ہی کہ عمدہ سے عمدہ کلام انسانی جب پہلی مرتبہ پڑھا جائے
تو طبیعت کو وہ لطف جو بیان مین نہ آسکے ملتا ہی پھر بحالت تکرار وہ لطف درجہ بدرجہ
کم ہوتا ہی تا آنکہ کثرت تکرار کے بعد وہی کلام جو کبھی موجب تفریح تھا باعث انقباض خاطر
ہوجاتا ہی لیکن قرآن کی عبارت کو معنی نا آشنا قاری بھی جسقدر زیادہ پڑھتے ہین
اُسی قدر لطف زیادہ بڑھتا جاتا ہی هُوَالْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ[1] اگر کسیکو

[1] وہ مشک ہی جتنی رگڑو مہکتی جائے ۱۲

اس بیان پر اطمینان نہو تو خود پڑھ کے دیکھ لے کہ اُسکے مذاق پر اس قدرتی قند کی شیرینی کیسی روز افزون حلاوت پیدا کرتی ہی۔ (س) یہ سب اعتقادی جلوے ہین جنکو پیروان اسلام سلک اعجاز مین منسلک کرتے ہین۔ (ج) دوسرے اہل کتاب بھی آسمانی کتاب سے اعتقادی نیاز مندیان رکھتے ہین لیکن اُن کو تو ہم ان کتابون کی قرأت کا ایسا والہ و شیدا نہین پاتے۔ (س) دوسرون کے بیان کی سند نہین مگر ہر مذہب کے پیرو باصرار کہتے ہین کہ اُنکو اپنی معتقد علیہ کتاب کے پڑھنے مین قند و نبات کا مزہ آتا ہی۔ (ج) دعوی کی جانچ نتیجہ سے کرنی چاہیے قرآن کے لاکھون حافظ خطہ ہاے اسلام مین موجود ہین اور اگر ایسون کا شمار کیا جاے جو یوحنا کی انجیل کے برابر قرآنی آیتون کو یاد رکھتے ہون تو تعداد بہت بڑھ جاے لیکن دوسری کتابون کے حافظ اگر دنیا مین موجود ہون تو بھی معدودے چند سے اُنکا نمبر آگے نہ بڑھے گا اس تفاوت کی خاص وجہ یہ ہی کہ قرآن کے لفظی محاسن اُسکے حفظ کا حوصلہ دلاتے رہتے ہین اور دوسرے صحائف مین ایسے محاسن کا وجود نہین ملتا۔

ثالثاً۔ ہرگاہ نصایح کا دلنشین کرنا مقصود بالذات تھا اسیلیے قرآن مین ایک ہی بات ایک ہی قصہ ایک سے زیادہ سورتون مین بیان کیا گیا ہی مضمون کا بار بار آنا معمولاً کلام کی خوبی کو کھو دیتا ہی لیکن قرآن کی ہر تکرار مین خاص لذت ویری محسوس ہوتی ہی۔

رابعاً۔ اتنے بڑے مجموعہ مین جسکی تکمیل تیئیس برسون مین ہوئی یہ حیرت انگیز

خوبی موجود ہی کہ وہ ازابتدا تا انتہا یکسان رنگ فصاحت مین ڈوبا ہوا ہی لیکن بڑے بڑے فصحا کا رنگ اتنی مدت کے اندر کبھی گہرا کبھی پھیکا ہوتا رہتا ہی جسکو سخن شناس پہچان لیتے ہین - اب سوال یہ ہی کہ قرآن مین آخر ایسا تفاوت کیون نہین ہی اس سوال کا سچا جواب یہی ہی کہ وہ پروردگار کا کلام ہی جسکی ذات وصفات مین حدوث وتغیر کو راہ نہین مل سکتی -

خامسًا - اُسی مضمون کو جو موجود فی القرآن ہی بیان کرنے والا دوسرے لفظون مین بیان کرے تو مضمون کی قوت اور اُسکا اثر گھٹ جاتا ہی بس اگر اُسکی ترکیب مین سرمایۂ اعجاز مضمر نہوتا تو چاہیے تھا کہ نقش ثانی نقش اول سے بہتر نہین تو اُسکے برابر ہو جاتا - (**س**) قرآن بلحاظ نوعیت مضامین ابواب وفصول پر منقسم نہین ہی اسیلیے سررشتۂ سخن اُلجھا ہوا معلوم ہوتا ہی - (**ج**) قرآن علمی کتاب یا داستان واقعات گذشتہ نہین ہی بلکہ وہ وعظ وپند کا دل پسند مجموعہ ہی جسکے ضمن مین اُمم سابقہ کے تذکرے آگئے ہین یا چند تمدنی احکام کی تعلیم کی گئی ہی -

تم خود کبھی ناصح بن کے دیکھ لو کہ ایک مرتبہ کے کہنے مین طبیعت کو تسکین نہین ہوتی اور اگر نصیحت مہتم بالشان ہو تو بارہا اُسکی تکرار کی ضرورت داعی ہوتی ہی - خدا کو بڑے بڑے سرکشون کا سمجھانا منظور تھا اور ایک ایسی کتاب تیار کرنی مقصود تھی جو ابدالآباد تک اُسکے بندون کا دستورالعمل رہے بس وہ انسانی ترتیب کا پابند ہو کے اپنے اصلی مقاصد کو کیون برباد کرتا - صانع قدرت اپنی صنعتون مین انسانی ترتیب کا مقلد نہین ہی

نباتات اور اشجار مین اُس نے بڑے بڑے کرشمے قدرت کے نمایان کیے ہین لیکن اُنکی شاخ اور برگ مین وہ مساوات اور وہ تقابل پایا نہین جاتا جسکو انسانی صنعت عموماً اختیار کرتی ہی باانیہمہ اس بے ترتیبی مین ارباب بصیرت وہ موزونی مشاہدہ کرتے ہین جنکے بیان سے زبان قاصر ہی وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ ۔

تکلف سے بری ہی حسن ذاتی ۔ قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی

معانی قرآن

قرآن کی بسیط کتاب مین چند احکام بیان ہوے ہین لیکن زیادہ تر اُن عقائد حقہ پر زور دیا گیا ہی جنکا تعلق تصفیہ روحانی سے ہی جیسا کہ قبل اسکے کچھ نمونے دکھائے گئے تمام تر احکام قرآنی معتدل اور فطرت انسانی کے موافق ہین اور اعتقادیات کے ذخیرہ کو جو چاہے عقل کی کسوٹی پر کس لے اُسمین ایک ذرہ کے برابر بھی غل و غش کی آمیزش نہین ملیگی ۔ یہ مبارک شجرہ ریگستان عرب مین سرسبز اور بار ور ہوا جہان مدتون سے حکمت کا ایک بیج بھی زمین پر نہین گرا تھا اور لاعلمی اس حد تک ترقی کر گئی تھی کہ تیراندازی و شہسواری کے ساتھ جو شخص صرف فن کتابت مین مہارت رکھتا تھا اُسکو قبائل عرب اوج کمال پر فائز سمجھتے اور کامل کی ڈگری عطا کر دیتے تھے پس جس قوم مین یہی صفتین معیار کمال قرار پائی ہون اُسکے افراد کی نسبت یہ قیاس کب ہو سکتا ہی کہ دقائق الٰہیات کی جھلک عالم خواب مین بھی دیکھی ہو گی لیکن قدرت کی کارسازیون کو دیکھیے کہ اُسی قوم مین

نعرۂ توحید بلند کرتا ایک اُمی اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس نے اتنے دور کے مسائل حکمت بتا دیے
جنکے رموز تک نہ بڑے بڑے فلاسفرون کی رسائی ہوئی تھی اور نہ توریت شریف اور
انجیل مقدس مین ویسی تشریح کا نام ونشان تھا۔ بلندی مضمون کے ساتھ اُس بیان مین
روحانی قوتون کے جلوے نمایان تھے جنکے اثر سے وہ قلوب جنمین حجریت آگئی
تھی پسیجے پھر موم ہوئے آخر کار محبت آلہی کی گرمی سے پگھل گئے۔ یہودی معجزات
موسوی کے تذکرے کرتے ہین اور عیسائیون کے دفتر مین بڑی لمبی فہرست معجزات
کی موجود ہی جن پر انکی تبلیغی حجتون کا دارومدار رہتا ہی لیکن قرآن نے باغراض اپنی
تصدیق کے اعجاز محمدی پر بھروسہ نہین کیا بلکہ فطرت آلہی کی مضبوط زمین پر استدلال
کی بنیاد رکھی اور واقعات تاریخی پر توجہ دلا کے اپنی حقیت اور پروردگار کی عظمت
کو اسطرح بدلائل عقلی ثابت کر دیا کہ ذوق سلیم اُنکی حجتون سے مغلوب ہو گیا اور اس
دور مین بھی کہ عقلی جودت عجیب وغریب کرشمے صنعت کے دکھا رہی ہی اُن حجتون کا
حلقۂ اثر بڑھتا ہی جاتا ہی۔ مسٹر ووش ایک انصاف پسند روشن دل فرماتے ہین
"اُن تبدیلات مضامین مین جو مثل برق تیز وطرار ہین اس کتاب (قرآن)
کی ایک نہایت خوبصورتی پائی جاتی ہی اور **گوتھی** (ایک مشہور ترین جرمن فاضل)
کا یہ قول بجا ہی کہ جسقدر ہم اُسکے قریب پہونچتے ہین یعنے اُس پر زیادہ غور کرتے ہین
وہ ہمیشہ دور کھچتی جاتی ہی یعنے زیادہ اعلی معلوم ہوتی ہی وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہی پھر
متعجب کرتی ہی اور آخر کار فرحت آمیز تحیر مین ڈال دیتی ہی" اور مسٹر

جان ڈون پورٹ اپنی کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن
مین جو اُنیسوین صدی کی تصنیف ہی تحریر فرماتے ہین ”منجملہ بہت سی اعلیٰ درجہ کی
خوبیون سکے جو قرآن سکے لیے واجب طور پر باعث فخر و ناز ہو سکتی ہین دو خوبیان
بہت بڑی ہین۔

ایک اُسکا مؤدبانہ اور ہیبت و رعب سے بھرا ہوا طرز بیان ہی جو ہر ایک مقام پر
جہان خداوند تعالیٰ کا ذکر یا اُسکی ذات کی طرف اشارہ ہی اختیار کیا گیا ہی اور جسمین خداوند عالم
کی طرف اُن جذبات اور اخلاقی نقائص کی نسبت نہین کی گئی ہی جو انسان مین پائے
جاتے ہین۔

دوسرے وہ اُن تمام خیالات باطل اور الفاظ رکیک و قصص سے مبرا ہی جو فحش اور
خلاف اخلاق اور نامہذب ہون لیکن افسوس کی بات ہی کہ یہ عیوب کتب مقدسہ یہود مین بکثرت
پائے جاتے ہین درحقیقت قرآن اِن سخت عیوب سے ایسا مبرا ہی کہ اُسمین خفیف سے
خفیف ترمیم کی بھی ضرورت نہین ہی از ابتدا تا انتہا پڑھ جاؤ مگر اُسمین کوئی لفظ ایسا نہ ملیگا
جو رکیک اور شرم و حیا کے خلاف ہو۔ قرآن مین ذات باری کی تعریف مشرح اور صاف
ہی اور جو مذہب اُسنے اپنی خوبیون کے ساتھ قائم کیا ہی وہ وحدت الٰہی کا پختہ اور مستحکم
یقین ہی بجائے اسکے کہ خدا کو فلسفیانہ طرز پر ایسا مسبب الاسباب مان لین جو اس عالم
کو مقررہ قوانین پر چلا کے خود ایسی شان و عظمت کے ساتھ الگ ہی کہ اُس تک کوئی شی پہنچ
نہین سکتی از روے تعلیم قرآنی وہ ہر وقت حاضر و ناظر اور عالم کائنات مین عامل اور متصرف ہی

علاوہ برین اسلام ایسا مذہب ہی جسکے اصول مین کوئی امر متنازع فیہ نہین ہی اور چونکہ وہ
کسی ایسے معمہ پر شامل نہین ہی جو سمجھ مین نہ آئے اور جسکو زبردستی قبول کرنا پڑے
اسلیے وہ خیالات کو ایسی سیدھی سادی اور ایسی پرستش پر قائم رکھتا ہی جو تغیر پذیر
نہین ہی حالانکہ تیز و تند اور اندھا دھند جوش مذہبی نے پیروان اسلام کو اکثر اوقات
آپے سے باہر کر دیا ہی اور سب سے اخیر بات یہ ہی کہ مذہب اسلام ایسا مذہب ہی جس سے
ولیون شہیدون تبرکات اور تصویرون کی پرستش اور ناقابل باتین اور حکیمانہ باریکیان
اور راہبون کی تجرید و تعذیب نفس بالکل خارج کر دی گئی ہی،، اب طالب حق کو غور
کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے کہ کس زمانہ مین اور کس قوم کے حلقہ مین قرآن نازل
ہوا اُس نے کیسے اعمال حسنہ اور عقائد حقہ کی ہدایت کی۔ اُسکا نور ہدایت تھوڑے ہی
دنون مین کسطرح پھیلا اور دنیا کے اخلاق پر اُسنے کیا اثر ڈالا اُسکی تحریک سے عباد اور
رب العباد کے بگڑے ہوئے تعلقات کیسی موزون حالت پر قائم ہو گئے ہر چند زمانہ
نے کروٹین بدلین لیکن اس عقلی دور مین بھی آزاد دانشمند اُسکی خوبیون کو کتنی دلآویزی
کے ساتھ دیکھتے ہین۔ مین کیا کہون بعد اس فکر کے جسکی سفارش کی گئی خود ذی ہوش
طالب حق اعتراف کریگا کہ یہ پاکیزہ اور پر تاثیر ہدایتون کا مجموعہ لا ریب فیہ
الہامی ہی قوت بشری کا کام نہ تھا کہ ایسے موثر بلند خیالات کا اظہار بالخصوص اُن
دنون مین کر لیتی جب کہ اولاد آدم بت پرستی کی شیدا اور بداخلاقیون کی خوگر
ہو رہی تھی

ریورنڈ ٹیلر نے اسلام کے متعلق اپنا تیسرا آرٹیکل اخبار سینٹ جمیس مین شائع کرایا ہی جسکا انتخاب ہم میگزین المناؔر مصری سے بہ تائید اپنی رائے کے حسب ذیل تحریر کرتے ہین ،، منجملہ اُن معجزات کے جنکو دیکھکر انسانی عقل کو نہایت حیرانی پیش آتی ہی وہ دقیق حکمتین ہین جن سے قرآن مجید کے احکام کو ایک ممتاز فوقیت حاصل ہی اور انسان کی مذہبی طبیعت کے اقتضا پر اُن احکام کا ایک عجیب طور پر منطبق ہونا اور پیرؤن کے دلون پر اُنکی عجیب وغریب تاثیر پڑنا اور اُنکے نفوس کا انسانی کمالات کیطرف متوجہ ہونا حقیت قرآن کی ایک زبردست دلیل ہی پس اسلام اپنے پیرؤن کو دولتمندی اور فراغ دستی کی حالت مین وقار کا لباس پہناتا اور مفلسی وتنگ دستی مین صبر اور رضا وتسلیم کے خلعت سے آراستہ کرتا ہی بیشک مسلمانون کو حق حاصل ہی کہ وہ ہم سے پوچھین کہ کیا مثل محمدؐ کے کسی اُمی کے لیے بغیر خدا کی وحی کے اور اُسکی مدد کے ممکن ہی کہ ایسے اعلی درجہ کے حقائق ودقائق اور ایسے احکام بیان کرے جو انسانی نفوس پر مسلط ہوجائین جیسے کہ قرآن مجید نے بیان کیے ہین ،،

اخبار بالغیب

قرآن پاک مین ضرورت کے موافق آنے والے واقعات کی خبرین صاف الفاظ مین دیگئی ہین اسلیے بیان کرنے والے پر یہ بدگمانی نہین ہوسکتی کہ اُس نے واسطے

اخبار بالغیب

سلہ ترجمہ اس مضمون کا ہندوستانی اخبارون مین بھی ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء چھاپا گیا ہی ۱۲

بڑھانے اعتقاد کے ایسی اُلجھی تقریرین کی ہین جنکا کوئی نہ کوئی پہلو واقعات عالم سے کم وبیش مطابقت پیدا کرلے جن باتون کا تعلق زمانۂ مابعد الموت سے ہو اُن کی حقیقت تو اُسی وقت کھلیگی جبکہ تدبیرون کے دروازے بند ہو جائینگے اور چند پیشین گوئیون کا وقت ظہور ابھی کچھ دور ہو لیکن حق کے ڈھونڈھنے والے ذیل کی پیشین گوئیون سے کیون استفادۂ اطمینان نہین کرتے جنکی تصدیق ہو چکی یا نمایان طریقہ سے ہو رہی ہو

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ؁ (۱)

(پارۂ ۱۴ - سورۃ الحجر رکوع ۱)

ابتدائے نبوت سے تا وقت وفات پیغمبر علیہ السلام کے قرآن کی آیتین ضرورت کے موافق نازل ہوا کین اُن دنون اہل عرب کتابی تدوین سے ناواقف تھے یا پروردگار کو اپنی قدرت کا یہ جلوہ دکھانا منظور تھا کہ بگڑی بگڑی حالتون کا سنبھال دینا اُسکے نزدیک دشوار نہین ہو بہرحال قرآن کے بے بہا موتی سلک تحریر مین منسلک نہین ہوئے تھے کہ آفتاب نبوت کو ابر رحمت نے چھپا لیا اُسکی غیبت کے ساتھ ہی اسلامی دنیا پر مشکلات کی تاریکی چھا گئی اور اُن سب مین زیادہ لائق توجہ فساد کی وہ ظلمت تھی جسکو مسیلمہ جھوٹا دعویدار نبوت خطہ یمن مین پھیلا رہا تھا روشن ضمیر خلیفہ نے وقت مناسب پر جنگی تو تون سے فساد کی جڑ کاٹ دی لیکن نرخ مروجہ سے زیادہ یہ کامیابی مہنگی پڑی یعنے بارہ سو وبروایتے اٹھارہ سو مسلمان اُس حملہ مین مارے گئے جو چھوٹے سے قصبہ یمامہ پر کیا گیا تھا - الحاصل نوید فتح کے ساتھ جب دارالخلافت مین

سلہ ہمنے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم اسکے نگہبان ہین

شہداے جنگ کی تفصیل بیان کی گئی تو ہر گھر سے گریہ وزاری کی صدائین بلند ہوئین
اور خود خلیفہ کی آنکھون سے بھی آنسو ٹپک پڑے۔ اس لڑائی نے اقبال مندون
کے جوش کو ٹھنڈا نہین کیا لیکن دور اندیشی نے اُن کو اندیشہ دلایا کہ اگر ایسی ہی خونریز
لڑائیان اور بھی لڑنی پڑین تو وہ جماعت جو قرآن کو صندوق سینہ مین محفوظ رکھتی ہی
ٹوٹ جائیگی اور اُسی کے ساتھ کیا عجب ہی کہ قرآن کا کوئی حصہ نسیاً منسیاً ہوجائے
چنانچہ ایک سال بعد وفات نبوی کے قرآن بشکل کتاب لکھ لیا گیا مگر برسون گذر گئے
اور اُسکی اشاعت کی نوبت نہین آئی جسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اُس زمانہ کے مسلمان
قوت حافظہ کو قرآن پر فدا کر رہے تھے انکو پروا نہ تھی کہ باغراض یادداشت کاغذ وقلم
سے استمداد کرین لیکن خلیفہ ثالث کے دور حکومت مین اسلامی جماعت بہت بڑھ گئی
اسلیے قرآن مرتبہ کی نقلین دور دراز شہرون کو بھیجی گئین۔ وہ جلد جو خلیفہ کے استعمال
مین تھی ابتک مسجد مدینہ مین محفوظ اور زیارتگاہ خلائق ہی ۶۵۴ھ ہجری مین مسجد نبوی
کی عالیشان عمارت مع تمامی سامان موجودہ کے جل گئی لیکن وہ قبہ جسمین مصحف عثمانی
رکھا تھا صاف بچ گیا اسی طرح ۸۸۶ھ ہجری مین بجلی گری اور اکثر حصہ مسجد کا جل گیا لیکن
اس واقعہ مین بھی تاریخی مصحف کو کوئی صدمہ نہین پہونچا۔ بعد اُس اشاعت کے جس کا
تذکرہ کیا گیا کثرت سے قرآن کی نقلین ہوتی رہین قدرت کی کارسازیان لائق حیرت ہین
کہ وہی آیتین اور سورتین جو کبھی کھجور کے پتون اور خرمے کی چھالون پر لکھی جاتی تھین
تھوڑے ہی دنون مین مطلا ومذہب اوراق پر دیدۂ نیاز کی پتلیان بنگئین کتابت کی تمام

ہنرمندیان اُن پر نثار ہوئین اور تکلفات نے وہ وہ رنگ دکھائے کہ چشم تماشا انکو دیکھکے حیران رہگئی چنانچہ سُنا جاتا ہی کہ شاہان تیموریہ کی سرکار مین ایک ایسا قرآن موجود تھا جسکے اوراق سونے کے پتر سے بنائے اور اُن پر قیمتی جواہر کے تراشے ہوئے حروف جمائے گئے تھے۔ الحاصل ایجاد چھاپہ سے پہلے اکثر مسلمانون کے گھر مین متعدد جلدین قرآن کی موجود تھین اور بعد ایجاد چھاپہ کے تو لاکھون جلدین ہدیۂ شائقین ہوچکین اور ابتک خریداری کی گرم بازاری بدستور ہی یہ تو تحریری سامان حفاظت کا بیان ہوا قدرت نے اُس سے بھی زیادہ مضبوط ایک دوسرا سامان حفاظت مہیا کردیا ہی کہ لاکھون عقیدتمندون کے سینہ مین پورا قرآن محفوظ ہی اور روز بروز حفظ قرآن کا شوق ترقی کرتا جاتا ہی۔ حفظ کا شوق یا حافظون کی کثرت اتفاقی بات نہین ہی کیونکہ خدا نے بالقصد انسانی حافظہ پر قرآن کو آسان کردیا ہی **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ**[۱] (پارہ ۲۷ - سورۂ القمر - رکوع ۱)

تمام حصص دنیا مین مسلمان پھیلے ہوئے ہین اور ترتیب قرآن کو تیرہ سو برس کا زمانہ گذرچکا ہی لیکن اتنی بڑی کتاب کی ایک آیت کی نسبت بھی تحریف کا الزام کسی دانشمند نے نہین لگایا۔ اور نہ قیاساً آیندہ کسی تحریف کا گمان پایا جاتا ہی۔

اس عالم کا خداوند اپنے ارادون کا نفاذ اسباب کے اوٹ مین کرتا ہی اسلیے ناظرین واقعات مذکورہ پر غور کرکے اندازہ کرین کہ یہ پیشین گوئی کس وثوق کے ساتھ کی گئی تھی

---

[۱] ہم نے قرآن کو واسطے یاد کے آسان کردیا ہی پس ہی کوئی کہ اُسکو یاد کرے ۱۲

اور پیشین گوئی کرنے والے نے کیسے قوی اسباب حفاظت قرآن کے مہیا کر دیے ہین۔
اپنے عہد تک تحریف کا نہونا سر **ولیم میور** صاحب نے بھی تسلیم کیا ہی چنانچہ وہ
اپنی کتاب لایف آف محمد مین تحریر فرماتے ہین ،، نہایت قوی قیاس سی ہم کہتے ہین
کہ ہر ایک آیت قرآن کی محمد کے غیر محرف اور صحیح الفاظ مین ہی،، ذی علم مصنف اگر منصفانہ
آزادی کو کام مین لاتے تو اُنکو بجاے قوی قیاس کے یقین کا لفظ استعمال فرمانا اور
جن آیتون کی نسبت وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرتے ہین اُنکو خداوند خدا کیطرف
منسوب کرنا چاہیے تھا لیکن اُنکا اتنا اقرار بھی غنیمت ہی باقی رہی تھوڑی سی جھجک اُسکو
بھی کیا عجب ہی کہ یورپ کے روشن ضمیر اُسوقت ترک کر دین جبکہ متعصبانہ جوش اور
تقلیدی نفرت کو شایستگی کا دور مٹا دے۔

(۲) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ٥ (پارہ-۶-سورۃ المائدہ-رکوع ۱۰)

یہ آیہ کریمہ جنگ احد کے بعد نازل ہوئی اور بعد اُسکے نزول کے کوئی بداندیش حضور کو
جسمانی صدمہ نہ پہونچا سکا دنیا کے بادشاہ واسطے ذاتی حفاظت کے بہت کچھ سامان

لہ اے پیغمبر جو پیام تمپر تمھارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے ہین لوگون کو پہونچا دو اور اگر
تمنے ایسا نہ کیا تو گویا پروردگار کی رسالت کو نہین پہونچایا اللہ تمھاری حفاظت آدمیون سے کریگا بیشک
اللہ اُن لوگون کو راہ نہین دکھاتا جو کافر ہین ۱۲

موجود رکھتے ہین لیکن پھربھی اُنکی حالت خطرہ سے یقیناً محفوظ نہین رہتی چنانچہ اگلے
زمانہ مین بیشمار ایسے واقعات گذرے ہین کہ کوئی حقیر دشمن جان پر کھیل گیا اور
اُسکے دست ستم سے نے بڑی قیمتی جان ضائع کردی۔ ہم دور کی سند کیون لائین تاریخ
کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ ذی اقتدار خلیفہ دوم اور عالیقدر خلیفہ چہارم
پر کسطرح ایک ذلیل جانباز کو موقع دسترس مل گیا اور اُسنے وہ کامیابی حاصل
کرلی جو قیصر وکسرےٰ کے حوصلہ سے بھی باہر تھی۔ پیغمبر علیہ السلام کے حلقۂ وعظ
وپند مین دوست ودشمن صادق ومنافق ہر قسم کے آدمی شریک رہتے تھے ذاتی
حفاظت کا کوئی خاص اہتمام نہ تھا باینہمہ اُنکا دشمنون کے شر سے محفوظ رہنا اگر
حیرت انگیز نہو توبھی ایک واقعہ لائق لحاظ ضرور ہی۔ کون نہین جانتا کہ دنیا مین بیشمار
اقبالمندون نے محفوظ زندگانی کا استفادہ کیا ہی لیکن مقصود بیان یہ ہی کہ مشتبہ
حالت مین وعدہ کیا گیا اور نتیجہ اُسی کے موافق پیدا ہوا اسلیے وہ خبر جودی گئی سلسلۂ
اخبار بالغیب مین داخل اور صداقت قرآن پر اطمینان دلانے والی ہی۔ (س)
جوتشی اور رمال بھی واقعات آیندہ کی خبرین دیتے ہین اور اُنمین کچھ صحیح نکل آتی ہین اسیطرح
ہم تسلیم کرتے ہین کہ قرآن کا یہ بیان صحیح نکلا لیکن بربناے اُسکی صحت کے کیونکر
اطمینان ہو کہ وہ خدا کا بیان ہی۔ (ج) جوتشیون اور رمالون کی باتین کچھ جھوٹ اور
کچھ سچ ثابت ہوتی ہین لیکن قرآن کی کسی پیشین گوئی پر اب تک الزام کذب عائد نہین
ہوا ہی۔ دقیقہ سنج خیالات پر یہ واقعات قوی اثر ڈالتے ہین کہ پیغمبر علیہ السلام کی

دانشمندی اُن کے مخالف بھی تسلیم کرتے ہین لیکن دانشمند دعویدار نبوت صاف الفاظ مین کبھی ایسا بیان نہین کرسکتا جسکا دوسرا پہلو بھی ممکن الوقوع ہو کیونکہ ایسی حالت مین صریح اندیشہ ہی کہ نتیجہ خلاف پیدا ہو اور خود اپنے بیان سے اتنے بڑے دعوی کی تردید ہو جائے۔ حضور اقدس کو کوئی ضرورت داعی نہ تھی کہ اپنی ذاتی عصمت کے متعلق ایک ایسا بیان کر دیتے جسکی صداقت مشتبہ تھی اور بالخصوص ایسا بیان جسکو سُن کے دشمنون کے حوصلے بلند ہون اور باغراض جھٹلانے وعدۂ عصمت کے مخالفانہ تدبیرون کو زیادہ وسعت دین۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ایک سفر مین سعد اور حذیفہ خیمہ نبوی کا پہرا دے رہے تھے کہ یہ آیۂ نازل ہوئی اور اُسی وقت باعتماد وعدۂ الٰہی معمولی نگرانی کا بھی انتظام توڑ دیا گیا پس واقعات مظہرہ بالا ظاہر کرتے ہین کہ یہ خبر اُس عالم الغیب قادر توانا نے دی تھی جسکو اپنے علم ازلی پر اعتماد ہی اور جسکے ارادے کو کوئی قوت بشری روک نہین سکتی۔

(۳) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (پارہ ۱۰- سورۃ التوبہ- رکوع ۲)

ترجمہ: اُن لوگون سے لڑو اللہ تمھارے ہاتھون اُنکو سزا دیگا اور تمکو فتحیاب کریگا اور مسلمانون کا سینہ ٹھنڈا اور اُنکا غصہ دور کر دیگا اللہ جسکی توبہ چاہے قبول کرلے اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہی ۱۲

یہ آیت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی اُسوقت مسلمانون کی قوت ضرور بڑھ گئی تھی لیکن پھر
بھی مشرکون کی جماعت سے دعوی ہمسری نہین چھوڑا تھا۔ چنانچہ جب فتح معاہدہ کی
اُنکو اطلاع دی گئی تو خیرہ چشمی کے ساتھ کہنے لگے کہ ہمنے عہد کو پس پشت ڈال دیا اور
اب درمیان ہمارے اور محمد کے تیغ آزمائی اور نیزہ بازی کے تعلقات باقی رہگئے ہین
تائید الٰہی کو دیکھیے کہ بعد نزول اس آیہ کے صرف معمولی حملے ہوے اور پھر تمام خطہ عرب
خس وخاشاک شرک سے ایسا پاک ہوا کہ تیرہ صدیان گذر گئین زمانہ نے کتنے رنگ
بدلے لیکن شرک کا کوئی پودا ابتک اُس زمین پر سرسبز اور بارآور نہین ہوا ہے۔ اب نگاہ
کچھ اور اونچی کرو اور دیکھو کہ تھوڑے ہی دنون مین خود سر قبائل جو بربادی اسلام کے
ساعی تھے اُسکے جان نثار حامی بن گئے اسلیئے پچھلا حصہ آیہ کریمہ کا واقعات سے
یون مطابق ہوا کہ بوجہ اتحاد باہمی مسلمانون کے کلیجے ٹھنڈے ہوے معاندانہ خیالات
کی جگہہ برادرانہ تعلقات نے چھین لی۔ خدا نے اتنی بے اعتدالیون کے بعد بھی ہتون
کی توبہ قبول کی اور ایسے سرکشون کو تابع فرمان بناکے اپنی حکیمانہ شان دکھادی بعض
مغلوب الغضب مسلمانون کو وجہ تعجب حاصل تھی کہ اپنے رسول کے ایسے دشمنون کو
قہر الٰہی کیون یک لخت برباد نہین کردیتا لیکن عالم علم ازلی جانتا تھا کہ یہ بے ادب گمراہ
کبھی باادب بن کے راہ راست پر چلین گے اُن مین کچھ کام کے آدمی ہین اور ایک
دن مثل بندگان مخلص اسلام کے کام آئین گے پس لفظ علیم اس آیہ مین واسطے تنبیہ
اُن تعجب کرنے والون کے آیا ہے جو اسرار الٰہی سے ناواقف اور درحقیقت عجلت پسند تھے۔

(۴) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۚ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

(پارہ-۲۳-سورۂ الصّٰفّٰت-رکوع ۵)

انبیاے سابق مطلع کیے گئے تھے کہ نبی عربی فتح پائین گے اور بضمن اُس فتح ونصرت کے خداوند خدا اپنا جلال کبریائی ظاہر فرمائے گا۔

آیۂ محولہ مین اصحاب رسول اللہ مراد لیے گئے ہین اور خدا نے اپنے پیغمبر کو تسکین دی ہی کہ ہم آپ کی بعثت سے پہلے انبیاے مرسلین سے کہہ چکے ہین کہ ہمراہیان پیغمبر آخر الزمان اعداے دین پر غالب آئین گے لہذا آپ چندے انتظار کرین مشرکون کی جماعت خود جلد دیکھ لیگی کہ اُسکا انجام کیا ہوتا ہی۔

یہ آیتین اُس زمانہ مین نازل ہوئین جبکہ اسلام آماجگاہ مصیبت ہو رہا تھا اور بظاہر اُسکے اُبھرنے کے سامان دکھائی نہین دیتے تھے لیکن مسبب الاسباب نے غیر مترقبہ سامان مہیا کیے اور آخر کار اپنے پاک وعدہ کو پورا کر دیا۔ تاریخی روایتین شہادت دیتی ہین کہ خدا کا لشکر جو اصحاب محمدی سے مرتب ہوا تھا جب تک دنیا مین قائم رہا سلسلہ وار کامیابیان حاصل کرتا گیا اُسنے گنتی کے برسون مین خطۂ عرب سے جو بنی قیدار کا وطن ہی

ف ہمنے اپنے بندون سے جو درجۂ رسالت پر فائز ہوے پہلے ہی کہدیا کہ وہ لوگ (مسلمان) فتحمند ہون گے اور بیشک ہمارا لشکر غالب آئے گا پس اے پیغمبر چند روز اُن لوگون (مشرکون) سے تعرض نکرو اور اُن کو دیکھا کرو جلد وہ لوگ خود دیکھ لین گے ۱۲

ظلمت شرک کو مٹا دیا اور ہر چند اُسکے ارکان خود بھی مٹ گئے لیکن اُنکی فتحمندیوں کی داستان جب تک کارگاہ عالم قائم ہی صفحات تاریخ سے مٹتی نظر نہین آتی الغرض یہ قرآن اور دیگر کتب سماوی کی کُھلی ہوئی پیشین گوئی تھی جو پوری ہوئی چنانچہ آیۂ قرآنی کو تو ہم بلفظہا نقل کر چکے اب کتاب یسعیاہ کا کچھ انتخاب ملاحظہ ہو۔ ”بیابان[۱۱] اور اُسکی بستیان قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کرین گے۔ سلع کے بسنے والے ایک گیت گائین گے پہاڑون کی چوٹیون پر سے للکارین گے۔ [۱۲] وے خداوند کا جلال ظاہر کرین گے اور بحری ممالک مین اُسکی ثناخوانی کرین گے۔ [۱۳] خداوند ایک بہادر کے مانند نکلے گا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی غیرت کو اُسکائیگا“ (باب ۴۲-کتاب یسعیاہ-ورس ۱۱-لغایت ۱۳)

پھر اُسی کتاب اور اُسی باب کے ورس ۱۷ مین ارشاد ہوا ہی ”وے پیچھے ہٹین اور نہایت پشیمان ہون جو کھُدی ہوئی مورتون کا بھروسا رکھتے ہین اور ڈھالے ہوئے بتون کو کہتے ہین کہ تم ہمارے الٰہ ہو“

قیدار حضرت اسمٰعیل کے بیٹے تھے (دیکھیے کتاب پیدایش باب ۲۵-ورس ۱۲ لغایت ۱۵) قریش اور چند[۱] دیگر قبائل عرب اُنھین کی اولاد سے ہین (دیکھیے انساب کی کتابین) سلع ایک پہاڑ کا نام ہی جو مدینہ مین واقع ہی (دیکھیے لغات عرب کی کتابین) جنگ احزاب مین اسی کوہ سلع کے دامن مین لشکر اسلام نے خیمے ڈالے اور اُس سے

---

[۱] علامہ ابن خلدون تحریر فرماتے ہین کہ اگر قحطان اولاد اسماعیل سے تسلیم کیا جاے جیسا کہ بعض مورخون کی راے ہی تو سب اہل عرب بنی اسماعیل ہین کیونکہ قحطان وعدنان اُنکی سب شاخون پر حاوی ہین ۱۲

تھے بغرض حفاظت خندق کھودی تھی۔ اعدا کی کثرت نے بداندیشون کو امید دلائی
کہ اب بنیاد اسلام ہل جائیگی اور اُسی بنیاد پر بزدل منافق مسلمانون پر طرح طرح کے
آوازے کسنے لگے۔ مسلمان بھی اتنے گھبرائے کہ واسطے اُنکی تسکین کے ارادہ کیا گیا
کہ قبیلہ فزارہ اور غطفان کو ایک ثلث پیداوار نخلستان مدینہ کی دی جائے تاکہ وہ لشکر
قریش سے علیحدگی اختیار کرین اور دشمنون کی جماعت اس تدبیر سے گھٹ جائے
لیکن سرداران انصار نے جانبازی کا حوصلہ ظاہر کیا اور یہ مغلوب پالیسی تمام چھوڑی
گئی۔ مشرکان قریش بڑے سامان سے آئے اور اپنے بہادر دوستون کے علاوہ
ایک فتنہ انگیز جماعت یہودیون کی بھی ساتھ لائے تھے لیکن جیسی کہ دھوم تھی معرکہ
کارزار کو گرم نہ کرسکے اور میدان کی ہوا کچھ ایسی بدلی کہ دشمنون کے دل ہل گئے اور
شامت کے مارے اپنے سر پر پانوٴن رکھ کے سیدھے گھر کو سدھارے۔ مشرکان مکہ
کی یہ آخری کوشش تھی اور بعد اُن کے انہزام کے پیغمبر علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی
فرمائی لَنْ تَغْزُوَكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هٰذَا اس سال کے بعد ہرگز قریش
تم لوگون سے جنگ آزمائی نکرین گے چنانچہ ایسا ہی وقوع مین آیا۔ خلاصہ یہ ہی کہ
ایسی سخت آزمائش مین ساکنان مدینہ ثابت قدم رہے اور اُنکی دلیری نے دامن اسلام
پر ذلت کی چھینٹ پڑنے نہین دی۔ اسی ایک معرکہ پر منحصر نہین ہی ہر ایک معرکہ
مین وفادار انصار آڑے آئے اور ہمیشہ اُن کے زور بازو سے جلال کبریائی کا ظہور
ہوتا رہا اسی وجہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٰيَةُ الْاِيْمَانِ

حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ ۔

ورس (۱۱) کی یہ تشریح ہی کہ نبی آخرالزمان کے عہد مین بادیہ نشین عرب اور بنی قیدار نعرۂ توحید بلند کرین گے اور بالخصوص سلع کے رہنے والے حمد الٰہی کے خوشنوا ترانے گائین گے پہاڑون کی چوٹی سے دشمنان خدا کو ڈانٹین گے اور پھر عرفات کے پہاڑ پر لبیک کی صداؤن سے مشرکون کے دل ہلادین گے۔ اہل مدینہ کی نسبت سلع کی طرف اسیلیے کی گئی ہی کہ اُسکی حوالی مین اِن سعادتمندون نے بے مثل استقلال کا اظہار کیا اور اُنھین کے استقلال نے آخری حملہ قریش کی کمر توڑ دی اور پھر وہ بڑھ کے مسلمانون پر کوئی حملہ نہ کر سکے ۔

ورس (۱۲) کا یہ بیان ہی کہ اہل مدینہ کی تقویت سے لوائے توحید بلند ہوگا اور وہ لوگ بعد فتح کے مکہ معظمہ مین جو قریب ساحل بحرعرب کے واقع ہی خدا کی ثناخوانی کرین گے ۔

ورس (۱۳) مین لفظ خداوند سے خدا یا ہمارے خداوندنعمت محمد مصطفےٰ روحی فداہٗ مراد ہین صورت اول مین ظاہر ہی کہ خادم ماموعلی الخدمۃ کی کارروائیان آقا کی طرف منسوب کی جاتی ہین اور بصورت تعبیر ثانی مطلب زیادہ تر صاف ہی چنانچہ رسول خدا تو ن سکوت کے ساتھ مظالم کفار کو سہتے رہے لیکن دشمنون نے ٹھان لیا کہ حضرت عیسیٰ کا سا سلوک اُنکے ساتھ بھی برتین تب موسوی پالیسی کا اختیار کرنا ناگزیر پڑا اور واسطے مٹانے ظلمت شرک کے قاہرانہ شان شجاعت دکھائی گئی ۔ پیغمبر علیہ السلام مامور بالجہاد ہوکے

لہ انصار کی دوستی ایمان کی اور اُن کی دشمنی نفاق کی نشانی ہی ۱۲

مدینہ شریف سے نکلے تھے اور ترتیب فقرات سے بھی یہ اشارہ پیدا ہوتا ہی کہ اُسی مقام سے جہان کوہ سلع واقع ہی اور جہان کے رہنے والے خدا کا جلال ظاہر کرین گے خداوند بہادرانہ خروج کرے گا۔

ورس (۱۷) مین اُن واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہی جو بعد فتح مکہ عالم ظہور مین آئے یعنے بُت توڑے گئے بُت پرستون کی جماعت ٹوٹ گئی مشرکون نے غلبۂ اسلام کو بچشم خود دیکھ لیا اور سمجھ گئے کہ اُن کے بنائے ہوئے معبود خود اپنے تئین دشمنون کے ہاتھ سے بچا نہ سکے تو پوجاریون کی کب دستگیری کرسکتے ہین۔

(۵) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ (پارہ ۱۴ - سورۃ النحل رکوع ۶)

عموماً سرداروں کی حالت اُنکے توابع سے اچھی ہوتی ہی اسلیے جب اُن دنون کی تمدنی حالت کا پتہ لگانا مطلوب ہو تو پیغمبر علیہ السلام کی طرز معاشرت پر جسے ہم آیندہ بیان کرین گے نظر کرکے قیاس کیا جاسکتا ہی کہ عام مسلمانون کی تمدنی عسرت کس حد تک تکلیف دہ تھی۔ عربون کا یہ خیال تھا کہ پیٹ پر پتھر باندھ لینے سے گرسنگی کی تکلیف کم ہوجاتی ہی۔ ابو طلحہ روایت کرتے ہین کہ ایک دن ہم لوگون نے آنحضرت سے بھوک کی شکایت کی

ف اور جن لوگون نے خدا کی راہ مین بعد مظلوم ہونے کے گھر چھوڑا اُنکو ہم دنیا مین اچھی جگہ دین گے اور آخرت کا اجر تو بڑھ کے ہی کاش یہ لوگ جانتے۔ یہ وہ لوگ ہین جنھون نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہین ۱۲

اور اپنے شکم پر پتھرون کی بندشین دکھائین حضور نے بھی دامن اُٹھایا تو ظاہر ہوا کہ ہملوگ
ایک ایک پتھر باندھے ہوئے ہین اور شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہین۔ جہان گرسنگی کو
اسطرح تسکین دیجاتی تھی وہان دیگر اسباب آسایش کا کیا ذکر چنانچہ حضرت عمرؓ ایک دن
حاضر خدمت ہوئے اور دیکھا کہ آپ کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہین چمڑے کا تکیہ جسمین کھجور کی
چھال بھری تھی سر کے نیچے ہے اور چٹائی کے نقش جسد مبارک پر اُبھر آئے ہین پیغمبر
علیہ السلام ایسی مصیبتین نہ جھیلتے تھے لیکن عشق الٰہی مین ایسا استغراق تھا کہ دنیاوی
تکلیفین محسوس نہین ہوتی تھین یا محسوس ہوتی تھین مگر اُنکی کچھ پروا نہین فرماتے تھے۔
آقا کی جب یہ حالت تھی تو پھر تعجب کی کیا بات ہے کہ جان نثار خادم اکثر مہاجرون کے
بدن پر پورے کپڑے نہ تھے فاقون پر فاقہ کرنا اُن بزرگون کا معمولی شعار ہو گیا تھا
انھین مصیبت کے دنون مین خداوند عالم نے وسعت آیندہ کے وعدے کیے لیکن غور
کرنے والے اس موقع پر غور کرین کہ ظاہری سامان کچھ نہ تھا پھر ان وعدون پر کیا وجہ
اطمینان حاصل تھی کہ اُسکے بھروسے پر تارکان وطن خارستان مصیبت کی کڑی منزلین
طی کرتے تھے اور جب یہ مصیبتین ترقی کرتین تو اُنھین کے پیمانہ پر معتقدانہ ثابت قدمی
کو بڑھا لیتے۔ کتب تواریخ کے پڑھنے والے بہ تفصیل جان سکتے ہین کہ سورۃ النحل کا
وعدہ بہ حق مہاجرین کیونکر پورا ہوا مگر مین بالاختصار تحریر کرتا ہون کہ نبوت کے سولھوین
برس قصر کسریٰ سعد بن وقاص ایک مہاجر کے قبضہ مین تھا اور ماہ صفر سنہ مذکور مین
انھون نے نماز جمعہ اُسی قصر کے اندر پڑھی تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف کا بھی شمار

فقرائے مہاجرین مین تھا ۳۲ہجری مین اُنھون سے وفات کی لیکن خدا نے اُن کے
پیشۂ تجارت مین ایسی برکت دی کہ پانچسو عربی گھوڑے مجاہدون کی نذر کیے اور ایک
مرتبہ قطعہ اراضی کی فروخت سے چالیس ہزار دینار[1] حاصل ہوئے اور یہ پورا زر رحمٰن خدا
کی راہ مین بانٹ دیا پھر ممالک شام سے نوسو اونٹ مال سے لدے ہوئے اُن کے
پاس آئے اور حاصل کو مع محمول خیرات کر دیا مگر باوجود ایسی فیاضیون کے اُنکے
متروکہ سے بموجب وصیت چالیس ہزار دینار اصحاب بدر کو دیے گئے اور ایک کرور
اٹھائیس لاکھ دینار وارثون کے ہاتھ آئے۔ اسیطرح روایت کی گئی ہی کہ زبیر بن العوام
کے متروکہ کی قیمت چار کرور درہم[2] لگائی گئی تھی اور اُن کے غلامون کا شمار ایک ہزار
تک پہونچ گیا تھا۔

(۶) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ
کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ
وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط[3]

---

[1] ایک دینار وزن مین ایک سو جو سونے کے برابر اور تقریبا ۵ روپیہ کلدار کا ہوتا ہی ۱۲
[2] ایک درہم کی قیمت ۵ ر سے کچھ زیادہ ہوتی ہی اور ایک سو درہم کو وزن مین ۲۶ ½ تولہ اور قیمت مین
۵۰ روپیہ کلدار (انگریزی) کے برابر سمجھنا چاہیے ۱۲
[3] تم لوگون سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اُنسے خدا نے وعدہ کر لیا کہ اُنکو بالضرور زمین پر خلیفہ (بادشاہ)
بنائے گا جیسا کہ اُسنے اگلون کو خلیفہ بنایا اور جس دین کو اُن کے لیے پسند کیا ہی اُسکو اُنکے واسطے مضبوط کر دے گا
اور اُن کے خوف کو اطمینان سے بدل دیگا وہ لوگ ہماری عبادت کرین گے اور کسی چیز کو ہمارے شریک نکرین گے
اور جو لوگ اسکے بعد ناشکری کرین وہ نافرمان ہین ۱۲

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پارہ۔ ۱۸۔ سورۃ النور۔ رکوع ۷)۔

یہ پیشین گوئی یون پوری ہوئی کہ بعد وفات نبی کریم **ابوبکر صدیق** رضی نے دو برس تین مہینے دس دن ضمیت خلافت کو انجام دیا اور اُن کے بعد دس برس چھ مہینہ چار دن خلافت **فاروقی** رض کا دور رہا یہ دونون خلافتین بجمیع الوجوہ خلافت یوشع بن نون کے ہمرنگ تھین بعد شہادت حضرت عمرؓ کے **عثمانؓ** ذی النورین خلیفہ مقرر ہوئے اور چند دن کم بارہ برس فرمانروا رہے منجملہ اُسکے چھ برس تک یہ دور بھی شیخین کے طرز پر چلا لیکن اُسکے بعد ارکان خلافت متزلزل ہو چلے اور بلوائیان مصر کے ہاتھون اس دَور کا خاتمہ ہوا ۳۵ھ ہجری مین منبر خلافت نے **علی مرتضیٰ** رض کے قدمون سے عزت پائی چار سال نو مہینے زمام خلافت اُنکے مقدس ہاتھ مین رہی اور باغیون سے لڑائیان ہوا کین آخرکار ۴۰ھ ہجری مین یہ شمع خلافت بھی ایک بدبخت مدعی اسلام کے ہاتھ سے گل ہوگئی۔ اس آیت مین خدا نے مہاجرا و رانصار کی طرف خطاب فرمایا تھا چنانچہ زمانۂ خلافت راشدہ مین وعدۂ الٰہی حرف بحرف پورا ہوا استحکام دین کی پوری تکمیل ہوگئی ممبران گروہ مخاطب نے اپنی عمرین خدا پرستی مین بسر کین اور شرک سے انکو طبعی نفرت رہی اب سوال یہ ہے کہ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ سے کون لوگ مراد ہین مین کہتا ہون کہ بلوائیان مصر اور باغیان شام اور ہرگاہ یہ لوگ اُس مقدس فرقہ مین شامل تھے جن سے اس پیشین گوئی مین

خطاب کیا گیا تھا اسلیے بعد لفظ کفر کے ضمیر خطاب کا نہ لانا ایک ایسا ملیح اشارہ ہی جسکی لطافت سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین۔

(۷) قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (پارہ - ۳۰)

کوثر کے معنے کثیر کے ہین اور اس لفظ سے مراد خیر کثیر ہی اور ابتر کے لغوی معنے دم بریدہ کے ہین محاورہ مین یہ لفظ مقطوع النسل متروک الذکر خستہ حال بے یار و مددگار کے لیے استعمال کیا جاتا ہی یہ سورہ مکہ مین نازل ہوئی جبکہ مسلمان معدودے چند اور وہ بھی سقیم الحال تھے پیغمبر علیہ السلام کے صرف ایک و بروایتے کئی صاحبزادے قبل از ہجرت عالم ظہور مین آئے لیکن با یام طفولیت گہوارۂ عدم مین سو رہے اہل عرب لڑکیون کو بدبختی کی نشانی جانتے مگر اولاد ذکور کے بڑے دلدادہ تھے جنکی نسبت اُنکا خیال تھا کہ مصیبتون مین ہمدرد اور میدان جنگ مین باپ کا ہاتھ بٹانے والے ہین مرنے کے بعد انھین سے پدری ناموری قائم رہتی ہی اور وہی دوستون کو نیک سلوک کا معاوضہ دیتے اور دشمنون سے سلوک بد کا جو اُن کے باپ کے ساتھ کیا جائے بدلا لیتے ہین اسی خیال کی بنیاد پر عاص بن وائل ابو جہل ابو لہب اور دیگر جہلاے عرب پیغمبر علیہ السلام پر تعریضین کرتے کہ وہ اولاد از قسم ذکور نہین رکھتے مرنے کے بعد کوئی اُن کا نام لیوا اور بات کا نباہنے والا نہ رہیگا

ترجمہ اے پیغمبر ہمنے تمکو خیر کثیر دیا ہی پس خدا کی نماز پڑھو اور اسکے نام پر قربانی کرو جو تمھارا بُرا چاہے اُسی کا نام لیوا نہ رہے گا ۱۲

مقتضاے فطرت انسانی ہے کہ دشمنون کی ایسی چوٹین عموماً دلخراش ہوتی ہین اور بالخصوص
ایسی حالت مین کہ سارا زمانہ دشمن ہو رہا تھا مٹھی بھر تابعین کی اور خود اپنی جان معرض خطر
مین تھی اور صاحبزادون کے صدمۂ فراق نے ملائم قلب کو دردمند کر دیا تھا ہم قیاس کر سکتے
ہین کہ اعداے ملت کی یہ تعریضین کس قدر جانگزا روح فرسا رہی ہونگی چنانچہ بروادیدان
حالات کے پروردگار نے اپنے رسول کو تسکین دی کہ آپ گھبرائین نہین آپ کے لیے
بڑی بڑی برکتین مقدر کی گئی ہین اور آپ پر تعریض کرنے والے بالضرور مقطوع النسل ہو جائینگے
اور دنیا مین اُن کا ذکر خیر کرنے والا باقی نہ رہیگا۔

اب ہم اور طرح کی برکتون سے قطع نظر کر کے بلحاظ کثرت نفوس پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے
قریشی بدخواہون کا مقابلہ کرتے ہین۔

ڈاکٹر ایچ زیلر ڈائرکٹر محکمہ شمار اعداد جرمنی نے حال مین ایک کتاب پیروان
جملہ مذاہب کے متعلق تحریر کی ہے اور اُن کا یہ خیال ہے کہ منجملہ ایک پدم چون کرور پینتالیس
لاکھ دس ہزار اُس آبادی دنیا کے جو کسی مذہب کی پابند ہے سترہ کرور باون لاکھ نوّے
ہزار مسلمان ہین لیکن یہ تعداد جسکو ڈاکٹر موصوف نے تحریر کیا لائق اعتماد کے نہین ہے
کیونکہ مسلمانون کی آبادیان صحراے افریقہ اور دور افتادہ جزائر مین موجود ہین جنکا ٹھیک
تخمینہ دشوار ہے اور اسی طرح وسط ایشیا اور ممالک چین مین مسلمانون کا شمار ابتک لائق
اطمینان نہین ہوا ہے یون تو بعض تخمینہ کرنیوالے بہت کہتے ہین لیکن زیادہ تر قرین قیاس
یہ تخمینہ سمجھا جاتا ہے کہ دنیا مین پیروان دین محمدی کی تعداد درمیان چالیس اور پچاس کرور کے ہے

بہرحال تیرہ صدیون مین دینی خادمون کی تعداد لائق حیرت ترقی کرگئی ہے۔ ان خادمون کی عقیدت اپنے آقا کے ساتھ اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ اگر کوئی صاحب کرامت ذمہ داری کرے کہ اس عالم مین وہ روے انور کی جھلک دکھادے گا تو آج ہزارون عقیدت مند اپنے مال وعیال کو اس شوق کی نذر کردین گے کہ ایک نظر جمال محمدی کی زیارت مرنے سے پہلے کرلین۔ آنے والے معتقدون کی ایسی نیازمندیان رسول اللہ پر پوشیدہ نتھین چنانچہ حضور نے اُنکی نسبت یون اخبار بالغیب فرمایا ہے اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ (مشکوٰۃ المصابیح) انھین خادمون مین ایک جماعت سادات بنی فاطمہ کی بھی شامل ہے جنکی رگون مین خون محمدی دوڑ رہا ہے اور وہ اپنے تئین رسول اللہ کا نسبی یادگار قرار دیتے ہین خدا کی کچھ مصلحت تھی جو اُسنے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ ارشاد فرمایا اور آپکا سلسلہ اولاد ذکور دنیا مین قائم نہین ہوا یہ بھی سچ ہے کہ نواسے عموماً پدری خاندان کی طرف کھچتے ہین لیکن جب وہ مادری سلسلہ کو پدری سلسلہ پر مرجح یا اُسکے برابر کردین تو پھر بیٹون اور بیٹیون کی اولاد مین کوئی فرق مابہ الامتیاز نکالا نہین جاسکتا پس کیا شک ہے کہ جو فوائد بقاے نسل سے مقصود رہتے ہین وہ سب بدرجہ کامل جناب رسالتمآب کو بنی فاطمہ کے وجود سے اور انکی کثرت سے حاصل ہوگئے۔ اب ایک نظر مشرکون کیطرف بھی

لہ میرے بڑے دوست وہ لوگ ہین جو میرے مرنے کے بعد آئین گے اُسمین سے بعض خواہش کرینگے کہ کاش اپنا مال اور عیال کو فدا کرکے مجھے دیکھ لیتے ۱۲

کیسے اکثرون کا انجام بہت برا ہوا مدتین گذرین کہ اُنکی اولاد کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور اگر کچھ لوگ اُنکی نسل سے باقی بھی رہے تو اُنھون نے اپنی نسبت بدنام مورثون کی طرف کرنی چھوڑ دی۔ الحاصل اگر اُن لوگون کی نسل کا وجود فرض کرلیا جائے تو بھی ایسا وجود عدم سے اچھی حالت مین نہین ہو۔ ذکر خیر کا تو کیا ذکر کونسا دن ہو کہ کرورون لعنتین بدبخت روحون کو نہین چونکاتین اور رات دن مین کون ایسا لمحہ خالی جاتا ہو کہ کوئی نہ کوئی جماعت اسلامی اُن پر نفرین کے انگارے نہ برساتی ہو۔

(۸) قال اللہ تعالیٰ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝ (پارہ ۔ ۲۱ ۔ سورۃ الروم ۔ رکوع ۱)

عرب کے تعلقات کم و بیش روم و ایران دونون کے ساتھ تھے لیکن عیسوی المذہب رومی وحدت باری کے مقر تھے اور آتش پرست ایرانی یزدان و اہرمن دو مختلف

سلہ قریب کے ملک مین رومی مغلوب ہو گئے لیکن وہ لوگ بعد مغلوب ہونے کے چند برسون مین غالب آجائین گے ۔ پہلے اور پچھلے واقعات سب اللہ کے اختیار مین ہین ۔ رومیون کے غلبہ کے دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہون گے وہ جسکی مدد چاہتا ہو کرتا ہو اور وہ زبردست رحم والا ہو ۔ اللہ نے وعدہ کرلیا اور اللہ وعدہ کے خلاف نہین کرتا لیکن اکثر آدمی نہین سمجھتے ۱۲

خالقون کا اعتقاد رکھتے تھے۔ ان دونون ذی اقتدار قومون مین قبل از ہجرت لڑائی ٹھن گئی اور حجاز عرب کے قریب مقام اذرعات و بصریٰ میدان جنگ قرار پایا۔
انسان کو بالطبع اپنی بھلائی مرغوب ہی اور پھر وہ درجہ بدرجہ اُن لوگون کی بھلائی چاہتا ہی جو اُسکے ساتھ نسبی ملکی خواہ اتحادی و اعتقادی قربت رکھتے ہون چنانچہ حجازیون نے ہرچند اس لڑائی مین حصہ نہین لیا لیکن بہ تحریک اعتقادی جنسیت کے گھر بیٹھے مسلمان عیسائیون کی اور مشرکین ایرانیون کی خیر مناتے تھے۔ اتفاقاً اُس لڑائی مین عیسائی مغلوب ہوے اور مشرکون نے زردشتیون کی فتح کو اپنے غلبہ کے لیے فال نیک قرار دی پھر کیا تھا حامیان توحید پر مشرکین آوازے کسنے لگے کہ عیسائیون کی طرح تمھین بھی ایک دن نیچا دیکھنا پڑیگا۔ مسلمانون پر جب یہ آوازے گران گذرے تو خدا نے اُنکی تسکین کے لیے ارشاد فرمایا کہ چند سال مین پاسا پلٹ جائے گا اور جسدن عیسائی غالب آئین گے اُسی دن مسلمان بھی امداد آلہی پر خوشیان منائین گے چنانچہ ہجرت کے دوسرے برس ٹھیک اُسی دن جبکہ جنگ بدر مین مسلمانون نے فتح پائی عیسائیون نے بھی زردشتیون کو مار ہٹایا اور مدائن تک کھدیڑتے چلے گئے۔ مسلمانون کو وعدۂ قرآنی پر قلبی اطمینان تھا اسلئے ایک جلسہ مین درمیان **ابوبکر صدیق** رضؓ اور **ابی بن خلف** کے تکرار ہو پڑی ایک نے اصرار کیا کہ ایسا ضرور ہوگا اور دوسرے نے کہا کہ کبھی نہین آخر کار دس اونٹون کی شرط اور تین برس کی میعاد واسطے انتظار نتیجہ کے ٹھہر گئی۔ خدا نے زمانہ کا تعین بقید سال نہین فرمایا تھا اور بضع کے لفظ سے

محاورۂ عرب مین تین سے دس تک اعداد مراد لیے جا سکتے ہین - پیغمبر علیہ السلام کو
بہ تعلیم الٰہی ظہور پیشین گوئی کا زمانہ معلوم تھا اسلیئے آپ نے ہدایت فرمائی اور برضامندی
فریقین اونٹون کی تعداد ایک سو اور میعاد انتظار سات سال تک بڑھا لیگئی چنانچہ
رسول اللہ کے یار غار کامیاب ہوئے اور خدا کا وعدہ حرف بحرف پورا ہوا فالحمد
للہ علےٰ ذٰلک (س) قرآن کی پہلی سورہ مین جسکو سورۂ الفاتحۃ
کہتے ہین اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور اسیطرح کے دیگر الفاظ واقع ہین
جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کلام الٰہی نہین ہی کیونکہ خدا کی طرف خطاب کیا گیا اور جسکی
طرف خطاب ہوا اُسی کو خطابی کلام کا متکلم سمجھنا نادانی ہی - (ج) لڑکون کا معلم جب
ادب کی تعلیم دیتا ہی تو اُن کو وہ فقرات بھی سکھاتا ہی جن کا استعمال بزرگون اور اُستادون
کے حضور مین کرنا چاہیے ایسے فقرات کا استعمال اطفال دبستان کرتے ہین لیکن وہ
بھی سمجھتے ہین کہ یہ کلام استاد کا ہی اور اُنھین کی مقدس زبان سے نکلا ہی - عمر بن
شرحبیل نے اس سورہ کی کیفیت نزول یہ بیان کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

سلہ سہراب گورنر خراسان نے ہرقل کو بزمانہ حکومت کسری پرویز شکست دی اور لطور فاتح قسطنطنیہ تک
پہونچ گیا لیکن سات برس کے بعد کسری کو ہرقل نے ایسی ہی شکست فاش دی ۱۲ (ابن خلدون)

سلہ اختلاف ہی کہ پہلے سورۂ فاتحہ نازل ہوئی یا سورۂ اقرا باسم ربک - ممکن ہی کہ یہ دونون سورتین ایک ہی سلسلہ
مین نازل ہوئی ہون - الحاصل مسلمانون کا عقیدہ سورۂ فاتحہ کے نسبت یہی ہی کہ پروردگار کے الفاظ مین
عرض نیاز کا طریقہ اُنکو سکھایا گیا ہی ۱۲

بشورۂ خدیجۃ الکبریٰ ورقہ بن نوفل سے اپنی حالت بیان کی کہ جب مین تنہا ہوتا ہون تو یہ آواز سنائی دیتی ہے اِقْرَأْ (پڑھو) **ورقہ** دانشمند بزرگ تھے اُنھون نے صلاح دی کہ جب ایسی آواز سنو تو کھڑے رہو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا خدا کا فرشتہ آیا اور اُسنے کہا کہ پڑھو **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** آخر سورۂ الفاتحہ تک پس درحقیقت خدا کی بڑی مہربانی تھی کہ اُسنے اپنے رسول کو خود وہ کلمات سکھائے جنکے ساتھ اپنے تئین مخاطب کرنا اُس کو خوش معلوم ہوتا تھا۔ اس سورہ مین سات آیتین ہین جنسے خدا کی ثنا ظاہر ہوتی ہے اسی لیے اُسکو السبع المثانی بھی کہتے ہین۔ **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ۔**

(پارہ ۱۴۔ سورۃ الحجر۔ رکوع ۶)۔

پس جو اعتراض کیا گیا اور جسکی نسبت ایک مشہور ریفارمر کیطرف کیجاتی ہے وہ محض سخیف اور معترض کی بے خبری پر چشمک کرنے والا ہے۔ (س) پھر قل (کہو) کے لفظ سے مثل اور سورتون کے کیون یہ سورہ شروع نہین کی گئی۔ (ج) اس سورہ کا نام اسلیے فاتحہ رکھا گیا ہے کہ اُسی سے نمازون مین قرآنی قرأت شروع کی جاتی ہے پس اگر لفظ قل شروع مین لایا جاتا تو یہ مطلب فوت ہوجاتا یا ایک لفظ قل سورہ کا چھوڑ دینا پڑتا اور یہ دونون شکلین حسن ادب کے خلاف تھین۔ (س) سورۂ مریم رکوع دو سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے گہوارہ مین ایسے وقت باتین کین جبکہ انسان کے

ف اے پیغمبر ہمنے تمکو سات آیتین عطا کی ہین۔ (یعنے سورۂ فاتحہ) ۱۲

بچے بول نہین سکتے دنیا کا دستور ہی کہ پیروان ملت اپنے رہنما کی کرامتین بڑھا کے بیان کرتے ہین پس جب اناجیل اربعہ مین ایسے تکلم قبل از وقت کا تذکرہ پایا نہین جاتا تو ہم کیونکر باور کرلین کہ قرآن کی روایت سچی ہی اور مؤلفان انجیل کو اُسکی خبر نہین ملی یا یہ کہ اُنھون نے بالقصد ایسے بیان کو چھوڑ دیا۔ (ج) مسیح علیہ السلام صرف تینتیس[1] برس چھ مہینہ اس عالم مین رونق افروز رہے لوقا باب[۳] ورس ۲۳ سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ نے جسوقت منادی شروع کی اُسوقت عمر شریف ۳۰ برس کی حد تک پہونچ گئی تھی لہذا صرف ساڑھے تین برس کا قلیل زمانہ باقی رہگیا جسکے دوران مین حواریون کو استفادہ فیوض صحبت کا موقع ملا۔ جب یہی برکتین آسمان پر صعود کرگئین تو چند دن اُسکے بعد بطور لطایف یا ملفوظات کے بیس انجیلون کی تالیف عمل مین آئی جنمین بالفعل چار مشہور اور مقبول ہین اِن چار کے مصنفون مین صرف متی[۲] اور یوحنا حواریت کی عزت سے بہرہ مند تھے اسلیے اگر اُنکی تصنیفون پر زیادہ بھروسا کیا جائے تو لوقا اور مرقس[۳] کو وجہ شکایت کی حاصل نہین ہوسکتی اب ملاحظہ کیجیے کہ زمانہ طفولیت کے

---

[1] یہ عمر مسیح کی تا وقت رفعت امام رازی نے تحریر کیا ہی مگر بعضون نے تینتیس برس اور ابن خلدون نے صرف بتیس برس لکھا ہی ۱۲

[2] انجیل متی باب[۹] ورس ۹ مین تحریر ہی (پھر جب یسوع وہان سے آگے بڑھا تو متی نام ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھا دیکھا) اس طرز بیان سے خیال کیا جاتا ہی کہ مصنف انجیل متی کوئی دوسرا شخص ہی ۱۲

[3] کہا جاتا ہی کہ پطرس حواری نے اس انجیل کو رومی زبان مین لکھا اور اپنے شاگرد مرقس کی طرف منسوب کردیا مگر یہ بیان قرین قیاس پایا نہین جاتا ۱۲

مختصر تذکرے صرف متی اور لوقا نے کیے ہین۔

متی نے یہ حکایت تحریر کی ہی کہ چند پوربی مجوسی مسیح کی کھوج مین گھر سے نکلے ہیرودیس بادشاہ نے اُن سے گفتگو کی اور جب اُسکو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے یہودیون کے بادشاہ کا ستارہ پورب مین دیکھا اور اب اُسیکو سجدہ کرنے آئے ہین تب اُس نے ان لوگون کو اپنی طرف سے بھی تفتیش حال پر مامور اور بیت لحم کی طرف روانہ کیا۔ آسمان کا ایک ستارہ ان اہرون کی رہبری کرتا ہوا چلا اور وہان جا کر ٹھہر گیا جہان لڑکا موجود تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس حیرت انگیز واقعہ سے زمین اور آسمان دونون کا تعلق تھا لیکن دوسری انجیلون مین اتنے بڑے واقعہ کا کوئی تذکرہ نہین ہی۔ لوقا تحریر فرماتے ہین کہ قبل از حمل خدا کا فرشتہ مریم کے پاس آیا اور بعد ادائے رسم سلام اُنکے حاملہ ہونے اور لڑکا جننے کی بشارت دی۔ قرآن مین بھی ایسی بشارت کا تذکرہ موجود ہی لیکن اور انجیلون مین اُسکی بھنک بھی نہین سنائی دیتی۔ لوقا کہتے ہین کہ مریم حاملہ ہو کے مادر یوحنا کے پاس تشریف لائین اور یوحنا ماں کے پیٹ مین اُچھل پڑے رحم کے بچہ کا یون اظہار نیاز کرنا تکلم فی المھد سے زیادہ تعجب خیز تھا لیکن اور مؤلفون نے اُسکا کوئی تذکرہ نہین کیا ہی۔ **دوستو** انصاف کرو اور بلحاظ طرز تالیف ان مؤلفون کے سچ بتاؤ کہ اگر تکلم فی المھد کا تذکرہ ان لوگون نے متروک کیا تو تعجب کی کیا بات ہی۔

حضرت مریم ایک شریف خاندان کی عورت تھین اور معمولی سمجھ کا آدمی بھی تسلیم کریگا کہ غیر معمولی ولادت پر پڑوسیون اور رشتہ دارون مین سخت برہمی پیدا ہوئی تھی اور کنواری اگر بچہ دار بے گناہ پر ہر طرف سے ملامت کی بوچھاڑین پڑی ہونگی لیکن

انجیلون مین واقعہ ولادت بہ شکل معمولی بیان کیا گیا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ اُنکے مولفون نے پُر درد واقعہ ملامت کو بالقصد ترک کیا ہی اب سوال یہ ہی کہ غیر تمند عفت مآب بی بی کو جو روح اللہ کی مان بنائی گئی تھین کیا خدا نے بے پناہ چھوڑ دیا کہ ملامت کرنے والے تیز و تند فقرات سے اُسکے نازک دل کو چھیدتے رہین اور وہ کوئی دلیل بہ تائید اپنی عصمت کے پیش نہ کر سکے ؟ دوسرون کو اختیار ہی کہ اس سوال کے جواب مین جو کچھ چاہین ارشاد کرین مگر ہم خادمان مسیح کا یہ خیال ہی کہ معجز نما بیٹے کی مان کو خداے جلیل بے عدیل نے ہرگز ایسی مصیبت مین نہ پھنسایا ہوگا کہ تیس برس یعنے اُسوقت تک کہ سحاب نبوت نے باران فیض برسانا شروع کر دیا تا دم و شرمسار بدنامی کے انگارون پر لوٹتی رہے۔ مریم کے پاس فرشتہ آیا یا یہ کہ یوسف نے خواب دیکھا یہ بیانات واسطے صفائی کے کافی نتھے اور سخت ضرورت داعی تھی کہ کوئی ایسا کرشمہ قدرت دکھایا جاے جسکو دیکھ کے اوّل درجہ اہل خاندان اور قریب کے رشتہ دار تو مطمئن ہون کہ اُنکی عزت کو پاکدامن لڑکی نے بٹہ نہین لگایا ہی۔ چنانچہ قرآن پاک اسی قرین قیاس شورش اور قرین عقل و تسکین کی طرف اشارہ کرتا ہی اور کہتا ہی کہ وقت وضع حمل مریم گھر سے دور کسی جگہ جا بیٹھین اور جب اختر سعادت کا ظہور ہو چکا تو اُسکو گود مین لیے گھر لوٹین لوگون نے ملامت شروع کی آپ نے بچے کی طرف اشارہ کیا اور اُسنے اپنے مدارج بطور اعجاز بیان کیے یعنے یہ تماشاے قدرت دیکھ کے ملامت کرنے والون نے سمجھ لیا کہ مولود مسعود غیر معمولی ہی اس لیے غیر معمولی ولادت بھی الزام کے لائق نہین ہی۔

رشتہ دارون اور دوستون کا دنیا مین دستور ہی کہ ایسے واقعات پر جن سے نیک نامی پر حرف آتا ہو پردہ ڈالتے ہین چنانچہ اُن لوگون نے جو ایسے تعلقات حضرت مریم کے خاندان سے رکھتے تھے ہر چند اپنا اطمینان کر لیا لیکن غیرون کو سمجھانا اور اُن کو مطمئن کر دینا دشوار تھا اسیلیے غیر معمولی ولادت کی شہرت ناپسند کی گئی اور تیس برس تک سب لوگ کہتے اور سمجھتے رہے کہ مسیح علیہ السلام یوسف کے بیٹے ہین (لوقا باب ۳ ورس ۲۳) قوی قیاسات نے واقعات کے رخ سے پردہ ہٹا دیا اور مین امید کرتا ہون کہ اعتراض کرنے والے اس بات کی تہ کو پہونچ کے خود سمجھ لین گے کہ کیون اس معجزہ کی شہرت ہونے نہین پائی تھی۔

(س) سورۂ آل عمران رکوع ۵ مین مسیح کا یہ دعوی تحریر ہی کہ مین چڑیون کی شکل مٹی سے بناتا اور اُسمین پھونک مار دیتا ہون اور وہ شکلین خدا کے حکم سے پرند بن جاتی ہین اور سورۂ المائدہ رکوع ۱۵ سے بھی اس معجزہ کی سند ملتی ہی لیکن اناجیل اربعہ مین اُسکا تذکرہ نہین ہی اسیلیے صداقت بیان مشتبہ معلوم ہوتی ہی۔ (ج) مین نے قبل اسکے ثابت کر دیا ہی کہ مولفان انجیل نے مکمل حالات تحریر نہین کیے پس جسطرح ایک کے بیان کیے ہوئے معجزہ کو تین نے متروک کیا ہی ویسا ہی قرین قیاس ہی کہ بعض واقعی معجزون کا تحریر کرنا چارون نے ترک کیا ہو اسیلیے دلیل تردید صریحًا ناقص ہی۔ اُنیسوین صدی کی امت ہر چند اس معجزہ کی صحت پر مطمئن نہو لیکن وقت نزول قرآن تو ولادت مسیح کو صرف چھ صدیان گذری تھین اور خطۂ عرب کے عیسائی اس معجزہ کے معتقد تھے کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو اُسکو پیغمبر علیہ السلام اپنی بنائی کتاب مین (جیسا کہ عیسائیون کا خیال ہی) کیون جگہ دیتے۔

(س) سورۃ التوبہ پارہ ۱۰- رکوع ۵ مین تحریر ہی کہ یہود عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے ہین حالانکہ یہودیون نے کبھی ایسا نہین کہا ہی- (ج) کہا جاتا ہی کہ ایک فرقہ یہود کا بزمانہ نزول قرآن اسطرح کا عقیدہ رکھتا تھا مگر اب اُس عقیدہ کے پیرو باقی نرہے ممکن ہی کہ اس بیان کے قبول کرنے مین معترض کو تامل ہوا سیلیے مین عرض کرتا ہون کہ عبری زبان مین عزیر کے معنے گلرنگ[1] کے ہین اور اس سے مراد **یعقوب** علیہ السلام بوجہ اپنے حسن و جمال کے لیے گئے ہین جنکو یہودیون کی کتاب مین خدا کا بیٹا بلکہ پلوٹھا بیٹا کہا گیا ہی (کتاب خروج باب ۴ ورس ۲۲)

سمجھنے کی بات ہی کہ مدینہ مین یہ سورہ نازل ہوئی جہان کہ یہودیون کی جماعتین موجود تھین اسلیے ممکن نہ تھا کہ اُن لوگون کی طرف کسی ایسے عقیدہ کی نسبت کر دیجاتی جسکا وہ اظہار نہین کرتے تھے- (س) قرآن مین وارد ہی اَلَمْ تَرَ[2] كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ؕ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۧ یہ حکایت قیاس مین نہین آتی- (ج) خدا نے بنظر حفاظت اُس مقدس گھر کے جو قدیم الایام مین واسطے

---

[1] ایسی ہی تعبیر عارف لغات عبرانی جناب مولانا عنایت رسول چریا کوٹی فرماتے تھے ۱۲

[2] اے پیغمبر کیا نہین دیکھتے کہ تمھارے پروردگار نے ہاتھی والون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا- کیا اُنکے داؤن کو ٹھکانا نہین دیا اور اُن پر پرند ے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے جو اُن پر مٹی ملے ہوئے پتھر پھینکتے تھے اور انکو مثل چبائے ہوے بھس کے کر دیا ۱۲

اُسکی پرستش کے بنایا گیا تھا اپنا یہ کرشمۂ قدرت دکھایا تھا ہنود و یہود و عیسائی جنکی طرف ہمارا روے خطاب ہی اس ایک کرشمہ پر کیون اعتراض کرین جبکہ خود اُنکی مذہبی کتابین ایسی سیکڑون حیرت انگیز روایتون سے بھری ہین لیکن ہم ثابت بھی کر دیتے ہین کہ واقعی ایسا کرشمہ دکھایا گیا تھا۔ بیان کیا گیا ہی کہ خطۂ یمن پر اُن دنون **حبشہ** کا بادشاہ **اصحمہ نجاشی** فرمان روا تھا اور اُسکی طرف سے **ابرہہ** ایک عیسوی المذہب **یمن** کا گورنر تھا چنانچہ ابرہہ نے شہر صنعا مین جو اُس ملک کا دار الحکومت تھا ایک معبد بنایا اور جیسا کہ با اقتدار معتقدون کا شعار ہی جہانتک ہو سکا اُسکی تعمیر اور آرایش مین بڑے بڑے تکلفات کیے اس کنیسہ کا نام **قلیس** رکھا گیا اور اُسکے بانی نے بالجزم ارادہ کر لیا کہ اپنی رعایا کو حج کعبہ سے روک دے اور بجاے اُسکے قلیس کی سالانہ زیارت کرائے۔ **ابراہیم**ؑ کا بنایا ہوا معبد باوجود اپنی سادگی کے مدتون قبائل عرب کا زیارت گاہ رہ چکا تھا اور وہ لوگ بمشکل جبین عقیدت کو اُسکے آستانے سے اُٹھا سکتے تھے اسیلیے رعایا اور حکومت مین بدمزگی ہو چلی سوء اتفاق سے اُنھین دنون کسی عرب نے کنیسہ مین آگ لگا دی یا وہ اتفاقیہ جل گیا بہر حال ابرہہ نے یہی راے قائم کی کہ معتقدین کعبہ نے براہ تعصب اُسکا معبد پھونک دیا ہی اسیلیے اُسکا شعلۂ غضب بھڑک اُٹھا اور وہ حبشیون کی بہت بڑی جماعت ساتھ لےکے مکہ پر چڑھ دوڑا تا کہ انہدام کعبہ سے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرے۔ افریقہ مین ہاتھیون کی کثرت پہلے بھی بہت تھی اور یہ جانور زمانۂ قدیم کی لڑائیون مین بڑا کار آمد سمجھا جاتا تھا اسیلیے لشکر کی جلو مین ایک یا متعدد ہاتھی بھی آئے تھے۔ عرب مین ہاتھی نایاب ہین اُنکے ہیاکل عرب کو

بہت عجیب معلوم ہوئے اور حملہ آورون کو اصحاب فیل کا لقب اُن لوگون کی طرف سے دیا گیا الغرض درمیان حملہ آورون اور قبائل عرب کے راہ مین خفیف چھیڑ چھاڑ ہوتی چلی آئی لیکن سیل حبش ریگستان عرب کو طی کرتا ہوا حوالی مکہ مین پہونچ گیا آخرکار وہ واقعہ پیش آیا جسکا حوالہ اس سورہ مین دیا گیا ہی یہ واقعہ ٹھیک سنہ ولادت مین پیغمبر علیہ السلام کے گذرا تھا۔ اُم المومنین عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے فیل بانون کو بچشم خود دیکھا کہ اندھے ہوکے مکہ مین بھیک مانگتے تھے اور اسمین تو مطلق شک نہین کہ وقت نزول اس سورہ کے بہت آدمی ایسے موجود تھے جنکی آنکھون نے واقعہ اصحاب فیل کو دیکھا تھا وجود قلیس کے ثبوت مین تو یہ تاریخی روایت موجود ہی کہ **ابوالعباس سفاح** پہلے عباسی خلیفہ نے جو ۱۳۲ھ ہجری مین سریر خلافت پر متمکن ہوا تھا ابوالعباس بن ربیع عامل **یمن** کو حکم دیا اور اُسنے قلیس کا کھنڈر کھود کے مال کثیر برآمد کیا۔ یہ تو قیاس مین نہین آتا کہ کسی ایسے واقعہ غلط کا قرآن مین حوالہ دیا جاتا جسکے جھٹلانے والے بکثرت موجود تھے پس قرآن کا بیان ضرور صحیح ہی لیکن اُسمین یہ تصریح نہین ہی کہ طَيْرًا اَبَابِيْلَ سے کیا مراد ہی اور پتھر برسانے کی کیا کیفیت گذری تھی بعض مفسرون نے بیان کیا ہی کہ کنکریان ایک جانب گرتین اور بدن کو چھید کے دوسری جانب سے نکل جاتین لیکن **تفسیر کبیر** مین لکھا ہی کہ عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کنکریان جب حبشیون کے بدن پر پڑتین تو آبلہ اُبھرتا اور دانہاے چیچک نمودار ہوجاتے بصورت صحت اس روایت کے جو زیادہ لائق اعتماد ہی حیرت کرنے والون کی حیرت کچھ کم ہوسکتی ہی کیونکہ ممکن ہی کہ آدمیون کی

کثرت اور ہاتھیون کی غیر معمولی شکلین دیکھ کے کسی درہ سے پہاڑی چڑہ ئین نکل پڑین
اُنکے جنگلون مین درہ کی زہریلی مٹی سنگریزون کے ساتھ ملی ہوئی چلی آئی ہوا کے
جھونکون سے حبشیون کے برہنہ بدن پر سمی مادہ گرا اور اُس نے بالخاصہ چیچک کی
بیماری لشکر مین پھیلادی یہ بھی ممکن ہی کہ جب لشکر مخالف مکہ کے قریب پہونچا تو ہر طرف سے
قبائل عرب دوڑ پڑے فلاخن سے یا اور طور پر اسطرح پتھراو کیا کہ حملہ آورون کے بدن
پتھر گئے عربون کی تعبیر طیر کے ساتھ اسلیے کی گئی ہی کہ وہ بڑی بڑی منزلین طی کر کے
عاجلانہ واسطے حمایت کعبہ کے پہونچ گئے تھے الغرض استعارہ سے کام لیا گیا ہو یا
نہین لیکن جو خدا نے فرمایا اور جو مقصود اُس زمانے کے آدمیون نے سمجھا تھا وہ
الزام کذب سے بری ہی۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دل وجانم فدائے نامش باد

عرب مین ہرگاہ تحریری یادداشت کا دستور نہ تھا اسلیے تعین اوقات واقعات
گذشتہ مین راویون نے بہت اختلاف کیا ہی اور ہم لوگون کے لیے ایک بیان کا دوسرے
پر ترجیح دینا وقت سے خالی نہین ہی باینہمہ کسی قدر مشہور روایتون کو اختیار کر کے
مین تحریر کرتا ہون کہ آفتاب عالمتاب نبوت مکہ کی مقدس زمین پر جسکا پایۂ عظمت آسمانون
کی رفعت سے زیادہ بلند ہی وقت صبح روز دوشنبہ تاریخ ۱۲ - ربیع الاول اُسی سال

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

طلوع ہوا جسمین واقعۂ فیل نے قبائل عرب کو بہت بڑا تماشا سے قدرت دکھایا تھا دنیا کا دستور ہے کہ اُسکی مصیبتین برگزیدگان خدا کی قدمبوسی مین سبقت لیجاتی ہین چنانچہ دوہی مہینے مدت حمل کے گذرے تھے کہ حضور کے والد سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کو سفر آخرت پیش آیا اور جب آپ چھ برس کی عمر کو پہونچے تو مان کا دامن شفقت بھی سر سے اُٹھ گیا پھر تو پدرانہ شفقت کے علاوہ مادرانہ نگہداشت بھی جد بزرگوار کو کرنی پڑی لیکن نوین سال ولادت مین موت کے ہاتھون نے یہ تیسرا ستم کیا کہ عبدالمطلب بھی دار فانی سے چل بسے۔ **ابوطالب** برادر عینی عبداللہ کے ہرچند نامور سردار قریش کے بیٹے تھے لیکن اُنکی مالی حالت اتنی بھی نہ تھی کہ اپنی اور اپنے عیال کی خاطر خواہ شکم پروری کر سکین باوجود اس تنگی معاش کے نیک دل رشتہ دار نے مصیبت زدہ بھتیجہ کو آغوش شفقت مین لے لیا اور خود اپنی صلبی اولاد سے زیادہ تادم مرگ اُسکے ساتھ بزرگانہ الطاف کا برتاؤ کرتے رہے مگر احتیاج اور عسرت کا یہ تقاضا تھا کہ دین و دنیا کے بادشاہ کو نبوت سے پہلے اہل مکہ کی بکریان چرانی پڑین۔ جو شخص طفلی سے جوانی تک ایسی مصیبتون مین مبتلا رہا ہو اُسکی نسبت وہم وگمان بھی نہین ہو سکتا کہ اہل علم کی صحبت سے مستفید ہوا یا اُسکو ایسے دانشمندون سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا جو پولیٹیکل معاملات مین بلند پروازی کر سکتے ہون۔ اُن دنون ایک حجازی عرب کی خوشحالی یہی تھی کہ چند اونٹ اور کچھ بکریان اُسکے پاس ہون۔ اکثر کھجورون سے اور کبھی نان جوین سے اپنی شکم پروری کر لیتا ہو اور ایسا آدمی تو اُنکی جماعت مین بڑا اقبالمند سمجھا جاتا تھا

جو ملک کی کم وقعت پیداوار شام کے آباد شہرون کو لیجاے اور اُنکو بیچ کے وہان سے کچھ ایسے سامان جسکی ضرورت بے آب وگیاہ خطہ کو بھی اونٹون پر لا دلائے۔ چنانچہ اُنھین اقبالمندون مین ایک بیوہ عورت **خدیجہ** بنت خویلد کا بھی شمار تھا جو بذریعہ اپنے ملازمون اور غلامون کے کاروبار تجارت چلا رہی تھین۔ پیغمبر علیہ السلام جب پچیس سال کی عمر کو پہونچے تو مہربان چچا نے بہ حوالہ عیال داری اور قلت معاش کے اپنی رائے ظاہر کی کہ خدیجہ سے درخواست ملازمت کرنا مقتضائے مصلحت ہی۔ اس مشورہ کی خبر اُن بی بی کو بھی مل گئی چار اونٹون کا معاوضہ خدمت عطا کرنا قبول کیا اور اُن کے غلام میسرہ کے ہمراہ ہمارے آقائے نعمت شام کی طرف بھیجے گئے اور تجارتی منافع کے ساتھ بخیر وخوبی واپس آئے۔ گرم ملکون مین موسم بلوغ جلد آجاتا ہی لیکن غالباً باقتضائے عسرت معاش حضور نے ابتک تاہل کا ارادہ نہین کیا تھا مگر خود خدیجۃ الکبری کو بہ لحاظ شرافت و دیانت و زیادہ تر بوجہ اُن برکات کے جنکو میسرہ نے دوران سفر مین دیکھا اور اپنی مالکہ سے بیان کیا تھا آپ سے نکاح کی رغبت پیدا ہوئی اور ملکی رواج کے موافق نکاح ہوگیا عرب مین نکاح کا یہ اثر تھا کہ شوہر زوجہ کے مال ومتاع کا بھی مالک بن جائے اسلیے اس تعلق مین مالی فائدہ اسی قدر حاصل ہوا کہ نفقہ عیال کا بار اُٹھانا نہین پڑا اور خود اپنی ضروری کفالت کی ایک صورت نکل آئی۔ نکاح کے سولھوین برس وحی الٰہی کا نزول ہوا اور نزول وحی کے چوتھے برس اعلان نبوت کی نوبت آئی پھر تو اپنے اور بیگانون کے ہاتھ سے رسول خدا کو وہ مصیبتین جھیلنی پڑین جنکا تحمل مستقل سے مستقل دنیادار نہین کرسکتا

ہمنے قبل اسکے اُن مصیبتون کا کچھ تذکرہ کردیا ہی اور جن لوگون کو پوری داستان مصیبت
کی جستجو ہو وہ کتب سیر ملاحظہ کرین - بہرحال تیرہ برس جو مسیح کے ساڑھے تین برس کے
سے تلخ اور ناگوار تھے صبر و سکوت مین گذر گئے اور آخرکار پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے
ساتھیون کو ترک وطن کرکے **مدینہ** جانا پڑا جو **مکہ** سے گوشہ شمال اور مغرب پر واقع ہی اور
آجکل ۱۲ - روز مین یہ مسافت اونٹون پر طی کیجاتی ہی **مدینہ منورہ** مین صرف
دس برس ابر نبوت وہ باران ہدایت برساتا رہا جس نے آجتک چمنستان توحید کو
شاداب رکھا ہی اور جسکی بدولت دنیا مین وہ آبشارین پھوٹ نکلین جنکی آبیاری سے حیات
ابدی کا خوشگوار ثمرہ حاصل ہوتا ہی اسی دس سال کے دوران مین اپنی حفاظت اور اعلاے
کلمۃ اللہ کے لیے جیسا کہ یسعیا نبی نے پیشین گوئی کی تھی جنگی پیرایہ مین خدا کا جلال ظاہر
ہوا بت توڑے گئے بت خانے برباد ہوئے اور تقریباً کل خطہ عرب ظلمت شرک سے پاک
کردیا گیا - **ابراہیم** اور **اسمعیل** نے خود اپنے ہاتھون سے ایک گھر جسکو **کعبہ**
کہتے ہین باظہار نیاز بنایا تھا کہ اُسمین خداے واحد کی پرستش ہوا کرے لیکن جاہل
مشرکون کی حمایت مین تین سو ساٹھ بتون نے صرف اعتقاد وحدت کو نہین لوٹا بلکہ خانہ
خدا پر بھی اپنا مخالفانہ قبضہ جما لیا تھا - ہجرت کے نوین خواہ آٹھوین برس بضمن فتح مکہ تدابیر کا
یہ عمدہ نتیجہ پیدا ہوا کہ بیت اللہ سے سب دخیل بیجا نکال دیے گئے اللہ والون نے بندگانہ
خدمات کی ذمہ داریان اٹھائین اور بحمد اللہ تیرہ صدیون سے اُس گھر مین نعرۂ توحید
بلند ہو رہا ہی - اُس زمانہ کی مفتوح قوم اس کارروائی کو ظالمانہ قرار دیتی تھی اور اسلام کے

مخالف ابتک اُسپر نکتہ چینیان کرتے ہین لیکن قیاس کرنا چاہیے کہ بانیان کعبہ کی روح پُر فتوح فضاے جنت مین اس کارگذاری کی کسقدر ممنون منت ہوگی اور غیر تمند پروردگار کو احقاق حق کی یہ کوششین کس حد تک بھائی ہونگی الحاصل فتح مکہ نے خدا کے وعدہ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ؀ کو پورا کردیا اور اُسکے تھوڑے ہی دن بعد قندیل عرش کی چمکیلی روشنی (روح احمدی) جلوۂ حق دکھاکے اپنے مقر اصلی کو واپس چلی گئی۔

بزمانۂ قیام مکہ جو تحمل برتا گیا اُس پر تو ہمارے مخالف مُنھ نہین کھول سکتے ہان مدینہ کی دہ سالہ ملکی اور جنگی تدبیرون کو سُن کے تیور بدل دیتے ہین اور اُنکی زبان درازیان حد اعتدال سے تجاوز کرجاتی ہین۔ طالب حق کا فرض ہی کہ وہ دوست و دشمن دونون کی جماعت سے علیحدہ کھڑا ہوا ور غامض نظر سے دیکھے کہ ایسی کارروائیان خود غرضی کی تحریک سے کی گیئین یا یہ کہ عقل سلیم ظاہر کرتی ہی کہ وہ مناسب وقت تھین اور خداوند عالم نے بالاستحقاق اُنکے عمل کی ہدایت فرمائی تھی۔ مین عرض کرتا ہون کہ یہ مرحلہ بمدد قیاس طی کیا جاسکتا ہی اور اُن بزرگون کی روش بھی بطور سند پیش کی جاسکتی ہی جنکا تقدس جماعت مخالف تسلیم کرتی ہی چنانچہ مین چند وجوہ کو معرض بیان مین لاتا ہون جو ان دونون کی رہنمائی کرسکتی ہین دنیا کی مذہبی حکایتین اور عہد عتیق کی پُرانی روایتین ظاہر کرتی ہین کہ اگلے زمانہ مین جب بنی آدم جرائم سرکشی کے مرتکب ہوئے اور اُنکی شرارتین حد سے باہر چل نکلین تب قادر توانا نے قاہرانہ دباؤ ڈالا بیماریان پھیلین آگ برسی اور ایک مرتبہ پانی کا ایسا طوفان آیا کہ سواے چند نفوس کے تمامی ساکنان ارض کو بہالے گیا ایسی

عبرت انگیز آفتون نے چند روز اپنا اثر قائم رکھا لیکن پھر آدمیون کا جتھی گروہ اگلی روش پر چل کھڑا ہوا اور واقعات گذشتہ کو اُس نے اتفاقی کہا یا ستارون کی گردش وارضی آثارات سے اُنکا جوڑ ملالیا۔

آیات قاہرات نے لاکھون بچے کرورون جانور بھی گناہگارون کے ساتھ برباد کیے اور خدا کے پُر رونق بازارون کو دم کی دم مین لوٹ کے ویرانہ بنا دیا۔ ہرگاہ بمقابلہ ایسے سنگین نقصانات کے فائدہ برائے نام حاصل ہوا تھا اسیلیے قدرت نے دوسری پالسی اختیار کی۔ پیروانِ حق مامور ہوے کہ ہتیار اُٹھائین اور کافرانِ نعمت الٰہی کو اُنکے کردار کی سزا دین۔ یہ پالسی کسی قدر ملائم تھی اور علاوہ تنبیہ مجرمان کے اُسی کے ضمن مین پابندان کی آزمائش بھی ہوا کی اور گرانبہا انعامات خدمت اُن کو ملا کیے لیکن پھر بھی کہنے کے لیے یہ سختیان باقی رہین۔

اولاً۔ صرف سرکشون تک نائرہ غضب محدود نہ تھا بلکہ اُن کے بچون اور پالو جانورون تک کبھی کبھی اُسکی لپک پہونچ گئی۔

ثانیاً قوت قہریہ نے دروازۂ توبہ کو ایسا گھیر لیا کہ سرکشون کے لیے کوئی راہ نجات کھلی نہ رہی۔ (دیکھیے موسیٰ کی کتابین اور اُنکے بعد اور نبیون کے صحائف)

جب یہ تدبیر بھی سخن چینی سے محفوظ نہ رہی تو صبر واخلاق کے اوتار مسیح علیہ السلام بھیجے گئے جنکی تعلیم کا یہ پیرایہ تھا کہ ایک گال پر طپانچہ کھاکے دوسرا گال ضارب کے روبرو پیش کرو اور اگر کوئی ایک کوس کے لیے بیگار پکڑے تو اُسکے ساتھ دو کوس چلے جاؤ جاہل

عربون مین ایسی تعلیم کا کیا اثر ہوتا اُسکی تشریح غیر ضروری ہی مگر پڑھے لکھے مہذب اسرائیلیون نے
بھی فروتنی کی قدر نہ کی اور مسیح ومرنجان قدسی نفس کو ذلت کے ساتھ سولی پر چڑھا یا یہ
جب زمین پر پناہ نہین ملی تو خدا نے اپنے سفیر با توقیر کو آسمان پر واپس بلالیا۔ تین طرح کی
آزمائشون کے بعد ما بین الافراط والتفریط یہ متوسط تدبیر پسند کی گئی کہ اسد والون کے ہاتھ
ظالمون کو سزا دیجاے کمزور خلقت بے گناہ مخلوق (عورتین بچے جانور) پر مردان خدا
تیغ آزمائی نکرین اور سرکشون کو موقع دین کہ ایمان لاکے برگزیدگان پروردگار کے شامل
ہوجائین یا جزیہ وخراج دیکے گردن اطاعت جھکالین۔ یہی چوتھی تدبیر پیغمبر آخرالزمان
کے عہد مین برتی گئی اور وہ درحقیقت قرین عقل وقرین مصلحت تھی اور اُسکا اعتدال مستحق
تھا کہ دوست ودشمن دونون تحسین کرین مگر بات یہ ہی کہ کام کیسا ہی معقول ہو فطرت انسانی
کوئی نہ کوئی پہلو اعتراض کا پیدا کرلیتی ہی چنانچہ تعلیم یافتہ مشنری بھی جو اگلی کارروائیون
کو الہامی سمجھتے ہین اس چوتھی کارروائی پر معترض ہین اور یہ نہین سوچتے کہ اسلامی کارروائی
سے کیسے عمدہ نتیجے نکلے کہ اُسنے خدا کے رسول کی آبرو برقرار رکھی اور دنیا کو بھی سنگین
نقصان نہین پہونچایا۔ لبسلسلہ جستجو سے اسناد ظاہر ہوتا ہی کہ سری **رام جی** اور سری
کرشن جی نے اپنے اپنے وقتون مین راچھسون کے خون سے کرۂ خاکی کو گلرنگ
کردیا اور اُسی خونریزی کی بدولت دھرتی کا بار اُترا اور زمین کا دامن کفر کی لوث سے
پاک ہوگیا۔

شنکراچارج کا ہرچند اوتارون مین شمار نہین ہی لیکن وہ بھی ہندوستان مین

بہت بڑے فاضل برگزیدہ پریشور سمجھے جاتے ہین - انھین کی تحریک سے بودھ مذہب جو تمام ملک
مین پھیل گیا تھا مقدس سرزمین بھرت کھنڈ سے جبراً ہٹایا گیا بڑے بڑے نامی مندر توڑے
گئے اور ابتک بے دست و پا ناک کٹی مورتین ویرانون مین اُن دست درازیون کی شکایت
کر رہی ہین جو اُن پر کی گئین کسی مذہب کا جسنے ملک مین اپنا عام اثر پھیلا رکھا ہو جڑ سے
اُکھیڑ دینا آسان نہ تھا اسیلیے ظاہر ہوکہ سخت خونریزیون کے بعد بید خوان برہمن اپنے
ارادون مین کامیاب ہوئے اور اکثر قومی جماعتین پیروان بودھ کی جب پیوند خاک
ہولین تو اُسوقت باقی ماندون نے تبادلہ ملت کی تلخی گوارا کی یا اپنے وطن سے اُجڑ گئے
اب یہودیون اور عیسائیون کے روبرو بھی اُنکے معتقد علیہ بزرگون کی کارروائیان اور
خداوند یہوداہ کی ہدایتین پیش کرتا ہون اور اُنکو چند انتخاب پر علاوہ اُن انتخابون کے
توجہ دلاتا ہون جو قبل اسکے معرض تحریر مین آچکے ہین "کہ میرا فرشتہ تیرے آگے چلے گا
اور تجھے اموریون اور حِتّیون اور فرزیون اور کنعانیون اور حویون اور یبوسیون کے
بیچ مین لائے گا اور مین اُنکو ہلاک کرون گا ۲۴ تو ان کے معبودون کو سجدہ مت کر نہ اُنکی
عبادت کر نہ اُن کے سے کام کر بلکہ تو اُنھین صاف ڈھا دے اور اُن کے بتون کو
توڑ ڈال" (کتاب خروج باب ۲۳ ورس ۲۳ و ۲۴)

کتاب الاعداد باب ۳۱ مین اُس چڑھائی کا ذکر ہی جو اہل مدیان پر کی گئی تھی اور ظاہر ہوتا
ہو کہ موافق اُس حکم کے جو خدا کی طرف سے بنام موسیٰ پہونچا تھا بنی اسرائیل نے سب
مردون کو مار ڈالا مگر عورتون اور بچون کو زندہ پکڑ لائے کلیم اللہ کو اس رعایت پر بڑا غصہ آیا

اور سرداران لشکر سے سوال کیا کہ کیا تمنے سب عورتون کو زندہ رکھا ہی ؟ اور بعد اظہار غضب جو کچھ ارشاد ہوا اُسکو اسی باب کے ورس ۱۷ و ۱۸ مین انصاف کی عینک لگا کے ملاحظہ کیجیے " سو تم اُن بچون کو جتنے لڑکے ہین قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف تھی جان سے مارو ۔ لیکن وے لڑکیان جو مرد کی صحبت سے واقف نہین ہوئین اُنکو اپنے لیے زندہ رکھو "، کتاب استثنا کے باب ۷ مین خدا نے موسیٰ کو وہ سلوک بتائے جو کنعانی وغیرہ مفتوح قومون کے ساتھ کرنا لازم تھا " سو تم اُنسے یہ سلوک کرو تم اُن کے مذبحون کو ڈھا دو اُنکے بتون کو توڑو اُنکے گھنے باغون کو کاٹ ڈالو اور اُنکی تراشی ہوئی مورتین آگ مین جلا دو " (ورس ۵)

اب بڑے سے بڑا تیز نظر نکتہ چین اگر قرآن اور حدیث بلکہ فقیہون کی تصنیفات کو بھی رق رق ورق الٹ جائے اور ہر سطر اور ہر حرف پر گہری نظر ڈالتا جائے تو مین باور کرتا ہون کہ اُسکو کبھی ایسے سخت احکام کا وجود شرع محمدی مین نہ ملے گا اسلیے کیون تسلیم نہین کیا جاتا کہ جو جنگی کارروائیان بعد زمانہ ہجرت کے ہوتی رہین وہ شان نبوت کے خلاف نہ تھین بلکہ خدا کی قہاری مقتضی تھی کہ واقعہ مسیح کے بعد کافرون کے ساتھ ایسا ہی سلوک برتا جائے۔

(س) پیغمبر علیہ السلام کی نسبت شبہ ہی کہ لوٹ کے لالچ اور تحصیل خراج کے شوق مین اُنھون نے یہ دردسر گوارا کیا تھا۔ (ج) کتاب الاعداد باب ۳۱ سے معلوم ہوتا ہی کہ مدیان کی جنگ مین بنی اسرائیل کو چھ لاکھ پچھتر ہزار بھیڑ بکریان بہتر ہزار گائے بیل اکسٹھ ہزار گدھے اور بتیس ہزار کنواری لڑکیان بطور غنیمت ہاتھ آئی تھین اور یہ تعداد علاوہ بیاہی عورتون

الغنیمت و الخراج ۔ جواب سوال پنجم

اور بچون کے بیان کی گئی ہی جو بحکم موسی علیہ السلام کے تہ تیغ کر دیے گئے افسوس ہی کہ ان مقتولون کی تعداد تحریر نہین ہی لیکن بہ پرتہ کنواری لڑکیون کے قیاس کرنا چاہیے کہ اُنکی تعداد غالباً بتیس ہزار سے کم نرہی ہوگی۔ لڑائی مین جو لوگ مارے گئے اُنکا شمار غیر ضروری ہی لیکن بعد اختتام جنگ جن نابالغ مردون کو بنی اسرائیل نے برسر موقع ہلاک کیا اُنکی تعداد بھی بیس پچیس ہزار سے کیا کم رہی ہوگی الغرض بعد اس سخت خونریزی کے جو مال غنیمت لائق تقسیم قرار پایا اور تقسیم بھی ہوا اُسمین حسب تجویز موسی علیہ السلام خدا کا حصہ نکالا گیا تھا۔ بھیڑ بکریان چھ سو پچھتر۔ گاے بیل بہتر۔ گدھے اکسٹھ۔ کنواری لڑکیان بتیس۔ ہمارے پیغمبر نبی الرحمہ کو زیادہ سے زیادہ قیدی مع مال غنیمت جنگ حنین مین ملے تھے۔ لڑائی مین تو کشت وخون ہوا ہی کرتا ہی اور اس لڑائی مین بھی ہوا تھا لیکن بعد ہونے معرکۂ کارزار کے مسلمانون نے تلوار کا کیا ذکر پھول کی چھڑی بھی کسی کو نہین ماری اور اس لڑائی مین (بشمول غنائم اوطاس وطائف) جو کچھ مسلمانون کے ہاتھ لگا اُسکی تفصیل اور اُسکا انجام بھی سُن لیجیے۔ قیدی چھ ہزار۔ بھیڑ اور بکری چالیس ہزار سے کچھ زیادہ۔ اونٹ پچیس ہزار۔ چاندی چار ہزار اوقیہ[1]۔ قیدیون کو تو بعد ایسی لڑائی کے جسمین مسلمانون نے سخت بدنامی اُٹھائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف چھوڑ دیا اور رہائی کے معاوضہ مین ایک حبہ بھی بطور فدیہ نہین لیا اموال غنیمت مین بہت اونٹ اور چاندی کے ڈلے نومسلمون کو بخشدیے کہ اِن دنیاداروں کی پیاس نبجھے اور اسلام کی فیاضیون کو

[1] ایک اوقیہ دس تولہ چھ ماشہ کا تھا ۱۲

مشاہدہ کرکے شاید وہ سچے ایماندار بنجائین - دامن سلع کے رہنے والے انصار رسول اللہ کو
جو رکن عظم اشاعت دین متین کے تھے اسطرح کی فیاضیون سے بہرہ مندی نہین ہوئی
اوروں نے تو زبان نہین کھولی لیکن نوجوانان انصار نے اپنی محرومی کا کچھ گلہ کیا رہنمائے
حقیقت نے انکو سمجھا دیا کہ تمھارے ایمان پر تو پورا اعتماد ہی دوسرون کو یہ متاع دنیا بغرض
تالیف قلوب دی گئی ہی کیا تم پسند نہین کرتے کہ یہ لوگ اونٹ اور بکریان لیجائین اور تم
رسول اللہ کو لے کے گھر لوٹو؟ اس کلمۂ حق کو سُن کے ولولۂ محبت مین انصار یہانتک
روئے کہ اُنکی مبارک ڈاڑھیان آنسوؤن سے تر ہوگئین اور جوش کے لہجہ مین کہنے لگے
کہ ہم خوش ہین کہ ہم نے حضور کی ذات اقدس کو حصہ مین پایا ہی - **دوستو**
پیغمبر علیہ السلام کے رحم اُنکی بے غرضی پر غور کرو اور مسلمانون کی قناعت اور اُن کے
جوش عقیدت پر نظر ڈالو پھر سچ کہو کہ کیا تمھارا کانشنس قبول کرتا ہی کہ یہ لوگ بے رحم قزاق
تھے (جیسا کہ بعض متعصب کہتے ہین) یا محض رضاے الٰہی کے طالب تھے دولت دنیا
کی پروا نہ تھی اُنکا جان دینا اور جان لینا صرف اسی لیے تھا کہ آوازۂ کفر دھیما پڑے
اور نعرۂ توحید دنیا مین بلند ہو - باستثناے چند جن مین زیادہ سختیان برتی گئین لڑائیون
مین بنی اسرائیل کا عام دستور العمل خدا کے اس حکم پر رہا " اور جب خداوند تیرا خدا اُسے
تیرے قبضے مین کردیوے تو وہان کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر مگر عورتون
اور لڑکون اور مواشی کو اور جو کچھ اُس شہر مین ہو اُسکا سارا لوٹ اپنے لیے لے اور تو اپنے
دشمنون کی اُس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہی کھائیو + اسی طرح سے

تو اُن سب شہرون سے جو تجھ سے بہت دور ہین اور ان قومون کے شہرون مین سے نہین ہین کیجیو (کتاب استثنا باب ۲۰ ورس ۱۳ الغایت ۱۵)

اب خراج یا جزیہ کی کھٹک معترض کو وحشت دلا رہی ہی لہذا اُسکی تسکین کے لئے ہم خداوندی تجویز کی سند توریت مقدس سے پیش کرتے ہین (۱) اور جب تو کسی شہر کے پاس اُس سے لڑنے کے لیے آپہونچے تو پہلے اُس سے صلح کا پیغام کر تب یون ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لیے کھولدے تو ساری خلق جو اس شہر مین پائی جائے تیری خراج گذار ہوگی اور تیری خدمت کریگی (کتاب استثنا باب ۲۰ ورس ۱۰)

ترجمہ عربی ارباتوسیہ ۱۶۲۵ء مین چھاپا گیا اور اُسمین فقرہ آخر کے یہ الفاظ ہین یکونوا لک عبیدًا یعطونک الجزیۃ یعنے وہ لوگ تیرے غلام بن کے تجھے جزیہ دینگے۔ بنی اسرائیل اور بنی اسمعیل دونون کا خدا ایک ہی ہی اور جو حکم اس خصوص مین توریت کا ہی وہی قرآن مین موجود ہی حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ یعنے تاآنکہ وہ لوگ ذلیل ہوکے جزیہ دین۔ (س) فرق یہ ہی کہ مسلمان نتیجہ فتح مین قبول اسلام کی بھی فرمایش کرتے تھے اور انبیاے بنی اسرائیل کی یہ روش نہ تھی۔

(ج) یہ تو اسلام کی زیادہ رحمدلی اور بلند خیالی کا ثبوت ہی۔ دنیا کے بادشاہ باغیون کو سزاے موت دیتے ہین اُنکی جایدادین ضبط کرلیتے ہین لیکن کبھی معافی تقصیر کا بھی فرمان صادر کیا جاتا ہی اور اسطرح کی درگذر مین مصالح ذیل مضمر رہتے ہین۔

اولاً ملک عام بربادی سے محفوظ رہے۔

ثانیاً گم کردہ راہ باغی شاید شاہانہ عنایت کے ممنون ہون اور وفادار رعایا بنجائین۔ **ثالثاً** وہ نہین توانکی آیندہ نسلین ممکن ہی کہ اپنے تئین جان نثار ہواخواہ سلطنت ثابت کرین۔ ابھی کتنے دن ہوے کہ ۱۸۵۷ء مین کور نمک سپاہیون نے فساد کیا اور خود اپنے خداوندان نعمت کے مقابلہ پر کمر بندیان کین لیکن بعد مناسب گوشمالی کے حضور **ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند** نے اُن بدبختون کے قصور معاف کیے بہکی ہوئی رعایا کا استمالہ کیا اس رحم بھری دانشمندانہ کارروائی نے نائرۂ بغاوت کو جلد بجھادیا اور آج تمام دنیا مین اُس عاقلانہ معافی کا تذکرہ تحسین وآفرین کے ساتھ کیا جاتا ہی ممکن ہی کہ بدخیال باغیون نے صدق دل سے اقرار اطاعت نہ کیا ہو لیکن اب توانکی بچی بچائی اولاد ہواخواہ دولت ہی اور اُن مین اور وفاداران قدیم کی نسل مین کوئی فرق مابہ الامتیاز نظر نہین آتا پس دونون جہان کے حاکم علی الاطلاق نے اگر گنہگار بندون کے لیے دروازۂ معافی کھول دیا کہ اظہار اطاعت کرکے فتحمندون کے گروہ مین مل سکین تو کیا ستم کیا اور کونسی عقلی یا اخلاقی خرابی دنیا مین پھیل گئی۔ اعتراض کرنے والون کا شاید یہ مقصد ہی کہ اعتقادی اطاعت کی تحریک نہ کی جاتی یا ایسی اطاعت کا اقرار نامنظور کردیا جاتا اور انتقام کی کشش سب زن ومرد اور اُن کے بچون کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیتی پس اگر درحقیقت یہ مقصد ہی تو صاف الفاظ مین بیان فرمائین تاکہ انکی خوش خیالی اور رحمدلی دنیا پر ظاہر ہوجائے۔ میرا تو یہ خیال ہی کہ دور احمدی مین اگر وہ سختیان جو عہد عتیق مین ہوئین عمل مین آتین تو تہمتون کا طوفان اور بھی تیز وتند ہوجاتا اور معترض

گرنے والے صرف زمین کی خاک نہ اُڑاتے بلکہ زمین کو بھی سر پر اُٹھا لیتے۔ (س) پیغمبر اسلام نے سنہ ۳ ہجری مین زید بن حارثہ کو ساتھ ایک جماعت مسلمانون کے متعین کیا اور وہ ایک کاروان تجارت کا مال لوٹ لائے لیکن ایسی رہزنی کرنا اور بدامنی پھیلانا شان نبوت کے شایان نہ تھا (ج) واقعہ یہ ہی کہ مشرکین مکہ کے مظالم سے پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے ساتھیون نے ترک وطن کیا اور پھر بھی ظالمون نے تدابیر ایذا رسانی سے دست برداری نہین کی ہمیشہ اندیشہ تھا کہ موقع پا کے وہ لوگ مدینہ پر چڑھ آئین اور مہاجرین و انصار کا خاتمہ بالخیر کر دین۔ از زمانہ تعمیر سے دوست و دشمن دونون مجاز تھے کہ زیارت سے خانہ کعبہ کے سعادت حاصل کرین لیکن قریش نے ارباب توحید کے ساتھ ایسی تنگ دلی برتی کہ وہ زیارت کعبہ سے قطعاً محروم کیے گئے۔ دینی حق کی یہ ضبطی پیروان اسلام کو زیادہ اکھری اور اُن لوگون نے یہ واجب پالسی اختیار کی کہ مشرکون کو یہ موقع نہ ملے کہ بڑھ کے حملہ کرین بلکہ وہ اس قدر دبائے جائین کہ حقوق مغصوبہ کی واپسی پر مجبور ہون۔ سب جانتے ہین کہ معرکہ جنگ مین مالی قوت بڑے بڑے کرشمے دکھاتی ہی دنیا کا قدیم الایام مین یہی دستور تھا اور اب بھی مہذب قومین دشمنون کی رسد بے تکلف لوٹ لیتی ہین اور اُنکی مالی قوت کے گھٹانے مین تدبیرون کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتین۔

یہ مکہ والے سلسلہ تجارت کا ملک شام سے قائم کیے ہوے تھے اور خوشحالی مکہ کا مدار اسی تجارت پر تھا چنانچہ دشمنان اسلام کا ایک کاروان جنمین ابوسفیان اور صفوان ابن امیہ اور حویطب بن عبد العزی اور عبد اللہ بن ربیعہ بھی شامل تھے نجد کی سرزمین سے

گذر رہا تھا زید بن حارثہ مامور ہوئے اور انھون سے بمقام قرد اُس کاروان کو
جا لیا ۔ مسلمان اپنی بڑی خوش نصیبی سمجھتے اگر سرداران مشرک مارے جاتے یا گرفتار ہو کے
مدینہ لائے جاتے لیکن وہ سب بھاگ نکلے اور صرف ایک لاکھ خواہ سوا لاکھ درہم کا مال
عسکر اسلام کے ہاتھ آیا ۔ اس تاخت مین غالباً سرداران قریش کی ذات پر اثر ڈالنا
مقصود بالذات تھا لیکن حصول مال سے بھی دو فائدے حاصل ہوے ۔ ایک یہ کہ لشکر
اسلام مال غنیمت سے اپنی حالت واسطے آنے والے معرکون کے کم وبیش سدھار سکا
اور دوسرا فائدہ جو زیادہ لائق قدر تھا یہ ہوا کہ مشرکون کی مالی قوت بڑھنے نہ پائی جسکی مدد
سے ممکن تھا کہ وہ بدویون کو جمع کر کے مدینہ پر جلد حملہ کر دیتے ۔ یہ کارروائی اُسوقت لائق
الزام ہو سکتی جبکہ مسلمان کسی ایسے قافلہ کو لوٹ لیتے جس سے علانیہ مخاصمت نہوتی اور
غارتگری سے محض مال مفت کا لے لینا اُن کو مقصود ہوتا ۔ یہ مال ایسے لوگون کا لوٹا گیا
جن سے کوئی معاہدہ نہ تھا عہد عتیق مین تو کافرون کی قوت مالی گھٹانے کے لیے
اس سے بڑھ بڑھ کے کارروائیان ہوئی ہین ،، اور بنی اسرائیل نے موسی کے کہنے
کے موافق کیا اور اُنھون نے مصریون سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن اور
کپڑے عاریت لیے اور خداوند نے اُن لوگون کو مصریون کی نگاہ مین ایسی عزت
بخشی کہ اُنھون نے اُنھین عاریت دی اور اُنھون نے مصریون کو لوٹ لیا دکتاب
خروج باب ۱۲ ورس ۳۵ و ۳۶)
خدائی لوٹ اگر لائق اعتراض ہو تو یہودیون اور عیسائیون کو پہلے اُس لوٹ کا جواب

دینا چاہیے جسکا تذکرہ اُن کی کتاب مقدس مین ابتک موجود ہی۔ ہمارے نبی کریم نے
جب مکہ سے ہجرت کی تو اُسوقت حضور کے قبضہ مین مشرکان مکہ کا مال کثیر ودیعت
تھا لیکن اس دیانت کو دیکھیے کہ حضور نے اپنے عزیز بھائی **علی بن ابی طالب**
کو اسلیے مکہ مین چھوڑ دیا تھا کہ بعد تشریف بری کے چند روز ٹھہر جائین اور کل مال
ودیعت کو اپنے اہتمام مین واپس کردین محتاج سے زیادہ محتاج مسلمان پر الزام نہین
لگایا گیا کہ وہ مشرکین مکہ کا مال واسباب مدینہ سلے کے بھاگ گیا۔ اعتراض کرنے والے
اگر انصاف پسند ہین تو بحوالہ تاخت **زید بن حارثہ** یا دوسرے واقعات کے جو اُسکے
ہمشکل ہون مذہب اسلام پر زبان طعن دراز نہ کرین اور جناب مسیح کے اس ارشاد ہدایت
بنیاد سے سبق حاصل کرین۔ ”کیون اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ مین ہی دیکھتا
ہی پر اُس کانڑی پر جو تیری آنکھ مین ہی نظر نہین کرتا“ (متی باب ۷ ورس ۳)

(**س**) پیغمبر اسلام نے محمد ابن مسلمہ کو ساتھ چند جانبازون کے مامور کیا اور اُسنے
کعب بن الاشرف کو دغا سے مار ڈالا پھر ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کی جان بھی اسیطرح
کی تدبیر سے لی گئی حالانکہ ایسی کارروائیان بزدلانہ اور ناقابل تحسین ہین۔ (**ج**) یہ
دونون مقتول سرداران بنو نضیر سے تھے اس فرقہ یہود نے حوالی **مدینہ شریف**
مین سکونت اختیار کی تھی اور اپنی حالت کو بذریعہ تجارت اور داد وستد کے خوشگوار
بنا لیا تھا ہرگاہ اس بغلی گھونسے سے بے پروائی کرنا دانشمندی سے بعید تھا اسلیے
پیغمبر علیہ السلام نے ان لوگون سے معاہدہ اتحاد کی خواہش ظاہر کی اور اُنھون نے

بالاتفاق اقرار کرلیا کہ نہ ہم آیندہ معرکون مین مسلمانون کا ساتھ دین گے اور نہ اُن سے مخالفت
کرین گے ۔ مسلمانون نے اس معاہدہ کو غنیمت جانا ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ٭
لیکن **بنو نضیر** کے دل مین کھونٹ رہی ۔ ہم اہل اسلام معترف ہین کہ یہودیون پر بر عایت
اُنکے جدّ اعلی **ابراہیم** علیہ السلام کے خدا نے بڑی بڑی مہربانیان مبذول کین مگر افسوس
ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ بزرگان دین کو ستاتے اور خدا کے عہد کو توڑتے رہے چنانچہ عہد عتیق
کے صحائف اس قوم کی بدعنوانیون کے شاہد ہین اور مسیح کے ساتھ اُن لوگون نے جو سلوک کیا
اسکے دردناک تذکرے اناجیل اربعہ کے ناظرین کے دلون مین ابتک چٹکیان لیتے ہین
متی باب ۲۳ مین سلسلہ وار فریسیون کو جو اپنے تئین رہنماے ملت موسوی قرار دیتے
تھے ملامتین کی گئی ہین اور خود معجز بیان مسیح نے اُنکو سانپ اور سانپ کا بچہ فرمایا
جسمین یہ اشارہ لطیف موجود ہے کہ یہ لوگ اسی قابل ہین کہ اُنکا زہریلا سر کچل دیا جائے ۔
قرآن نے بھی شوکت بھرے فقرون مین خدا کے احسانات جتائے اور اس فرقے پر
بڑے بڑے الزام ناشکری کے لگائے ہین پارہ ۷ کے آخر مین یون ارشاد ہوا ہے
لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا[1]
الغرض ان اسناد سے ظاہر ہے کہ یہودیون کے مزاج مین ہمیشہ ایک طرح کی شورش
موجود تھی جسکو وہ لوگ دینی حمیت کے ساتھ تعبیر کرتے ہون گے لیکن اُنکے حریف اس
شورش کو عناد اور تعصب کے ساتھ نامزد کرتے آئے ۔ زمانہ صلح مین **بنی نضیر** کے ساتھ

---

[1] اے پیغمبر مسلمانون کے ساتھ سخت عداوت رکھنے والے یہود اور مشرکون کو پاؤ گے سب لوگون مین ۱۲

مسلمانون نے کچھ چھیڑ چھاڑ نہین کی لیکن جب بدر کی لڑائی مین مسلمان کامیاب ہوے تو **کعب ابن الاشرف** کا شعلہ حسد اُسکے سینۂ پر کینہ مین بھڑک اُٹھا وہ دوڑا ہوا مکہ پہونچا مقتولان بدر پر جی کھول کے رویا پُر زور مرثیے پڑھے لیکن ان سب ہمدردیون کی تہ مین مطلب یہی تھا کہ قریش کو مسلمانون کی بیخ کنی پر آمادہ کرے اِن سب کرتوتون کے بعد وہ **مدینہ** کو لوٹا اور اپنی شاعرانہ لیاقت کا یہ بیہودہ مگر اشتعال دینے والا نکالا کہ پیغمبر علیہ السلام کی ہجو کرتا اور مسلمان شریف عورتون کے ساتھ عاشقانہ مضامین کے جوڑ بند لگایا کرتا تھا پھر اُس سے بھی تجاوز کرکے ایک روز پیغمبر علیہ السلام کو بہ حیلۂ دعوت بلوایا مگر ارادہ یہ تھا کہ جلسہ دعوت مین دغابازی کے ساتھ اظہار عداوت کرے لیکن عین وقت پر حضور کو اس ارادہ فاسد کی اطلاع مل گئی اور مہمان کشی کی تدبیر ناتمام رہی۔ پس جب ہیجان فساد کی یہانتک نوبت پہونچ گئی تھی تو اب سوا اسکے اور کیا چارہ تھا کہ مادۂ فاسد دور کیا جائے اور اُس چنگاری پر جس سے اندیشہ تھا کہ تمام ملک مین آگ لگ جائے پہلے ہی پانی ڈال دیا جائے عام طور پر **بنی نضیر** نے ابھی عہد اتحاد کو نہین توڑا تھا لیکن اُن سے یہ توقع نہ تھی کہ اپنے سردار کو سکوت کے ساتھ حوالہ کر دین گے۔ چونکہ ایک دشمن کے لیے عام خونریزی خلاف مصلحت تھی اسیلیے یہ کارروائی پسند کی گئی کہ بنی نضیر کی وہی اُنگلی جس سے مادۂ فاسد پھوٹ نکلا تھا کاٹ دی جائے چنانچہ جانباز بہادرون نے اُسکو اسی کے قلعہ کے اندر تدبیرون کی اوٹ مین مار ڈالا ایسی خونریزی عام صورتون مین اگرچہ غیر محمود ہو مگر خاص حالتون مین دور اندیشی اُسیکی سفارش کرتی ہی۔ بروایت غالب یہ واقعہ جنگ اُحد سے

پہلے گذرا اور بنی نضیر اسوقت تک اپنے عہد پر قائم رہے۔ لیکن جنگ احد مین اُن لوگون
نے بھانپ لیا کہ مشرکین مکہ مین اتنی سکت موجود ہے کہ ارباب توحید کو دبالین پھر تو بیوفاؤن
نے آنکھین پھیر لین اور چپکے چپکے دشمنون کو واسطے قلع اور قمع بنیاد اسلام کے اکسانے
لگے۔ کسی گفتگو کے لیے خود پیغمبر علیہ السلام اُن لوگون کے محلہ مین تشریف لے گئے
اہل محلہ نے بظاہر معزز مہمان کا خیر مقدم کیا اور آپ ایک دیوار کے پاس بٹھائے گئے
لیکن تدبیر یہ کی گئی کہ عمر بن حجاش سقف پر جاکے سر مبارک پر پتھر کی چکی گرادے۔ فرشتہ نے
خبر دی اور حضور وہان سے واپس چلے آئے۔ اب انصاف کرو کہ بہ حالت ایسی
بے اعتمادی کہ بنی نضیر کی سکونت مدینہ کے حوالی مین کیونکر گوارا کیجاتی۔ الغرض وہ قبیلہ
بہ الزام بدعہدی گھرون سے نکالا گیا اکثر خاندان ملک شام یعنے اپنے موروثی وطن
کو واپس چلے گئے لیکن دو خاندان جنمین ایک ابوالحقیق کا گھرانا بھی تھا مدینہ سے تین
روز کی مسافت پر بمقام **خیبر** جا بسے۔ لچلا ہوا سانپ **ابو رافع سلام**
ابن ابی الحقیق بعد ترک وطن مسلمانون کا سخت دشمن بن گیا ایک جماعت کے ساتھ مکہ گیا
قریش وغطفان اور قبائل یہود کو اسطرح بھڑکایا کہ دس ہزار آدمیون کا جنگجو لشکر
مدینہ پر چڑھ آیا اُن دنون مسلمانون کی جماعت مین صرف تین ہزار مرد میدان تھے اسلیے
اُن لوگون کی قوت بمقابلہ مشرکین بہت کم تھی لیکن محض خدا کے فضل سے مدینہ دشمنون
کے دست برد سے محفوظ رہا۔ الحاصل انھین بدکاریون کے نتیجہ مین ابو رافع کے ساتھ
بھی وہی کارروائی کی گئی جو کعب بن الاشرف کے ساتھ عمل مین آچکی تھی۔ جس زمانہ مین

یہ دونون یا اُسکے ہمشکل کارروائیان ہوئین اُس زمانہ مین مدافعت کا یہی طریقہ رائج تھا اور ہر گروہ اپنے مخالفون کے با اثر ممبرون کو کبھی کبھی ایسی ہی تدبیرون سے دفع کرتا تھا چنانچہ بعد جنگ بدر کے **عمیر بن وہب الجمحی** تحریک سے صفوان بن امیہ کے اسیلیے مدینہ آیا کہ پیغمبر علیہ السلام پر تیغ آزمائی کرے لیکن خدا نے توفیق دی کہ اُسنے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ اُسکے شر سے محفوظ رہے اسطرح کے حملے عہد عتیق مین بھی ہوے اور اُنکا تذکرہ کتاب مقدس مین بطور امداد غیبی کیا گیا ہی چنانچہ قاضیون کی کتاب باب ۳ مین تحریر ہی کہ جب خدا کے روبرو بنی اسرائیل گڑگڑائے تب خدا نے اُنکے لیے اہود پسر جیرا کو اُٹھایا وہ مواب کے بادشاہ عجلون کے پاس ہدیہ لے گیا اور پھر اُسکے پیٹ مین ایک تلوار جسے چھپا کے ساتھ لے گیا تھا گھُسیڑ دی۔

اب اہم بحث یہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام درحقیقت خدا کی طرف سے مامور تھے کہ دنیا کو شریعت الٰہی سکھائین اور اطراف عالم مین اعتقاد توحید کی برکتین پھیلا دین یا یہ کہ ترفع کی تمنا اور حکومت کی حرص نے آمادہ کیا تھا کہ پیغمبری کا دعوی کرین اور اپنے ذاتی خیالات کو جھوٹ موٹ خدا کی طرف منسوب کر دین عقلاً اس بحث کا تصفیہ نظر با مور ذیل ہو سکتا ہی۔

اولاً۔ تشکل تعلیم پر نظر کیجائے کہ اُسکی کیا حالت ہی۔

ثانیاً۔ دعویدار نبوت کا طرز عمل دیکھا جائے کیونکہ دنیا مین آدمی کی روش دیکھ کے اُسکے دلی جذبات کا پتا لگ سکتا ہی خصوص ایسی صورت مین کہ تمام زندگی کا طرز عمل معتمد مورخون نے پیش نظر کر دیا ہو۔

ثالثًا - اگر ممکن ہو تو اگلے صحائف کی پیشین گوئیون سے پتا لگایا جائے۔

رابعًا - جو خوارق عادات دعویدار نبوت نے ظاہر کیے ہون اُن پر بہ تعمق نظر کر کے اطمینان قلبی کی صورت پیدا کی جائے چنانچہ اب مین اشکال اربعہ کو حق پسند ناظرین کے پیش نظر لاتا ہون۔

تعلیم محمدی

قبل اسکے کچھ تذکرہ اسلامی تعلیم کا بحوالہ حدیث و قرآن کے لکھا گیا ہی جسکے ملاحظہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہی کہ تعلیم محمدی کتنی معتدل اور مصالح دینی و دنیوی پر کس قدر محیط ہی اور درحقیقت موازنہ کے بعد اقرار کرنا پڑتا ہی کہ ہر چند دیگر ہادیان ملت نے بھی اعتقادی و اخلاقی مرحلے طے کیے ہین لیکن جو موزونیت اس مدرسہ کی تعلیم مین ہی وہ دوسری جگہ پائی نہین جاتی بہت بڑی اور لائق قدر تعلیم جسپر تیرہ سو برس سے اسلام فخر کر رہا ہی متعلق توحید ذات و تقدیس صفات خالق کائنات کی ہی اور یہ ایک ایسی نورانی تعلیم ہی جسکی چمک اور دمک نے دشمنون کی تند نگاہون کو خیرہ کر دیا زبان نے ہر چند سخن پروری نہین چھوڑی لیکن وہ قلوب جنمین کچھ مادہ صلاح موجود تھا اُسکی عظمت کا در پردہ اعتراف کرتے رہے اور ابتک کرتے جاتے ہین۔ عیسائی مذہب نے ظہور اسلام سے بھی پہلے بہت بڑا فروغ حاصل کر لیا تھا اور ان دنون دانشمندی کا مرکز یعنے خطۂ یورپ اُسی کے حلقۂ اثر مین داخل ہی لیکن مدتین گذر گئین اُن لوگون نے توحید کا سبق فراموش کر دیا

اور تثلیث کے جوڑ بند مین اپنا قیمتی وقت رائگان کر رہے ہین۔ سخت حیرت یہ ہی کہ ایسے
خرد مند ذکی الحس جو صنائع بدائع مین بے انتہا قابلیت اور بے نظیر لطافت عقل کے جوہر
دکھا رہے ہین اعتقادی معرکون مین کمزور پائے جاتے ہین اور خاص وجہ اُسکی یہ ہی کہ یورپ
کے رہنے والے دنیاوی مشاغل مین اسقدر منہمک ہین کہ اُنکو فلسفہ الٰہی پر غور کرنے کی
کم فرصت ملتی ہی اور جو غور کرتے ہین وہ استدلال کی جھونک مین دائرۂ حق سے باہر
نکل جاتے ہین اور تاثیرات عناصر و کواکب کی دُھن مین مذہب کا مقدس دامن بھی اُنکے
ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہی چنانچہ ان دنون دہریت کا اعتقاد کثرت کے ساتھ سرزمین
یورپ پر پھیلا ہوا ہی اور زیادہ تر وحدت فی التثلیث کا مسئلہ اندیشہ دلاتا ہی کہین یہ دانشمند
قوم انکار تثلیث کے ساتھ عام طور پر خالق کائنات کے وجود کا بھی انکار نہ کر جائے۔
مذہبی معاملات مین ایشیا کے آدمی زیادہ حجتی ہین اور اِن لوگون کو جب ممبران مشن
اجتماع ضدین یعنے توحید و تثلیث ذات کو استدلالاً سمجھا نہین سکتے تو یون بات کو
ٹالتے ہین کہ اس مسئلہ کی سمجھ عقل کے بس مین نہین صادق الایمان عیسائیون
پر باپ بیٹے کی مہربانی اور برکات روح کی فراوانی آخر کار اپنی حقیقت کے رمز کو کھول
دیتی ہی لیکن مشکل یہ ہی کہ دانشمندون کو اعتقاد حقیت قبل حل ہو جانے عقیدۂ تثلیث کے
حاصل نہین ہو سکتا اور امید یہ دلائی جاتی ہی کہ بعد استحکام اعتقاد کے اس عقدہ کو فیضان
الٰہی حل کر دیگا و ہل ھذا الا توقف الشیٔ علیٰ نفسہ وھو محال۔

(س) مسلمان بھی تو کہتے ہین کہ خدا کی کنہ ذات اور رموز قدرت کا جاننا طاقت بشری سے

باہر ہی پس واعظان مسیحی اگر حقیقت تثلیث کو سمجھا نہین سکتے تو ان پر کیا الزام ہی

(ج) کسی امر تک عقل کی رسائی نہونا ممکن ہی لیکن خلاف عقل ضدین کا جمع ہونا حیز

امکان سے خارج اور خداوند قادر علی الممکنات کے بھی حلقۂ اقتدار سے اسی طرح خارج

ہی جیسا کہ کسی شریک فی الالوہیت کا پیدا کرنا یا خود اپنے تیئن حادث بنا لینا اسکی

قدرت کاملہ سے باہر ہی ــ

کہتے ہین کہ **بید** وحدت کی تعلیم دیتا ہی لیکن دیکھتے یہ ہین کہ عام ہندو دس مشہور اوتارون

کے معتقد ہین اور اگر ہم غیر مشہور اوتارون کو بھی داخل حساب کر لین تو انکی تعداد چوبیس

تک پہونچ جاتی ہی الغرض ابتدائی تعلیم جو کچھ رہی ہو لیکن اعتقاد حلول اور تجزیۂ ذات باری

نے معتقدان اوتار کو مسلک توحید سے دور کر دیا ہی اور انکی پرانی روایتین عقلی حجتون کا

مقابلہ نہین کر سکتین ـ چند دنون سے کچھ روشن خیال ہندو توحید کی طرف مائل ہین اور

ہمکو خوشی کے ساتھ اپنے بھائیون کو ایسے واجب اعتقاد پر مبارکباد کہنا چاہیے لیکن

انصاف کی بات یہ ہی کہ وہ روشنی جسکی طرف ہمارے بلند نظر دوست جاتے ہین وہی ہی

جو مکہ سے نکلی مدینہ مین بلند ہوئی اور ساحت ہند کو بھی اُس نے کم وبیش بہرہ مند

کیا ہی ــ

یہودیون کا فرقہ البتہ مسلک توحید پر چل رہا ہی لیکن جسطرح قرآن پاک خدا کی عظمتون کو

سکھا رہا ہی وہ بات حضرت موسیٰؑ کی کتب اربعہ مین پائی نہین جاتی اور اس رائے کی

تائید مین اسی قدر کہنا کافی ہی کہ اُن کتابون مین صرف بحوالۂ امور معاش عظمت باری کا

اظہار کیا گیا ہی اور معاد کی جزا و سزا کا کوئی صاف تذکرہ اُنکے اوراق مین پایا نہین جاتا پس باوجود اقرار توحید اس مذہب کی تعلیم بھی محمدی تعلیم سے پیچھے پڑ گئی محمدی تعلیم مین بڑی خوبی یہ ہی کہ اُس نے خدا کو اُن کمالات سے متصف بیان کیا ہی جسکے ساتھ خلاق عالم کی ذات کو عقلاً متصف ہونا چاہیے اسکے علاوہ ہادیان ملت کی روش اور اُنکے طرز عمل پر بھی کوئی ایسا الزام نہین لگایا ہی جو شان نبوت کے خلاف ہو۔ یون تو کسی واقعہ تاریخی کا جھٹلانا یا کسی ایسی خبر پر جو واقعات آیندہ سے تعلق رکھتی ہو تعریض کر دینا آسان ہی لیکن پھر بھی قیاس انسانی طالب حق کو ایک طرح کا اطمینان دلا سکتا ہی اور اگر غبار تعصب حاجب نہو تو دانشمند آدمی کے لیے خود اپنے امتیاز سے ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دینا زیادہ دشوار نہین ہی **مثلاً** دیکھیے کہ عیسائی مسیح علیہ السلام کو خدا کہتے ہین اُنکے بعض فرقے مریم عذرا[1] کو بھی شریک فی الالوہیت باور کرتے تھے لیکن خدا کا پابند حوائج انسانی بن جانا خلاف عقل اور خلاف قیاس ہی چنانچہ خداوند عالم اپنے کلام مین اسی حجت کی طرف اشارہ کرتا ہی۔ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ط كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ط انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝[2]

---

[1] بزمانہ سابق ملک عرب مین ایک فرقہ نصارا کا حضرت مریم کو داخل تثلیث کرتا تھا اور انکے لیے ایک قسم کی روٹی تیار کرتا تھا مگر اب اس فرقہ کے ممبرون کا وجود پایا نہین جاتا ۱۲

[2] مریم کے بیٹے مسیح تو صرف رسول تھے اُن سے پہلے اور بھی رسول گذرے ہین اُنکی ماں خدا کی سچی بندی تھین یہ دونون کھانا کھایا کرتے تھے۔ اے پیغمبر دیکھو ہم اُن کے لیے کیسی واضح دلیلین پیش کرتے ہین اور وہ کدھر بھٹکتے جاتے ہین ۱۲

(پارہ - ۶ - سورۃ المائدہ - رکوع ۱۰)

حضرت مسیحؑ لوگون کو کیا سکھاتے تھے اُسکی قرین قیاس تشریح یون فرمائی ہی وَقَالَ[1] الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ؕ اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰىہُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ (پارہ - ۶ - سورۃ المائدہ - رکوع ۱۰)

مسلمانون اور عیسائیون مین ذات مسیح کی بابت جو جھگڑا ہی وہ ایک روز قاضی محشر کے روبرو پیش ہوگا اور مسیح کا اظہار بھی ضرور ہی کہ لیا جائے عقل کہتی ہی کہ اُنکے اظہار کا خلاصہ یہی ہوگا جسکا پتا ذیل کی آیت سے ملتا ہے وَاِذْ قَالَ[2] اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰـہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ٭ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ

[1] مسیح نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا پروردگار ہی اور کچھ شک نہین کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ دوسرون کو شریک کرے اُسپر اللہ کی طرف سے جنت حرام ہی اور ایسے شخص کا ٹھکانا دوزخ مین ہی اور ظالمون کا کوئی مددگار نہین ہی ۱۲

[2] اور جب اللہ عیسٰے بن مریم سے پوچھے گا کہ کیا تم نے لوگون سے کہا تھا کہ مجھکو اور میری والدہ کو سوا اسکے خدا کے دو معبود بناؤ تو وہ عرض کرینگے کہ تیری ذات پاک ہی مین کیون ایسی بات کہتا جسکا مجھکو حق نہین ہی مین نے اگر ایسا کہا ہوگا تو تجھکو ضرور معلوم ہوگا کیونکہ تو میرے دل کی بات جانتا ہی اور مین تیرے راز کو نہین جانتا غیب کی باتون کو بے شک تو ہی خوب جانتا ہی ۱۲

عَلّامُ الْغُیُوْبِ ۝ (پارہ ۔ ۷ ۔ سورۃ المائدہ ۔ رکوع ۱۶)

اب انصاف پسند ذی شعور غور کرین کہ یہ باتین دل نشین ہین یا وہ روایتین جنکی نسبت حواریون کی طرف کی گئی ہے۔ مسلمان مسیح کو یا اُن اوتارون کو جنکی پرستش ہندو کرتے ہین خدا یا خدا کی خدائی مین شریک تسلیم نہین کرتے لیکن برگزیدہ تعلیم نے اُن کو سکھایا ہے کہ انبیاے بنی اسرائیل اور جملہ انبیاؤن کے ساتھ جنھین درحقیقت خدا نے واسطے ہدایت خلق کے مامور کیا تھا معتقدانہ نیازمندی برتین۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (پارہ ۔ ۱ ۔ سورۃ البقرہ رکوع ۱۶)

اس سے زیادہ اور کیا مہذب روش اعتقاد کی ہوسکتی ہے اور اُس سے بڑھ کے عمدہ کونسا کلمہ حق ہے جو خدا اور خدا کے مقبول بندون کے حق مین کہا جاسکے۔ مسلمانون کا فرقہ باستثناے چند اور نبیون کا (صلوات اللہ علیہم اجمعین) نام و نشان بتا نہین سکتا لیکن بے تفریق نسل اور ملک کے اِن سب بزرگون کی عظمت کرنا اُسکے دینی فرائض مین داخل ہے۔ بہت بڑی قوی دلیل جس سے تعلیم محمدی کی راست بازی ثابت ہے

ف مسلمانون کہو کہ ہم اللہ پر اور جو ہم پر و ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور اولاد یعقوب پر اُترا اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ کو دیا گیا اور جو اور نبیون کو خدا نے عطا کیا ایمان لائے ہم اُن لوگون مین کوئی تفریق نہین کرتے اور ہم خدا کے فرمان بردار ہین ۔ ۱۲

یہ ہو کہ بزمانہ بعثت احمدی دنیا مین شرک فی الالوہیت کا مادہ پختہ ہو گیا تھا مشرکین عرب کی طبیعتون سے اس فاسد مادہ نے خاص مناسبت پیدا کر لی تھی اور عیسائیون کو بھی اصرار تھا کہ خداوند عالم جسمانی صورت مین ظہور کر سکتا ہو پس اگر بانی اسلام کی یہ غرض ہوتی کہ ذاتی یا قومی فوائد کے لیے اپنے تئین نمایان کرین تو اُن کے لیے یہ دعوی زیادہ آسان تھا کہ خدا یا خدا کے ایک حصہ نے اُن کے قالب مین حلول کیا ہو اور وہ بھی خدا کے دوسرے بیٹے ہین۔

ادنی درجہ کا بیان جو مشرکین کی دلچسپی کو اپنی طرف مائل کر لیتا یہ تھا کہ ان کے کسی مفروضہ خدا نے اسلیے اوتار لیا ہو کہ اپنے پوجاریون کو دنیا کے جاہ وجلال سے بہرہ مند کر دے لیکن اُس ذات پاک نے یہ کچھ نہین کہا اور تمام عمر اسی کوشش مین بسر ہوئی کہ خدا کے بندے پروردگار کی عظمت اُسکی شان کے موافق کرین نعیم دنیا کو حقیر جانین اور عبادات واخلاق کی وہ پاکیزہ روش اختیار کرین جسکے نتیجہ مین نجات اخروی کا خوشگوار ثمرہ حاصل ہو۔

بادشاہون کے سفیر اُن کے بندگان خاص سے چنے جاتے ہین اسیلے قرین قیاس نہین ہو کہ تمام عالم کا بادشاہ ایسے آدمی کو واسطے ادائے رسالت کے منتخب کرتا جسکی صداقت اور جسکی وفاداری لائق اعتماد کے نہوتی پس پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ بیان اس خصوص مین فرمایا ہو کہ وہ مقبول بارگاہ صمدیت تھے یہ بیان اُن کا بالغرض خودستائی کے نہ تھا بلکہ ایک واقعی بیان تھا جس سے تصدیق اُنکے

رتبۂ رسالت کی ہوتی تھی۔ اس دعوی کی تائید مین کہ خدا کے برگزیدہ نبی نے اپنے آقا کے پیام کو بلاکم و کاست پہونچا دیا مین چند قرآنی آیتون کا حوالہ دیتا ہون جس سے عام راستی اور راست بازی کی جھلک دوست و دشمن دونون مشاہدہ کرسکتے ہین اور پھر یہ عقیدہ دل نشین ہوجاتا ہے کہ پیغام لانے والے کو کسی قسم کی بیجا نمائش مقصود نہ تھی ورنہ وہ ایسی روایتین خدا کی طرف منسوب کیون کرتے جن سے اُنکی ذاتی بے اختیاری آشکارا ہوتی ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (پارہ ۔ ۱۶ ۔ سورۃ الکہف ۔ رکوع ۱۲)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ ۔ ۹ ۔ سورۃ الاعراف ۔ رکوع ۲۳)

سلہ اے پیغمبر لوگون سے کہو کہ مثل تمھارے مین بھی آدمی ہون اتنا فرق ہے کہ مجھپر خدا کی وحی اُترتی ہے مگر تمھارا معبود خدائے واحد ہی پس جسکو خدا سے ملنے کی آرزو ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت مین کسی دوسرے کو شریک نہ کرے ۱۲

سلہ اے پیغمبر لوگون سے کہدو کہ مین خود اپنے فائدہ و نقصان پر اختیار نہین رکھتا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر مین غیب کی باتین جانتا تو بہت فائدے حاصل کرلیتا اور مجکو کوئی گزند نہ پہونچتا ۔ مین اور کچھ نہین ہون صرف اُن لوگون کو جو ایمان لانا چاہتے ہین خدا کے غضب سے ڈرانے والا اور اُسکی رحمت کی خوشخبری سنانے والا ہون ۱۲

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پارہ ۔ ۷ ۔ سورۃ الانعام ۔ رکوع ۵)[1]

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا[2] (پارہ ۔ ۲۹ ۔ سورۃ الجن ۔ رکوع ۲)

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝[3] (پارہ ۔ ۴ ۔ سورۃ آل عمران ۔ رکوع ۱۳)

اسی طرح کی اور بھی آیتین قرآن مین موجود ہین اور ایسی حدیثین بہ کثرت روایت کی گئی ہین جن مین پیغمبر علیہ السلام نے عظمت و جلال باری کے روبرو اپنی خاکساری اور تضرع و زاری کا اظہار کیا ہی۔ یہ لہجہ جھوٹے آدمی کا نہین ہوسکتا اور نہ عقل باور کرتی ہی

---

[1] اے پیغمبر لوگون سے کہدو کہ مین تم سے نہین کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہین یا مین غیب کی باتین جانتا ہون اور نہ مین تم سے کہتا کہ مین فرشتہ ہون مین تو وہی روش اختیار کرتا ہون جسکا حکم اللہ کی طرف سے ملتا ہی۔ اُن لوگون سے پوچھو کہ اندھا اور جسکو سوجھ پڑتا ہی کیا دونون برابر ہین کیا تم لوگ سوچتے نہین ۱۲

[2] اے پیغمبر لوگون کو سمجھا دو کہ تمہارے نفع نقصان پر مجکو اختیار نہین ہی یہ بھی کہدو کہ خدا کے غضب سے مجکو کوئی بچا نہین سکتا اور نہ اُسکے سوا مجکو کہین ٹھکانا مل سکتا ۱۲

[3] اے پیغمبر تمہارا کچھ اختیار نہین ہی خدا چاہے تو اُن پر رحم کرے یا اس بنیاد پر کہ وہ لوگ زیادتی کرتے ہین اُن کو سزا دے ۱۲

کہ جس شخص کو خدا کا اعتقاد نہو یا خدا کے مواخذہ سے نڈر ہو وہ بلا ضرورت اپنے معتقدون کے حلقہ مین اسطرح کی بیچارگی ظاہر کریگا چورون کو جب کسی خزانہ پر دست رس ملجاتا ہے تو وہ اشرفیون کو چھوڑ کے پیسون سے جیب نہین بھرتے اسیلئے ہم کیونکر قیاس کرین کہ بانی اسلام نے خودغرضی کے جوش مین گریبان نبوت پر زور آزمائیان کین اور دامان الوہیت کو بالکل محفوظ چھوڑ دیا۔ (س) دعوی الوہیت کے ساتھ ضرورت پڑتی کہ غیب کی باتین بتائی جائین اور غیر معمولی برکتین آسمان سے اُتاری جائین اور ہر گاہ یہ کارروائیان بانی اسلام کے اختیار سے باہر تھین اسیلئے دعوی نبوت پر قناعت کر لینا اپنے حق مین مفید سمجھ لیا تھا۔ (ج) غیب کی باتون کا اپنی قوت سے جاننا اور بات ہی اور خدا کے بتانے سے اخبار بالغیب کرنا دوسری بات ہی مسلمانون کا فرقہ باور کرتا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے بذریعہ وحی والہام کے بہت پیشین گوئیان کین اور وہ سب صحیح اُترین اور اسیطرح سیکڑون معجزات کی نسبت وہ اپنے نبی کیطرف کرتا ہی اسیلیے ان کرامتون کا اپنے تئین فاعل مختار قرار دینا پیغمبر اسلام کے لیے دشوار نہ تھا۔ ہان جو فرمائشین کیجاتین اُن سب کا پورا کرنا ضرور غیر ممکن تھا لیکن اُسکے ٹال دینے کا بہت اچھا حیلہ یہ تھا کہ ہماری ازلی حکمت اسوقت ایسی قدرت دکھانے کی مقتضی نہین ہی پھر جھوٹے مدعی کو جھوٹے گواہ دنیا مین مل ہی جاتے ہین چنانچہ اسی حجت سے غیر مسلم گروہ ہمارے پیغمبر کی معجزنما کارروائیون سے انکار کرتا ہی اور اُنکے راویون کی صداقت پر اعتماد نہین کرتا اسیلیے کیا مشکل بات تھی کہ مردون کو جلانے

اور اندھون کو بینا کرنے یہانتک کہ آسمان سے سونا چاندی برسانے کے چند
گواہ بہم پہونچائے جاتے اور پھر کچھ تدبیرون سے اور کچھ بزور شمشیر محمد
اللہ یا محمد ابن اللہ کا نقارہ اطراف عالم مین بجادیا جاتا۔ (س) غرض
یہ تھی کہ کوئی انوکھی بات نکالی جائے تاکہ جدت پسند طبیعتین اُسکی طرف متوجہ ہون
اسی لیے عیسائیون کی سی حکایتین بیان کرنا مفید نہ تھا (ج) اگر ایسا ہی خیال
ہوتا تو بحفاظت اپنے اعزاز کے زیادہ تر مناسب تدبیر یہ تھی کہ مسیح کی الوہیت اور نبوت
دونون کا انکار کردیا جاتا اور یون کہا جاتا کہ ہرگاہ دین مسیحی نے استحقاق الوہیت
پر بیجا حملہ کیا اور اُس حملہ مین کامیاب ہو چلا ہی اسیلیے اپنے حقوق کی حفاظت کو خود
خداوند عالم عرش معلی سے اُتر آیا ہی۔ (س) دعوی الوہیت کی سخت مخالفت
یہودیون کی طرف سے مظنون تھی اسیلیے بانی اسلام نے وہ پالسی اختیار نہین کی۔
(ج) دعوی نبوت کے ساتھ بھی یہودیون کا وہی اختلاف متوقع تھا جو
دعوی الوہیت کی صورت مین مظنون تھا اسیلیے قیاس سے باہر ہی کہ محض باندیشہ
مخالفت یہود کے اتنا بڑا معزز دعوی ترک کردیا گیا ہو۔ (س) دنیا مین ایسے
عوارض دماغی کا وجود ہی جنکی تحریک سے انسان اپنے تئین خدا رسیدہ خواہ کسی ملک
کا بادشاہ باور کرلیتا ہی اسیلیے ممکن ہی کہ بانی اسلام کے دماغ مین خیال نبوت
جم گیا ہو اور اُسی جوشش مین عرفانی باتین کرتے رہے ہون۔ (ج) اولاً یہ احتمال
دیگر مدعیان نبوت کی نسبت بھی گنجائش پذیر ہی اور اُنکے توابع اپنے نبی کی حالت نگاہ

جسطرح عارضۂ مالیخولیا سے پاک ثابت کرین اسیطرح ذات ستودہ صفات محمدی بھی ایسے عوارض سے پاک ثابت کیجاسکتی ہی۔ ثانیاً اسلامی تعلیم جیسیا کہ ہم نے قبل اسکے بیان کیا مصالح عقلی پر مبنی ہی اور اُسکو سُن کے کوئی عقلمند نہین کہ سکتا کہ یہ عمدہ بنیاد اُس شخص نے ڈالی ہی جسکا دماغ صحیح نہ تھا بلکہ ہر انصاف پسند اقرار کریگا کہ ایسے حکیمانہ اصول کے بتانے والے کی نسبت کسی عارضہ دماغی کا الزام وہی شخص لگا سکتا ہی جو خود دیوانہ ہو یا اُسکے دماغ پر تعصب کا فالج اسطرح گرا ہو کہ انصاف کی قوت عقل کی طاقت کلیتہً زائل ہو گئی ہو۔

طرز عمل

زمانۂ طفولیت سے اسوقت تک کہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے تئین خدا کا رسول ظاہر کیا ان پر دوست و دشمن کسی نے ایسے فعل کا الزام نہین لگایا جو صداقت و دیانت یا عام شریفانہ روش کے خلاف ہو بلکہ زمانۂ جاہلیت مین آپ کو سب لوگ امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور **ربیع ابن خیثم** سے روایت ہی کہ اُس تاریک دور کے متخاصمین حضور کو اس لیے منتخب کیا کرتے تھے کہ اُنکا باہمی جھگڑا چکا دین اسیلیے جب قریش مجلس شورہ مین دعوی رسالت کے متعلق بحث کر رہے تھے تو **نضر ابن الحارث** نے اپنی یہ معقول راے ظاہر کی کہ لڑکپن مین **محمد** صلعم تم لوگون مین سب سے زیادہ متدین اور راستباز سمجھے جاتے تھے جب بڑھاپا آچلا تو اُن پر سحر کا الزام لگایا جانے

مین خدا کی قسم کھاتا ہون کہ وہ ساحر نہین ہین۔ **ابوجہل** کی عداوت اسلام کے ساتھ
مشہور ہے وہ بھی آپ کی صداقت کا معترف تھا اور ایک مرتبہ اُسنے صاف کہدیا کہ مین
تم کو جھوٹا نہین کہتا لیکن جو پیام خدا کے نام سے لائے ہو اُسکو جھٹلاتا ہون چنانچہ آیۂ کریمہ
فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ؎
(پارہ۔ ۷۔ سورۃ الانعام۔ رکوع ۴) مین اسی بیان کی طرف اشارہ کیا گیا۔

بزرگان قریش ہمیشہ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور حضور نے بھی
کسی موقع مین اپنے ذاتی معاملات کے متعلق اُنکی دل آزاری نہین کی لیکن خدا کا پیام
پہونچانا فرائض منصبی مین داخل تھا جب وہ پیغام پہونچایا گیا اور معبودانِ باطل کی
تردید کی گئی اور اُن کے پوجاریون کی تحقیر تو اُسوقت اہل مکہ دشمن جان اور بدخواہان
آبرو بن بیٹھے اور نوبت یہانتک پہونچی کہ **عتبہ و عتیبہ** پیغمبر علیہ السلام کے برادران
عم زاد جنکو دامادی کی قربت بھی حاصل تھی ایسے برہم ہوئے کہ عالی نژاد نیک نہاد
بیبیون کو جوانِ معاملات مین محض بے گناہ تھین طلاق دیدیا اور کمبخت **عتیبہ** نے
تو یہانتک بدتہذیبی اختیار کی کہ چہرۂ مبارک پر جسکی تعظیم اُسپر اخلاقاً واجب تھی تھوک
بھی دیا۔ ان حکایتون سے قیاس کرنا چاہیے کہ غیرون کی شورش کس حد تک ترقی
کر گئی ہو گی لیکن پیغمبر علیہ السلام استقلال کے ساتھ خدمت متعلقہ کو انجام دیتے رہے
اور رفتہ رفتہ ایک مختصر جماعت اُنکے معتقدون کی کھڑی ہو گئی۔ اُن دنون قبائل عرب

؎ تمکو نہین جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی نشانیون کا انکار کرتے ہین ۱۲

اتحاد قومی کے شیدائی تھے اور یہی اتحاد ملک مین اُنکے اعزاز کا ذریعہ اور حفظ جان و مال کا کفیل تھا۔ دانشمندان قریش نے چاہا کہ جو تخم نفاق پھوٹ نکلا ہی اُسکو بڑھنے نہ دین اور بقوت مصالحت جڑ سے اُکھیڑ ڈالین چنانچہ سربرآوردہ مشائخ **ابوطالب** کے گھر آئے اور خود ابوطالب نے بھی اپنے عزیز بھتیجے سے سفارش کی کہ سرداران قوم کے ساتھ بلا پیش آئین اور موجودہ رنجشون کو رفع کرلین الغرض آنے والون نے پہلے اُس منادی کی شکایت کی جو بحوالہ رسالت کیجاتی تھی اور پھر ہمدردی کے لہجہ مین یہ شکلین مصالحت کی پیش کین۔ اگرچہ آپ کو مال کی ہوس ہو تو ہملوگ ایسی مالی مدد دین کہ آپ تمام قبیلہ مین بڑے مالدار شمار کیے جائین اور اگر سرداری کی تمنا ہو تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لین اور جملہ معاملات قومی کا فیصلہ آپ ہی کی تجویز سے ہوا کرے اور ان دونون سے بڑھکے اگر بادشاہی کا حوصلہ ہو تو ہم سب حاضر ہین کہ گردن اطاعت خم کرین اور آپکو اپنا بادشاہ تسلیم کرلین۔ اگلے زمانے مین جیسا کہ اناجیل اربعہ سے بھی پتا چلتا ہی دنیا کے خیال مین سایہ اور آسیب کا اعتقاد راسخ تھا اسلیے اُن لوگون نے آخر مین یہ بھی کہ سنایا کہ اگر اس قسم کی کوئی شکایت عارض ہو تو ہم لوگ دل کھول کے اپنا مال خرچ کرین اور جہانتک ممکن ہی رفع شکایت کی تدبیرین عمل مین لائین۔ مبتلائے مصیبت کو یہ کلمات ہمدردی لبھانے والے تھے لیکن طالب رضائے حق نے نہ اپنے مربی چچا کی پروا کی اور نہ سرداران قریش کی مروت نے اُن کو مغلوب کیا اسلیے جواب مین

له السیرۃ النبویہ جلد اول مطبوعہ ۱۲۸۵ھ ہجری صفحہ (۱۲۵) ۱۲

صاف کہدیا کہ مین خدا کی طرف سے ماموربالرسالت ہون اگر تم لوگ میری ہدایت
کو قبول کرلو تو دین و دنیا مین بہرہ مند ہوگے اور اگر نہ قبول کرو تو مین اپنی حالت پر
اُسوقت تک صبر کرونگا کہ وہ ہمارا اور تمھارا فیصلہ کردے پس کیا عقل مین یہ بات
آتی ہی کہ کوئی دنیادار اس بے خطر کامیابی کو چھوڑ دیتا اور موہوم امید کے بھروسہ پر
اپنی جان وآبرو کو خطرہ مین ڈالتا۔

خداوند عالم نے دنیا مین طرح طرح کی ضرورتین اور نعمتین پیدا کی ہین ضرورتین تقاضا
کرتی ہین اور ہر ایک ذی روح اپنے حوصلہ کے موافق نعمتون کی جستجو کرتا ہی لیکن قانع
طبیعتون کو ایک حد پر پہونچکر سکون ہوجاتا ہی اور حریص دنیادارون کی عمرین اُسی
دوادوش مین کٹ جاتی ہین اور تادم مرگ میدان طلب مین اُن کو قرار نہین آتا
ان ضرورتون مین خواہش طعام سب پر مقدم ہی اُسیکی دُھن مین تمامی جاندار مبتلا
دیکھے جاتے ہین اور اُسیکے شوق مین بسا اوقات انسان ناکردنی افعال کا ارتکاب
کرگذرتا ہی۔ کارگاہ عالم مین ہرچند شاہ وگدا سب کے سب پیٹ کے بندے ہین لیکن
معدودے چند فرشتہ خصال بزرگون نے اس بشری ضرورت کی برائے نام اطاعت
کی ہی اور گرسنگی کی دہکتی ہوئی آگ کو انکے قناعت نے دھیما کرلیا ہی پیغمبر علیہ السلام
باوجود اس مرتبۂ عالی کے جو ایک بادشاہ کو اپنے ملک مین اور کسی پیشواے ملت کو
اپنے معتقدون کے حلقہ مین حاصل رہتا ہی اس ضروری آسایش کی بھی پروا نہین کرتے
تھے لذیذ اقسام طعام کا تو کیا ذکر نان جوین سے بھی ہر روز سیری کا موقع نہین ملتا

اور اہل بیت نبوت کی متواتر راتین فاقون کی زحمت مین کٹ جاتین۔ کبھی کبھی ایسا
بھی اتفاق پیش آیا کہ مہینے بھر کھجورون پر قناعت کرنی پڑی اور ایک دن بھی
روٹیون کا خشک ٹکڑا میسر نہین ہوا۔ **ترمذی** نے **ابوہریرہ** سے ایک حدیث
روایت کی ہے جسکا خلاصہ مطلب تحریر کیا جاتا ہے۔ سخت گرمی کے دنون مین رسول اللہ
خانۂ مبارک سے باہر تشریف لائے **ابوبکرؓ و عمرؓ** بھی راہ مین مل گئے اور بر طبق استفسار
عرض کیا کہ اس دھوپ مین بہ تقاضاے شدت گرسنگی ہملوگ گھر سے باہر نکلے ہین
حضورؐ نے فرمایا کہ میری بھی یہی حالت ہے الغرض یہ تینون بزرگ **ابوالہیثم** ایک انصاری
کے گھر تشریف لے گئے جسکے قبضہ مین بہ کثرت کھجور کے درخت اور بکریان تھین صاحب خانہ
اتفاق سے غیر حاضر تھا لیکن کچھ دیر کے بعد آب شیرین لیے ہوئے واپس آیا خوش نصیب
میزبان نے معزز مہمانون کی تشریف آوری پر خدا کا شکر کیا اور اپنے نخلستان کی کچھ
کھجورین پیش کین اور پھر گوشت اور روٹیان حاضر لایا حضرت نے ایک روٹی اور کچھ گوشت
انصاری کے حوالہ کر کے فرمایا کہ فاطمہ کے پاس پہونچا دو کیونکہ اُن کو کئی دن سے کھانا
میسر نہین ہوا ہے اُسکے بعد ہمراہیون کے ساتھ کھانا نوش فرمایا کھجورین کھائین بعد
سیری و سیرابی کے ہمراہیون سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ گھر سے بھوکے نکلے اور واپسی
سے پہلے اس نعمت سے بہرہ مند ہوئے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکی قدرت مین میری
جان ہے قیامت کے دن تم لوگون سے اس نعمت کا حساب ہوگا۔ اس روایت سے ظاہر
ہے کہ رزق کی تنگی کس حد تک پہونچ گئی تھی لیکن جب معمولی سامان فراہم ہوجاتا تو

اُسکو بھی نعمتہاے الٰہی سے شمار کرتے اور اختصار کاروبار اندیشہ حساب سے سبکدوشی نہ کرتا۔ شروع زمانہ ہجرت مین تو بہت سخت مصیبتون کا سامنا رہا کچھ دنون کے بعد فی الجملہ سہولت پیدا ہوئی لیکن معتمد روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ فقر و فاقہ کا سلسلہ آخر عمر شریف تک برقرار رہا چنانچہ **امام مسلم** عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہین کہ تین دن برابر رسول خدا نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہین کھایا اور یہی حالت اُسوقت تک رہی کہ سفر آخرت پیش آگیا۔ ام المومنین فرماتی ہین کہ حضور کو ایکدن گرسنہ دیکھ کے مین رو پڑی اور عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو کاش آپ کو اتنا حصہ دنیا کا ملتا جو ضرورت طعام کو کافی ہوتا جواب مین ارشاد ہوا کہ اے عائشہ دنیا کو مجھسے کیا واسطہ ہی میرے برادران حوصلہ مند رسولون نے اس سے زیادہ مصیبتون پر صبر کیا اور پروردگار کی حضوری مین پہونچکر سرفرازیان حاصل کین مجھے شرم آتی ہی کہ معاش دنیا مین وسعت حاصل ہو اور مراتب آخرت مین اُن لوگون سے پچھڑ جاؤن مجکو تو ان آسایشون سے زیادہ مرغوب یہی ہی کہ اپنے بھائیون اور دوستون سے ملجاؤن۔ صدیقہ فرماتی ہین کہ اس گفتگو کو صرف ایک ہی مہینہ گذرا تھا کہ جناب رسالتمآب نے وفات فرمائی۔

کھانے کے بعد انسان کپڑون کی طرف اپنی توجہ مبذول کرتا ہی لیکن پیغمبر علیہ السلام نے آخر عمر تک پیوند لگے ہوئے کپڑون کا استعمال فرمایا چنانچہ **بخاری** اور **مسلم** دونون نے **ابوہریرہ** سے روایت کی ہی کہ **عائشہ** صدیقہ نے اُن کو پیوند لگی چادر اور موٹے کپڑے کا تہبند دکھایا اور ظاہر کیا کہ ہنگام قبض روح یہی دونون

کپڑے جسد مبارک پر تھے۔ یہ عفت مآب بی بی ازواج موجودہ مین رسول اللہ کو زیادہ
عزیز تھین لیکن اُنکے گھرین کپڑے کا بچھونا خواہ تکیہ نہ تھا چمڑے کی توشک اور
چمڑے کا تکیہ جنمین خرمے کی چھال بھری تھی ہمارے آقاے نعمت کے استعمال مین ہا کیا
ناظرین تعجب کرین سگے کہ خطۂ عرب قبضہ مین تھا مال غنیمت کی بھی فراوانی ہو چلی تھی
ایسی حالت مین پیشواے امت کو یہ مصیبتین کیون جھیلنی پڑتی تھین اسلیے حقیقت حال
بیان کی جاتی ہر کہ جو آمدنی آتی وہ عام حالتون مین بلا توقف غربا اور مساکین اور
دیگر ارباب استحقاق پر تقسیم کردی جاتی اور خاص اپنی ضرورتون کے لیے کوئی سرمایہ
جو آیندہ کام آئے بچایا نہین جاتا تھا چنانچہ **ترمذی** نے **انس** رض سے روایت کی ہے
کہ رسول خدا کوئی چیز کل کے لیے اُٹھا نہین رکھتے تھے۔

بہت بڑی بات جو دنیا طلبون مین ہو نہین سکتی یہ تھی کہ فراخ دستی کے دنون مین بھی
نبی کریم اپنون کی ضرورتون پر غیرون کی ضرورت کو ترجیح دیتے اور معاملات منصبی
مین جوش قرابت اپنا اثر نہین دکھاتا چنانچہ **علی** رض **مرتضی** فرماتے ہین کہ مین نے
ایکدن **فاطمہ** رض **زہرا** سے کہا کہ آبکشی سے مین تنگ آگیا ہون تمھارے باپ کے
پاس قیدی آئے ہین اُن سے کسی خادم کی درخواست کرو نور دیدۂ مصطفوی نے
فرمایا کہ میرے ہاتھ مین بھی آٹا گوندھتے گوندھتے چھالے پڑ گئے ہین۔ الغرض آپ
پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئین شفیق باپ نے پوچھا کہ بیٹی کیسے آئی ہو عرض کیا

سلہ رواہ الامام احمد وغیرہ (السیرۃ النبویہ جلد ۲ مطبوعہ ۱۲۸۵ھ ہجری صفحہ ۳۱۰) ۱۲

سلام کو لیکن باقتضاے حیا اصل غرض کو گذارش نہ کر سکین اور گھر کو لوٹ آئین۔ احتیاج بڑی چیز ہی اُسنے مجبور کیا اور یہ مقدس زن وشو ساتھ گئے اور ضرورتون کو عرض کر کے انجام مرام کی خواستگاری کی لیکن خداے بے نیاز کے رسول نے صاف جواب دیا کہ اہل **صفہ** (مسکینون کی ایک جماعت تھی) فاقے کرتے ہین اور میرے پاس کوئی سامان نہین ہی کہ اُنکا چارہ کار کرون اسلیے مین تمکو خادم نہین دے سکتا بلکہ ان قیدیون کا زرثمن حاصل کر کے اُن مسکینون کے نفقہ مین دونگا الغرض دونون برگزیدہ خدا واپس چلے آئے اور ایک ایسی چادر اُوڑھ کے پڑ رہے جو سر اور پانون دونون کو بوقت واحد چھپا نہین سکتی تھی کچھ دیر کے بعد جناب رسالتمآب خود تشریف لائے اور ان عزیزون سے پوچھا کہ کیا مین تمکو ایسی چیز نہ بتادون جو اُس سے بہتر ہی جسکی تم لوگون نے درخواست کی تھی پاک نژاد فرزندون نے اثبات مین جواب دیا اور رہنماے عالم نے انکو ایک وظیفہ بتا دیا جسکا ورد ابتک ہزارون مسلمان کرتے ہین۔

سائلون کے ساتھ بہ تعمیل حکم وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ آپ اسطرح کا تحمل برتتے جو اہل دنیا کی طاقت سے باہر ہی۔ **نقل** ہی کہ ایک مرتبہ بدوی سائلون نے حضور کو گھیر لیا اور اسطرح پلٹے کہ رداے مبارک کو کھینچ لے گیے پھر بھی آپ رنجیدہ نہین ہوے اور فرمایا کہ میری چادر تو دیدو اور باور کرو کہ اگر اِن جھاڑیون کی تعداد کے برابر میرے پاس چارپاے ہوتے تو مین تم لوگون کو بانٹ دیتا اور تم لوگ مجھکو بخیل جھوٹا اور نامرد نپاتے۔ اس سے بھی زیادہ دوسرے موقع مین شان انکسار

لعلٰی خُلقٍ عظیم۔ ظاہر فرمائی۔ صحیحین مین انس خادم رسول اللہ سے مروی ہی کہ حضور حاشیہ دار چادر اوڑھے تھے ایک بدوی نے چادر کو اس زور سے جھٹکا دیا کہ آپ اُسکے پاس جاپڑے اور شانہ مبارک پر حاشیہ چادر کا نشان اُبھر آیا اس وحشیانہ حرکت کے بعد بدوی نے عرض کیا کہ اے محمد خدا کے مال سے کچھ مجکو دلادو آپ ہنس پڑے اور سائل کو کچھ دلادیا۔

علماے اسلام نے بڑی جستجو اور تحقیق سے اخلاق محمدی کے بیان مین بڑی بڑی کتابین تحریر کی ہین جسکا جی چاہے اُنکا مطالعہ کرے ہمنے بالاختصار جو چند وقعات تحریر کیے ہین اُنکو دیکھ کے ہر حق پسند اقرار کریگا کہ بانی اسلام طالب دنیا نہ تھے بلکہ اُن راست بازون سے بھی چند قدم آگے تھے جنکا انتخاب عہد عتیق مین واسطے خدمات رسالت کے ہوا تھا۔ (س) یہ باتین جو کہی گئین سننے کے لیے خوش آہنگ ضرور ہین لیکن اُنکی روایت تو صرف مسلمانون نے کی ہی اسلیے روایتون کی صداقت مشتبہ ہی (ج) انصاف پسندی وقعت سوال کو پسند کرتی ہی لیکن اُسکا یہ جواب زیادہ تر باوقعت ہی کہ دوسری قومون نے اُس زمانہ کے واقعات تحریر نہین کیے جن سے ان بیانات کی تردید ہو۔ عام طور پر واقعات مندرجہ تاریخ کی جانچ عقل اور قیاس سے ہوتی ہی اور دانشمند ناظرین طرز بیان کو دیکھ کے افراط و تفریط کا اندازہ کر لیتے ہین ہمنے جو کچھ بیان کیا وہ کسی ایک راوی کا مسلسل بیان نہین ہی بلکہ مختلف شہادتون کا خلاصہ اخذ کر کے ایک مختصر سلسلہ کھڑا کر لیا گیا ہی اگر یہ راوی جھوٹے ہوتے تو اُن کا بیان مسلسل ہوتا

اور اُن بیانات مین ایسا مبالغہ دیکھا جاتا جسکے قبول کرنے سے عقل انکار کرتی یا یہ کہ
ایک بیان سے دوسرے کی تردید ہوتی بڑا قرینہ صحت کا یہ ہی کہ ہزارون آدمی بانی
اسلام کی پیروی مین سر بکف رہے ترک وطن کیا مصیبتین جھیلین اور اُن لوگون مین اکثرون
کی لائف کو ارباب تاریخ نے زاہدانہ بیان کیا ہی پس اگر پیغمبر علیہ السلام کا میلان دنیا
کی طرف ہوتا یا اُنکی کارروائیون مین خود غرضی شامل ہوتی تو سخت مزاج عرب اُنکی تعلیم
کا ایسا اثر قبول نہ کرتے اور اُسکے بدولت زاہدون کی جماعت جنکے پیرو اب بھی جابجا
موجود ہین کھڑی نہو تی مبالغہ کے لیے دوسرے طور پر میدان بہت وسیع تھا کہ پیغمبر خدا کے
پاس سونے چاندی کے طبق مین بہشتی کھانے آتے تھے آسمانی کپڑے آپکے زیب بدن رہتے
لیکن اُن پر اُنھین لوگون کی نگاہین پڑتین جو سچے ایماندار تھے مگر صحیح حدیثون مین جو بیانات
متعلق طریق تمدن کیے گئے ہین اُنمین اسطرح کا مبالغہ نہین ہی اور عنوان بیان سے کہے دیتا
ہی کہ یہ بیانات بغیر کسی بندش کے بطور تذکرہ کیے گئے ہین - ہندؤن یہودیون اور عیسائیون
کے یہان جو روایتین اُن کے پیشواؤن کے طرز تمدن کے متعلق موجود ہین آخر اُنکی
تائید بھی تو غیر قومون کی تحریر سے نہین ہوتی جاہلون کا تو کوئی ذکر نہین لیکن دانشمند
مخالف اُن روایتون پر بطور تذکرہ تاریخی نظر ڈالتے ہین اور صرف اُنھین واقعات کی
صحت سے انکار کرتے ہین جو خلاف عقل ہون یا جسکی تردید مین دوسری معتبر روایات
موجود ہو پس اسلام بھی مستحق ہی کہ دنیا اسکی روایتون کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرے
اور جب تک معقول وجہ تردید موجود نہو محض اس حجت سے اُنکی صحت کا انکار نہ کرے

کہ اُس زمانہ کے یہودیون اور عیسائیون نے اُنکے متعلق اپنی تصنیفین نہین چھوڑی ہین
مسیح علیہ السلام کا ظہور تربیت یافتہ یہودیون مین ہوا۔ رومیون کی مہذب قوم اُن دنون
فرمان روا تھی لیکن کوئی تحریری شہادت اُن لوگون کی بہ تائید مسیحی تقدس یا اُن کے معجزات
کے نشان نہین دیے جاتے۔ مصر سے بنی اسرائیل کا لوٹنا اور حضرت موسیٰ کا وہ معجزے دکھانا
جنکا تذکرہ کتاب خروج مین تحریر ہی یہ سب ایسے اہم واقعات تھے جن سے بے پروائی نہین
ہوسکتی تھی لیکن کیا کسی قبطی تصنیف خواہ ملک مصر کے قدیم کتبون سے ان واقعات کی
تائید ہوتی ہی؟ اور کیا بحالت نہ ملنے ایسی تائیدون کے انصاف اجازت دیتا ہی کہ جملہ
واقعات بلکہ ہارون و موسی کے وجود سے بھی انکار کردیا جائے؟ یون تو خبر کی صفت یہی
ہی کہ فی نفسہ محتمل صدق و کذب ہو لیکن حق یہ ہی کہ دنیا کا کوئی مذہب دعوی نہین کرسکتا کہ
مسلمانون نے جسطرح شہادت واقعات مہیا رکھی ہی ویسی شہادتون کا دفتر اُسکے گھر بھی
موجود ہی یا یہ کہ اُسکے متقدمین نے بھی اُنکی طرح اسماء الرجال کے متعلق بسیط کتابین تالیف
کی ہین پس حیرت ہی کہ کوئی دانشمند اسلامی روایتون پر دوسرے مذہب کی روایتون کو
ترجیح دے اور آب باران سے محفوظ رہنا مقصود ہو مگر کسی پرنالے کے نیچے پناہ لے۔

اگلے صحائف کی پیشین گوئیان

اگلے صحائف کی پیشین گوئیان

مجموعہ عہد عتیق مین کچھ مبہم بیانات شامل ہین اور ٹھیک سمجھ مین نہین آتا کہ لکھنے
والون کا ایسی تحریرون سے کیا مقصود تھا بہرحال فرقہ یہود جسکا مایۂ فخر و ناز یہی مقدس مجموعہ ہی

مدتون اپنی خاطرخواہ اِن عقدون کی گرہین کھولتا رہا اور ارباب ملل غیر کو اُسکے اُلجھاؤ اور
سلجھاؤ سے کوئی سروکار نہ تھا لیکن بعد ظہور ملت عیسوی موسائیون کی یکتائی جاتی رہی
پھر بعد عروج کوکبۂ اسلام کے میدان تفتیش کو زیادہ وسیع ہونا پڑا۔ اگلون نے جولانگاہ
فکر مین بہت دوڑ دھوپ کی اور پچھلون نے اُس سلسلہ کو علی حالہ برقرار رکھا ہی۔ طرز بیان
پہلے ہی دائرۂ ابہام مین چکر لگا رہا تھا مترجمون کی تنگ خیالی نے اُسکی رفتار کو کچھ
اور بھی تیز کردیا اور اُن سب پر طرہ یہ ہی کہ ایک فریق حریفان پیشین کے بالقصد محو و اثبات
کا شاکی ہی۔ الغرض سلسلہ اخبار بالغیب مین جسکی جستجو ہی حد یقین پر پہونچنا دشوار ہی لیکن
یقین کے بعد گمان غالب کا درجہ ہی اور کون نہین جانتا کہ دنیا کے اکثر کاروبار اسی
ظن کے بھروسے پر چلتے ہین اور ہم بھی اسی دستور کے موافق ہر سہ فریقون کے
خیالات پر کچھ بحث کرتے ہین یہودیون کو اصرار ہی کہ واسطے تصدیق دین مسیحی اور محمدی
کے کوئی پیشین گوئی صحائف قدیمہ مین موجود نہین پائی جاتی لیکن بغیر کسی جنبہ داری
کے اِن منکرون سے کہا جاسکتا ہی کہ ان دونون گروہ کا فروغ جو موسائیون سے برابر
بڑھ گیا ہی اعتقادیات پر موثر ہی انبیاے سابق کو اگر اخبار بالغیب کی قدرت حاصل
تھی تو اُنکا فرض تھا کہ ایسے واقعات اہم کو فروگذاشت نہ کرتے اور اپنے معتقدون کو بتا
جاتے کہ ایک ناصری اور دوسرا مکی مذہب حق پر حملہ کریگا اور اُن دونون کی تعلیم از شرق
تا غرب پھیل جائیگی مگر تم لوگ اوراق توریت سے لپٹے رہنا اور انجیل و قرآن کے فقرون
مین نہ آنا مگر دیکھا جاتا ہی کہ کوئی تردیدی روایت اتنی بھی نہین ہی کہ تائیدی انتخابات کے

پاسنگ ہوسکے اسیلیے بصورت تسلیم اگلی روشن ضمیرون کے پچھلی امتون کا یہ بیان اقرب
بالصواب ہی کہ بہ تائید صداقت اُنکے مذہب کے پیشین گوئیان موجود ہین اور تقریرین
کم وبیش ابہام اسیلیے رکھا گیا ہی کہ پیروان ملت تنقیح مقصود کی دقت اٹھائین اوراپنے
پروردگار سے کارکردگی کا معقول انعام حاصل کرین اب عیسائیون کی حالت دیکھیے
کہ وہ مسیح کی پیشین گوئیان صحائف قدیمہ سے اخذ کرتے ہین لیکن مسلمانون کو خزانہ مدفون
سے کوئی حصہ دینا گوارا نہین کرتے پس ناظرین کو صرف اسقدر دیکھ لینا کافی ہی کہ
جس شکل سے نتیجہ صداقت مسیح نکالا جاتا ہی اُسی شکل سے نبوت محمدی کا بھی نتیجہ
حاصل ہوتا ہی یا نہین چنانچہ واسطے رفع اسی ضرورت کے مین دونون فریق کی چند
حجتون کو معرض بیان مین لاتا ہون ۔ انصاف کرنے والے اگر کچھ سمجھ رکھتے ہون تو
بعد ملاحظہ طریقۂ استدلال کے مغز سخن تک پہونچ جائین گے ۔

حجت مسیحی

(۱) ہوسیع نبی کی کتاب (باب ۱۱ ۔ ورس ۱ ۔) مین تحریر ہی "جب اسرائیل
لڑکا تھا مین نے اُسکو عزیز رکھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بُلایا" موسائی اس فقرہ کا
مطلب یون بیان کرتے ہین کہ یہ موسی کے وقت کی کہانی ہی جبکہ وہ بنی اسرائیل کو
مصر سے نکال لائے تھے چنانچہ صیغۂ ماضی اُسپر دلالت کرتا ہی اور بیٹے کا لفظ ہر چند
واحد ہی لیکن اُسکا اطلاق اور جگہ بھی تمام بنی اسرائیل پر ہوا ہی "تب تو فرعون کو

یون کہو کہ خداوند نے یون فرمایا ہی کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہی سو مین تجھے کہتا ہون کہ میرے بیٹے کو جانے دے تا کہ وہ میری عبادت کرے ،، (کتاب خروج باب ۴ - ورس ۲۲ و ۲۳) جناب متی اپنی کتاب کے باب ۲ مین ارشاد فرماتے ہین ،، کہ اس پیشین گوئی کا تعلق مسیح سے ہی کیونکہ یوسف انکو مصر لیگئے تھے اور بعد وفات ہیرودیس کے واپس لائے

(۲) یسعیاہ نبی کی کتاب (باب ۷ - ورس ۱۴ و ۱۵) مین تحریر ہی ،، دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اسکا نام عمانوایل رکھے گی وہ دہی اور شہد کھائے گا جس وقت تک وہ برا ترک کرنیکا اور بھلا پسند کرنے کا امتیاز پائے ،، موسائی اسی کتاب کا باب ۸ دکھاتے ہین کہ وہ لڑکا مدتون پہلے مسیح کے پیدا ہولیا اور یہ کہ عیسائیون نے جس لفظ کا ترجمہ کنواری کرلیا ہی اسکا صحیح ترجمہ جوان عورت ہی - متی اپنی کتاب مین فرماتے ہین کہ یہ پیشین گوئی مسیح سے تعلق رکھتی ہی لیکن انکی راے پر چند شبہے وارد ہوتے ہین -

اولاً - مریم عذرا نے اپنے فرزند کا نام یشوع رکھا تھا نہ عمانوایل -

ثانیاً - ثابت نہین ہوتا کہ زمانہ طفلی مین حضرت عیسیٰ شہد اور دہی کھایا کرتے تھے اور اگر ان الفاظ سے فیوض الٰہی مراد لیے جائین تو وہ ابتک اُس قدسی صفات پر مبذول ہین -

ثالثاً - عیسائی تو مسیح کو خدا کہتے ہین پس کیا خدا پر بھی کوئی ایسا زمانہ گذر گیا ہی کہ نیک و بد مین امتیاز نہین کرتا تھا ؟

(۳) متی فرماتے ہین ،، اور ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تھا جا کے رہا کہ وہ جو

نبیون نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ (مسیح ناصری کہلائیگا (باب ۲- ورس ۲۳)
یہ پیشین گوئی بڑی بڑھیا تھی مگر افسوس ہی کہ اُسکا وجود کتب موجودہ مین پایا نہین جاتا
اور خیال کیا جاتا ہی کہ یہ پیشین گوئی زبانی تھی اور سینہ بسینہ چلی آتی تھی یا یہ کہ جس کتاب
مین وہ تحریر تھی اُسکو دشمنون نے ضایع کر دیا ہو۔

(۴) یرمیاہ نبی کی کتاب (باب ۳۱ ورس ۱۵ الغایت ۱۷) مین یہ فقرات موجود ہین
"خداوند یون کہتا ہی کہ رامہ مین ایک آواز سُنی گئی ہی نوحہ اور زار زار رونے کی۔ راخل
اپنے لڑکون پر روتی ہی اور اپنے لڑکون کی بابت تسلی نہین چاہتی کیونکہ وُے نہین ہین
خداوند یون کہتا ہی کہ اپنی زاری کی آواز کو روک اور اپنی آنکھون کو آنسوون سے
باز رکھ کہ تیری محنت کے لیے اجر ہی۔ خداوند کہتا ہی۔ اور وُے دشمنون کی زمین سے
پھر آوین گے اور تیری عاقبت کی بابت امید ہی خداوند کہتا ہی کہ تیرے لڑکے اپنی
سرحدین پھر داخل ہون گے" متی اپنی کتاب کے باب ۲ مین منشا تقریر یہ ظاہر کرتے
ہین کہ راخل (زوجۂ یعقوب علیہ السلام) کی گریہ وزاری بوجہ قتل اُن بچون کے تھی جنکو
ہیرودیس نے بہ اشتباہ ہونے مسیح کے ہلاک کیا تھا مگر یہودی کہتے ہین کہ یہ داستان
غم خود ارمیاہ کے زمانہ کی ہی جبکہ **بخت نصر** نے بنی اسرائیل کو قتل اور جلاوطن
کیا تھا اور اگر یہ گریہ وزاری مقتول بچون کے ساتھ محدود کر دی جائے تو فقرۂ آخر
بے معنے رہجاتا ہی کیونکہ جو مر گئے یا مارے گئے وہ نہ ملک عدم سے واپس آئے
اور نہ واپس آسکتے ہین۔

(۵) زکریا نبی کی کتاب (باب ۹- ورس ۹ و ۱۰) مین تحریر ہی "اور وہ فروتن ہی اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر ہان گدھے کے بچے پر سوار ہی اور مین افرائیم کی گاڑیان اور یروسلم کے گھوڑے کاٹ ڈالون گا اور جنگی کمان توڑ ڈالی جائیگی اور وہ قومون کو صلح کا مژدہ دیگا اور اُسکی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریا سے زمین کے انتہا تک ہوگی" متی باب ۳۰ مین تحریر ہی "کہ ایک گدھے کا بچہ منگوایا گیا اور اسپر مسیح علیہ السلام سوار ہوئے تاکہ یہ پیشین گوئی پوری ہو- فقرات منقولہ مین صاف تحریر ہی کہ وہ قومون کو صلح کا مژدہ دیگا مگر مسیح علیہ السلام نے خود اپنی زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا ہی "یہ مت سمجھو کہ مین زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہین بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہون کیونکہ مین آیا ہون کہ مرد کو اُسکے باپ اور بیٹی کو اُسکی مان اور بہو کو اُسکی ساس سے جدا کرون (متی باب ۱۰- ورس ۳۴ و ۳۵)

اسلامی حجت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۵ (پارہ ۹- سورۃ الاعراف- رکوع ۱۹-)

خدائی کتاب (جیسا کہ مسلمانون کا عقیدہ ہی) صاف شہادت دیتی ہی کہ اُنکے پیغمبر کا

ترجمہ جو لوگ پیروی کرتے ہین اُس نبی اُمّی کی جسکا تذکرہ اپنے یہان کی توریت اور انجیل مین پاتے ہین ۱۲

تذکرہ صحائف قدیمہ مین موجود ہی متقدمین کامل الایمان نے تو صرف اسی شہادت پر قناعت
کرلی لیکن پچھلون نے جزاھم اللہ خیر الجزا دست جستجو کو دراز کیا اور وہ باب اور
ورس ڈھونڈھ نکالے جنمین بشارت ظہور اُنکے رہنماے ملت کی موجود تھی چنانچہ
اُنھین مین چند کا تذکرہ اس موقع پر کیا جاتا ہی۔

(۱) روشن ضمیری نے **ابراہیم علیہ السلام** کو توحید کا سبق پڑھایا اور
خدا کی مہربانیان اپنے راست باز بندہ پر مبذول ہوئین یہ بزرگ (جو علم آلہی مین بڑے
بڑے قبائل کے جد اعلی ہونے والے تھے) مدتون لاولد رہے اسیلے اُنکی زوجہ حضرت
سارہ کو انقطاع نسل کا اندیشہ پیدا ہوا اور شوہر کو بامید اولاد اجازت دی کہ اُنکی
خادمہ حضرت **ہاجرہ** کے ساتھ تعلق شوہری پیدا کرین چنانچہ ایسا تعلق پیدا کیا گیا
اور خدا کی کارسازی سے بارور ہوا۔ ہاجرہ فرزند نرینہ جنین جسکو باپ نے موافق
ہدایت فرشتہ کے **اسماعیل** نامزد کیا۔ کچھ دنون کے بعد سارہ بھی بیٹا جنین اور
اُسکا نام **اسحاق** رکھا گیا پھر سوکنون کا نفاق اہل بیت نبوت مین بھی رنگ لایا
اور بہ تحریک زوجۂ اولی اسماعیل اپنی ماں کے ساتھ اسطرح نکالے گئے کہ صرف
چند روٹیان اور پانی کا ایک مشکیزہ عورت کے کندھے پر رکھدیا گیا اور موافق ظاہر
عبارت توریت کے لڑکا بھی اُسی مبارک دوش پر بٹھا دیا گیا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام
ملائم دل کے آدمی تھے اور فرزند اکبر کے ساتھ اُنکی شفقت اتنی بڑھی تھی کہ جب اُن کو
ولادت اسحاق کی بشارت دی گئی تو خدا کی طرف خطاب کرکے عرض کیا "کاش

اسماعیل تیرے حضور جیتا رہے" اس بے دردی کو جو بے قصور عورت اور بے گناہ فرزند کے ساتھ برتی گئی وہ کبھی گوارا نہ فرماتے لیکن خدا کے حکم سے مجبور ہو کے اُن بیکسون کو خدا کی راہ مین چھوڑ دیا۔ کہا گیا ہے کہ بحکم ربانی ابراہیم علیہ السلام چھوٹے بیٹے کی گردن کاٹنے پر آمادہ ہوئے تھے مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ بڑے فرزند کی مصیبت پھر بھی زیادہ سنگین تھی کیونکہ چھوٹے کے گلے پر اگر چھری چل جاتی تو فقط ایک موت ایک ہی دم مین نافذ ہو جاتا اور بڑا تو ایسی خطرناک حالت مین چھوڑا گیا تھا کہ اپنی شفیق مان کے پیش نظر گھل گھل کے بھوکون مرے جلتی ریگ مین ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوان ہیبتناک مصیبتون کے علاوہ بڑا اندیشہ یہ تھا کہ کوئی درندہ بھوکے پیاسے غریب الوطنون کو نگل جائے۔

پس یہ بھی ایک طرح کی قربانی تھی جسکو تابع فرمان الٰہی بہ تحریک زوجۂ اولی مگر بہ تبعیت ارشاد پروردگار عالم عمل مین لائے۔ باپ کی یہ خداشناسی ضرور لائق آفرین تھی لیکن مان اور بیٹے کچھ کم لائق تحسین نہین ہین جنھون نے کوئی کلمہ شکایت کا زبان سے نہین نکالا اور متوکلاً علی اللہ ایک طرف چل کھڑے ہوئے باب ۲۵ ورس ۹ کتاب پیدایش سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسمعیل بھی مثل اسحاق کے بوڑھے باپ کی تجہیز و تکفین مین شریک تھے اسلیے ہم باور کر سکتے ہین کہ سعادت مند بیٹے نے باپ کے سلوک پر اپنا دل میلا نہین کیا اور وہ بہرحال رضاے الٰہی پر شاکر تھا

اسماعیل و اسحاق

دونون صلب ابراہیمی سے تھے فرق صرف یہ تھا

کہ اسماعیل کی ولادت زوجۂ اولی کی خادمہ سے ہوئی تھی لیکن آجکل کے مہذب غلام و آزاد مین فرق کرنا داخل بے دردی سمجھتے ہین کیا خداوند عالم جو اِن مہذبون کا خالق ہے اس فرق کا ایسا حامی تھا کہ وہ اولاد **سارہ** کا پورا طرفدار بن گیا اور اپنی صابر بندی **ہاجرہ** اور شاکر بندہ اسماعیل کی نسبت یہ فیصلہ کر دیا کہ اُنکی اولاد کبھی رتبۂ نبوت پر فائز نہو اور یہ خوشگوار ثمرہ اُسی شاخ درخت سے لٹکا رہے جو تندباد امتحان مین اسطرح آزمائی نہین گئی تھی۔ یہودی اور عیسائی جو کچھ کہین لیکن خداوند خدا اُس مصیبت سے بے پروا نہ تھا جو اسماعیل اور اُنکی بیکس مان کو اُٹھانی پڑی تھی چنانچہ پہلی مرتبہ جب **ہاجرہ** کو بہ مجبوری گھر چھوڑنا پڑا [۱] "اور خداوند کے فرشتہ نے اُس سے کہا کہ تو اپنی بی بی کے پاس پھر جا اور اُسکے تابع رہ + پھر خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑھاؤن گا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے + اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اُسکا نام اسماعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دکھ سُن لیا وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہون گے اور وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا" کتاب پیدایش باب ۱۶- ورس ۹ لغایت ۱۲)

دوسری مرتبہ کے واقعات اسی کتاب کے باب ۲۱- ورس ۱۴- لغایت ۲۱- مین

---

[۱] محققین کہتے ہین کہ ہاجرہ فرعون شاہ مصر کی بیٹی تھین اور واسطے تربیت کے خدمت مین ابراہیم علیہ السلام کے دی گئی تھین یعنے وہ کسیکی لونڈی نہ تھین ۱۲

ملاحظہ کیجیے "تب ابرہام نے صبح سویرے اُٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور
ہاجرہ کو اُسکے کاندھے پر دھر کر دی اور اُس لڑکے کو بھی اور اُسے رخصت کیا وہ روانہ
ہوئی اور بیرسبع کے بیابان مین بھٹکتی پھرتی تھی + اور جب مشک کا پانی چک گیا
تب اُس نے اُس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا + اور آپ اُسکے سامنے
ایک تیر کے ٹپّے پر دور جا بیٹھی کیونکہ اُس نے کہا کہ مین لڑکے کا مرنا نہ دیکھون + سو
وہ سامنے بیٹھی اور چلّا چلّا کے روئی + تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سُنی اور
خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اُس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا
ہوا ہے مت ڈر کہ اُس لڑکے کی آواز جہان وہ پڑا ہے خدا نے سُنی + اُٹھ اور لڑکے کو
اُٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ مین اُسے ایک بڑی قوم بناؤن گا پھر خدا نے
اُسکی آنکھین کھولین اور اُسنے پانی کا ایک کنوان دیکھا اور جا کر اُس مشک کو پانی
سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان
مین رہا کیا اور تیرانداز ہو گیا + اور وہ فاران کے بیابان مین رہا اور اُسکی مان نے
ملک مصر سے ایک عورت اُس سے بیاہنے کو لی +" یہ تو ہاجرہ سے وعدے ہوئے
تھے اور جو کچھ خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے اقرار کیا وہ ان فقرات سے ظاہر ہے
"اور اسماعیل کے حق مین مین نے تیری دعا سُنی دیکھ مین اُسے برکت دون گا اور اُسے
برومند کرون گا اور اُسے بہت بڑھاؤن گا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہون گے
اور مین اُسے بڑی قوم بناؤن گا" (باب ۱۷- ورس ۲۰)

تعصب اور سخن پرستی بُری بلا ہی استحقاق کی وہ حالت خدا کے وعدون کی یہ کیفیت
مگر اس لیے کہ پیغمبر آخر الزمان کے دعوی نبوت کی تائید نہو نے پائے ہمارے مخالفون
کو اصرار ہی کہ وادی **فاران** سے مراد حجاز کا خطہ نہین ہی اور نہ خانہ **کعبہ** کی تعمیر
ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی یہ سب باتین مسلمانون نے بضرورت برپا کرنے
سلسلہ حجت کے بنالی ہین - خدا سید احمد خان کی قبر کو نورانی کرے جنھون نے خطبات احمدیہ
مین عالمانہ تحقیق سے شبہات دور کیے ہین لیکن مین صرف اسقدر کہون گا کہ دنیا کی اگر
کوئی پرانی روایت صحیح ہی تو **عرب** کی یہ روایت کہ اسماعیل اور اُنکی ماں نے سرزمین
مکہ پر سکونت اختیار کی اور باپ بیٹے نے خدا کی پرستش کے لیے وہان ایک گھر
بنایا کیون تسلیم نکیجائے اور اگر خاندانی اور قومی روایتین بلادلیل اسیطرح بے اعتبار
کردیجائین تو پھر نہ بنی اسماعیل کا پتا ہی اور نہ بنی اسرائیل کا نشان ہی بلکہ **آدم و حوا**
بھی ایسی دو مورتین ہین جنکو خیال کے ہاتھون نے گھڑ لیا ہی -
کیا اسلام کے مخالف نہین سوچتے کہ رسم ختنہ جو سنت ابراہیمی ہی عرب کے زمانہ جاہلیت
مین بھی متروک نہین ہوئی تھی - کیا اپنی عقل پر اتنا بھی زور نہین دے سکتے کہ اگر مسلمانون
کو جھوٹ بنانا ہوتا تو وہ کیون اپنا سلسلہ **اسمٰعیل** تک ملاتے جنکی حقارت یہودیون
کے دل مین جمی ہوئی تھی اور کیون اس مضمون کو چھوڑ دیتے کہ بعض قبائل عرب
بھی بنی اسرائیل سے ہین اور اس عہد سے حق استفادہ رکھتے ہین جسکی بندش
اولاد **اسحاق**ؑ سے ہوئی تھی -

مخالفون کے ایسے سفسطون کی حقیقت آزاد طبع دانشمندون پر مخفی نہین رہ سکتی اسلیئے انکی طرف اشارہ کرکے مین ناظرین با انصاف کو خدا کے شفقت بھرے وعدون پر اور بالخصوص ورس۔ ۲ متذکرۂ بالا پر دوبارہ توجہ دلاتا ہون۔ اس ورس مین خداوند صادق الوعد نے پانچ وعدے نسبت **اسمعیل** کے کیے ہین۔ وہ برومند ہونگے۔ اُنسے بڑی قوم پیدا ہوگی۔ اُنکو برکت دیجائیگی۔ وہ اعلےٰ درجہ کی ترقی پر فائز ہونگے۔ اُنکی اولاد سے بارہ سردار پیدا ہون گے۔ حضرت اسماعیل کے بارہ فرزند پیدا ہوے اور بیابان **فاران** یعنے خطۂ **حجاز** انکی اولاد واحفاد سے بھر گیا۔ عہد برکت علانیہ فضائل روحانی سے متعلق پایا جاتا ہی اور مین تسلیم کرتا ہون کہ اسماعیل علیہ السلام بھی رتبۂ نبوت پر فائز ہوے تھے لیکن وہ وعدہ جو اسحاق سے ہوا تھا اُنکی اولاد امجاد تک سرایت کر گیا اسیطرح جس برکت کا وعدہ اسماعیل سے کیا گیا اُسکے اثر سے اُنکی اولاد کیون محروم سمجھی جائے اب یہ اقرار کہ اسماعیل کو بہت بڑھاؤن گا کون کہ سکتا ہی کہ قبل ظہور محمدی پورا ہوا کیونکہ اسوقت تک اولاد اسماعیل دینی و دنیوی دونون قسم کی فضیلتون مین بمقابلہ بنی اسرائیل بہت پیچھے تھی لیکن دور احمدی مین رسالت وحکومت اور ہر طرح کے فضائل کا دروازہ اسماعیلیون پر کھل گیا اور سرزمین کنعان جسکے عطا کا وعدہ حضرت **ابراہیم** سے ہوا تھا اور جسکو خاندان کی ایک شاخ کھو چکی تھی دوسری شاخ نے بہ توفیق الٰہی دشمنون سے چھین لیا اور اطراف عالم مین برکات توحید کو اسطرح پھیلا دیا جسکی آب وتاب ابتک علی حالہ باقی ہی وہ وعدہ جسکو ہمنے نمبر (۵)

ذکر کیا ہی کہا جاتا ہی کہ قبل ظہور اسلام پورا ہو گیا اور اُسکی سند مین مخالفین اسلام کتاب پیدایش باب ۲۵ ورس ۱۶ کا یہ ٹکڑا پیش کرتے ہین ،، اور یہ (بارہ فرزندان اسمٰعیل) اپنی امتون کے بارہ رئیس تھے ،، لیکن خاندان کا بڑا بڈھا دنیا مین معمولاً رئیس اپنے خاندان کا ہوا ہی کرتا ہی اور فرزندان اسمٰعیل بھی اسی دستور کے موافق سرخیل خانہ تھے لیکن خدا نے زور شور کے ساتھ جو اظہار شفقت فرمایا تھا اُس سے یہ مراد نہین ہو سکتی کہ گھر کے احاطہ سے اسماعیلی بزرگون کی سرداری محدود رہیگی بلکہ جہانتک قیاس سلیم تائید کرتا ہی اُس سے دین یا دنیا کسی طرح کی ولایت عامہ مراد ہی اور غالباً اُس سے ائمہ اثنا عشر خواہ بارہ اُولو العزم نامور شاہان اسلام مقصود ہین جنکے رقبۂ حکومت کو سلیمان کے رقبۂ حکومت سے بڑھا ہوا ارباب تاریخ تسلیم کرتے ہین۔

نکتہ

ورس ۱۶ باب ۱۷ - کتاب پیدایش مین نسبت اولاد **سارہ** کے وعدہ ہوا ہی کہ اُنمین ملکون کے بادشاہ پیدا ہون گے مگر اولاد **ہاجرہ** کی نسبت صرف کوئی لفظ بمعنی صاحب حکومت استعمال کیا گیا ہی اور وجہ تفرقہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اسرائیلی فرمان روا شاہانہ لقب رکھتے تھے لیکن اسماعیلی فرمان رواؤن نے کبھی شاہی لقب اختیار نہین کیا بلکہ حضرت **ابوبکر**رضہ خلیفۂ رسول اللہ کے ساتھ

ملقب تھے اور کچھ دنون حضرت عمرؓ بھی خلیفہ ابو بکر کہے گئے پھر امیر المومنین کا لقب اختیار کیا گیا اور آخر دور خلافت عباسیہ تک چلا گیا۔ ایسے ایسے گہرے رمز پیشین گوئیون مین موجود ہین مگر افسوس ہی کہ اہل کتاب اُس پر غور نہین فرماتے۔

(۲) کتاب استثنا باب ۱۸- ورس ۱۷- لغایت ۱۹- مین موسیٰ کا خدا کی طرف سے اسطرح پیام پہونچانا تحریر ہی" اور خداوند نے مجھے کہا کہ انھون نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا مین اُنکے لیے اُنکے بھائیون مین سے تجھ سا ایک نبی برپا کرون گا اور اپنا کلام اُسکے مُنہ مین ڈالون گا اور جو کچھ مین اُس سے فرماؤن گا وہ سب اُن سے کہیگا + اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتون کو جنھین وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سُنے گا تو مین اُسکا حساب اُس سے لون گا"۔ مسلمانون کا بیان ہی کہ یہ پیشین گوئی اُن کے پیغمبر کے ظہور سے تعلق رکھتی ہی کیونکہ

اولاً وہ مثل موسیٰ علیہ السلام کے صاحب شریعت تھے اور دیگر انبیاے بنی اسرائیل شریعت موسوی کے پیرو تھے۔

ثانیاً وہ بنی اسرائیل کے بھائیون مین یعنے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد مین تھے۔

ثالثاً بعد موسیٰ جنکو احکام عشرہ خدائی الفاظ مین سُنائی دیے جملہ انبیاے سابق کے دل پر معنی کلام الٰہی کا الہام ہوتا تھا اور صرف رسول عربی نے دعویٰ کیا کہ قرآن پاک خدا کا کلام لفظی ہی جسکا القا اُن پر ہوا اور پھر اُنکی مقدس زبان سے دوسرون کے کان تک پہونچا۔ واسطے جانچ صحت بیان کے عاقلانہ روش یہ ہی کہ ہم دیکھین

کہ ایسی برکت کو خداوند عالم نے کیون بنی اسرائیل سے سلب کر کے اُن کے اسماعیلی بھائیون کے حوالہ فرمایا چنانچہ ٹھیک فقرات محولہ کے پہلے ہم ورس ۱۶- کو ساتھ ان الفاظ کے موجود پاتے ہین ”اس سب کے مانند جو تو (فرقہ بنی اسرائیل) نے خداوند اپنے خدا سے حورب مین مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہو کہ مین خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنون اور ایسی شدت کی آگ مین پھر دیکھون تا کہ مین مر نہ جاؤن“ یہ اشارہ ہی طرف مضمون ورس ۱۹- باب ۲۰- کتاب خروج کے جو ان الفاظ کے ساتھ ہی ”تب انھون نے موسیٰ سے کہا کہ تو ہی ہم سے بول اور ہم سنین لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہین ہم مر نہ جاوین“ پس ظاہر ہی کہ ہرگاہ کچے دل اسرائیلی ہمکلامی کی عزت کو برداشت نہ کر سکے تو جلال کبریائی نے اپنی اُس رحمت کو اولاد ابراہیم کی دوسری شاخ پر نازل کیا جو علاوہ استحقاق کے طاقت تحمل اور لیاقت عمل بھی رکھتی تھی - موسائی اس رائے کی تردید مین موسیٰ کا یہ کلام پیش کرتے ہین ”خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیون مین سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اُسکی طرف کان دھریو“ (کتاب استثنا باب ۱۸- ورس ۱۵)

بنیاد تردید یہ ہی کہ تیرے ہی درمیان کے الفاظ کا منشا یہ ہی کہ وہ بنی اسرائیل مین ہوگا متکلمین اسلام (مصنف کتاب استفسار وغیرہ) نے حجت کی ہی کہ یہ الفاظ الحاقی ہین اور قدیم ترجمون مین پائے نہین جاتے لیکن واقعہ الحاق پر اسلیے اطمینان نہین ہوتا کہ اگر ایسا ارادہ درحقیقت کیا گیا ہوتا تو فقرات مابعد مین اُسکا الحاق کیون متروک ہوتا بااینہمہ تعجب ہی

کہ خدا کے کلام پر جو فقرات مابعد مین بیان کیا گیا حضرت موسی نے یہ اضافہ کیون کیا۔ میرا
خیال یہ ہی کہ حضرت موسی نے تسکین خاطر کے لیے مقام بعثت کے بتانے کا ارادہ
کیا اور یہ سمجھایا کہ وہ نبی اُن ممالک مین جہانکی سرزمین سے تم لوگ ناآشنا ہو مبعوث نہوگا
بلکہ وہ ہرچند بموجب عہد خداوندی تمھارے بھائیون سے ہوگا لیکن اُسکی بعثت تمھارے
ہی درمیان یعنے اُس خطہ مین ہوگی جہان تمھاری قومین رہتی سہتی ہونگی چنانچہ
محمد مصطفیؐ روحی فداہ **مکہ** مین پیدا ہوے اور **مدینہ** مین قائم وبرپا ہوئے
جہان بالخصوص یہودیون کی آبادی موجود تھی اور عموماً خطہ حجاز بھی اُنکے قبائل کا
ماوی اور مسکن سمجھا جاتا تھا۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ مثلیت کے لیے تطابق کلی غیرضروری
ہی لیکن کثرت وجوہ تمثیل اور بالخصوص وہ وجوہ مماثلت جو اشاعت دین سے متعلق
ہین خیالات کو پیغمبر علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے ہین مثلاً بالزام تبلیغ احکام آلہی
ستایا جانا اور ہجرت کرنا بدولت تبعیت احکام آلہی اپنی قوم کو دینی و دنیوی برکات
سے بہرہ مند و سرافراز کردینا بہ صیغہ اعلاے کلمۃ اللہ ہتیار اُٹھانا۔ ناظرین غور کرین
کہ یہ مماثلت کتنی چسپان ہی کہ بعد موسی ایک غیر شخص (یوشع بن نون) اُن کے
خلیفہ ہوے اور ارض موعود کو بعد موسی اپنے قبضہ مین لاے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ
اور عمر فاروقؓ غیر خاندان کے آدمی ہمارے پیغمبر کے جانشین ہوے اور نہ صرف شام
پر بلکہ اور ممالک پر بھی جسکی عطا کا وعدہ خدا نے پیغمبر علیہ السلام سے کیا تھا بعد اُنکی
وفات کے قبضہ کرلیا۔ کتاب اعمال باب ۳۔ ورس ۲۱ لغایت ۲۳ سے ثابت ہوتا ہے

کہ پطرس حواری نے بھی اس پیشین گوئی کو حضرت مسیح سے متعلق نہین سمجھا تھا اور دلیل اس رائے کی اُنکی تقریر ذیل سے نکل آتی ہی "ضرور ہی کہ آسمان اُسے لیے رہے اُسوقت تک کہ سب چیزین جنکا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیون کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آئین کیونکہ موسی نے باپ دادون سے کہا کہ۔

"خداوند جو تمھارا خدا ہی تمھارے بھائیون مین سے تمھارے لیے ایک نبی میرے مانند اُٹھائے گا جو کچھ وہ تمھین کہے اسکی سب سنو + اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اُس نبی کی نہ سنے وہ قوم سے نیست کیا جائے گا"

اور پھر بہ سلسلہ اسی بیان کے فرماتے ہین "تمھارے پاس خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو اُٹھا کے پہلے بھیجا کہ تم سے ہر ایک کو اسکی بدیون سے پھیر کے برکت دیوے (ورس ۲۶)

فقرات محولہ مین چند امور لائق لحاظ ہین۔

اولاً۔ ظاہر ہوتا ہی کہ بانتظار ظہور نبی موعود مسیح علیہ السلام آسمان پر ٹھہرے ہین۔

ثانیاً۔ اُس نبی کے ظہور سے پہلے مسیح مبعوث ہو چکے۔

ثالثاً۔ تیرے ہی درمیان کے الفاظ متروک ہین جنکو مخالفان اسلام واسطے تردید دلائل اسلامی کے اہم خیال کرتے ہین۔

نکتہ

خداوند عالم قرآن پاک مین فرماتا ہی وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِیْ اَنْفُسِکُمْ

اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ ۳ - سورۃ البقر - رکوع ۳۹)

اور پھر مختلف آیتون مین خدا نے اپنی شان بطور حساب گیرندہ کے ظاہر فرمائی ہے پس اس فقرہ مین جو میری باتونکو جنھین وہ میرا نام لے کے کہے نہ سُنے مین اُسکا حساب لون گا" اشارہ ملیح طرف اُس تعلیم محمدی کے ہے جسمین خفی وجلی اعمال و اعتقادات کی محاسبہ فہمی کا خوف دلایا گیا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ
(پارہ - ۵ - سورۃ النسار رکوع - ۷)

اور سورۃ المائدہ مین بھی ایسی تحریف کی خبر دی گئی ہے اسیلیے مسلمانون کو واقعہ تحریف پر پورا اطمینان ہے لیکن دوسرون کو شاید صحت الزام مین کچھ گفتگو ہو اسیلیے مین چند فقرات کتاب یسعیاہ باب - ۲۱ - کے ترجمون سے جو انیسوین صدی عیسوی مین مشتہر کیے گئے پیش کرتا ہون جن کو دیکھ کے ہر انصاف پسند قیاس کر سکتا ہے کہ جب پچھلون کی یہ حالت ہے تو اگلون کی اُس زمانہ مین جبکہ صناعت چھاپے کا وجود نہ تھا کیا روش رہی ہوگی بہرحال اُسی ضمن مین ناظرین ایک کھلی ہوئی پیشینگوئی پر

سلہ اگر تم اپنی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اُسکا حساب لیگا پھر جسکو چاہے بخشے جسکو چاہے عذاب دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے - ۱۲

سلہ۲ بعض یہودی لفظون کو اپنی جگہ سے ہٹاتے ہین ۱۲

بھی مطلع ہو جائیں گے جو ظہور پیغمبر عربی قیداری سے متعلق ہے۔

ترجمہ عربی الشہ ۱۸ ع

قال لی الرب اعمد اقم لك دید بان الذی
یراہ اخبر به ونظرت فارسین راکبین احدهما راکب حمار
والاخر راکب جمل یسمعوا سماعاً کثیراً وادع اوریا دید بنه
الرب و قال وقفت کل حین و ایام و علی المعسکر وقفت اناء
اللیل کله و اذا هو اقبل راکب من الاثنین واجاب و قال
سقطت بابل العظمی و کل اصنامها و مصنوعات الایدی التی
استحقت علی الارض اسمعوا ایها المتقون والمتوجعون اسمعوا
ما سمعت من قبل رب الجیوش اله اسرائیل اخبرکم النبوة
فی ادوم اهل ساعیر الذی هم بنو عیسے ادعونے من ساعیر احفظوا
الشرایف احفظ بالغداة تطلب اطلب النبوة فی العرب
وبنی قیدار و عندی اسکن من الغاب یضطجع مساءً ا
فے طریق دادان۔

(ورس ۱ - لغایت - ۱۳)

لہ تین انتخاب مقدم الذکر کتاب استفسار مطبوعہ سنہ ۱۲۶۱ ہجری سے لیے گئے ہیں ۱۲

ترجمۂ فارسی ۱۸۳۹ء

چہ خداوند مرا چنین فرمودہ است بیا وحارسے بر برج بنشان تا ہرچہ بیند اطلاع دہد
و او یک ارابہ و دو سوار دید کہ یکے بر خرے سوار و دیگرے بر شتر و بہ فکر تمام متر صد است
و حارس فریاد بر کشید و گفت اے خداوند بر حراست خود تمامی روز استادم و تمامی شب
و بر مکان خود قرار گرفتم۔ و اینک سوار ارابہ با دو سوار در اینجا می رسند پس در جواب
می گوید بابل افتاد بابل افتاد و ہمہ اشکال تباتش بر زمین ریزہ ریزہ شدند۔ اے
خرمن گاہ و اے غلہ انبار من ہر انچہ من از خداوند خدائے افواج خدائے اسرائیل
شنیدم بر شما آشکارا کردم۔ آیت درباب دومہ ٭ ندائے از سعیر بسوے من رسید ماجرائے
شب چیست اے حارس ماجرائے شب چیست۔ حارس در جواب می گوید کہ صبح میرسد
و شب نیز اگر می پرسید باز بیائید۔ آیت درباب عرب ٭ اے کاروان ہائے ددانی
در بیابان بوقت شب منزل کنید۔ (ورس ۶۔ لغایت ۱۳)

ترجمۂ اُردو ۱۸۲۵ء

مجھے یون فرمایا ہی یہواہ نے کہ جا اپنے مکان پر بٹھلا نگہبان کہ جو کچھ دیکھے
مجھے بتلاوے۔ اور اُسنے ایک گاڑی دیکھی اور دو سوار ایک تو گدھے پر سوار اور
دوسرا اونٹ پر اُسنے بڑی فکر سے تاکا اور چوچکی پر دیکھتا تھا چلایا۔ میرے خداوند

مین کھڑا رہا اپنی چوکی پر تمام دن اور تمام شب مین اپنے مکان پر بیٹھا رہا۔ اور دیکھ اُن سوارون مین سے ایک آدمی آیا ہی اور کہتا ہی کہ بابل گر گیا بابل گر گیا اور اُسکے بتون کی ساری کھودی ہوئی مورتین زمین پر توڑی گئین۔ اے میرے کھلیان اے میرے انبار کے غلے جو کچھ مین نے سنا یہواہ لشکرون کے خدا اسرائیل کے خدا سے تجھسے کہدیا۔ اووم کا بوجھ ٭ وہ مجھے ساعیر سے بُلاتا ہی اے نگہبان رات کے کیا خبر اے پاسبان رات کا کیا ماجرا۔ پاسبان بولا صبح ہوتی ہی اور رات بھی تم جو پوچھتے ہو تو پوچھو۔ عرب کا بوجھ ٭ اے سفر کرنے والو دیدانی قافلو تم عرب کے میدان مین رہو۔

ترجمہ اُردو ۱۸۹۵ء

کہ خداوند نے مجھے یون فرمایا جا نگہبان بٹھلا۔ جو کچھ دیکھے سو بتلاوے۔ اُسنے سوار دیکھے گھوڑ چڑھون کے جو دو دو آتے تھے اور گدھون پر بھی سوار اور اونٹون پر بھی سوار۔ اور اُس نے بڑی فکر سے تاکا ٭ تب اُسنے شیر کی سی آواز سے پکارا کہ اے خداوند مین اپنی دیدگاہ پر تمام دن کھڑا رہا اور مین نے تمام رات کو اپنی چوکی پر کاٹا۔ اور دیکھ سپاہیون کے غول اور اُن مین گھوڑ چڑھے دو دو کر کے آتے ٭ پھر اُسنے بات بڑھا کے یہ کہا بابل گر پڑا گر پڑا۔ اور اُسکے الاہون کی ساری پتلیان اُسنے زمین پر پٹک ڈالین ٭ اے دا وے ہوئے اور میرے کھلیان کے غلہ جو کچھ مین نے

رب الافواج اسرائیل کے خدا سے سُنا تم سے کہدیا +

دومہ کی بابت الہامی کلام [11] + کسی نے مجکو شعیر سے پکارا کہ اے نگہبان رات کی کیا خبر ہی؟ اے نگہبان رات کی کیا خبر ہی؟ نگہبان [12] بولا صبح ہوتی ہی اور رات بھی اگر تم پوچھوگے تو پوچھو تم پھر کے آؤ۔

عرب کی بابت الہامی کلام [13] + عرب کے صحرا مین تم رات کاٹوگے اے ددانیون کے قافلو + پانی [14] لیکے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لیکے بھاگنے والے کو ملنے کو نکلو [15] + کیونکہ وے تلوارون کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہین [16] + کیونکہ خداوند نے مجکو یون فرمایا ہنوز ایک برس ہان مزدورون کے سے ایک ٹھیک برس مین قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی + [17] اور تیراندازون کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائین گے۔ کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا (درس ۶ لغایت ۱۷)

اب غور کیجیے کہ ترجمۂ عربیہ مین کیا تھا اور شدہ شدہ ۱۸۹۵ء عیسوی کے ترجمہ نے کیا ستم کیا کہ مضمون بشارت کو یک لخت بدل دیا بہر حال دانشمند خوش خیال سمجھ سکتے ہین کہ استعارہ مین کچھ خبرین دی گئی ہین مگر الفاظ ایسے مبہم ہین کہ باوجود اہتمام بلیغ مترجمون نے تعبیر مین اس قدر موقع اختلاف اور تصرف کا پایا ہی باینہمہ رسول عربی کے ظہور کی بشارت ان ٹوٹے پھوٹے فقرات سے نکلتی ہی۔

تنبیہ

چند فقرات زائد جو ترجمہ ۱۸۹۵ء سے نقل کیے گئے اُن سے اشارۂ ہجرت پیغمبر علیہ السلام کا پیدا ہوتا ہی۔ مزدور کے سے ٹھیک ایک برس مین قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائین گے۔ ایک فقرہ لائق غور کے ہو میرا یہ خیال ہی کہ ہر گاہ مزدور صرف دن مین کام کرتے ہین اسلیے اُنکے ایک برس بحساب گھنٹون کے تقریبًا دو برس مین پورے ہوتے ہین چنانچہ اندر دو سال کے وقت ہجرت سے بدر کا مشہور معرکہ ہوا اور عظماے قریش اور قریشی قبیلہ کی تعداد اور قومی عزت گھٹ گئی۔

(۴) وہ کسکو دانش سکھاویگا ؟ کسکو وعظ کرکے سمجھاویگا ؟ اُن کو جنکا دودھ چھوڑایا گیا جو چھاتیون سے جدا کیے گئے ؟ کیونکہ حکم پر حکم حکم پر حکم قانون پر قانون قانون پر قانون ہوتا جاتا تھوڑا یہان تھوڑا وہان۔ ہان وہ وحشی کے سے ہونٹھون اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتین کریگا کہ اُس نے اُن سے کہا کہ یہ وہ آرامگاہ ہی تم اُنکو جو تھکے ہوئے ہین آرام دیجو اور یہ چین کی حالت ہی پر وے شنوا نہین ہوئے۔ سو خداوند کا کلام اُنسے یہ ہوگا حکم پر حکم حکم پر حکم قانون پر قانون قانون پر قانون تھوڑا یہان تھوڑا وہان تاکہ وے چلے جاوین اور پچھاڑی گرین اور شکست کھاوین اور دام مین پھنسین اور گرفتار ہووین (کتاب یسعیاہ باب ۲۸۔ ورس ۹۔ لغایت ۱۳)

یہ بشارت ظہور رسول عربی کی ہی اور نزول آیات قرآنی کی بھی کیفیت سمجھائی گئی ہی کہ وہ تھوڑا تھوڑا نازل ہوگا اور احکام مین مناسب وقت تبدیلیان ہونگی اُس مجموعہ مقدس مین ایسی ترتیب نہو گی کہ احکام سلسلہ کے ساتھ ایک جگہ ہون بلکہ تھوڑے یہان اور تھوڑے وہان - عربون نے قبل ظہور اسلام الٰہیات کی تعلیم نہین پائی تھی اسیلیے اُنکی تشبیہ بے سمجھ بچون کے ساتھ دیگئی ہی اور یہی بچے بعد از تعلیم بلوغ عقلی کو پہونچے اور آخر کار سجادۂ تلقین پر اُنکو رتبہ شیخ المشائخ کا حاصل ہو گیا - آخر فقرات مین اشارہ طرف غزوۂ حدیبیہ موقوعہ ۶ھ ہجری کے ہی جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے قریش سے خواہش زیارت حرم محترم کی ظاہر فرمائی مگر اُن لوگون نے دار الامن مکہ مین مسافر مسلمانون کو آرام کرنے کا موقع نہین دیا اور واجبی خواہش سے شنوا نہین ہوے چنانچہ اُنکی بدکرداری کا وہی انجام ہوا جو ورس ما بعد مین تحریر ہی یعنے مزاحمت کرنے والون نے شکست کھائی اور دام ذلت مین پھنس گئے -

نکتہ

عبری بولنے والے ساکنان عرب کو وحشی اور عربی زبان کو وحشیون کی زبان کہتے تھے لیکن ایسی تعبیر سے عربون کی توہین مقصود نہ تھی بلکہ وہ لفظ جسکا ترجمہ وحشی کیا گیا ہی درحقیقت بمعنی اجنبی بولا جاتا تھا چنانچہ خود یسعیاہ نبی نے وحشی ہونٹھون کی تفسیر اجنبی زبان سے کردی ہی اور بتادیا ہی کہ جس خوش نصیب کی

بشارت دیجاتی ہو اُسکی زبان عبری ؔ ہوگی۔ باب ۔ ۱۶ ۔ کتاب پیدایش مین وہ بشارت
جسے خدا کے فرشتہ نے ہاجرہ کو نسبت ولادت اسمعیل کے دی تھی تحریر ہے
اور اُس مین بھی موافق مذاق عبری بولنے والون کے یہ فقرہ موجود ہو وہ وحشی
آدمی ہوگا۔ ہر دانشمند سمجھ سکتا ہو کہ فرشتہ نے اچھی خبرون سے دل شکستہ ہاجرہ
کی دلدہی کرنی چاہی تھی اسلیے ملکوتی امتیاز کے خلاف تھا کہ وہ بِلا ضرورت مصیبت زدہ
عورت سے کہتا کہ تیرے بیٹے مین وحشت ہوگی اور وہ جانورون کا ساتمدن کریگا
پس صحیح تعبیر اُس فقرہ کی یہی ہو کہ وہ لڑکا غیر ملک یعنے خطۂ عرب مین سکونت کریگا
اور پدری زبان کے علاوہ اجنبی زبان اسکے استعمال مین رہیگی۔ یسعیاہ نبی نے
مذکورۂ بالا پیشین گوئی مین وحشی کا لفظ بالخصوص واسطے اس اشارۂ لطیف کے
منتخب فرمایا ہو کہ وہ واعظ اور معلم جسکی خبر دیجاتی ہو حضرت **اسماعیل** کی اولاد
سے ہوگا اور انھین کے لہجہ مین باتین کریگا۔

غزلُ الغزلات سلیمان (باب ۵ ۔ ورس ۱۰ لغایت ۱۶) مین حلیۂ محمدی
تحریر ہی اور عبری زبان کی کتاب مین نام نامی جناب سرور کائنات کا بہ لفظ محمدیم (۵)
وارد ہی لیکن اُردو کے مترجم نے اُس لفظ کا ترجمہ ان الفاظ سے کر دیا ہی "ہان
وہ سراپا عشق انگیز ہی"، اور ہم نے قبل اسکے اشارہ کر دیا ہی کہ ہمارے مہربان مترجم
محمدی بشارتون کے اُڑا دینے مین کیسے کیسے تصرف الہامی کتابون مین
فرماتے ہین۔

(۶)

انجیل کے انتخابات ذیل کو جو کتاب اُردو مطبوعہ ۱۸۹۵ء عیسوی سے لیے جاتے ہین محفوظ فی الذہن کیجیے۔

(۱)۔ اور مین اپنے باپ سے درخواست کرون گا اور وہ تمھین دوسرا **تسلی دینے والا** بخشیگا کہ ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے یعنے روح حق جسے دنیا حاصل نہین کر سکتی کیونکہ اُسے نہ دیکھتی ہی اور نہ اُسے جانتی ہی لیکن تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمھارے ساتھ رہتی ہی اور تم مین ہوئیگی مین تمھین یتیم نہ چھوڑون گا مین تمھارے پاس آؤن گا۔ (یوحنا باب ۱۴۔ ورس ۱۶۔ لغایت ۱۸)

(۲) مین نے یہ باتین تمھارے ساتھ ہوتے ہوئے تم سے کہین لیکن وہ **تسلی دینے والا** جو روح القدس ہی جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمھین سب چیزین سکھلاویگا اور سب باتین جو کچھ کہ مین نے کہی ہین تمھین یاد دلاویگا (یوحنا باب ۱۴۔ ورس ۲۵ و ۲۶)

(۳) پر جبکہ وہ **تسلی دینے والا** جسے مین تمھارے لیے باپ کیطرف سے بھیجون گا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتی ہی آوے تو وہ میرے لیے گواہی دیگا اور تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (یوحنا باب ۱۵ ورس ۲۶ و ۲۷)

(۴)۔ لیکن مین تمھین سچ کہتا ہون کہ تمھارے لیے میرا جانا ہی فائدہ ہی کیونکہ اگر مین نہ جاؤن تو **تسلی دینے والا** تم پاس نہ آویگا پر اگر مین جاؤن

تو مین اُسے تم پاس بھیجدونگا۔ اور وہ آنکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا۔ گناہ سے اسلیے کہ وے مجھپر ایمان نہین لائے۔ راستی سے اسلیے کہ مین اپنے باپ پاس جاتا ہون اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے عدالت سے اسلیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہی۔ میری اور بہت سی باتین ہین کہ مین تمھین کہون پر اب تم اُنکی برداشت نہین کرسکتے۔ لیکن جب وہ روح حق آوے تو وہ تمھین ساری سچائی کی راہ بتاویگی اسلیے کہ وہ اپنی نہ کہیگی لیکن جو کچھ وہ سنیگی سو کہیگی اور تمھین آیندہ کی خبرین دیگی وہ میری بزرگی کریگی اسلیے کہ وہ میری چیزون سے پاویگی اور تمھین دکھاویگی۔ سب چیزین جو باپ کی ہین وہ میری ہین اسلیے مین نے کہا کہ وہ میری چیزون سے لیگی اور تمھین دکھاویگی۔ (یوحنا باب ۱۶۔ ورس ۷۔ لغایت ۱۵)

(۵)۔ اور جب پنتیکست کا دن آیا تھا وہ سب ایکدل اکٹھے ہوئے۔ اور ایکبارگی آسمان سے ایک آواز آئی جیسے بڑی آندھی چلے اور اُس سے سارا گھر جہان وے بیٹھے تھے بھر گیا۔ اور اُنھین جدی جدی آگ کی سی زبانین دکھائی دین اور اُنمین سے ہر ایک پر بیٹھین تب وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانین جیسی روح نے اُنھین بولنے کی قدرت بخشی بولنے لگے۔ (اعمال باب ۲۔ ورس ۱۔ لغایت ۴)

(۶) اور دیکھو مین اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہون لیکن تم جبتک عالم بالا کی قوت سے ملبس نہو یروشلم شہر مین ٹھہرو (لوقا باب ۲۴۔ ورس ۴۹)

(۷) "لیکن جب وے تمھین حوالہ کرین فکر نہ کرو کہ ہم کسطرح یا کیا کہین گے کیونکہ جو کچھ تمھین کہنا ہوگا سو اُسی گھڑی تمھین اُسکی آگاہی ہوگی۔ کیونکہ کہنے والے تم نہین بلکہ تمھارے باپ کی روح جو تم مین بولتی ہے" (متی باب ۱۰۔ ورس ۱۹۔ لغایت ۲۱) مذکورۂ بالا ورسون مین جس لفظ کا ترجمہ **تسلی دینے والا** کیا گیا ہے وہ یونانی زبان کا ایک لفظ **پریکلیطاس** ہے اور مسلمانون کو اصرار ہے کہ درحقیقت مسیح علیہ السلام نے اس موقع پر **فارقلیط** کا لفظ استعمال فرمایا تھا جسکا ترجمۂ یونانی زبان مین بہ لفظ **پریکلیوطاس** کیا گیا تھا یا کرنا چاہیے تھا اور یہ لفظ ہرگاہ عربی زبان مین ہم معنی لفظ **احمد** کا ہے اسلیے تصدیق آیۂ کریمہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ[۱] (پارۂ ۲۸۔ سورۂ الصف رکوع ۱) کی ہو جاتی ہے۔ مسلمانون کے خیال کی تائید **گاڈفری ہیگینس** نے فرمائی ہے اور اُنکی تقریر دلپذیر خطبات احمدیہ مین مفصل نقل کی گئی ہے۔ صاحب موصوف ارشاد فرماتے ہین۔ کہ قبل ظہور اسلام ایک شخص مانٹینی آس نے بدعوی نبوت اپنے تئین پریکلیوطاس ظاہر کیا تھا اُسوقت عیسائیون نے بغرض تردید دعوی اس لفظ کو پریکلیطاس بنایا اور اُسکے سانچے مین اُس واقعہ کو ڈھال لیا جو موافق انتخاب نمبری ۵ مدتون پہلے ظاہر ہو چکا تھا۔ پریکلیطاس اور پریکلیوطاس مین بہت تھوڑا

---

[۱] اور ایک پیغمبر کی خوشخبری سناتا ہون جو میرے بعد آئینگے اور اُنکا نام احمد ہے۔ ابو جعفر محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت آمنہ نے مدت حمل مین خواب دیکھا اور اُن کو یہ ہدایت ہوئی کہ آپ کا نام احمد رکھین (سیرۂ نبوی مصنفہ سید احمد زینی المشہور بہ دحلان) ۱۲

فرق ہی اور جن کتابون مین بڑی بڑی تحریفون کے نشان دیے جاتے ہین اُنمین بہت قرین
قیاس ہی کہ اس تھوڑی سی ترمیم سے بوقت ضرورت پرہیز نہ کیا گیا ہوگا بہرحال پوری
جانچ اب بھی نظر بحال دیگر مضامین کے ممکن ہی جنکو مین تفصیلوار بیان کرتا ہون۔

اولاً۔ انتخاب نمبری ۲۔ مین تحریر ہی کہ وہ سب چیزین تمکو سکھائے گا اور
میری باتین تمکو یاد دلائے گا لیکن آتشی زبانون نے تو سوائے تعلیم زبان دانی
کے اور کچھ نہین کیا۔

ثانیاً انتخاب نمبری ۳۔ سے ظاہر ہوتا ہی کہ آنے والا مسیح کے حق مین
مثل حواریون کے گواہی دیگا لیکن پرکلیطاس نے تو کوئی گواہی نہین دی بلکہ خود
اُسکے ظہور کا واقعہ محتاج شہادت ہوگیا۔

ثالثاً۔ انتخاب نمبری ۴۔ مین تحریر ہی کہ جب تک مین نہ جاؤن وہ نہ آئے گا
مگر خیال مین نہین آتا کہ موجودگی مسیح اُسکی تشریف آوری کی کیون حارج تھی حالانکہ
انتخاب نمبری ۷۔ سے ثابت ہوتا ہی کہ روح حق نے مسیح کی موجودگی مین حواریون کی
ہمراہی اختیار کرلی تھی۔ اور متی باب ۳۔ ورس ۱۶۔ سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ روح مسیح پر
کبوتری کی شکل مین اُتری تھی۔ اس انتخاب مین بھی جو خدمتین آنے والے کے متعلق
بیان کی گئی ہین دانشمند ناظرین غور فرمائین کہ بمنشاے انتخاب نمبری ۵۔ کب
انجام کو پہونچین۔

رابعاً۔ ثالث ثلثہ مین جو صفات الوہیت عیسائی بیان کرتے ہین

وہ اُنکے مذاق کے موافق اُسکی ذاتی اور قدیمی صفات ہین اور دیگر معتقدین روح القدس بھی تسلیم کرتے ہین کہ جو کمالات اُن کو مل سکتے تھے وہ قبل تخلیق آدم مل گئے پس روح القدس نے حسب انتخاب نمبری ۴۔ وہ کون چیز تھی جو باپ خواہ بیٹے سے بعد صعود مسیح کے حاصل کی۔

خامسًا۔ انتخاب نمبری ۲۔ کا منشا یہ ہے کہ آنے والا بھولا ہوا سبق یاد دلائیگا اور عقل سلیم باور کرتی ہے کہ یہ وہی سبق توحید کا ہے جسکو معتقدین تثلیث نے فراموش کیا اور دور احمدی مین یاد دلایا گیا۔ مگر نہ زبانہ ظہور نہ زمانہ آتشین زبانِ حواری کوئی سبق بھولے تھے نہ زبانہ آتشین سے انکو کوئی بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔

پس ان وجوہ سے اُس رائے کی پوری تائید ہوتی ہے جسپر مسلمانون کو اصرار ہے لیکن انتخابات مذکورۂ بالا مین چند تردیدی مواد کا بھی نشان دیا جاتا ہے اور مین ان کو ساتھ جواب کے لکھے دیتا ہون۔

تردید	جواب
انتخابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنیوالا بموجودگی حواریون کے آئیگا لیکن پیغمبر اسلام تو مدتون بعد وفات حواریون کے تشریف لائے۔	خطاب شخصی نہین ہے بلکہ نوعی ہے اور مراد یہ ہے کہ جماعت انسانی آنیوالے کے فیض سے بہرہ مند ہوگی چنانچہ خطاب نمبری ۱ مین مسیح نے اپنی تشریف آوری کا وعدہ کیا تھا

جو ابھی تک پورا نہین ہوا اور بعد تدفین کے جس ظہور عارضی کا عیسائی اظہار کرتے ہین وہ واسطے چارہ کار تیمی کے کافی نہ تھا۔

انتخاب نمبری (۶) مین حواریون کو بانتظار آنے والے کے حکم دیا گیا ہی کہ یروشلم مین ٹھہرے رہین جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ بزمانۂ حیات حواریون کے شخص موعود آنے والا تھا۔

مراد یہ ہی کہ تا تشریف آوری شخص موعود کے پیروان مسیح یروشلم سے لپٹے رہین اور اسی کو اپنا قبلہ قرار دین لیکن بعد رونق افروزی شخص موعود کے سچے عیسائی خانۂ کعبہ کی طرف سجدہ کرین۔ اسطرح کی تاویل اسلیے ضروری ہی کہ جملہ الہامات سما وی کا جوڑ بیٹھ جاے

آنے والے کی تفسیر ان انتخابات مین روح حق اور روح القدس کے ساتھ فرمائی ہی جس سے ثالث ثلثہ مراد سمجھا جاتا ہی

اگر یہ تفسیر مفسرون کی ایجاد ہو اور متن مین بڑھائی گئی ہو تو وہ لائق احتجاج کے نہین ہی اور بظاہر قیاس کیا جاتا ہی کہ یہ اضافہ مفسرون نے کیا ہی کیونکہ مسیح کو غیر معمولی تشریح کی ضرورت نہ تھی پھر روح کا اطلاق پیغمبرون پر بھی ہوا ہی (دیکھیے یوحنا کا پہلا خط باب ۴) بیس یہ اصرار بیجا ہی کہ اس لفظ سے خواہ مخواہ ثالث ثلثہ مراد ہی۔

اگران انتخابات سے بشارت ظہور پیغمبر اسلام مراد لیجائے تو پھر انتخاب نمبری (۱) کے اس فقرہ کی کیا تعبیر ہو گی یعنے روح حق جسے دنیا حاصل نہین کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی ہی اور نہ جانتی ہی لیکن تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمھارے ساتھ ہی اور تم مین ہووے گی۔

جس فقرہ کی تعبیر چاہی جاتی ہی اُسکے معنے مین فی نفسہا تزلزل ہی اور موجودگی روح کے ساتھ وعدۂ ترسیل آیندہ ناظرین کے دلمین اُلجھن پیدا کرتا ہی پس اگر یہ تفسیر زبان فیض ترجمان سے جناب مسیح کے نکلی ہو تو اُسکا مقصود یہ ہی کہ روح حق یعنے نفس پیغمبری کو نہ دنیادار دیکھتے نہ اُسکے مراتب واجب کا ادراک کرتے ہین لیکن تم لوگ ایک پیغمبر کے ساتھ ہو اسیلئے اُسکی عظمت کو جانتے ہو اور آیندہ نبی موعود تمھین ایسے صادقین مین جلوہ افروز ہوگا اور اُسکی تعلیم قیامت تک مومنین صادقین کا ساتھ دیگی۔

(۷) انجیل یوحنا کے باب ۱- ورس ۱۹- لغایت ۲۲- مین یہ قصہ تحریر ہی کہ حضرت **یحیی** سے کاہنون اور لاویون نے سوال کیا کہ کیا تم مسیح ہو اُنھون نے کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ کیا **الیاس** ہو اُنھون نے فرمایا کہ نہین ان دونون سوال کے بعد پوچھا کہ کیا تم وہ **نبی** ہو جواب ملا کہ نہین۔ اس موقع مین حیرت ہی کہ اُس نبی کا کوئی نام و نشان بیان نہین کیا گیا با اینہمہ ظاہر ہی کہ وہ کوئی جلیل الشان نبی علاوہ **مسیح** کے تھا جسکے ظہور کا علما سے بنی اسرائیل اعتقاد مستحکم رکھتے تھے۔

اب سوال یہ ہی کہ وہ کون بزرگ ہین۔ ہم مسلمانون کو عین الیقین ہی کہ یہ وہی **نبی قیدارہی** ہین جنکے ظہور کی بشارت توریت مقدس سے نشان دیگئی۔ مجکو بہ لحاظ حالت اس رسالہ کے صرف چند پیشین گوئیون کی تحریر کا موقع ملا لیکن مین واقف ہون کہ علماے اسلام نے بہت سی پیشین گوئیون کا پتا لگا لیا ہی اور اس خصوص مین بسیط کتابین تحریر کی ہین واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

تنبیہ

مین دانشمندان اہل اسلام کو باقتضاے ضرورت وقت برادرانہ مشورہ دیتا ہون کہ وہ لوگ مجموعۂ بائبل کو زیر نظر رکھین کیونکہ اُن مین بہت باتین ایسی مل سکتی ہین جن سے حقیت اسلام اور وقعت تعلیم پیغمبر علیہ السلام پوری طرح دلنشین ہوا ور بتائید اُس روحانی قوتون کے جنکو اسلام برابر دکھاتا آیا ہی مخالفان اسلام کے اکثر اعتراضون کا جواب خود اُنھین کے مسلمہ صحائف مین ملجائے۔ ان کتابون کی اشاعت عیسائی سوسائٹی نے بدین امید کی ہی اور کرتی جاتی ہی کہ مثل دیگر مذاہب کے اسلام پر بھی مضر اثر ڈالے لیکن درحقیقت قدرت نے یہ سامان واسطے تقویت دین اسلام کے فراہم کر دیا ہی اسلیے ہم سب فدائیان اسلام کا فرض اخلاص ہی کہ اس خدا ساز سامان سے باغراض نصرت دین متین سید المرسلین کے فائدہ اُٹھائین۔ (س) ممکن ہی کہ کوئی دوسرا نبی (عربی قیداری) مبعوث ہونے والا ہوا ورجن پیشین گوئیون کا نشان

دیا گیا وہ اُسکی ذات قدسی صفات سے تعلق رکھتی ہون - (ج) جب ایک مدعی
نبوت پر یہ پیشین گوئیان منطبق ہوگئین اور دیگر دلائل باہرہ سے بھی اُنکے دعوے کی
صداقت ثابت ہوچکی تو اب اسطرح کے خیالات داخل سفسطہ ہین اور اگر انکی کچھ وقعت
کی جائے تو بعثت مسیح علیہ السلام پر بھی اُسکا برا اثر پڑیگا اور ہمیشہ کے لیے یہ پیشین گوئیان
بے سود ہوجائینگی ایسے انتظار کا آخر نتیجہ یہی ہے کہ ایک دن حضرت اسرافیل اپنا صور
پھونک دین اور امت منتظرہ اپنے خیالات کے ساتھ کف افسوس ملتی ہوئی
ملک عدم کو چل بسے -

خوارق عادات

کتاب خروج باب ۷ و ۸ - مین اُن کرشمون کا ذکر موجود ہے جنکو ساحران مصر
نے بمقابلہ معجزات موسوی پیش کیا تھا اور سچ یہ ہے کہ وہ سب کے سب غرابت سے
خالی نہ تھے - ہر چند حضرت **موسی** اُن لوگون پر غالب آئے اور جملہ اہل کتاب باور کرتے
ہین کہ ساحرون کی مجال نہ تھی کہ کلیم اللہ پر سبقت لیجاتے لیکن جن قومون کو نبوت موسوی
کا اقرار نہین ہے وہ تو کہہ سکتے ہین کہ ہر فن اور ہر ایک ہنر مین کوئی نہ کوئی درجہ بلند
رکھتا ہے اسلیے جو کچھ موسیٰ نے دکھایا اور مصریون نے دیکھا وہ بھی ساحرانہ کرشمہ
تھا جسکو سب سے اعلیٰ درجہ کے ماہر فن نے نمایان کیا تھا - الغرض اشتباہ کی گرہ
اُسوقت کھل سکتی ہے جبکہ درمیان **سحر** اور **اعجاز** کے کوئی معقول ما بہ الامتیاز بیان کیا جائے

لیکن افسوس ہی کہ آسمانی کتابون مین ایسا فرق بیان نہین کیا گیا ہی ہان متکلمین اسلام نے اپنے قیاس سے یہ فرق نکالا ہی کہ خارق عادات جسکو معجزہ کہتے ہین صرف سچّا مدعی نبوت ظاہر کرسکتا ہی اور جھوٹے دعویداران نبوت کی قوت سحریہ اسطرح زائل ہوجاتی ہی کہ وہ کوئی کرشمہ خلاف عادت دکھا نہین سکتے۔

یہ فرق جو بیان کیا گیا معقول ہی اور ممکن ہی کہ اُسکی اصلیت بھی ہو لیکن کوئی سند قابل اطمینان نہین ملتی کہ درحقیقت قدرت آلہیہ نے ایسا فرق موجود کردیا ہی اور جھوٹے مدعیان نبوت سے قوت سحریہ سلب کرلیجاتی ہی اور میرا ذاتی قیاس یہ ہی کہ اگر خدا کو دنیا مین اسطرح کا قدرتی تفرقہ دکھانا پسند ہوتا تو وہ جھوٹے مدعیان نبوت کی قوت کلیۃً زائل کردیتا یا اور کوئی بلا اُن کاذبون پر ایسی نازل کردیتا کہ دغابازیون کا انسداد ہوجاتا اور دوسرے فریبیون کو حوصلہ اضلال خلائق کا پیدا نہوتا محض خرق عادت کا کرشمہ دلیل نبوت نہین ہی اسیلیے موسی علیہ السلام نے جھوٹے نبی کی یہ شناخت بیان کی ہی کہ جب وہ خدا کے نام سے ایسی خبر دے جو جھوٹی ثابت ہو تو سمجھنا چاہیے کہ اُس نے گستاخی کی یعنے جھوٹا ہی (کتاب استثنا آخر باب ۱۸) اور مسیح علیہ السلام نے سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان کا معیار اُسکی تعلیم کو بتایا ہی (متی باب ۷ ورس ۱۵ لغایت ۲۰) متی باب ۱۰ سے ظاہر ہوتا ہی کہ مسیح نے منجملہ بارہ شاگردون کے یہودا اسقریوطی کو بھی خوارق دکھانے کی قدرت عطا کی تھی حالانکہ وہ ایسا کمبخت ازلی تھا کہ اُسنے اپنے روحانی اُستاد کو صرف تیس روپیہ معاوضہ لے کے دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار کرادیا پس جب خوارق دکھانے والون کا

ایسا بُرا انجام ممکن ہی تو پھر اِن کرشمون مین کیا بات رکھی جسکو دیکھ کے ہم لوگ باور کرین
کہ کرشمہ دکھانے والا درحقیقت مقبول بارگاہ ایزدی تھا اور اُسکی پیروی ہمارے لیے
ذریعۂ نجات اخروی ہوسکتی ہی۔ یہی خاص نکتہ ہی کہ قرآن پاک مین اسطرح کے خوارق عادات
دلیل حقیت رسالت محمدی بیان نہین کیے گئے اور خداوند خدا نے وہ روشن استدلال
کی اختیار کی جسمین سحر اور شعبدہ کے شبہون کی گنجائش نہ تھی افسوس ہی کہ قاصر النظر مجتی
اس نکتہ کو نہین سمجھتے ارشادات موسوی اور ہدایات عیسوی پر نظر نہین ڈالتے اُلٹے تردید
نبوت محمدی کے لیے یہ حجت پیش کرتے ہین کہ قرآن مین اعجاز محمدی کا تذکرہ تک نہین
ہوا ہی حالانکہ اُنکا یہ بیان خیالی بھی صداقت سے خالی ہی۔ سچے مدعی نبوت کی یہ
صفت ہی کہ اُسکی تعلیم عقلاً عمدہ اور اُسکا طرز عمل اخلاقاً پاکیزہ ہو اُسکی رفتار سے
راست بازی عیان اور اُسکی گفتار سے موحدانہ خداشناسی نمایان دیکھی جائے ایسے
مقدس بزرگون کی ذات سے جو خوارق عادات ظاہر ہوے اُنکو معجزہ کہتے ہین اور اگر
بلا دعوی نبوت پاک بازون سے کوئی خارق عادت ظاہر ہو تو اسکا نام کرامت ہی لیکن
جو لوگ حلیۂ تقدس سے عاری ہون اور کسی قسم کا کرشمہ دکھائین اُنکو ساحر شعبدہ باز
خواہ صاحب استدراج سمجھنا چاہیے طالب حق کو لازم ہی کہ اس فرق کو گہری نگاہ
سے دیکھے اور متاع اعتقاد کو ہوشمندی کے ساتھ دغابازون کی دست برد سے
بچائے انبیاؤن کے نفوس مقدس کو ہر چند وقتاً فوقتاً معجزون سے اسلیے تائید ملا
کی کہ اُنکے دشمن مغلوب ہون یا دوستون کا حسن اعتقاد مستحکم ہو جائے لیکن معلوم ہوتا ہی

کہ بروقت استدعاے منکرین خواہ مخواہ وہ لوگ اُن خوارق کے ظاہر کرنے پر
قادر نہ تھے جنکی خواہش ظاہر کیجاتی تھی اور ظاہر ہی کہ جو باتین مصالح خداوندی
کے خلاف تھین وہ کوتہ اندیشون کے اصرار پر اصول حکمت سے قطع نظر کر کے کیون
دکھائی جاتین چنانچہ انجیل متی کے ملاحظہ سے ثابت ہوجاتا ہی کہ چند دنیا پرستون
نے مسیح سے درخواست کی کہ کوئی معجزہ دکھائین لیکن آپ نے انکار کیا۔ ہیرودیس
نے جسکو امید تھی کہ وہ کوئی کرامت دیکھے گا اُسکو بھی جناب ممدوح نے کوئی معجزہ
نہین دکھایا بلکہ اُسکے سوالات کا جواب بھی نہین دیا (لوقا باب ۲۳ ورس ۸)
حالانکہ بظاہر وہ اچھا موقع تھا کہ دو ایک معجزہ دکھا دیے جاتے اور حاکم وقت کو جسکے
روبرو مخالفان مسیح الزام لگا رہے تھے معتقد بنا لیا جاتا اور اگر ایسا کیا جاتا تو پھر
یہودیون کی زبان غالباً بند ہوجاتی اور آج عیسائیون کے ہاتھ مین عدالتی ثبوت
معجزہ نمائی کا موجود ہوتا لیکن حق یہ ہی کہ جو بات خدا کو منظور نہ تھی اُسکو حضرت مسیح
اپنی مرضی یا کسیکی درخواست پر کسطرح کر دکھاتے۔ ایسی ہی معذوریان پیغمبر علیہ السلام
کو بھی پیش آئین جبکہ اُنکو موافق درخواست مشرکین کے خوارق عادات دکھانے
کی قدرت یا اجازت نہین دیگئی۔ کبھی معجزہ طلب کرنے والے احقاق حق کے لیے
نہین بلکہ صرف مشغلہ کے طور پر فرمایشین کرتے تھے قرآن مین ایسے بے ادب
سرکشون کو الزامی جواب دیے گئے ہین اور انجیل مین بھی تحریر ہی کہ شیطان نے
مسیح سے درخواست کی کہ پتھر کو روٹی بنا دین اور بلند کنگرہ سے زمین پر کود پڑین

لیکن آپ نے اُسکی درخواست کو نامنظور فرمایا (متی باب ۴- ورس ۳- لغایت ۱۰)
اسی طرح فقیہون اور فریسیون نے نشان دیکھنا چاہا لیکن مسیح نے کوئی نشان نہین دکھایا
اور جواب یہ دیا کہ "اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہین" (متی
باب ۱۲- ورس ۳۹)
اکثر شاگردون نے بربناے معجزہ مسیح کی پیروی اختیار نہین کی تھی بلکہ حضورؐ نے روحانی
اثر ڈالا چند سعادتمندون کا مادہ قابل تھا اسلیے وہ متاثر ہو کے رہنماے حقیقت کے ساتھ
چل کھڑے ہوے ہمارے پیغمبر کی روحانی قوت بہت زبردست تھی اُنکے فیض صحبت اور اثر
تعلیم سے بہت بڑی جماعت صادقین اولین کی کھڑی ہوگئی جنمین بعضون کا مرتبہ حواریون
سے بڑھا ہوا تھا بااینہمہ ہزارہا معجزے آپ سے ظاہر ہوئے جو کتب حدیث اور سیر
مین تحریر ہین اور اُنکا ثبوت روایتاً اُن معجزون سے زیادہ قوی اور لائق اطمینان کے
ہی جو نسبت معجزات مسیحی کے پیش کیا جاتا ہی- ہرچند یہ مختصر رسالہ متحمل نہین ہی کہ اُسمین
معجزات احمدی کی کوئی معقول تعداد بیان کیجاسکے لیکن مین تبرکاً چند معجزون کا تذکرہ کیے دیتا ہون-

معجزہ ۱

قال اللہ تعالیٰ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا

---

۱ قیامت قریب آئی اور چاند شق ہوا اور یہ لوگ کوئی نشانی دیکھین مگر روگردانی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ سحر ہی جو سدا ہوتا چلا آیا ہی
جمہور مفسرین کہتے ہین کہ واقعۂ انشقاق قمر بقوت اعجاز ظاہر ہو چکا لیکن بعضون کی یہ راے ہی کہ قرآن مین اُس واقعہ کی خبر دیگئی ہی جو
قریب قیامت نمایان ہوگا- مؤلف نے بہ تسلیم راے جمہور جو حجت الزامی بمقابلہ اہل کتاب تحریر کی ہی وہ بہرحال باوقعت ہی ۱۲

امام مسلم نے عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و شعبہ و انس سے
معجزۂ شق القمر کی روایت کی ہی اور دیگر ایمہ حدیث کی روایتون سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ
مشرکین مکہ کی درخواست پر باشارۂ محمدی قرص قمر کے دو ٹکڑے نمایان دیکھے گئے پس
کوئی وجہ موجہ نہین ہی کہ اُسکے وجود سے انکار کیا جاے (س) اجرام سماوی
مین اسطرح کا خرق اصول حکمت کے خلاف ہی اور پھر اگر اُسکا ظہور ہوا ہوتا تو غیر ممکن
تھا کہ دوسری قومون کے مورخ ایسے واقعہ بدیعہ کو ضبط تحریر مین نہ لاتے ۔ (ج)
خالق اجرام سماوی کے لیے اُسکا پھاڑ دینا اور پھر جُٹا دینا عقلاً کیا دشوار تھا فلسفیون
نے اپنے خیالات کی تائید مین جو دلیلین بیان کی ہین اُنکی تردید کافی علماے اسلام
نے اپنی تصانیف مین کردی ہی مَنْ شَآءَ فَلْيَنْظُرْ فِي كُتُبِهِمْ ۔ رات کا وقت
تھا ممکن ہی کہ دوسرون نے اس واقعہ پر توجہ نہ کی یا یہ کہ جن لوگون نے دیکھ بھی لیا
انکو اپنی خطاے نظری کا شبہ پڑ گیا ۔ اس معجزہ کی صحت پر زیادہ تر اہل کتاب اعتراض
کرتے ہین اور طبیعتون کی جودت دکھاتے ہین مگر آفتاب پر خاک ڈالنے والے خود اپنے
گھر کی خبر نہین لیتے " اور جسدن خداوند نے اموریون کو بنی اسرائیل کے آگے لاکے
اُنکے قابو مین کردیا اُس دن یشوع نے خداوند کے حضور بنی اسرائیل کی آنکھون کے سامنے
یون کہا کہ اے آفتاب جبعون پر ٹھہر ارہ ۔ اور اے ماہتاب تو بھی وادی ایاک کے درمیان!
تب آفتاب ٹھہرا رہا اور ماہتاب ٹھہر گیا یہان تک کہ ان لوگون نے اپنے دشمنون سے

انتقام لیا۔ کیا یہ کتاب الیاشر مین نہین لکھا ہی؟ اور آفتاب آسمانون کے بیچون بیچ ٹھہرا رہا اور قریب دن بھر کے پچھم کی طرف کو مائل نہ ہوا۔ (کتاب یشوع باب ۱۰۔ ورس ۱۲۔ و۔ ۱۳)

دوستو ان تصرفات سماوی کو دیکھو اور غیر قومون کی تاریخون مین ڈھونڈھو کہ اس دن دوپہر کے واقعہ کو کسنے اپنی کتاب مین لکھا ہی اور اگر ایسی کوئی سند نہ ملے تو پھر معجزہ محمدی پر محض اسلیے کہ اُسکی نسبت پیغمبر علیہ السلام کی طرف کیجاتی ہی زبان درازیان نہ کرو تم لوگون کو اقرار ہی کہ موسی کے خلیفہ نے آفتاب اور ماہتاب دونون کو قریب بارہ گھنٹے کے اُنکی طبعی روش پر چلنے نہین دیا پس اُس برگزیدہ خدا نے جو موسیٰ کے مثل تھا اگرچہ چند ساعت کے لیے ماہتاب کے ٹکڑے کر دیے تو اُسکی بدولت نظام عقلی کیون درہم اور برہم ہوا جاتا ہی۔ متی باب ۲۔ مین یہ قصہ تحریر ہی کہ چند مجوسیون کو آسمان کا نوخیز تارا رہنمائی کرتا ہوا چلا اور جہان مسیح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے پہونچ کے ٹھہر گیا مگر اس سیارہ کا تذکرہ نجومیون نے تحریر نہین کیا اور نہ کوئی فلسفی اس حکایت کی صداقت کو تسلیم کر سکتا۔ پس انصاف کی بات نہین ہی کہ شق قمر کی تردید مین وہی حجتین قبول کیجائین جنکا اثر جناب متی کے سیارہ پر پڑتا ہی مگر وہان یہ حجتین مقبول نہین کیجاتین۔

معجزہ ۲

امام مسلم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہی کہ جن دنون حوالی مدینہ مین خندق کھودی جاتی تھی اُنھون نے صرف ایک صاع[۱] جو کا آٹا پسوایا اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا لیکن چونکہ سامان ضیافت بہت مختصر تھا اسلیے پیغمبر علیہ السلام کو چپکے اطلاع دی کہ حضور مع چند اصحاب کے تشریف لیچلین مگر جناب رسول نے اہل خندق کو پکار دیا کہ جابر نے تمھاری دعوت کی ہی چنانچہ ہزار آدمیون کی جماعت جا پہونچی اور جابر اس کثرت کو دیکھ کے گھبرا گئے حضور نے لعاب دہن مبارک آٹے مین ملا دیا اور کچھ ہانڈی مین بھی ڈالا پھر تو خدا کی برکت ایسی نازل ہوئی کہ سب ساتھیون نے سیر ہو کے کھایا اور اُبلتی ہوئی ہانڈی اُسی طرح جوش مارتی رہی اور آٹا بھی علی حالہ موجود تھا۔ متی نے اپنی کتاب باب ۱۴ - مین تحریر فرمایا ہی کہ پانچ روٹیون اور دو مچھلیون سے قریب پانچہزار مرد علاوہ عورتون اور لڑکون کے کھلائے گئے اور پھر بارہ ٹوکریان ٹکڑون سے بھری ہوئی اُٹھائی گئین۔ اب غور کرنے والے انصاف کرین کہ مسلم راوی کو اگر مبالغہ کرنا منظور ہوتا تو ہزار کی جگہ دس ہزار کی تعداد بغرض مقابلہ اعجاز مسیحی کے کہدینا کیا دشوار تھا

معجزہ ۳

دارمی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہی کہ ہم لوگ سفر مین رسول اللہ کے ہمراہ تھے

---

[۱] ایک صاع دو سو بیاسی روپیہ کلدار کے برابر ہوتا ہی یعنے ساڑھے تین سیر انگریزی سے صرف بقدر دو روپیہ وزن مین زیادہ ہے ۱۲

کہ ایک دیہاتی عرب آیا آنحضرت نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحِدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ دیہاتی نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کہتے ہین اُسپر کون گواہ ہی حضور نے ایک درخت کی طرف جو وادی کے کنارہ تھا اشارہ کیا وہ درخت بموجب طلب زمین کو پھاڑتا حاضر آیا آپ نے تین مرتبہ اُس سے شہادت طلب کی اور اُسنے ہر مرتبہ آپ کی رسالت پر گواہی دی اور پھر اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔ یہ ایک ادنی کرشمہ قدرت کا تھا اور جس خدائے قدیر نے دانہ سے درخت جمائے درخت سے شاخین نکالین اور شاخون مین پھل لگائے اُسکے لیے کسی درخت مین قوت رفتار و طاقت گفتار پیدا کردینا کون کہہ سکتا ہی کہ دشوار تھا۔ صدق نیت اور صفائی قلب کی ضرورت ہی ورنہ صادق الایمان آدمی خدا کا نام لے کے بہت کچھ کرسکتا ہی۔ چنانچہ مسیح نے ایک موقع مین حواریون کو مخاطب کرکے فرمایا ہی "کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اگر تمھین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اِس پہاڑ سے کہتے کہ یہان سے وہان چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمھارے لیے ناممکن نہوتی" (متی باب ۱۷- ورس ۲۰)

معجزہ ۴

امام مسلم اور بخاری دونون نے انس بن مالک سے روایت کی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور شکایت

اِمساک باران دعا کی خواستگاری کی آنحضرت نے دونون ہاتھ اُٹھائے اور تین مرتبہ
کہا اللّٰھم اغثنا انس کہتے ہین کہ خدا کی قسم ہم لوگون کو آسمان پر نہ گھٹا نظر آتی تھی
اور نہ بدلی کا کوئی ٹکڑا دکھائی دیتا تھا اور درمیان ہمارے اور کوہ سلع کے کوئی گھر
یا محلہ حائل نہ تھا پس کوہ مذکور کے پیچھے سے ڈھال کے برابر بدلی اُٹھی اور وسط
سما مین پہونچکے پھیل گئی اور پانی برسنے لگا تا آنکہ ایک ہفتہ تک ہم لوگون نے
آفتاب کی صورت نہین دیکھی۔ دوسرے جمعہ کو جناب رسول خطبہ پڑھ رہے تھے
کہ ایک آدمی آیا اور اُسنے کثرت بارش کی شکایت کی آپ نے ہاتھ اُٹھا کے حضرت
باری مین عرض کیا کہ ہم پر نہین بلکہ ہمارے حوالی پر یا اللہ ٹیلون بلندیون نالون اور
درختون کے جمنے کی جگہہ پر پانی برسا الغرض پانی کھل گیا اور سب لوگ مسجد سے سایۂ
آفتاب مین باہر نکلے۔ بڑون کی بڑی باتین ہوتی ہین مؤلف کتاب ہذا نے بھی ایک
واقعہ بچشم خود دیکھا ہی جسکو بلاکم وکاست بیان کرتا ہی۔ جن دنون یہ نیازمند تحصیل
علوم عربیہ مین مصروف تھا ایک سال ایسا امساک باران ہوا کہ عامہ خلائق بلبلا اُٹھی
ایک طرف گرانی غلہ نے ارباب احتیاج کو ستانا شروع کیا اور دوسری طرف فصل
خریف کی امیدون پر مردنی چھا گئی قصبۂ محمد آباد گوہنہ ضلع اعظمگڈھ کے مغرب ایک
چھوٹا قطعہ میدان کا واقع ہی وہان اسوۃ العلماء العاملین قدوۃ الفقہاء الراسخین
اُستاذنا و مولانا حافظ **واجد علی** اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین مع ایک جماعت
مسلمانون کے تشریف لے گئے اور نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ بطریق مسنون

نماز استسقا پڑھی ہم لوگ دعا سے فارغ ہوئے تھے کہ گوشۂ شمال و مغرب سے ابر نمودار ہوا
اور اکثر نماز پڑھنے والے بھیگتے ہوئے اپنے گھر کو لوٹے۔

حکایت

مولانا مرحوم بارادۂ حج گھر سے روانہ ہوئے لیکن **کلکتہ** مین
بعارضۂ تپ مبتلا ہو کے راہی ملک بقا ہوئے۔ **چینی باغ** مین جہان تاجران شکر
ضلع اعظمگڈہ کی دوکانین واقع ہین ساتھیون نے دفن کیا دو سال کے بعد زمین نشیب
کو جہان قبر واقع تھی پانی کی رَو نے کاٹ دیا اور نعش شریف تغیرات جسمانی سے مبرا نمودار
ہوئی۔ ایک سعادتمند مسمی شیخ میرن نے نعش کو قبر سے نکالا اور بعد دینے غسل اور
پہنانے کفن جدید کے بلند جگہہ پر اُسی باغ مین پھر دفن کر دیا۔ شاید بسبب خشک
ہو جانے رطوبت جسمانی کے بال اور ناخن بڑھ گئے تھے جنکو شیخ مذکور نے بوجہ
اپنی لاعلمی کے ترشوایا اور تراشہ کو تبرکاً ایک بوتل مین بند کر کے **چینی باغ** کی مسجد
مین رکھوا دیا جو غالباً ابتک محفوظ ہی۔ مین نے اِن واقعات کو خود نہین دیکھا ہی
لیکن شیخ میرن و دیگر معتبرین نے مجکو خبر دی اور مجکو اس روایت کی صداقت پر کامل
بھروسا ہی۔ مسلمانون کے لیے یہ کوئی انوکھی غیر معمولی بات نہ تھی کیونکہ ایسے واقعات
بہ کثرت سُنے گئے ہین اور یہ تو میری آنکھون کا دیکھا واقعہ ہی کہ حوالی شہر اعظم گڈہ
مین حافظ **وحیدالدین** کی قبر پختہ کی جاتی تھی اتفاقیہ صندوق لحد کھل گیا اور

نعش وکفن دونون کی یہ حالت تھی کہ گویا قبر کے اندر کسی نے ابھی رکھدیا ہی حالانکہ تدفین سے اُسوقت تک کئی ہفتے گذر چکے تھے اور حافظ صاحب کو دم مرگ حبس بول کی شکایت لاحق تھی جو تعجیل بوسیدگی کی محرک خیال کی جاتی ہی۔

مالک ابن انس نے روایت کی ہی کہ چھیالیس برس بعد واقعۂ اُحد کے عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حزام شہدائے احد کی قبرین بوجہ سیل کے کھل گئین اور دونون کی نعشین ایسی تازہ تھین جیسے کہ کل مرے ہین۔ اُن مین ایک کا ہاتھ جراحت پر تھا وہ اپنی جگہہ سے ہٹایا گیا تو زخم سے خون جاری ہوا اور جب چھوڑ دیا گیا تو پھر بدستور موقع جراحت پر جا لگا۔ اسیطرح جابر بن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہی کہ معاویہ نے اپنے زمانۂ خلافت مین کوہ احد کی طرف سے ایک نہر نکالی اور اس ضرورت سے شہیدون کی قبرین کھودنی پڑین راوی کہتے ہین کہ لوگ مردون کو لیجاتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ سورہے ہین اسی نامحمود کارروائی کے ضمن مین سیدالشہدا **امیر حمزہ** کے پائے مبارک پر ایک پھاوڑا لگا اور اُس سے خون جاری ہوا الغرض ان روایتون سے تصدیق آیۂ کریمہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۞ (پارہ ۲ سورۃ البقر رکوع ۱۸) بخوبی ہوتی ہی۔

ف اور جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین اُن کو مرا ہوا نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین سمجھتے ۱۲

معجزہ ۵

صفوہ بن عدی سے مروی ہے کہ بروز احد قتادہ بن النعمان کی آنکھ مین تیر لگا اور حدقہ چشم اپنی جگہ سے باہر نکل پڑا جناب رسالتمآب صلعم نے اسکو اصلی جگہ پر رکھدیا اور وہ آنکھ قتادہ کی دوسری آنکھ سے زیادہ خوشنما بن گئی۔ چنانچہ روایت کی جاتی ہے کہ پسر قتادہ عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا خلیفہ نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے یہ اشعار پڑھے

انا ابن الذی سالت علی الخد عینہ	فردت بکف المصطفٰی ایما رد
فعادت کما کانت لاحسن حالھا	فیا حسن ما عین ویا طیب ما رد

پاک اعتقاد خلیفہ نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگون کو میرے پاس سفارش لانا ہو انکو ایسا ہی ذریعہ پیش کرنا چاہیے۔ ایسے معجزات لائق انکار کے نہین ہین کیونکہ لوقا نے بھی روایت کی ہے کہ مسیح نے ملکھوس کا کٹا ہوا کان جوڑ دیا تھا۔

معجزہ ۶

عن ابن عباس قال ان امراۃ جاءت بابن لھا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالت	ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا انھون نے کہ ایک عورت اپنا بیٹا جناب رسول صلعم کی حضور مین لائی اور عرض کیا کہ

ف مین بیٹا اُس شخص کا ہون جسکی آنکھ رخسارہ پر بہ آئی تھی۔ اور جناب مصطفٰے کی ہتیلی نے اسکو لوٹا دیا۔ پس جیسی تھی ویسی ہی عمدہ حالت مین ہوگئی۔ کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا خوب لوٹائی گئی ۱۲

يارسول الله ان ابني بہ جنون وانه ليأخذه عن غداءنا وعشاءنا فمسح رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره ودعا فثع ثعة وخرج من جوفه مثل الجرو الاسود يسعى۔ (رواه الدارمی)

یارسول اللہ اسکو جنون ہی جسکا دورہ ہنگام طعام چاشت و طعام شب ہوا کرتا ہی آنحضرت نے اسکے سینہ کو سہلایا اور دعا کی پس اُس لڑکے نے قے کی اور پیٹ سے ایک شئی مثل سیاہ بچۂ سگ کے نکلی جو دوڑتی تھی۔

عارضۂ کلب الکلب مین ایک قسم کے کیڑے بشکل بچۂ سگ مریض کے بول مین دیکھے جاتے ہین اسیطرح ممکن ہی کہ لڑکے کے پیٹ سے کسی قسم کا مادہ فاسد بقوت اعجاز خارج ہوا ہو اس سے بہت زیادہ عجیب ایک قصہ متی باب ۸۔ مین بیان کیا گیا ہی کہ دو آدمیون پر دیو سوار تھے جنکی شورش سے راستہ بند ہوگیا تھا جب مسیح علیہ السلام اُنکے قریب پہونچے تو دونون نے فریاد کی اور اسی فریاد کے ساتھ یہ درخواست بھی کی کہ اُنکو سورون کے غول مین جانے دین چنانچہ یہ درخواست منظور ہوئی اور سورون کا غول دریا مین ڈوب مرا۔

معجزہ

روى ابن عدى وابن ابى الدنيا والبيهقى وابونعيم عن انس رضى الله عنه قال كنا[1]

روایت کی ابن عدی و ابن ابی الدنیا و بیہقی و ابونعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اُنھون نے

[1] حق یون ہی کہ اگر جھوٹ کہنا منظور ہوتا تو عنوان بیان یہ اختیار کیا جاتا کہ عورت کی بیکسی پر رسول اللہ کو رحم آیا اور آپنے قُمْ بِاِذْنِي کہکے مردہ کو جلا دیا ۱۲

في الصفة عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم فاتته عجوز عمياء مهاجرة
ومعها ابن لها قد بلغ فلم يلبث
ان اصابه وباء المدينة فمرض
اياما ثم قبض فغمضه النبي صلى
الله عليه وسلم وامره اي انسا
بجهازه فلما اردنا ان نغسله
قال يا انس ائت امه فاعلمها قال
فاعلمتها فجاءت حتى جلست عند
قدميه فاخذت بهما ثم قالت
مات ابني فقلنا نعم فقالت اللهم
انك تعلم اني اسلمت اليك
طوعا وخلعت الاوثان زهدا
وخرجت اليك رغبة اللهم
لا تشمت بي عبدة الاوثان
ولا تحملني في هذه المصيبة
ما لا طاقة لي

کہ ہم لوگ صفہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
تھے کہ ایک اندھی بڑھیا ہجرت کرکے آئی اور اُسکے
ساتھ اُسکا لڑکا بھی جو حد بلوغ کو پہونچ گیا تھا
اُسی عرصہ مین وباے مدینہ کا اثر لڑکے پر پڑا ا
چندے بیمار رہ کے مرگیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُسکو ملاحظہ کیا اور انس کو اُسکی تجہیز کا حکم دیا
راوی کہتے ہین کہ جب ہم لوگون نے غسل دینے کا
ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ اے انس متوفی کی ماں
کو جا کر خبر دو پس مین نے اُس عورت کو خبر دی
وہ آئی اور متوفی کے قدمون کے پاس بیٹھی اور
دونون پانون پکڑ کے پوچھنے لگی کہ کیا میرا بیٹا
مرگیا؟ ہملوگون نے کہا کہ ہان تب اُسنے کہا
کہ اے پروردگار تو جانتا ہے کہ مین بخوشی خاطر تیرا
ایمان لائی اور بتون کو بوجہ پرہیزگاری چھوڑ کے
رغبت کے ساتھ تیری طرف آئی ہے اے پروردگار
میرے معاملہ مین بت پرستون کو خوشی کا موقع
نہ دے اور اس مصیبت مین وہ بوجھ مجھپر مت ڈال

بجمله فو الله ما انقضى كلامها
حتى حرك قدميه والقى الثوب
عن وجهه وطعم وطعمنا معه
وعاش حتى قبض النبي صلى الله عليه و
سلم وهلكت امه- وهذا وان كان
كرامة لامه فانما اعطيتها ببركته
صلى الله عليه وسلم لدخولها
في دينه وكل كرامة لولي
فهي معجزة لنبيه-
(السيرة النبوية والآثار المحمدية للسيد دحلان)

جسکی برداشت کی مجھ مین طاقت نہین ہی پس
خدا کی قسم اُس عورت نے اپنی بات پوری نہین کی
تھی کہ متوفی کے پانون مین حرکت پیدا ہوئی اور منہ
سے اُسنے کپڑا اٹھا دیا خود اُسنے کھانا کھایا اور
ہم لوگون نے اُسکے ساتھ کھایا بعد وفات جناب
رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی مان کے بھی وہ لڑکا
زندہ رہا- یہ واقعہ ہرچند عورت کی کرامت ہی لیکن
آخر یہ کرامت بہ برکت نبی علیہ السلام کے بسبب
قبول کرنے اُنھین کے دین کے حاصل ہوئی اور
سب کرامتین ولی کی اُسکے نبی کے معجزہ مین داخل ہین

کہنے والے اس روایت کی صداقت پر گفتگو کرین گے یا یہ نکتہ نکالین گے کہ مریض کو سکتہ ہوگیا تھا
اور پھر قوت طبعی نے مہر سکوت کو توڑ دیا لیکن اسطرح کے وسوسے تو ہر ایک خبر مین اور نسبت
ہر معجزہ و کرامت کے پیدا کیے جا سکتے ہین چنانچہ ہم تمثیلاً اُس معجزہ احیاے موتے کا تذکرہ
کرتے ہین جو بہ برکت قدسی نفس مسیح علیہ السلام کے ظاہر ہوا تھا- لوقا باب ۸- مین یہ
حکایت تحریر ہی کہ ایک لڑکی مرگئی مسیح علیہ السلام فوراً موقع پر تشریف لے گئے اور
لڑکی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ اے لڑکی اُٹھ چنانچہ وہ اُٹھ بیٹھی- اسیطرح یوحنا کی کتاب باب ۱۲
سے ظاہر ہوتا ہی کہ مریم اور مرتھا اور اُن دونون کے بھائی لعزر کو مسیح پیار کرتے تھے

لعزرمرااورایک غارمین دفن کردیاگیااورغار کے مُنھ پرپتھر رکھدیا گیا تھا چار دن کے
مسیح نے اُس پتھر کو ہٹوایا اور لعزرکو پکارا نامبردہ مع کفن کے غار سے نکل آیا۔
عیسائیون کی طرح ہم سب مسلمانون کو اعتقاد ہے کہ مسیح علیہ السلام مردون کو زندہ
کرسکتے تھے لیکن ہنود اور یہود کو تو ان دونون معجزات پر اُنھین شبہون کے
وارد کرنے کی گنجایش باقی ہے جنکو عیسائی جنٹلمین اعجاز محمدی پر عائد کرتے ہین۔
سچ تو یہ ہے کہ اُنکی حجتون کی دو دھارین ہین جنکی زد اعجاز محمدی اور مسیحی پر یکسان
پڑتی ہین بلکہ جسکا خاص رخ مسیحیون کی طرف ہے وہ زیادہ تیز دکھائی دیتی ہے
کیونکہ کہا جاسکتا ہے کہ درمیان مسیح اور خاندان لعزر کے سلسلۂ نیاز قائم تھا
آپس کی سازش مین وہ زندہ درگور کیا گیا اور پھر کفن کھڑکھڑاتا جیتا جاگتا غار سے
نکالا گیا۔ (س) مسلمان جو روایتین معراج کے متعلق بیان کرتے ہین وہ عقلاً
مستبعد پائی جاتی ہین۔ (ج) واقعہ معراج کی بابت درمیان علماے اسلام کے
اختلاف ہے بعض اُسکو جسمانی اور بعض روحانی قرار دیتے ہین الغرض اُسکی جو کچھ حقیقت
تسلیم کیجاے لیکن ممکن ہے کہ بقدرت الٰہی وجود پذیر ہوئی ہو خواب تو ہم لوگ بھی دیکھتے
اور لیٹے لیٹے چند ساعتون کے اندر دور و دراز مقامات کی سیر کر آتے ہین۔ ہماری
روح اور ہمارے خیالات سے بہت زیادہ انبیاؤن کے جسم خاکی لطیف تھے
اسلیے یہ تسلیم معراج جسمانی بھی کوئی استحالۂ عقلی و قیاسی اور معتقدات اہل اسلام کے
عائد نہین ہوتا۔ حق یہ ہے۔ کہ جو لوگ خدا کے وجود اُسکی قدرت اور عام

معراج

تصرفات روحانی سے منکر ہین اُنکے ساتھ مناظرہ کی دوسری شکل ہی جسکو متکلمین اسلام نے اپنی تصانیف مین بوجہ احسن نمایان کردیا ہی اور اس موقع مین اُن کا بیان کرنا موجب تطویل متصور ہی مگر ارباب مذاہب مشہورہ تو بہت بڑے بڑے واقعات غیر معمولی کا اظہار بر بنا ے قدرت الٰہیہ کرتے ہین پس اُنکو گنجایش باقی نہین ہی کہ معراج محمدی کو خلاف عقل اور دور از قیاس ثابت کرسکین۔ عیسائیت کے منادی کرنے والے کبھی کبھی فلسفیون کا دامن پکڑ کے تعریضین کرتے ہین اسلیے مین اُن بزرگون کو اُنھین کے پیشوا پولوس مقدس کی چند روایتین یاد دلاتا ہون ؎ (بے شبہہ اپنا فخر کرنا مجھے مناسب نہین پر مین خداوند کی رویتون اور مکاشفون کا بیان کیا چاہتا ہون۔ مسیح کے ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ چودہ برس گذرے ہون گے (کہ وہ یا تو بدن کے ساتھ کہ یہ مجھے معلوم نہین یا بغیر بدن کے یہ بھی مجھے معلوم نہین خدا کو معلوم ہی) تیسرے آسمان تک یکایک پہونچایا گیا۔ اور مین ایسے شخص کو جانتا ہون کہ (وہی یا بدن کے ساتھ یا بدن کے بغیر کہ مجھے معلوم نہین خدا کو معلوم ہی) فردوس تک یکایک پہونچایا گیا، اور اُسنے وہ باتین سنین جو کہنے کی نہین اور جنکا کہنا بشر کا مقدور نہین) پولوس کا دوسرا خط قرنتیون کے نام باب ۱۲- ورس ۱- لغایت ۱۷)

دیکھیے مسلمانون کی جماعت مین جو اشتباہ درباب معراج جسمانی و روحانی پڑگیا ہی وہی شبہ پولوس کو بھی پڑا تھا اور جسطرح اسرار الٰہی کو پولوس کے صاحب معراج نے ظاہر نہین کیا ویسا ہی قرآن پاک مین اُسکے بیان سے اعراض ہوا ہی

قَالَ اللہ تعالیٰ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ (پارہ ۲۷۔ سورہ النجم۔ رکوع ۱)

میرا تو یہ خیال ہی کہ تیسرے آسمان تک کوئی گیا ہو لیکن فردوس تک جانے والے ہمارے پیغمبر علیہ السلام تھے اور شاید مسیح نے معراج محمدی کی خبر اپنے شاگردون کو دی تھی انھین سے سُن کے پولوس نے بطور پیشین گوئی اُسکا تذکرہ فرما دیا ہی اور صیغہ ماضی کا واسطے واقعات آیندہ کے اسیطرح مستعمل ہوا ہی جیسیا کہ کتب عہد عتیق مین اُسکا استعمال اکثر پیشین گوئیون مین دیکھا جاتا ہی۔ ہمارے خیال سے علمای مسیحی کب اتفاق کرنے لگے لیکن یہ تو اُن کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ ایسی معراج جسکا اعتقاد مسلمان رکھتے ہین ممکن ہی اور تابعان مسیح بھی اُسکا استفادہ کر چکے ہین۔

رحمت پروردگار

قَالَ اللہ تعالیٰ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (پارہ ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل۔ رکوع ۱۰)

سلہ پس وحی کی خدا نے اپنے بندہ کی طرف جو وحی کرنی تھی۔ جو کچھ پیغمبر نے دیکھا اُسمین اُن کے قلب نے جھوٹ نہین ملایا ۱۲

سلہ اے پیغمبر۔ لوگ تم سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہین تم اُن سے کہدو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہی اور تم لوگون کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہی ۱۲

اس آیہ کے اشارہ سے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین کہ روح ایک جلیل القدر مخلوق خدا ہی
اور اُسکے دامان حقیقت مین کچھ ایسے بھید چھپے ہین جنکا ظاہر کردینا حکمت الٰہی نے
پسند نہین کیا لیکن جیسا کہ اقتضاے فطرت بشری ہی اس پردہ داری نے شوق
تفتیش کو زیادہ بھڑکایا۔ عقلمندون نے موشگافیان کین اور بال کی کھال نکال
ڈالی باایںہمہ خود اُنکا باہمی اختلاف نہ گیا اور نہ ابتک کوئی صورت اطمینان
دکھائی دی کہ ان جستجو کرنے والون مین کسی نے گوہر مراد کو بھی پالیا ہی یا سب کے سب
یر سر غلط سنگریزون کو دُر غلطان سمجھ رہے ہین۔ باوجود اعتقاد وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ
الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا مین خیال کرتا ہون کہ یہ جوہر نورانی مسافر آسمانی بحکم ربانی ظلمتکدہ
جسمانی مین حلول کرتا اور سریر قلب پر متمکن ہو کے تمامی اعضا وجوارح پر جو درحقیقت
اُسکے ارکان دولت ہین شاہانہ فرمان روائی کرتا ہی۔ اُسکی غایت سفر یہی ہی کہ
دارالامتحان دنیا مین اچھے کام کرے اور ذخیرۂ سعادت سے بہرہ مند ہو کے
عالم علوی کی طرف شاد وخرم لوٹ جائے لیکن ناآزمودہ کار فرمان روا کے فرومایہ
اہلکار عناصر خسیسہ کے فرزند ہین۔ ان رذیلون کی صحبت اپنا اثر ڈالتی ہی اور
پھر شیطان جو تجربہ کار اور پُرانا دشمن اولاد آدم کا ہی اُس غریب کو آسانی کے ساتھ
بدراہ کرلیتا ہی الحاصل چند روزہ دَور سلطنت بدکرداریون مین کٹ جاتا ہی اور اپنی
ذاتی خوبیون کو بھی برباد کرکے عالم صغیر کا بدبخت بادشاہ شقاوت کے بوجھے
سر پر دھرے واپس جاتا اور ندامت کی آگ مین جلتا خواہ جلایا جاتا ہی کھیہ

خوش نصیب روحین ایسی وضعدار بھی ہین جن پر بداندیشون کے چلکے نہین چلتے کارگاہ عالم
مین وہ اپنی نیکیان چھوڑ کے ساحت قرب آلہی مین جسکی تعبیر صحائف قدیمہ مین آسمانی
بادشاہت کے ساتھ کی گئی ہی واپس جاتی اور علی قدر مراتب قرب باری کا استفادہ
کرتی ہین - یہ وہی پاک روحین ہین جنکو وقت چھوڑنے قفس عنصری کے یہ
مژدۂ جانفزا سنایا جاتا ہی یَآاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً
مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ لا وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (پارہ ۳۰-
سورۃ الفجر)
خداوندا تو قادر توانا بخشندۂ بےمنت ہی نیک بندون کے طفیل مین مجھ
گنہگار تبہ کار کو توفیق خیر دے - اور اُس حسرت آگین ساعت مین کہ عزیزون
کا سلسلہ وداد دوستون کا سر رشتۂ اتحاد قریب الانقطاع ہو اپنے پاک فرشتون کو حکم
دیدے کہ اس پُرتقصیر کے اعمال سیئہ سے قطع نظر کرین اور تیرا یہ مبارک پیام
مجھکو بھی سُنادین ؎

ای از کرمت امیدوارم	جز مرحمت تو کس ندارم
رحمے کن و دستگیر من شو	اے فیض رسان جملہ عالم

یہ عذر ناقابل قبول ہی کہ دشمنون کی خلش ناجنسون کی آمیزش نے ایسی کشمکش
پیدا کردی کہ سلطان روح کو راہ راست پر چلنا غیر ممکن ہو گیا کیونکہ آخر صالحین کی
روحون کو بھی تو بداندیشون سے سابقہ پڑا اور وہ متاع تقوی کو رہزنون کے

دست بُرد سے صاف بچالے گئین لیکن اُسکے ساتھ یہ فریاد بھی لائق التفات کے ہی
کہ انسان کے لیے خواہش نفسانی کا اُلجھاؤ بہت سخت ہی جو اُلوالعزم اُسکے پھندے
سے بچ نکلے وہ ضرور حُسن خدمت کے صلہ مین مستحق بخشش اور بخشایش کے ہین مگر جو
پھنس گئے اُنکی حالت زار بھی بوادیہ حالات آقاے کریم کی نظر شفقت کو اپنی طرف
توجہ دلا رہی ہی۔ اس واقعہ کا تو خدا شاہد ہی کہ اوامر کی تعمیل نواہی سے پرہیز ایسے
ذمہ داری کے کام ہین کہ عظیم الشان مخلوق اُنکے اُٹھانے سے ڈر گئی لیکن انسان کی
جاہلانہ حوصلہ مندی نے اُس بار گران کو بے عذر اپنے سر پر لے لیا قال اللہ تعالیٰ
إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَ
أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ط إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ
الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (پارہ۔ ۲۲۔
سورۃ الاحزاب۔ رکوع ۹)
لاریب دانشمندی کی بات نہ تھی کہ ایسی خطرناک بازی کھیلی جاتی مگر مین قیاس کرتا ہون

سلہ ہمنے ذمہ داری کو آسمان وزمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو اُنھون نے اُسکے اُٹھانے سے انکار کیا اور
ڈر گئے اور آدمی نے اُسکو اُٹھا لیا وہ بیشک بڑا ظالم اور نادان ہی حاصل ذمہ داری کا یہ ہی کہ اللہ منافق
اور مشرک مردون اور عورتون کو سزا دے اور ایمان لانے والے مردون اور عورتون پر رحم کرے
اللہ بخشنے والا اور مہربان ہی۔ ۱۲

کہ انسان نے ذمہ داری کا بوجھ محض رحمت الٰہی کے بھروسے پر اُٹھایا اُسوقت اُسکو
یہ اندیشہ نہ تھا کہ دنیا مین جاکے خدا کا انکار یا شرک فی الالوہیت کا اعتقاد کرے گا
باقی رہین مرحلہ اعمال کی خفیف لغزشین اُنکی معافی آقاے کریم کے حضور سے حاصل
کرلینا اُسنے چندان دشوار نہین سمجھا۔ سادہ طبیعت روحانیون کو مادی ضرورتون کا
تجربہ نہ تھا اور شیطانی وسوسون کا بھی وہ ٹھیک اندازہ نہ کرسکے۔ الحاصل وقت
عرض امانت ذمہ داریون کا قبول کرلینا آسان معلوم ہوا لیکن کارگاہ دنیا مین مشکلات
کی حقیقت کھلی اور اچھے اچھے بزرگ اندیشۂ حساب سے کانپ اُٹھے۔

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

دانشمند فکر کرنے والے جانتے ہین کہ خدا کی نعمتین بیشمار ہین انسان کی مجال
نہین کہ اپنی محدود طاقتون سے بیشمار نعمتون کا شکر اور ایسے منعم کا فرض عبودیت
ادا کرسکے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر نیک کار بندے بھی حُسن عمل پر مطمئن نہین ہین اور اُنکی
دوربین چشم تمنا مثل ہم تہیدستون کے خدا ہی کے دست کرم کو تک رہی ہے۔

حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال لن ینجی	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مین کوئی بوجہ اپنے عمل کے

احدا منکم عملہ قال رجل ولا ایاک یا رسول اللہ قال ولا ایای الا ان یتغمدنی اللہ منہ برحمتہ ولکن سددوا۔ (رواہ مسلم)

نجات نہ پائیگا ایک آدمی نے عرض کیا کیا آپ بھی؟ حضور نے فرمایا کہ مین بھی مگر یہ کہ اللہ اپنی رحمت سے مجھکو ڈھانپ لے لیکن تم لوگ میانہ روی اختیار کرو

پھر بھی نیک کارون کے حق مین اُنکے اعمال حسنہ سفارش نجات کر سکتے ہین لیکن ہم گنہگارون کی جماعت کے لیے تو سوائے رحمت آلہی کے کوئی دوسرا سہارا نہین ہی۔ زاہدان خجستہ افعال شوق سے اپنی نیکیون کی میزانین دین صحیفۂ اعمال کے گوشوارے بنوائین ہم تہیدستون کی رویداد معاملہ بہت مختصر ہی اگر داور محشر محض اپنے فضل سے بخشدے تو یہ اُسکی بندہ پروری ہی اور اگر نہ بخشے تو سوائے اس التجا کے کسی معذرت کا موقع حاصل نہین۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوبَنَا الْیَوْمَ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ۔ بفحوائے کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْہِمْ فَرِحُوْنَ۔ ایک طرف بندگان صالح اپنے زہد و تقوے پر خوش دل ہین اور دوسری طرف ہم خطا کارون کے سینہ مین اعتقاد رحمت آلہی کا ولولہ اُٹھ رہا ہی پس آج ہم کیون اپنے معتقدات کے مزے نہ لین اور ہمجنسون کو مندرجۂ ذیل تسکین وہ سندین نہ دکھائین۔

سند ۱

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ

فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًاؕ (پارہ۔ ۵۔ سورۃ النسار کوع ۷)

جب خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک فی الالوہیت کرنا گناہ عظیم ہی تو اُسکے وجود سے انکار کرجانا اگر شرک سے زیادہ سنگین نہو تاہم اُس سے کم بھی نہین ہی۔ ان دونون سے کم درجہ گناہون کی نسبت پروردگار عالم خود خبر دیتا ہی کہ وہ صغیرہ ہون یا کبیرہ سب کے سب ممکن العفو ہین۔ یہ خبر فرحت اثر بالضرور اطمینان دلانے والی ہی لیکن اُسکے ساتھ شرط مشیت نے اندیشہ پیدا کردیا اور ٹھیک پتا نہین چلتا کہ کون کون سعادتمند فیض مغفرت سے بہرہ مند ہون گے اور کن بدبختون کو اُس نعمت عظمیٰ سے محرومی نصیب ہوگی۔ دنیا کے بادشاہ ایسے باغیان سرکش کے جرائم معاف نہین کرتے جنھون نے حکومت شاہی کی متواتر تحقیر کی ہو اس لیے منکران توحید کے حق مین جو حکم قہری صادر ہوچکا وہ درحقیقت بیجا نہین ہی۔ موحدون کی جماعت مین بھی کچھ ایسے کوتہ اندیش موجود ہین جو اقرار توحید کی اوٹ مین بصیغہ ارتکاب جرائم بیباکی کا اظہار کرتے ہین ایسے مجرمون کی حالت باغیون سے زیادہ اچھی نہین ہی اور غالباً انھین سیاہ کارون کی شوخ چشمی باعث ہوئی کہ شان مغفرت کے سامنے مشیت کا پردہ لٹکا دیا گیا۔ ان دونون جماعت مبتلاے طغیان وطوفان عصیان کے سوا موحدون کا ایک ایسا فرقہ بھی حاضر ہی جو میدان اطاعت مین نیازمندی کے ساتھ ورثا

ف بیشک اللہ اُس گناہ کو کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جائے نہین بخشتا اور اُس سے کم جسکے گناہ کو چاہے معاف کرتا ہی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو اُسنے بڑے گناہ کا طوفان باندھا ۱۲

لیکن خواہش نفسانی کے دام مین اُلجھ کے گر پڑتا ہی اُسکو اس دوڑ مین پچھڑ جانے سے ندامت ہی ندامت کے ساتھ حسرت حسرت کے ساتھ اعتقاد رحمت اور اُس اعتقاد رحمت کے ساتھ مغفرت کی امیدین وابستہ ہین۔ ایسے گنہگارون کی پیشانی سے مشکل ہی کہ رنگ خجالت دور ہو لیکن قیاساً وہی لوگ معافی کے لائق ہین اور امید قوی ہی کہ کردگار خطا بخش وخطا گذار کی مشیت عموماً اُنھین کے بخشنے مین اپنی فیاضی کے جلوے نمایان کریگی۔ چند آیتون کے بعد اسی سورہ کے رکوع ۱۸۔ مین پھر ارشاد ہوا ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ [1] متکلم بے نظیر کے کلام مین یہ تکرار صرف معنوی نہین بلکہ لفظی بھی دور نہین اسقدر نزدیک اسیلیے گوارا کی گئی کہ اعتقاد شرک کی تحقیر ہو اور تسکین ارباب توحید کے لیے وعدۂ مغفرت کی توثیق کی جائے۔ ناظرین یہ خیال نکرین کہ مؤلف خود اہل غرض ہی اسیلیے درازی دامان مغفرت کا اندازہ اپنے مفید مطلب کر رہا ہی کیونکہ ایک جلیل الشان عارف بالقرآن نے مجھسے پہلے اور مجھسے زیادہ فضاے امید مین بلند پروازی کا اظہار کیا ہی چنانچہ امام **فخرالدین رازی** اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ ابن عباس نے امیرالمومنین **عمر بن الخطاب** کی موجودگی مین فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ جسطرح مشرکون کے عمل صالح اُنکو فائدے نہین دیتے

---

[1] بیشک اللہ اس گناہ کو کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جائے نہین بخشتا اور اُس سے کم جسکے گناہ کو چاہے معاف کرتا ہی اور جو اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہو وہ (سیدھی راہ سے) درحقیقت دور بہک گیا ہی ۱۲

اُسی طرح ارباب توحید کو کوئی گناہ ضرر نہین پہونچائے گا اور امیر المومنین اس تقریر کو سُن کے ساکت رہے۔ مین کہتا ہون کہ اس سکوت سے اشارہ پیدا ہوتا ہی کہ حضرت عمر رض کو ابن عباس کی رائے سے اتفاق تھا مگر انتظامی ضرورتون کے خیال سے اُنکی دور اندیشیون نے صراحت کو مصلحت کے خلاف سمجھا۔

سند ۲

قال اللہ تعالیٰ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا ۝ (پارہ ۵۔ سورۃ النساء۔ رکوع ۲۱)

امام رازی فرماتے ہین۔

قال اصحابنا دلت ھذہ الاٰیۃ علیٰ انّہ لا یعذب صاحب الکبیرۃ لانّا نفرض الکلام فی من شکروا اٰمن ثمّ اقدم علی الشّرب او الزّنا ھذا اوجب ان لا یعاقب بدلیل قولہ تعالیٰ۔

ہمارے علمانے فرمایا ہی کہ اس آیہ سے یہ بات نکلتی ہی کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب پر عذاب نہوگا کیونکہ ہم فرض کرین کہ کسی نے شکر کیا اور ایمان لایا پھر اُسنے شراب پی یا زنا کیا تو بفحوائے قول اللہ تعالیٰ کے لازم ہی کہ ایسا شخص سزا نہ پائے۔

قرآن کے الفاظ صاف ہین اور علماے ماہر نے اُنکی معقول تعبیر فرمائی ہی بعض ناقص الادراک

ف اگر تم لوگ شکر کرو اور ایمان لاؤ تو خدا کو تمھارے عذاب کرنے سے کیا حاصل ہی۔ خدا شکر کا قبول کرنے والا داناہی ۱۲

مفہوم عام کو قیود و شرائط سے پابند کرنا اور حلقہ مغفرت کو بشکل اپنے خیالات کے محدود بنانا چاہتے ہین لیکن الحمدللہ کہ جنت و دوزخ کے حلقون پر اُن لوگون کو حکومت نہین دی گئی ہی ورنہ وہ شاید جنت کے دروازون پر دُہرے قفل لگاتے اور دوزخ کے راستون کو اتنا کشادہ کر دیتے کہ باستثناے معدودے چند سب بندگان الٰہی یکبارگی دہکتی آگ مین جھونک دیے جاتے - منعم کی ستایش جو بمعاوضہ انعام کیجاے اُسکو شکر کہتے ہین لیکن ستایش درکنار خدا کی نعمتون کا شمار کرنا قدرت انسانی سے باہر ہی - انسان اُن نعمتون سے جو اُسکے خلق مین مبذول ہوئین اور جو اُسکی پرورش مین دمبدم مبذول ہوتی رہتی ہی قطع نظر کرکے غور کرے تو توفیق ستایش ایک بڑی نعمت ہی اسیلیے ہر ایک شکر کی توفیق پر دوسرا شکر واجب ہی اور سلسلہ ستایش کتنا ہی دراز ہو لیکن غیر ممکن ہی کہ سر رشتہ نعمت کی برابری کر سکے - ہرگاہ پروردگار اپنے بندون کو ایسی خدمتون کی تکلیف نہین دیتا جو اُنکی طاقت سے باہر ہون اسیلیے ظاہر ہی کہ اس آیہ کریمہ مین تفصیلی نہین بلکہ اجمالی شکر مراد ہی اور صرف ایک مرتبہ اَلشُّکرُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ — صدق دل سے کہہ لینا اسیلیے کافی ہی کہ شکر کرنے والا بندگان شاکرین شمار کیا جاے اور بخششہاے الٰہی سے بہرہ مند ہو کیونکہ ازروے ترکیب لفظی لام استغراق نے کلمہ شکر کو جملہ نعمتون کا مقابل کر دیا اور ذخیرہ حمد پورا بچ رہا - اب منعم فیاض جو صلہ دے وہ پروردگان نعمت کے لیے بہت مگر خود اُسکی شان فیاضی کے مقابلہ مین کم ہی —

حدیث

عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم انہ قال اذا انعم اللہ عبدا النعمۃ فیقول العبد الحمد للہ فیقول اللہ تعالیٰ انظروا الی عبدی اعطیتہ ما لا قدر لہ فاعطانی ما لا قیمۃ لہ۔ (التفسیر الکبیر)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے بیان کیا کہ جب اللہ کسی بندہ کو کوئی نعمت دیتا ہی اور وہ الحمد للہ کہتا ہی تو خدا فرماتا ہی کہ دیکھو میرے بندہ کو مین نے اُسکو بیقدر نعمت دی اور اُسنے میرے حضور مین بے بہا نذر پیش کی۔

جب خدا کی سرکار مین ایسی نکتہ نوازیان اور اسطرح کی قدر دانیان ہوتی ہین تو کیونکر قیاس کیا جائے کہ ارباب توحید پر جو زمانۂ عمر مین لاکھون مرتبہ الحمد للہ کہہ چکے ہین حکم سزا صادر ہوگا اور اُنکی ایسی مرغوب نذرین رائیگان جائین گی۔

سند[۳]

قال اللہ تعالیٰ قُل لِّمَن مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُل لِّلّٰہِ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمْ فَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ (پارہ ۷ سورۃ الانعام رکوع ۲)

---

[۳] اے پیغمبر تو پوچھو کہ جو کچھ آسمان اور زمین کے بیچ مین ہی کسکا ہی تم کہو اللہ کا جسنے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہی اور تم لوگون کو قیامت کے دن جو ضرور آنیوالا ہی یکجا کریگا جو لوگ خود اپنا نقصان کر رہے ہین وہ ایمان لائینگے نہین ۱۲

پروردگار کی صفات کمالیہ مین رحمت و قہر دونون شامل ہین کسکی مجال ہو کہ اُسکے آزاد
اختیارات مین قید و بند لگائے یا اُسکو کسی عمل پر جو مشیت سے خلاف ہو مجبور کر سکے
لیکن یہ تو اُسی فاعل مختار کامل الاختیار کی بندہ نوازی ہو کہ اُسنے بیچارون کے چارہ کار
کے لیے خود اپنی ذات پاک پر جلوہ رحمت کا دکھانا لازم کرلیا ہو۔ آیہ محولہ سے پتا ملتا
ہو کہ یہ رحمت جسکا تذکرہ مربیانہ لہجہ مین کیا گیا اُس دن نمایان ہو گی جب کہ نیک و بد
عرصہ محشر مین حاضر ہون اور جیسا کہ خود قاضی محشر نے بتا دیا ہو دُنیاوی شفقتون کے
تمام سلسلے درہم و برہم ہو جائین۔ قال اللہ تعالیٰ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ
وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ۵ ط
(پارہ ۳۰۔ سورۂ عبس)

یون تو انسان ضعیف البنیان کے لیے خدا کی رحمت اور اُسکی مدد ہر لحظہ اور ہر ساعت
درکار ہو لیکن ایسی کڑی گھڑی مین کہ عزیز و آشنا مُنھ موڑلین اور خود اپنے اعضا تعلق
ہمدردی چھوڑدین اشد ضرورت پیش آنے والی ہو کہ رحمت الٰہی گنھگاران بے یار
و دیار کی مددگار ہو۔ انسان وہی در کھٹکھٹاتا ہو جسکے کھلنے کی توقع ہو مانگتا وہین ہو
جہان کچھ ملنے کی امید ہو پس جب خود قبلۂ حاجات نے پُرزور الفاظ مین امید دلائی
ہو تو حاجتمند آدمی زبان مقال لسان حال سے اسطرح کی التجا کیون معرض

ل اُس دن آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور جورو اور لڑکون سے بھاگیگا اور ہر آدمی کے لیے
اُس دن ایک شغل ہو جسمین پھنسا ہو گا ۱۲

عرض مین نہ لائے۔

عوض شے مرے عصیان و جرم بیحد کا
الٰہی تجکو غفور رحیم کہتے ہین

کہین عدو نہ کہین دیکھ کے مجھے مایوس
یہ اُسکے بندے ہین جسکو کریم کہتے ہین

اسی سورہ کے رکوع ۔ ۶ ۔ مین ارشاد ہوا ہی وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لا اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢبِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اس آیہ مین اُن سعادتمندون کا ذکر ہی جنھون سنے ارتکاب معاصی کیا اور پھر تائب ہو کے راہ راست پر چل کھڑے ہوئے لیکن ضمن بیان مین جملہ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ کا ایک ہی سورہ مین دوبارہ لانا بہت پُرمعنی ہی۔ ہر چند یہ جملہ محل خاص مین بیان کیا گیا لیکن رحمت عام کی شان محض بوجہ خصوصیت محل سکے اپنے اثر کو کم نہین کرتی یعنی یہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ جو لوگ بعد توبہ اصلاح حالت نہ کر سکے وہ رحمت الٰہی سے محروم ہین۔ چنانچہ مین ایک حدیث صحیح کو نقل کرتا ہون جس سے امیدواران مغفرت اپنے پروردگار کے درگذر کا کچھ اندازہ کر سکین گے۔

حدیث

لہ اے پیغمبر جو لوگ ہماری آیتون پر ایمان لائے ہین جب تمہارے پاس آئین تو اُنسے کہو کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے پروردگار نے رحمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہی جو کوئی تم مین سے بوجہ نادانی گناہ کرے پھر اُسکے بعد توبہ کرے اور اصلاح حال کر لے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی ۱۲

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیما یحکی عن ربہ عز وجل قال اذنب عبدٌ ذنباً فقال اللھم اغفر لی ذنبی فقال تبارک وتعالی اذنب عبدی ذنباً علم ان لہ ربا یغفر الذنوب ویاخذ بالذنب ثم عاد فاذنب فقال ای ربّ اغفر لی ذنبی فقال تبارک وتعالی عبدی اذنب ذنباً فعلم ان لہ ربّاً یغفر الذنب ویاخذ بالذنب ثم عاد فاذنب فقال ای ربّ اغفر لی ذنبی فقال تبارک وتعالے اذنب عبدی ذنباً فعلم ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بالذنب اعمل ماشئت فقد غفرت لک قال عبد الاعلے لا ادری اقال فی الثالثۃ او الرابعۃ اعمل ماشئت۔ (رواہ مسلم)

ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے یہ حکایت کی کہ ایک بندہ نے گناہ کیا اور کہا یا اللہ میرا گناہ بخشدے پروردگار نے فرمایا کہ میرے بندہ نے گناہ کیا اور باور کیا کہ اُسکا ایک مالک ہی جو گناہ بخشتا اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہی پھر اُسنے گناہ کیا اور کہا اے پروردگار میرا گناہ بخشدے پروردگار نے فرمایا کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور باور کیا کہ اُسکا ایک مالک ہی جو گناہ کو بخشتا اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہی۔ پھر اُسنے گناہ کیا اور کہا اے پروردگار میرا گناہ بخشدے پروردگار نے فرمایا کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور باور کیا کہ اُسکا ایک مالک ہی جو گناہ کو بخشتا اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہی اے بندے جیسا تو چاہے عمل کر مین نے تجھے بخشدیا۔ راوی حدیث عبد الاعلی نے کہا کہ مجکو یاد نہین کہ تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا کہ جیسا تو چاہے عمل کر۔

حاتم کی سخاوت برامکہ کی جوادی پر سُننے والے عموماً حیرت ظاہر کرتے ہین اور کفایت شعار طبیعتون کو تو اِن روایتون پر اعتبار ہی نہین ہوتا اس حیرت اور بے اعتباری کی بنیاد یہ ہی کہ اِن لوگون نے

اُسطرح کی فیاضیان کبھی نہین دیکھین اور جب خود اپنی طبیعتون پر نظر کرتے ہین تو اُنکی ہمتین ایسی فیاضیون کی متحمل پائی نہین جاتین پس جب ہمجنسون کے محاسن کی یہ حالت ہے تو انسان کو محامد الٰہی پر جو مثل اپنی ذات کے عدیم المثل فقید النظیر ہین جو کچھ تعجب ہو اُسپر کوئی کیون تعجب کرے۔ اس حدیث کو سُنکے شاید کوئی حجتی اعتراض کرے کہ بار بار ارتکاب معاصی کے بدلہ مین ایسی بخشش عام جسکا تذکرہ کیا گیا خلاف قیاس ہے اسلیے مین بتائے دیتا ہون کہ گناہون کا یہ معاوضہ نہین ہے بلکہ صانع باکمال کو اپنے بنائے ہوے پُتلے کی یہ نیازمندی بھا گئی کہ اُسنے گناہ کیا توبہ شکنی کی لیکن پھر بھی اُسکے حُسن اعتقاد نے آقا کا دامان عاطفت نہین چھوڑا۔ اُسکو وسوسۂ شیطانی نے مرحلۂ اطاعت سے بار بار ہٹایا لیکن جب جب ہٹایا گیا درگاہ عالم پناہ کی طرف رجوع لایا اور رحمت الٰہی کے قدمون پر گر پڑا۔

یا ربّ ان عظمت ذنوبی کثرۃ[1]	فلقد علمت ان عفوک اعظم
ان کان لا یرجوک الا محسن	فمن الذی یدعو و یرجو المجرم

سند

قال اللہ تعالیٰ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ

[1] اے پروردگار ہرچند میرے گناہون کی تعداد زیادہ ہے۔ لیکن مین جانتا ہون کہ تیری بخشش اُس سے بھی زیادہ ہے۔ اگر صرف نیک کار تیری درگاہ کا امیدوار ہوسکتا ہے۔ تو پھر گناہگار کسکو پکارے اور کسکی امیدواری کرے ۱۲

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝

(پارہ ۲۴ - سورۃ الزمر رکوع ۶)

ہم فرض کرتے ہین کہ ایک جواد دولت مند جسکی فیاضیان مشہور ہین اپنے قصر دولت کی چھت پر جلوہ افروز ہی اور ہاتون کے اشارے سے فقیرون کی جماعت کو اپنی طرف بلا رہا ہی - افلاس زدہ گروہ مین ایک فلسفی بھی شامل ہی جسکے پانؤن کی لغزشین اُسکی فاقہ مستیان ظاہر کرتی ہین - اشارہ کرنے والے سے کہا نہین کہ وہ ان لوگون کو بذل نعمت کے لیے بلا رہا ہی یا تہدید شدید کرتی ہی کہ یہ کثیف چمنستان عیش کی ہوا گوگندہ نہ کرے پھر ایک عقلی خطرہ یہ بھی موجود ہی کہ حاجتمندون کے غوغا نے آسایش مین خلل ڈالا اس لیے صاحب خانہ نے واسطے اُنکی گوشمالی کے تکلیف قدوم گوارا فرمائی ہی کون کہ سکتا ہی کہ بدگمانیون کے پہلو حلقۂ امکان عقلی سے خارج ہین لیکن سوال یہ ہی کہ کیا بھوکا فلسفی اس اشارہ کو دیکھ کے ترتیب مقدمات مین وقت رائگان کریگا یا اس لیے دوڑ پڑیگا کہ سب سے پہلے دولت صدقہ سے بہرہ مند ہو ؟ میری تو یہ راے ہی کہ کلی وجزی کی حقیقتین فرط امید مین فراموش ہونگی اور کاسۂ دماغ مین اُسوقت اس خیال کے سوا اور کچھ نہو گا کہ اب کشکول گدائی چند ساعت مین لبریز نعمت ہوا چاہتا ہی حاصل تمثیل یہ ہی کہ حکیمانہ مصالح سے ہر چند ابھی قطعی احکام مغفرت صادر نہین کیے گئے

---

[1] اے پیغمبر کہدو کہ اے ہمارے بندون جنھون نے (بوجہ ارتکاب معاصی) اپنے اوپر زیادتیان کین اللہ کی رحمت سے ناامید نہو وہ تو بخشنے والا مہربان ہی ۱۲

لیکن صدائے کرم نے بہرہ مندی کی ایسی امیدین دلائی ہین کہ اُنکی چمک اور دمک مین مایوسی کی تیرگی دکھائی نہین دیتی۔ اس آیۂ کریمہ مین صراحتہً صرف نا امیدی سے ممانعت ہی مگر اُسی کے ساتھ خدا نے اپنے رحم و مغفرت کا تذکرہ پُر زور الفاظ مین فرمایا ہی جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ انعام الٰہی حاجتمندون کے حوصلہ سے زیادہ اور ارحم الراحمین کے شایان شان ہوگا عِبَادِيَ کا پیار الفظ جَمِيْعًا کی دلپسند تاکید اُن دونون کے بعد جملہ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ عزیزو، بڑا معنی خیز بہجت انگیز ہی دنیا کے حاکم جب ایسے اشارون کا استعمال کرتے ہین تو آخر اُن سے تمھاری امیدین نیک نتیجے پیدا کر لیتی ہین پس جب بادشاہون کا بادشاہ خود اُن کا استعمال فرماتا ہی تو پھر ایک دوسرے کو کیون مبارکباد نہین دیتے اور شکرانۂ کامیابی مین جبین عقیدت کو واسطے سجدہ کے نہین جھکا لیتے۔ از روے ترکیب عربی جملہ هو الغفور الرحیم سے معنے حصر پیدا ہوتے ہین اور شک نہین کہ رحم حقیقی اور بخشش واقعی وہی ہی جو معلل باغراض ذاتی نہو۔ دنیا کے سب ارباب جود و کرم کا اظہار کسی نہ کسی غرض سے کرتے ہین اور جسمانی خواہ روحانی کوئی نہ کوئی فائدہ ذاتی اُنکی دامان شفقت مین چھپا رہتا ہی یہانتک کہ مان اور باپ بھی فرزندون کے ساتھ اسی لیے رعایت کرتے ہین کہ اُنکی خدمتون سے آیندہ فائدے اُٹھائین اُنکی محبوب صورتین کلیجے مین ٹھنڈک پیدا کرین خواہ خاندان کا نام و نشان اُنکی ذات اور نسل سے قائم رہے۔ بڑے سے بڑا بے نیاز دنیا اپنی ناموری کا نیازمند رہتا ہی اور اگر طبیعت پر ولولۂ خدا شناسی غالب ہو تو رحم و عفو کا شعار اسلیے اختیار کرتا ہی

کہ رضاے الٰہی کو حاصل کرے لیکن ذات پاک باری جامع کمالات ہے اور بے وقعت مخلوق سے اپنی ذات وصفات کے لیے کسی قسم کا استفادہ کرنا اُسکی شان اُلوہیت کے خلاف ہے۔ وہ انسانی حمد وثنا کی جو کچھ قدر افزائی کرتا ہے یہ اُسکی خالقانہ بندہ نوازی ہے ورنہ درحقیقت مدح خوانی کی اُسکو پروا نہین ہے اور نہ اسطرح کی حمد وثنا سے اُسکو کوئی ذاتی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ الحاصل غفور وہی ہے رحیم وہی ہے دوسرے کیسے ہی نقلین اُتارین مگر غیر ممکن ہے کہ حدامتیازی مٹ جائے اور اصل ونقل کا تفاوت دور ہو۔

شذ

قال اللہ تعالیٰ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ (پارہ ۱۴۔ سورۃ الحجر۔ رکوع ۴)

ٹھیک اسی آیہ کے پہلے ارباب تقوے کو جنت کی بشارتین دی گئی ہین ہمارا خدا رحمت کے ساتھ صفت علم سے متصف ہے اور واقعات کَانَ وَمَا یَکُوْنُ سب اُسکے سامنے حاضر ہین پس غیر ممکن تھا کہ وہ نہ جان لیتا کہ اتقیا کے گروہ سے بڑی ایک جماعت اُسکے بندگان گنہگار کی ہے اور تذکرہ رحمت مین اُن بیکسون کی دلدہی نہ کرنا بے نیاز کی شان بندہ نوازی سے بعید ہے۔ الغرض نبی کریم کو حکم ہوا کہ صلاے کرم اُن سب لوگون کو سنا دین جو عبودیت الٰہی کا اعتراف کرتے ہون۔ علم اصول فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ جب

ؔ اے پیغمبر میرے بندون سے کہدو کہ مین بخشنے والا مہربان ہون اور میرا عذاب دردناک عذاب ہے ۱۲

کسی صفت کے لگاؤ مین اُسکے مناسب حال حکم صادر ہو تو علت صدور حکم وہی صفت ہوا کرتی ہی **مثلاً** اگر کہا جائے کہ سارق مستوجب سزا ہی تو سمجھنا چاہیے کہ سرقہ حکم سزا کی علت ہی علی ہذا خدا کے اس ارشاد سے کہ بندگان متقی جنت مین جائین گے ثابت ہوتا ہی کہ یہ سعادت اُن لوگون کو بدولت تقوی حاصل ہونے والی ہی۔ اس آیہ مین حکم ہی کہ میرے بندون کو بشارت دو پس سمجھنے والے کیون نہین سمجھ لیتے کہ شان رحمت نے گوارا نہین کیا کہ نیک کار بندے وعدۂ انعام سے روحانی سرور حاصل کرین اور بندگان گنہگار مایوسی کے ساتھ مُنھ دیکھین اسیلیے شرف عبوویت نے تحریک کی اور یہ جانفزا بشارت مقران بالعبودیت کو دیگئی اس سند مین وہ سب اشارے موجود ہین جنکی تشریح سند متقدم الذکر مین کی گئی لیکن انی و ۲ نا کی ضمیر متصل اور منفصل نے لطف اشارہ کو دوبالا کردیا ہی فقرہ اَنَّ عَذَابِی هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ کا مفہوم بھی خدا کی جلالت کے شایان شان ہی۔ دنیا مین مرد حلیم کی آتش غضب جلد بھڑکتی نہین اور جب بھڑکتی ہی تو بآسانی بجھتی نہین اسی تجربہ پر قیاس کرنا چاہیے کہ اگر ان حلیمون کا خلاق اپنی قہری صفت کا اظہار کرے تو اُسکے شعلے کتنے بلند اور دیرپا ہون گے لیکن گفتگو یہ ہی کہ کیا بروز حساب وہ ارباب توحید پر بھی اظہار قہر فرمائے گا ؟ اگر جواب اثبات مین ہو تو دوسرا سوال یہ ہی کہ کس حد تک ؟ رموز قدرت کو خدا کے بندے بالخصوص وہ جو گنہگار ہون کب جان سکتے ہین لیکن جو اشارا اُسی کے بیان سے پیدا ہوتا ہو یا جو خبر اُسکے رسول نے دی ہو وہ کسی کے چھپائے چھپ بھی نہین سکتی۔ آیۂ محولہ مین پہلے خدا نے اپنی

ذات پاک کو رحمت وغفران کی صفت سے متصف ظاہر کیا اور اُسکے بعد اُس عذاب کا
بھی تذکرہ فرما دیا جو اُسکے کارخانہ قدرت مین مہیا ہی لیکن پھر بھی بمقابلہ صفات جمالیہ کے
نہ اپنے تئین معذب کہا اور نہ کسی دوسری قہری صفت سے موصوف ظاہر فرمایا ہی
اب مین پوچھتا ہون کہ کیا اس تفرقہ سے کوئی اشارہ پیدا ہوتا ہی؟ اور اگر پیدا ہوتا ہو
تو وہی مقصود بیان اور ذریعہ تسکین خاطر ہم گنہگاران ہی اشارہ قرآنی کو محفوظ فی الذہن
رکھ کے دو حدیثون کو اس موقع مین سُن لیجیے۔

حدیث

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لما خلق اللہ الخلق کتب فی کتابہ فھو عندہ فوق العرش ان رحمتی تغلب غضبی (رواہ مسلم)	ابوہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب خدا نے مخلوقات کو بنایا تو اپنی کتاب مین جو اُسکے پاس عرش پر ہی لکھ لیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہو گی

شان رحمت کا غالب اور قوت قہریہ کا مغلوب ہونا تو ثابت ہو گیا اب ارباب توحید کے
انجام کو ملاحظہ کیجیے۔

حدیث

روی ابو موسی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	روایت کیا ابو موسی نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

قال اذا كان يوم القيامة واجتمع اهل النار في النار ومعهم من شاء الله من اهل القبلة قال الكفار لهم الستم مسلمين قالوا بلى قالوا فما اغنى عنكم اسلامكم وقد صرتم معنا في النار فتفضل الله تعالى بفضل رحمته فيامر باخراج كل من كان من اهل القبلة فيخرجون منها فيود الذين كفروا لو كانوا مسلمين وقرء رسول الله صلى الله عليه وسلم ربما يود الذين كفروا لو كانوا مسلمين (تفسير كبير)

فرمایا کہ جب بروز قیامت دوزخی دوزخ مین اکھٹے ہونگے اور اُن کے ساتھ جنکو خدا چاہے اہل قبلہ بھی ہونگے تو اُن لوگون سے کفار پوچھینگے کہ کیا تم مسلمان نہین ہو؟ اہل قبلہ کہینگے کہ ہین تو تب کفار کہینگے کہ جب تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ مین ہو تو تمکو اسلام کیا فائدہ ملا پس اللہ اپنے فضل و رحمت سے مسلمانون پر احسان کریگا اور حکم دیگا کہ اہل قبلہ دوزخ سے نکال لیے جائین اُسوقت کفار تمنا کرینگے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے اور پیغمبر علیہ السلام نے پارۂ ۱۴ کی پہلی آیت پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہو کہ کافر بہتیرے تمنا کرینگے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے

مجاہد نے بھی ابن عباس سے روایت کی ہو کہ خداوند عالم برابر مسلمانون پر رحم کرتا جائے گا اور شفاعت انبیا و ملائکہ کے اُنکو دوزخ سے نکال کے داخل جنت کرتا رہے گا۔ اور آخر مین حکم عام دیگا کہ ہر مسلمان داخل جنت کیا جائے اُسوقت کافر وہ تمنا ظاہر کرینگے جسکا بیان پارۂ ۱۴ کی شروع آیت مین ہوا ہے۔

دوستو دروازۂ رحمت بہت وسیع ہو اور جنت کی عمارتین بھی تنگ نہین ہین ہان اکثر امیدوارون کے نقد عمل ضرور کھوٹے ہین لیکن دنیا مین مفلس نہون تو دست فیاض کسکو فیاضیان دکھائے بھوکے نہون تو صدقے کی روٹیان کون کھائے پس خود

رحمت الٰہی کی وسعت خواستگار ہی کہ ہم لوگونکی جماعت کو سہولت کے ساتھ قصر جنت مین پہونچادے
اور دوست و دشمن بنیان رفیع الشان کی جلالت قدر کو دیکھین اور خدا کی حکیمانہ پروانہ
کا اعتراف کرین۔

حضرت **نوح** ؑ نے جب اپنی کشتی بلاخیز طوفان مین ڈالی تو کہا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا
وَمُرۡسٰىهَا اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ان کلمات کی برکت سے اُنکی کشتی ساحل مراد کو پہونچی
ہم بندگان الٰہی دن رات مین کتنی مرتبہ خدا کا نام ساتھ تذکرہ رحمت کے لیتے ہین اسلیے
بہت قرین قیاس ہی کہ ہماری امیدون کی کشتیان قیامت کے دن قعر بلا سے صحیح وسالم
نکل آئین۔ نام خدا خدا کے نام مین بہت بڑی برکت ہی وہ صرف نام لینے والے کو فائدہ نہین
پہونچاتا بلکہ دور دراز وسائل تک اُسکا مبارک اثر سرایت کرجاتا ہی۔ چنانچہ روایت
کی گئی ہی کہ ایک اُولوالعزم نبی نے راہ چلتے کسی قبر کو ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ صاحب قبر
پر عذاب ہو رہا ہی اتفاقاً لوٹتے ہوئے پھر اُسی راستہ سے اُنکا گذر ہوا اور یہ عجیب کرشمہ
قدرت نظر آیا کہ ملائکہ رحمت طبقہاے نور صاحب قبر کے لیے ہدیہ لائے ہین۔ اس
واقعہ کی حقیقت حال لائق تفتیش تھی نبی نے جناب باری کی طرف رجوع کیا وحی آئی کہ
اس میت نے دم مرگ اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑا تھا جو بعد وفات شوہر بیٹا جنی وہ بڑا
ہوا اور مکتب مین خداے رحیم کے نام کی تعلیم حاصل کی پھر تو دریاے رحمت جوش
مین آگیا اور غیرت الٰہی نے گوارا نہین کیا کہ سطح زمین پر بیٹا۔ خدا کا اسطرح نام لے اور
زیر زمین اسکے باپ پر عذاب ہوتا رہے صحیح تعبیر مسیح کے تعلیم کی یہ ہی کہ اگر آدمی خدا پر

بھروسہ رکھتا ہو اور پہاڑ کو حکم دے کہ ٹل جا تو اُسکی مجال نہین ہی کہ اپنی جگہ پر ڈٹا رہے بزرگان سلف مین ایسے بھروسا کرنے والے بہت گذرے ہین اور آج اُنکی کارروائیان جو محض حسن اعتقاد کی بنیاد پر ظاہر ہوئین بنام کرامت تعبیر کیجاتی ہین چنانچہ سرلشکر اسلام **خالدؓ** بن الولید کی نسبت حکایت کیجاتی ہی کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہکے سم قاتل نوش کر گئے جان جانا تو بڑی بات تھی ایک بال بھی اُن کا بیکا نہین ہوا **زیدؓ** ابن حارثہ کسی منافق کے ساتھ مکہ سے طائف کو چلے دغا باز رفیق نے بحالت خواب اُنکے ہاتھ اور پانوُن باندھ دیے اور آمادۂ قتل نظر آیا زید نے جب دست تدبیر کو بیکار پایا تو خلوص عقیدت سے پُکار اُٹھے یَا رَحْمٰنُ اَغِثْنِیْ آخرکار خدا کا فرشتہ آپہونچا باندھنے والے کو سزا ے موت دی اور بندھے ہوئے کی بندشین کھول دین۔ اب بھی اگر ارباب توحید پر سودا ے بے اعتمادی غالب نہو تو دین و دنیا دونون جگہ کی مشکلات کو خدا کا نام لے کے حل کرنا کچھ بھی دشوار نہین ہی۔

سند ۶

حدیث

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قُدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْیٍ فَاِذَا امْرَاَۃٌ مِّنَ السَّبْیِ تَبْتَغِیْ اِذَا	عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے ایک عورت منجملہ اُن قیدیون کے جستجو کرتی

وَجَدَتْ صَبِيًّا فِى السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَۃَ طَارِحَۃً وَلَدَهَا فِى النَّارِ قُلْنَا لَا وَاللّٰهِ وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰی اَنْ لَّا تَطْرَحَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا (رواہ مسلم)

اور جب ایک بچہ کو قیدیون مین پاتی تو اسکو اُٹھا کے پیٹ سے لپٹا لیتی اور دودھ پلاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون سے پوچھا کہ کیا تم لوگون کی رائے مین یہ عورت اپنے بچہ کو آگ مین ڈال دیگی ؟ ہم لوگون نے عرض کیا کہ نہین خدا کی قسم اگر اُسکے امکان مین ہو تو نہ ڈالیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت اپنے بچہ پر جتنی مہربان ہے اُس سے زیادہ پروردگار اپنے بندون پر مہربان ہے۔

حدیث

عن عامر الرام قال فبينا نحن عنده يعنى عند النبى صلى الله وسلم اذا اقبل رجل عليه كساء وفى يده شيء قد التف عليه فقال يا رسول الله انى لما رايتك اقبلت اليك فمررت بغيضة شجر فسمعت فيها اصوات فراخ طائر فاخذتهن

عامر الرام سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی گلیم اوڑھے پہونچا اور اُسکے ہاتھ مین کچھ چیز گلیم مین لپٹی ہوئی تھی اُس مرد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے حضور کو دیکھا اور آپ کی طرف چلا پس میرا گذر ایک جھاڑی مین ہوا اور وہان چڑیون کے بچون کی آواز سُنی

فوضعتهن فی کسائی فجاءت امهن فاستدارت علی راسی فکشفت لها عنهن فوقعت علیهن فلففتهن فی کسائی فهن اولاء معی فقال ضعهن فوضعتهن وابت امهن الا لزومهن فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتعجبون لرحم ام الافراخ فراخها فوالذی بعثنی بالحق الله ارحم بعباده من ام الافراخ بفراخها ارجع بهن حتی تضعهن من حیث اخذتهن وامهن معهن فرجع بهن۔

اور اُنکو پکڑکے اپنی گلیم مین رکھ لیا تب اُن کی مان آئی اور میرے سر پر چکر لگایا مین نے بچون کو دکھایا تو وہ اُن پر آگری پھر مین نے بچون کو گلیم مین لپیٹ لیا جو یہ میرے پاس موجود ہین حضورنے فرمایا کہ اُنکو رکھدے اور مین نے رکھدیا مگر اُنکی مان اُنکے پاس سے نہ ٹلی پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا تم لوگ اُس شفقت پر جو مان کو اپنے بچون پر ہی تعجب کرتے ہو ؟ اُس ذات کی قسم جسنے مجکو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہی ہر آئینہ اللہ اپنے بندون پر زیادہ شفیق ہی بہ نسبت بچونکی مان کے اپنے بچون پر اور فرمایا کہ اِنکو لیجا اور وہان رکھدے جہان سے نکالا ہی اور اُنکی مان اُنکے ساتھ ہو پس وہ مرد اُن کو لے گیا۔

(رواہ ابو داؤد)

ان حدیثون مین انسانی اور حیوانی مانؤن کے نمونہ شفقت ناظرین نے ملاحظہ کیے اور پھر مین عرض کرتا ہون کہ انسان ہر چند خود غرض مخلوق ہی لیکن لسا اوقات مادرانہ شفقت عورتون کو آمادہ کرتی ہی کہ اپنی عزیز جان کو بچون پر فدا کردین۔ میرے ایک بڑے

ذی علم دوست کسی جگہ بہ تعلق ملازمت مع اہل وعیال سکونت پذیر تھے اتفاقاً گھر مین آگ
لگی اور اُس کمرہ سے جسمین اُنکا بچہ سو رہا تھا آگ کے شعلے بلند ہو چلے ہمارے دوست
قوی بازو مرد دلیر تھے لیکن غرق حیرت کھڑے رہے اور ناز پروردہ شریف بی بی جلتے
ہوئے گھر مین گھس گئی اور پیارے بچے کو نکال لائی۔ ہر انسان مدنی الطبع تسلیم کرتا ہے
کہ دنیا مین مان سے زیادہ دوسرا شفیق نہین ہے وہ قبل از حمل تمنائین کرتی ہے اور
بعد حمل جان بوجھ کر کہ اسکو خطرناک مرحلہ درپیش ہے واسطے سلامتی اُس عزیز کے
جسکی صورت بھی نہین دیکھی دعائین شروع کر دیتی ہے۔ وہان رحم مین پورا ڈھانچہ
نہین بنا کہ یہان خیر اندیش مان نے خیالی صورت کھڑی کر لی اور اپنے حوصلہ کے
موافق اقبالمندی کے تاج اور سعادتمندی کی قبائین بیجان قالب کو پہنانی
شروع کر دین۔ امیدون کے ہجوم مین وہ فرزندانہ اطاعت کی آس بھی صندوق
سینہ مین چھپائے رہتی ہے لیکن ہرگاہ ہزارون مثالین دیکھ چکی ہے کہ بے درد
فرزند جوان ہو کے مادری حقوق کو بھول جاتے ہین اسلیے چمنستان تصور مین
اُسکی امیدون کی کلیان مُرجھائی ہوئی دکھائی دیتی ہین با این ہمہ شفقت
فطری کا ہرا بھرا باغ بدگمانیون سے متاثر نہین ہوتا۔ شک نہین کہ اگر مان کو قطعاً
معلوم ہو جاے کہ سلوک نیک کا کیا ذکر آیندہ چل کے صاحبزادے اُسکے
تعلقات بطنی کو بھی فراموش کر دین گے تاہم وہ اپنی خیر طلبی سے دست کش نہوگی
چنانچہ تائید اس بیان کی حکایت ذیل سے ہوتی ہے جو کتاب سلاطین باب ۳ مین تحریر ہے

حکایت

دو عورتین ایک ہی گھر مین سکونت پذیر تھین تھوڑے تفاوت ایام مین دونون بچے جنین ایک مرگیا اور دوسرا زندہ رہا۔ دونون عورتون مین ہر ایک نے دعوی کیا کہ زندہ بچہ اُسی کا زائیدہ ہی اور دوسری کا بچہ مرگیا۔ یہ مقدمہ حضرت سلیمان کے اجلاس مین پیش ہوا اور پیچیدگی یہ نظر آئی کہ سوائے بیان دعویداران کے کسی شہادت ضعیف یا قوی کا وجود نہین ہی۔ دانشمند فرمان روا نے تلوار منگائی اور حکم دیا کہ بچہ کے دو مساوی ٹکرڑے کیے جائین اور ایک ایک ٹکڑہ ہر دعویدار کو دیدیا جائے، جھوٹی عورت اس فیصلہ پر رضامند ہوگئی کیونکہ چیر پھاڑ مین ہرچند ایک بے گناہ معصوم کی جان جاتی تھی لیکن اُسکا یہ مطلب تو حاصل ہوتا تھا۔

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتم　　گو مشت خاکِ ما ہم بر باد رفتہ باشد

لیکن سچی عورت کے پیٹ مین قبل نفاذ حکم چھریان پڑگئین اور وہ چلا اُٹھی کہ منصف تما قطع و برید کی ضرورت نہین مسلم لڑکا دوسری عورت کو دیدیجیے۔ جب مادری شفقت کا پتا چل گیا تو پھر فیصلہ مین دشواری باقی نرہی اور آخرالذکر عورت کی گود مین تنزاعی بچہ دیدیا گیا۔ بھیک مانگنے والی عورتین گود مین بچہ دبائے صبح سے شام تک چکر لگاتی دربدر ٹھوکرین کھاتی ہین لیکن اس تنگ حالی مین بھی گوارا نہین ہوتا کہ خود سیر ہو کے کھائین اور بچہ بھوکا رہے خدا ہی جانتا ہی کہ بدنصیب مائین اپنے جذبات کو کس طرح

دبا لیتی ہین لیکن دیکھنے والون نے اکثر دیکھا ہی کہ گدا گر عورت کشکول گدائی سے نرم نرم لقمے چن کے اپنے فرزند کے مُنھ مین ڈالتی ہی اور خود بچے بچائے خشک ٹکڑون کو چبا کے پڑرہتی ہی دن بھر کی تھکی ہوئی وہ گرم راتون مین مروحہ جنبانی کرتی ہی کڑکڑاتے جاڑے مین بچے کو گدڑی سے چھپا لیتی ہی اور اگر کوئی گوشہ بچ رہا تو اُسی ناکافی حصہ کو واسطے اپنی آسایش کے قناعت کرتی ہی۔ شدت سرما سے کلیجہ کانپ رہا ہی لیکن گرمجوشی مین وہ اپنے لخت جگر کو سینہ سے لپٹا لیتی ہی کہ جسم کی حرارت غریزی سے بچے کو راحت ملے۔ یہ سچ ہی کہ بعض حالتین معذوری کی ایسی بھی پیش آجاتی ہین کہ سخت دل مائین اپنے فرزندون سے قطع تعلق کرتی ہین لیکن اُن معذوریون کی داستان اور اُن صدمون کی کیفیت جو ہنگام قطع تعلق دل مین چٹکیان لیتی ہین اگر کوئی صاحب دل اُن بدنصیبون کی زبان سے سُن لے تو شک نہین کہ مغز استخوان جل اُٹھے اور گرم آنسو کی جھڑی غیر موسم مین برسات کا سمان دکھاوے۔

قادر قدیر عیب معذوری سے پاک اور مان سے زیادہ اپنے بندون پر شفیق ہی اُسکے خزینۂ قدرت مین کسی چیز کی کمی بھی سُنی نہین جاتی ممکن ہی کہ دنیا مین وہ مصلحۃً اپنے بندہ کو کسی نعمت سے اُسی طرح محروم رکھے جیسا کہ شفیق مان بخیال تندرستی بچون کو پرہیز کراتی ہی لیکن عالم آخرت کی حالت دوسری ہی اور قیاس باور نہین کرتا کہ اُس عالم وحشت مین ہمارا پروردگار اپنا دامان شفقت گناہگارون کے سر سے اُٹھا لے اور بندگان معترف بعبودیت کو اُس عذاب مین مبتلا کرے جسکی ہیبت ابھی سے خاکسارون کے

دل ہلا رہی ہی۔ اسی عقیدۂ مغفرت کا نام حسن الظن ہی اور حدیث شریف مین اُسکے دلنشین رکھنے کی سخت تاکید ہوئی ہی۔

حدیث

عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ بثلاث لا یموتن احدکم الا وھو یحسن باللہ الظن۔ (رواہ مسلم)

جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ تین دن قبل وفات کے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہی کہ تم لوگون مین ہرگز کوئی نہ مرے مگر یہ کہ خدا کے ساتھ گمان نیک رکھتا ہو۔

سند

حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان للہ مائۃ رحمۃ انزل منھا رحمۃً واحدۃً بین الجن والانس والبھائم والھوام فبھا یتعاطفون وبھا یتراحمون وبھا تعطف الوحش علی ولدھا

ابوہریرہ کی روایت ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی کی سَو رحمتین ہین جنمین ایک رحمت اُس نے درمیان جنون آدمیون جانورون اور کیڑون کے نازل کی ہی جسکی بدولت وہ سب ایک دوسرے سے محبت اور شفقت کرتے ہین اور اُسیکی تحریک سے وحشی جانور اپنے بچون کو

واخر اللہ تسعۃ وتسعین رحمۃ یرحم بہا عبادہ یوم القیامۃ۔ (رواہ مسلم)

پیار کرتے ہین۔ اور ننانوے رحمتین خدا نے اُٹھا رکھی ہین جنسے بروز قیامت اپنے بندون کے ساتھ سلوک فرمائے گا۔

مادرانہ اشفاق کا بیان قبل اسکے ہوچکا پدرانہ شفقتون سے ہر ذی شعور واقف ہے۔ رشتہ داون کے جوش و داد دوستون کے ولولۂ اتحاد کی ہر ایک دور عالم مین ثناخوانی ہوا کی اب کہا جاتا ہے کہ کلجگ کی خودغرضی نے ایسے محاسن کو دبالیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ اُسکی وسعت کا اندازہ اس دور مین بھی مشکل کیا جاتا ہے عاشقی اور معشوقی کی حیرت انگیز داستانین ہر قوم کی روایتون مین بکثرت موجود ہین اور شک نہین کہ ایسے تعلقات کا دریا اتبک بدستور قدیم لہرین لے رہا ہے اور جب تک دنیا کا پردے نہو اُسکی شورش نیک یا بد قالب مین قائم رہیگی یہ سب شعبے اُسی ایک تنۂ شجر رحمت سے نکلے ہین جنکو دست قدرت نے کرۂ ارض پر لگایا ہے باقی ننانوے حصے الحمدللہ کہ خزانۂ آلٰہی مین اسلئے محفوظ ہین کہ عرصۂ محشر مین اپنا اثر دکھائین پس یہ امید بے بنیاد نہین ہے کہ ارباب توحید کی جماعت مین جو محل نزول برکات ہین ایک بھی چشمۂ فیض باری کا پیاسا باقی نرہجائے گا۔

ہمنے مباحث متعلقہ تقدیر مین لکھا ہے کہ خداوند عالم اپنے فضل سے بعضون کی دستگیری کرتا ہے جسکی بدولت وہ لوگ ارتکاب معاصی سے بچ جاتے ہین۔ دوسرے ایسی دستگیری سے کیون محروم ہین اُسکا معقول جواب اُسی موقع مین دیا گیا ہے لیکن یہان ایک اور نکتۂ شگرف بیان کیا جاتا ہے۔

ایک حصۂ رحمت کے جلوے ہم لوگ دنیا مین دیکھ رہے ہین ننانوے حصے رحمت کے جو مخزون ہین آخر اُنکا بھی عالم آخرت مین کچھ مصرف نکلنا چاہیے اور بظاہر اسی ضرورت سے دنیا مین بڑی جماعت بندگان گنہگار امید وار مغفرت کردگار کی کھڑی ہو رہی ہی۔ اس نکتہ کو محض میرے خیال نے پیدا نہین کیا بلکہ حدیث صحیح مین اُسکی طرف اشارہ صریح موجود ہی۔

حدیث

عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال حین حضرتہ الوفاۃ کنت کتمت عنکم شیئًا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لولا انکم تذنبون لخلق اللہ خلقا یذنبون یغفر لھم (رواہ مسلم)

ابو ایوب انصاری رضؓ سے روایت ہی کہ وقت اپنی وفات کے اُنھون نے کہا کہ مین نے ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہی جسکو تم لوگون سے چھپا رکھی تھی۔ مین نے آنحضرت سے سنا کہ فرماتے تھے اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو خدا کوئی ایسی مخلوق پیدا کرے جو مرتکب معاصی ہون اور خدا اُنکے گناہون کو بخشے

حضرت ایوبؓ کو اس حدیث کی روایت مین یہ اندیشہ رہا کہ تنگ خیال آدمی باعتماد تعبیر غلط ارتکاب معاصی پر دلیر نہو جائین اور کچھ شک نہین کہ ایسے زمانے مین جبکہ نفاذ احکام شرعی کی کوششین ہو رہی تھین شان رحمت کا ایسا اعلان خلاف مصالح عامہ تھا لیکن جب تعلیم شرائع کی روشنی پھیل گئی اور طبیعتین اُنکے تحمل کی خوگر ہو گئین اُسوقت بزرگوار صحابہ نے افشا کرا

اسطرح کی مسکّن حدیثون سے بیخبر رکھنا گوارا نہین کیا۔

سند

حدیث

عن عبادة بن الصامت انه قال ما من حدیث سمعت من رسول الله صلے الله علیه وسلم لکم فیه خیر الا وقد حدثتکموه الا حدیثا واحدًا وسوف احدثکموه الیوم وقد احیط بنفسے سمعت رسول الله صلے الله علیه وسلم یقول من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله حرم الله علیه النار۔

(رواه مسلم)

عبادہ بن الصامت سے روایت ہی کہ کہا انھون نے کہ ایسی کوئی بات نہین ہی جسکو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو اور اسمین تمھاری بھلائی رہی ہو مگر مین نے تم لوگون سے وہ بات کہدی۔ ہان ایک بات باقی ہی جسکو آج کہتا ہون اور میرا وقت اخیر ہی مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ جو کوئی گواہی دے کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین ہی اور بیشک محمد اللہ کے رسول ہین تو اللہ اُسپر آتش دوزخ حرام کردیگا۔

حدیث

عن عثمان رض قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من مات وهو یعلم انه لا اله الا الله

حضرت عثمان رض سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اعتقاد پر لا الہ الا اللہ کے

دخل الجنۃ ۔ (رواہ مسلم)

وفات کرے وہ داخل ہوگا جنت مین ۔

حدیث

عن معاذ بن جبلٍ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا معاذُ اتدری ما حقُّ اللہ علے العباد قال اللہ ورسولہ اعلم قال ان یّعبدوا اللہ ولا یشرکوا بہ شیئًا فقال اتدری ما حقّھم علیہ اذا فعلوا ذلک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ان لّا یعذّبھم

(رواہ مسلم)

معاذ بن جبل سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ تو جانتا ہی بندہ پر اللہ کا کیا حق ہی اُنھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُسکا رسول خوب جانتا ہی حضور نے فرمایا کہ وہ حق یہ ہی کہ اللہ کی پرستش کرے اور اُسکے ساتھ کسیکو شریک نہ کرے پھر فرمایا تو جانتا ہی کہ بندون کا کیا حق اللہ پر ہی جب وہ ایسا کرین ۔ مین نے کہا اللہ اور اُسکا رسول خوب جانتا ہی حضور نے فرمایا کہ وہ حق یہ ہی کہ اللہ اُنکو عذاب نہ کرے ۔

حدیث

عن ابی ذرٍ یحدّثُ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اتانی جبرئیل علیہ السلام فبشرنی انہ من مات

ابوذر غفاری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمھاری

مِن امتک لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق۔

(رواہ مسلم)

امت سے مرے اور اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ کرتا ہو تو جنت مین جائیگا۔ مین نے کہا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے انھون نے کہا کہ اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے۔

اِن حدیثون کو مسلمانون کا بہت بڑا فرقہ صحیح تسلیم کرتا ہی اور اُسکی مسلم الثبوت کتابون مین ایسے مضمون کی اور حدیثین بھی روایت کی گئی ہین لیکن مشکل یہ ہی کہ انھین کتابون مین ایسی حدیثین بھی مروی ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ مرتکبان گناہ کو بپاداش عمل تند وسخت عذابی زحمتین اُٹھانی پڑینگی۔ اور بعض حدیثون کا یہ مفہوم یہ ہی کہ ایک گروہ ارباب توحید کا بھی جہنم مین ڈالا اور پھر نکالا جائے گا اس تعارض مین جو نظر آتا ہی کچھ راز ہین جنکی حقیقت کو خدائے کارساز کریم بے نیاز خوب جانتا ہی لیکن دقیقہ سنج عالمون نے مفہوم عام مین کچھ قیدین لگائین معانی خاص مین چند شرطین بڑھائین الحاصل اُن کے خیال مین صالحین سلف کا یہ عقیدہ تھا۔

عقیدہ

جن بندگان مکلف نے دنیا مین ساتھ اعتقاد صحیح کے دامان عمل کو پاک وصاف رکھا وہ لاکلام جنتی ہین لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ اور یہی حالت اُن خوش نصیبون کی بھی ہی جنھون نے قبل از مرگ توبہ نصوح کر کے اپنے اعتقاد وعمل سدھار لیے

کافرون اور مشرکون کے حق مین خلود فی العذاب کے قطعی احکام صادر ہو چکے اسلیے اُنکی
رہائی کی امیدین منقطع ہین۔ اب ایک فرقہ ارباب توحید کا باقی رہا جسکے ممبرون نے
گناہ کیے اور قبل از مرگ توبہ بھی نہ کر سکے یہ لوگ ہر چند عذاب ابدی سے محفوظ ہین لیکن
بخصوص عذاب عارضی (نعوذ باللہ منہ) اُنکی حالتین مشتبہ ہین یعنے ممکن ہی کہ بتائید
رحمت آلہی سزا سے بلوہ بچ جائین اور یہ بھی اندیشہ ہی کہ کم وبیش (کما شاء
دہم) اپنے کیے کی سزا پائین۔
یہ رائے قرین قیاس پائی جاتی ہی اور اُسکی مدد سے وہ تعارض جو مابین الاحادیث نظر
آتا ہی رفع ہو جاتا ہی اسلیے مین اُسی کو تسلیم کر کے عرض کرتا ہون کہ یہ مشتبہ الحال
فرقہ صدہا ضمنی گروہ کو اپنے حلقہ مین لیے ہوئے ہی جنکی تفصیل دشوار اور موجب ملال
خاطر ناظرین بھی ہی اسلیے مین عنان توجہ کو اُسکی طرف سے پھیر کے کہتا ہون کہ ممبران فرقہ
موحدین جن لوگون کو بزمانۂ عمر عمل بالشرائع کی طرف رغبت اور کردار ناسزا سے ندامت
رہی ہو وہ اگر اعتقاد توحید کے ساتھ اپنی جانین قابض الارواح کو سپرد کرین
تو سو درجے مین ننانوے درجہ اُن کے لیے یہی امید ہی کہ پروردگار کی رحمت کاملہ
اُن کی عارضی تعذیب بھی پسند نکرے گی اور یہ لوگ صالحین امت کا قدم
پکڑے چمنستان جنت مین پہونچ جائین گے۔ اس بیان کی تائید مین ضرورت
ترتیب مقدمات استدلالی نہین ہی کیونکہ چند اسناد جو ضبط تحریر مین لائی گئی ہین اُن پر
غور کر کے ہر ذی شعور غالباً وہی نتیجہ اخذ کریگا جسکو مین نے اخذ کیا ہی۔

سند ۹

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال قال اللہ عزوجل انا عند ظن عبدی بی وانا معہٗ حیث یذکرنی واللہِ اَللہُ افرح بتوبۃ عبدہٖ من احدکم یجد ضالتہ بالفلاۃ ومن تقرب الیَّ شبرًا تقرّبت الیہ ذراعًا ومن تقرب الی ذراعًا تقرّبت الیہ باعًا واذا اقبل اِلیَّ یمشی اقبلتُ الیہ اھرولُ۔

(رواہ مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ مین ساتھ گمان اپنے بندہ کے ہون اور اُسکے پاس ہون جہان وہ میری یاد کرے۔ اور یقیناً پروردگار اپنے بندہ کی توبہ سے زیادہ خوش ہوتا ہی بہ نسبت اُس شخص کے جو تم مین سے اپنا کھویا ہوا اجاڑ ویران زمین مین پائے اور جو شخص مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہو مین اس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہون اور جو مجھ سے ایک ہاتھ نزدیک ہو مین اُس سے ایک باع (دونون ہاتھ کا پھیلاؤ) نزدیک ہوتا ہون اور جب میری طرف چلتا ہی تو مین اُسکی طرف دوڑتا آتا ہون

دنیا کے ذی اختیار نیک خو آقا اپنے خطاکار خدام کے قصور معاف کرتے ہین لیکن اکثر ترش روئی کے ساتھ اور ملامت کے بعد۔ پروردگار ارحم الراحمین ہی وہ معافی چاہنے والون کو معاف ہی نہین کرتا بلکہ اُنکی اس سعادت پر اظہار مسرت بھی فرماتا ہی کہ اُنھون سے

آخرکار نعماے الٰہی کی قدر کی اُسکے مواخذہ سے ڈرے اور یہ بھروسا کرکے کہ اُنکا مالک غافر الذنوب ساتر العیوب ہی اُسی کے آستانہ پر جا پہونچے اور اُسی کے دامان عاطفت کو عجز اور نیاز کے ہاتھون سے تھام لیا۔

سند

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی اٰتٍ من عند ربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ وبین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ وھی لمن مات لا یشرک باللہ شیئًا۔ (رواہ الترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھکو اختیار دیا کہ یا نصف امت میری جنت مین داخل ہو یا یہ کہ مین شفاعت کرون مینے شفاعت کو اختیار کیا اور وہ اُس شخص کے لیے ہی جو وقت وفات اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو

حدیث

عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من امتی من یشفع للفیام من الناس ومنھم من یشفع للقبیلۃ

روایت ہی ابی سعید سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین بعض آدمی بڑی جماعت کی اور بعض ایک قبیلہ کی اور بعض

و منهم من يشفع للعصبة ومنهم من يشفع للرجل حتے يدخلوا الجنة هٰذا حديث حسنٌ۔ (رواه الترمذی)	جماعت قلیل کی شفاعت کرینگے اور بعض ایسے ہون گے کہ ایک ہی آدمی کی شفاعت کرین گے تا آنکہ جن لوگون کی شفاعت کی گئی وہ جنت مین داخل ہون گے یہ حدیث حسن ہے۔

شفاعت کا اختیار دینا اور پھر اُسکا قبول فرمانا خدا ہی کی رحمت اور اُسی کی بندہ نوازی ہے حیلۂ شفاعت کا یہ فائدہ ہے کہ شفاعت کرنے والون کی عرصۂ محشر مین عزت افزائی ہو اور اُسی ضمن مین بندگان گنہگار بھی شرف نجات سے بہرہ اندوز ہون۔ ہمارے نبی نبی الرحمۃ اور ہم سب اُنھین کے نام مبارک کے فدائی ہین میرا تو یہی خیال ہے کہ ہمارے آقا کوئی دقیقہ کوشش کا اس خصوص مین اُٹھا نہ رکھین گے کہ اُنکے سب خادم دامان دولت پکڑے ہوئے فضائے جنت مین داخل ہون پھر دیگر بزرگان دین بھی اپنی طاقت کے موافق ہم گنہگارون کی دستگیری مین مساعی جمیلہ کو کام مین لائین گے اور انشاءاللہ تعالےٰ اِن شفیعان امت کی حمایت مین ہم غریبون کا بیڑا پار لگ جائے گا۔

خدایا بحقّ بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسول

تمت

خاتمۃ الکتاب

محمد عبدالغفور بن محمد اکرام فاروقی متوطن محمد آباد گہنہ ضلع اعظمگڈھ یعنے مؤلف رسالۂ ہذا ناظرین کی خدمت مین گزارش کرتا ہی کہ مین ایسے خاندان مین پیدا ہوا اور پرورش و تعلیم پائی جو قدیم الایام سے پیرو مسلک اسلام کا ہی ان تعلقات نے مجکو ایک مدت تک تقلیداً اُس شمع ہدایت کا پروانہ رکھا جس کا خود وہ خاندان والہ و شیدا تھا لیکن بعض آزاد منش دوستون کی صحبت نے خیالات مین ولولۂ جستجو پیدا کیا اور مین صبر و سکوت کے ساتھ مدتون عقائد اسلامی پر غامض نظر ڈالتا اور اُنکے اصول و فروع کی جانچ عقل اور امتیاز کی روشنی مین کرتا رہا۔ خدا کا شکر ہی کہ مین نے اپنے موروثی مذہب کو اس کسوٹی پر بھی کامل العیار پایا اور اب مین تحقیقاً اُس دین متین کا معتقد ہون جسکا اعتقاد کبھی بزرگون کی دیکھا دیکھی ظاہر کرتا تھا۔

کبھی کبھی مسلمان دوستون کے مجمع مین بعض خیالات کے اظہار کا موقع ملا اور اُن لوگون نے مجکو مشورہ دیا کہ ایسے خیالات کا بشکل کتاب منضبط ہو جانا زیادہ نہین تو یہ فائدہ ضرور دیسکتا ہی کہ خود اپنے گروہ کے کچھ ممبر جو اب تک تقلیداً کلمۂ توحید اور شہادت پڑھ رہے ہین محقق مسلمان بن جائین۔ مین نے اُنکی رائے کو قرین صواب

تسلیم کیا مگر دنیاوی تعلقات نے فرصت نہین دی۔ بعد حصول پنشن کچھ فرصت ملی
اور خدا کا شکر ہی کہ ۱۳۲۱ ہجری مین یہ رسالہ تکمیل کو پہونچا اور بنام
مصباح الکلام فی طریق الاسلام موسوم کیا گیا۔ دوسرے فرقون
کی دل آزاری مجھکو کبھی پسند نہ تھی اس لیے مین اپنی سمجھ کے موافق کوئی فقرہ جس سے
پیروان ملت غیر کو رنج پہونچے یا اُن کے معتقد علیہ بزرگون کی توہین ہوتی ہو زبان قلم
پر نہین لایا ہان اسلام کی تائید جہان تک مقتضاے انصاف تھی ضروری ہی اور
اُسکے اصول کو معقول ثابت کیا ہی۔ مجھپر منحصر نہین ہر مذہب کے پیرو تقلیداً خواہ تحقیقاً
اپنے مذہبی اصول کو ایسا ہی بیان کرتے ہین مگر اُس بیان سے کوئی دانشمند نتیجہ
توہین ملل دیگر اخذ نہین کرتا اسی طرح مین بھی مستحق ہون کہ اپنے عقیدون کے اظہار
اور اُنکی تائید مین معذور سمجھا جاؤن۔ مین نے جس غرض سے اس رسالہ کو تحریر کیا
اُسکو پہلے عرض کر چکا کاش کسی انصاف پسند کو میرے خیالات پسند آئین تو مین
ملتجی ہون کہ مجکو دعاے خیر سے یاد کرین اور اگر ناپسند ہون تو مجکو دائرۂ بحث کا وسیع
کرنا منظور نہین ہی باقی رہا مختصر جواب اُس کو پہلے ہی گزارش کیے دیتا ہون لَکُمْ
دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ۔ اظہار خیالات مین دین حق کی تائید کی گئی ہی اور مین
حضرت کردگار کی رحمت واسعہ سے امیدوار ہون کہ جو خدمت اُسکی توفیق سے اُسکا
بندہ معترف بہ قصور بجا لایا ہی اُسے خالقانہ بندہ نوازی کی تحریک سے قبول فرماے اور
نجات اخروی کی سعادت سے مؤلف کو بہرہ مند کرے۔ آمین یا رب العالمین

اللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَایِقَ الاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ تَوَفَّنَا مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۰
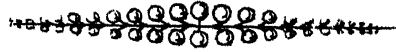
مزیل اغلاط مصباح الکلام فی طریق الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۰	اِس	اُن	۲۷۸	۷	قرقہاے	فرقہاے
۲۱	۱	کیسا	کیا	۲۸۷	۱۰	رارہی	رازی
۲۵	۳	مجورہ	مجوزہ	۳۰۱	۱۷	الحراف	انحراف
۴۱	۱۰	یا بلکہ	بلکہ	۳۳۷	۶	اپسا	ایسا
۴۲	۱۱	خدا سے	خدا ے	۳۵۹	۱۴	یدن	بدن
۴۶	۱	سے سے	سے	۳۶۲	۱۴	یار	بار
۵۳	۴	خوانی نہ	خوانی تہ	۳۷۷	۵	نکالا	مصرف نکالا
۵۶	۷	ہرگر	ہرگز	۳۸۳	۱۰	ورنکے	اور اُن کے
۶۱	۱۴	ہین گے	ہین	۳۸۵	۱۳	لی	کی
۷۵	حاشیہ پر	صفا	صفات	۳۸۸	۱۱	لجبہ	لعبہ
۷۸	۱۳	وَالستکبر	واستکبر	۳۸۹	۱۱	اترمن	اُتربن
۸۶	۵	نتنفر	متنفر	۳۹۲	۹	ہواخواہان	خواہان
۹۰	۴	نمایا	نمایان	۳۹۳	۷	اگرچہ	اگر
۹۲	۱۷	تعقہ	تفقہ	۴۰۴	۶	رگھے	رکھے
۱۱۸	۵	باپند	پابند	۴۱۱	۶	کھون کا	کھون کا
۱۴۰	۸	کرسکے	کرسکین	۴۶۷	۷	کثیف	کثیف جماعت
۱۶۱	۷	کمشیرۃ	کثیرۃ	۴۷۱	۹	العوش	العرش
۱۶۳	۱۵	عامل	عائل	۴۷۲	۶	قیام	فیام
۲۳۰	۱	تلبسون	یلبسون	۴۷۳	۲	پرواز	یرواز
//	۱۰	یولوس	پولوس	۴۸۵	۸	یہ مغموم	مفہوم
۲۶۵	۱۴	نہین تھی	نہین دی تھی				